ترجمان السنۃ

عربی۔ اردو

جلد سوم

دورِ حاضر کی ضرورتوں کے مطابق جدید تحقیقات اور مفید اضافوں کے ساتھ

احادیث مبارکہ کا جامع و مستند عظیم الشان مجموعہ

از قلم

زبدۃ المحققین حضرت مولانا ابو سعید محمد داؤد راز صاحب

استاذ الحدیث دار العلوم دیوبند و شیخ الحدیث جامعہ ابی بکر الاسلامیہ

ادارہ اسلامیات

اِنتساب

شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد انور شاہ قدس سرہٗ کی عشقِ نبوی اور خدمتِ حدیث میں ڈوبی ہوئی روح کے نام جن کے فیضِ صحبت سے رفقائے ندوۃ المصنفین اس خدمت گرامی کے لائق ہوئے۔

ندوۃ المصنفین

فہرست مضامین ترجمان السنہ جلد سوم

دیباچہ ۲
اعتراف و اعتذار ۱۰
القصاص والقصد ۱۵
قصاص مقتول میں ایک اور نظیر ۱۶
مسئلہ قصاص جماعت علی متکلمین ۱۸
شبہ مقتولین والمقاتلات عصر ۱۹
کا اس پر اثر ۲۰
قصاص مقتول خطائی جہد جہت ۲۰
میں کا تعین ۲۰
قصاص مقتول کی حقیقت اور اس ۲۱
نظر میں اس کی اہمیت ۲۱
سلف خلف میں یہ مسئلہ کیونکر ۲۲
تجاوزات احناف پر ان کی تنقید ۲۳
وتحسین ۲۳
مسلک قصاص کے دلائل پر ایک نظر ۲۴
امام شافعی کا مسلک ۲۴
حنفیہ کے مسلک کی تنقیح اور اس کے ۲۴
کچھ اور توضیح ۲۴
قصاص مقتول میں امام زہری ۲۵
کے مسلک کی اہمیت و تنقیح ۲۵
مقتول قصاص میں امام اسحاق ۲۶
کا مسلک ۲۶
عسکری تغلب کے لئے امر الصلح ۲۷
بہ تغلب کے نتائج ۲۸
قصاص مقتول کی ہیئت کیا ہے ۲۸
قصاص مقتول کی نسبت علماء کی ۲۹
کچھ اور تصریحات ۲۹
قصاص مقتول میں قدر مساوات ۳۰
سے کیا مراد ہے ۳۰
قصاص مقتول میں کفار کا بھی اعتبار ۳۱
سے کامل نہیں ہے ۳۱
قصاص مقتول کے متعلق بعض ۳۲
فروعی مسائل ۳۲

کی بحث ۳۵
یہ مقتول کا کفو نہیں کو اختیار ۳۵
ہے یا اولیاء اطراف کو حق ۳۵
جنین دیت کی بحث کی بدولت میں ۳۶
دو قول یا تین اصناف میں مستقل ۳۷
شمار کی جاں ہیں ۳۷
جنین کے اعضاء میں خمسہ میں سے ۳۸
جس اعضاء سے کم دیت ہے اس ۳۸
جس مقدم ہے اس کی دیت ۳۹
نکلوانے کے لئے تدبیر کا جائز ہونا ۴۰
ہے یا نہیں ۴۰
جنین میں مقدر کا سوا لمضغہ ۴۱
ام ولد اسقاط کی سزا ۴۱
خطاء مقتول کا قرائن کی نظر میں ۴۲
کا تابع کرنا خطاء مقدر کے ۴۳
غلہ کی چیزوں میں سے ہے ۴۳
حل قتل کے حکم ازلی میں کوئی تبدیلی ۴۴
نہیں ہوئی خطاء مقتول کے عنوان ۴۴
سے اس میں تبدیلی ہوئی ہے ۴۵
دیت میں کمی بیشی کی وجہ ۴۵
جنین کی خلقت کا نشوونما میں ۴۶
بڑھنے کے مقامات کے تعین ۴۶
سے بھی خطاء مقتول کے تعین کی ۴۶
ہوتے ہیں ۴۶
خطاء مقتول اس وقت ہوتا ہے ۴۷
خطاء مقتول میں ۴۷
خطاء مقتول کے تعین کی ۴۸
قوت ادراک کے خطاء میں خطاء ۴۸
پر اقدام کا حکم اثر رکھتا ہے ۴۸
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسبت ۴۹
رسمی کا حضرت جبرئیل علیہ السلام ۴۹

کے ساتھ ہیں ۵۱
نبی اعلم علیہ السلام کا تعلیم ۵۱
نظیریں ۵۲
تعلیم کے نزدیک موت ایک ۵۲
مسلمانوں کے عقیدت کا حضرت ۵۲
عیسیٰ کو رفع کرنا کافی نہیں ہے کہ ۵۳
انکی اس حیثیت کا اعتراف بھی ہو ۵۳
جو اسلام نے پیش کی ہے ۵۳
حضرت خاتمی انبیاء کی تعلیم ۵۴
کہ حقیقت و اس کے کمال تک ۵۵
یعنی حکومت سیاست عزم و ۵۵
اور دعوت و ہدایت کی انتہائی ۵۵
حصول مقصود ۵۶
خصوصیت نبوت کے متعلق ایک غلط ۵۷
امین اور اس کا انجام ۵۷
سیرت کے مکمل نمونہ کی ضرورت ۵۸
مکہ مکرمہ اور تورات کی ایک عبارت ۵۸
پر ایک تنقید کہ حقیقت ۵۹
کا ذکر قرآن مجید میں ۵۹
ملکیت کی صورت اور اس کی حقیقت ۶۰
خواجہ تاش کی حیثیت و حقیقت ۶۰
ملکیت نفس کا اس کی مالک سے ۶۱
اس کی رہائی ۶۱
ملکیت کی حقیقت خلافت ہے ۶۲
نبوت کی ضرورت پر فلاسفہ کے ۶۳
یہود کی مثال کہ حقیقت ۶۳
آدم علیہ السلام کی سرگذشت اس ۶۴
حقیقت پر ایک اور شہادت ۶۴
خطاء کا امتحان اور اس کا نتیجہ ۶۵
نبوت کا کمال ذاتی ہے یا کسبی ۶۵
عمر نبوت کی پہلی تقسیم حیات ۶۶
خطابت کے خطاستیلا مالکی تمام ۶۶

تحمل، صبر اور حلم عظیم	۱۰۳
عظیم ہستی کی بعض خصوصیات جنت	۱۰۴
کی کیا تجلی ہے	۱۰۵
عظیم ہستی کے بعض خصوصیت جزم اور	۱۰۶
تخلیت ہے	۱۰۷
انبیاء علیہم السلام کے ساتھ بعض خاص	۱۰۸
صحیح کلامت کی نوع ہمیشہ ہوتی ہے	۱۰۹
ان کی عام صفات کی خصوصیت بھی ان	۱۱۰
کی عام صفات سے ظاہر ہوتی ہے	۱۱۱
قرآن کریم اور دیگر الہامی کتب میں ایک	۱۱۲
امتیاز	۱۱۳
حافظ ابن تیمیہ کا نظریہ انبیاء علیہم	۱۱۴
السلام کی معرفت کے طریق کی	۱۱۵
نوع انسانی کی طرح ان کے امتیاز	۱۱۶
کی خصوصیت	۱۱۷
نبوت و رسالت کی حقیقت اور اس	۱۱۸
کی اشکال مختلفہ جن کی معرفت ہوتی	۱۱۹
انبیاء علیہم السلام جب کبھی دنیا میں	۱۲۰
تشریف لائے ہیں تو بے کامل	۱۲۱
تعلیمات کے ساتھ آئے ہیں۔	۱۲۲
تشریف لا کر ساتھ لائے ہیں	۱۲۳
کیوں کر	۱۲۴
نبوت کے صدق و حقانیت پر دلائل	۱۲۵
قرآن کریم کی تشریح کرنے والی	۱۲۶
احادیث کی کیا حیثیت ہے	۱۲۷
قرآن کریم کا بیان	۱۲۸
قرآن کریم کی کیا کی کی ساتھ	۱۲۹
تفسیر کرنے کا طریق	۱۳۰
حافظ ابن تیمیہ کا نظریہ	۱۳۱
مشرکین کے یہ حجت اختیار کرنے	۱۳۲
کہ قرآن کریم کے اختلافات فہم	۱۳۳
کی وجہ سے	۱۳۴
کلمات اللہ کے تمام اور کامل ہونے	۱۳۵
کی خصوصیت	۱۳۶
انبیاء علیہم السلام کی آمد	۱۳۷
انبیاء علیہم السلام کی آمد کا	۱۳۸
ایک رکن	۱۳۹
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد	۱۴۰
کی امتیازی خصوصیت	۱۴۱
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی	۱۴۲
عالمگیر امتیازی خصوصیت	۱۴۳
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسب	۱۴۴
دین کی امتیازی خصوصیت	۱۴۵
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت	۱۴۶
نبوت مثل انبیاء علیہم السلام کی	۱۴۷
دعوت میں امتیازی خصوصیت	۱۴۸
دعوت کے وقت انبیاء علیہم السلام کی	۱۴۹
مخالفین کے ساتھ معاملہ کی	۱۵۰
بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	۱۵۱
کے عمل کی خصوصیت	۱۵۲
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق	۱۵۳
کی ایک امتیازی خصوصیت	۱۵۴
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق	۱۵۵
کی عام نوعیت کی خصوصیت	۱۵۶
انبیاء علیہم السلام کے دین میں اقتصادی	۱۵۷
خصوصیت	۱۵۸
انبیاء علیہم السلام کی رسالت میں	۱۵۹
امتیازی خصوصیت	۱۶۰

نبی امی	۱۶۱
حضرت نبوت و رسالت	۱۶۲
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیدا	۱۶۳
ہونا کہ ایک دنیا آپ کی منتظر تھی	۱۶۴
سفر و حضر کے لیے	۱۶۵
نبی کو انبیاء علیہم السلام کی نوع کی	۱۶۶
کی خصوصیات کا ذاتی علم ہونا	۱۶۷
اس کا بھی ان کے خصوصیات کی	۱۶۸
اس کو فوق الکل بیان فرمائے۔	۱۶۹
انبیاء علیہم السلام میں وہ خصوصیت	۱۷۰
جس کی بنا پر کہ ایک دوسرے کے	۱۷۱
کسی بعض اعتراض کا نشان بنیں	۱۷۲
نبی اور ان کے کام و نشان میں	۱۷۳
انبیاء علیہم السلام جب بشر تھا	۱۷۴
اللہ تعالیٰ کے برتاؤ بندوں	۱۷۵
اور اللہ تعالیٰ کی جو سنت نوع	۱۷۶
بشر کے لیے نظر میں ہے وہ بھی ان	۱۷۷
کی ذات میں پائی جاتی ہے۔	۱۷۸
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت	۱۷۹
ذات میں پوری آب و تاب	۱۸۰
ظہور کرتی دیکھتا ہے	۱۸۱
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی	۱۸۲
تکلیف بار ہوا اور آپ نے اس پر اس طرح	۱۸۳
صبر فرمایا جیسا کہ دیگر انبیاء	۱۸۴
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی	۱۸۵
جسم مبارک بشری طریق پر ہی اس دنیا سے	۱۸۶
جسم مبارک بشری طریق پر ہی	۱۸۷
ایک اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی	۱۸۸
انبیاء علیہم السلام کی طرح	۱۸۹
قبر مبارک بھی بشری طریق پر	۱۹۰
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی	۱۹۱
ایک اور خصوصیت	۱۹۲
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے	۱۹۳
طرح کی بعثت و بشریت میں	۱۹۴
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ان	۱۹۵

حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق	۱۰۰
حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق	
ایک خصوصیت	۱۰۰
حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ	
حضرت حوا کے تخلیق کی خصوصیت	۱۰۰
حضرت حوا علیہا السلام کے جنت و	
دنیا میں رہنے کی خصوصیت	۱۰۰
حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ حضرت	
حوا کی تخلیق کی خصوصیت	۱۰۰
حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ حضرت حوا	

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام گرامی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا مہینہ اور تاریخ ۳۰
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا سال ۳۱
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کتنے بیٹے اور بیٹیاں تھیں ۳۲
آپ کے خطاب کا مخاطب کون ہے ۳۳
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کن کن پیغمبروں کی بشارت دی گئی ۳۴
ہر پیغمبر کی بشارت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا کیا علامتیں بیان کی گئی ہیں ۳۵
سوال اگر محمد رسول اللہ قرآن میں ہوتا تو ہر مسلمان کے گھر میں قرآن کیوں نہ پہنچتا ۳۶
جواب اس کے متعدد جواب ہیں ۳۷
آنحضرت علیہ السلام حضرت عیسیٰ کی بشارت کیوں نہ دی ۳۸
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کیوں نہ بنی اسرائیل ہوئی ۳۹
آپ کی حضرت کے علاوہ خصوصیات ۴۰
آپ کی امت کی اپنی علیحدہ کیا خصوصیات ہیں ۴۱
آپ کی وفات کا سال ۴۲
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۴۳
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات ۴۴
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ۴۵
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے کی زندگی ۴۶
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا زمانہ ۴۷
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عرب کی حالت ۴۸
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت دنیا کی حالت ۴۹
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت بنی اسرائیل کی حالت ۵۰
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عیسائیوں کی حالت ۵۱
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت مجوسیوں کی حالت ۵۲
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت ہندوؤں کی حالت ۵۳
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت دیگر اقوام کی حالت ۵۴
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت علوم کی حالت ۵۵
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت صنعت کی حالت ۵۶
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت تجارت کی حالت ۵۷
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت زراعت کی حالت ۵۸
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت سیاست کی حالت ۵۹
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت تمدن کی حالت ۶۰
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت معاشرت کی حالت ۶۱
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت مذہب کی حالت ۶۲
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت اخلاق کی حالت ۶۳
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عقائد کی حالت ۶۴
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عبادات کی حالت ۶۵
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عبادت گاہوں کی حالت ۶۶
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عبادت گاہوں کے خادموں کی حالت ۶۷
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عبادت گاہوں کے خادموں کی حالت ۶۸
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عبادت گاہوں کے خادموں کی حالت ۶۹
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عبادت گاہوں کے خادموں کی حالت ۷۰
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عبادت گاہوں کے خادموں کی حالت ۷۱
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عبادت گاہوں کے خادموں کی حالت ۷۲
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عبادت گاہوں کے خادموں کی حالت ۷۳
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عبادت گاہوں کے خادموں کی حالت ۷۴
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عبادت گاہوں کے خادموں کی حالت ۷۵
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عبادت گاہوں کے خادموں کی حالت ۷۶
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عبادت گاہوں کے خادموں کی حالت ۷۷
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عبادت گاہوں کے خادموں کی حالت ۷۸
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عبادت گاہوں کے خادموں کی حالت ۷۹
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عبادت گاہوں کے خادموں کی حالت ۸۰
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عبادت گاہوں کے خادموں کی حالت ۸۱
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عبادت گاہوں کے خادموں کی حالت ۸۲
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عبادت گاہوں کے خادموں کی حالت ۸۳
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عبادت گاہوں کے خادموں کی حالت ۸۴
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عبادت گاہوں کے خادموں کی حالت ۸۵
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عبادت گاہوں کے خادموں کی حالت ۸۶
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عبادت گاہوں کے خادموں کی حالت ۸۷
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عبادت گاہوں کے خادموں کی حالت ۸۸
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عبادت گاہوں کے خادموں کی حالت ۸۹
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عبادت گاہوں کے خادموں کی حالت ۹۰
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عبادت گاہوں کے خادموں کی حالت ۹۱
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عبادت گاہوں کے خادموں کی حالت ۹۲
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عبادت گاہوں کے خادموں کی حالت ۹۳
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عبادت گاہوں کے خادموں کی حالت ۹۴
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عبادت گاہوں کے خادموں کی حالت ۹۵
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عبادت گاہوں کے خادموں کی حالت ۹۶
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عبادت گاہوں کے خادموں کی حالت ۹۷
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عبادت گاہوں کے خادموں کی حالت ۹۸
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عبادت گاہوں کے خادموں کی حالت ۹۹
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عبادت گاہوں کے خادموں کی حالت ۱۰۰

قرآنی و احادیث کریمہ کی تعلیم	۵۲۰
اسلام میں	
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق	
پیش گوئیوں کے ساتھ زیادت	
تطبیق بیان کی کے حوالہ میں	
ایک اعتراض کا جواب	
اسلام	۵
اسلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام	
صفات صاحبین سے اس کی	
حضرت مسیح پہلی آن کی مثال	
اصل نسب صفت کی صورت سے	
اس کی کمزوری اور شکل نہ ہونا	
ثابت	۵۲۱
حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق	
آیات پڑھ کر سنانے سے قبل بیان	
حضرت مسیح کی وفات اور قرآن	
اپنے کامل قرآنی کا صحیح تفسیر	
بیان کرنا ضروری ہے	۵۲۲
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق	
چودہ سو سال کے عرصہ میں	
کی جدید داستان	۵۲۳
صلیبی موت کا ہنسی ہونا اس	
کے ساتھ ہی حضرت مسیح کی	
اسلام میں بالکل نہ اصل بلکہ	
غیر اصل ہونا	۵۲۴
رفع کا لفظ قرآن کریم میں ایک جگہ	
بھی جسمانی موت کی تردید کے لئے	
مستعمل نہیں	۵۲۵
رفع کے معنی قرآن اور لغت میں	۵۲۶
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیبی	
موت قرآن کریم کا ایک پیشگوئی	۵۲۷
لفظ کے معنی اور لغت میں	
تردید	۵۲۸
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	
کے بارہ میں بھی یہ لفظ استعمال ہوا	
اسلام کی حیات ہمیشہ کی ایک اہم	۵۲۹
سرگزشت	
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ	
تشریف لانا جو کہ آنحضرت صلی اللہ	
علیہ وآلہ وسلم کی شان پر ترمی کا	۵۳۰
موجب ہو	
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیب	
سے بچ جانے کی تائید میں	۵۳۱
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے	
رفع کے بعد بھی اسلام کے	
ترقی کے بعض اور پہلو	۵۳۲
زیر صفات آن کی کمزوری	۵۳۳
حضرت ابن عباس کی تفسیر کی	
تحقیق	۵۳۴
امام بخاری کی کتاب التفسیر میں	
اس بارہ میں حضرت ابن عباس	
کی روایت کا ترجمہ	
	۵
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات	
پر اس طرح کا استدلال	
صحیح نہیں	۵۳۵
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے	
متعلق آیات کا صحیح مفہوم	۵۳۶
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے	
متعلق پیشگوئیوں کے	
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	
پر چسپاں کرنے کی وجہ	
تشریف لانے والے نبی ہونے	
پر کی پہلی دلیل	
پر پانچ اور کی تفصیلات کے	
پیش کئے جانے کا	
پس منظر	
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی	
صلیبی موت کے	
ان کی وفات متعلق	
ان کے دوبارہ	
اتباع	
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی	
شان کا ہم اور دس	
محل نزول کا ہم	
ان کا محل	
ان کے	
شب معراج میں حضرت عیسیٰ	
علیہ السلام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ	
وسلم کی ملاقات	
صحیح وقت	
کرنا	

ن کی جان نکلتی ہے۔ اس لئے		حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف		کہ عیسیٰ شادی کرنا پھر ولادت عیسیٰ	
ہی جنہوں نے اُمت محمدیہ صلی اللہ		آوری اور اس میں آنحضرت صلی اللہ		اس سے کہ عیسیٰ آپ کی امت میں اور	
علیہ وسلم کی اصلاح کا ایک جزو		علیہ وسلم کی اُمت کی خوبیاں	۵۸۸	عیسیٰ نبی نہ کہا و کہ	۵۹۲
بھی ذکر نہیں فرمایا گیا کہ یہ بہت		اور عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام		نبی نبی اسرائیلی اسرائیلی سیدنا المسیح	
در اصل تو اس اُمت ہی کے		من بین صالحا لاحیاء العظیم		عیسیٰ علیہ السلام رسول	
ایک شخص کے متعلق ہوگی اس کے		والسلام یہ صفت لفظاً و معناً اس		ہیں۔ اجماع امت ہے آنحضرت	
بعد یہ عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منتقل		یا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہوگی	۵۹۰	صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر ان پر	
ہو جائیگی۔	۵۸۹	وایضاً علی ظہر النبی صلی اللہ		ایمان لانا ہر مسلمان	۵۹۳
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعد آنے		علیہ وسلم وسلم سیدنا و عیسیٰ		آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف	
والے خلفاء میں سے ایک		علیہ الصلوٰۃ والسلام	۵۹۱	آوری پر کہ آپ کی بعثت دنیا کی بقا	
خلیفہ کا کام۔	۵۹۷	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول		تک کا کھلا ثبوت ہے	۵۹۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پھر جمع کرلوں اس کو تم فرقت کے بعد ۔ بعد جدائی کے جو ہم فرقوں کے ہوئے

بیشک ترجمان علم کی ہیئت کی جو تعریف ہم نے کی ہے آپ کے سامنے آ چکی ہے لیکن جب تک کہ دنیا کے حالات اور حالات کی مناسبت سے علم اس پاس جلے کے مناسب کی اہمیت کا علم نہ ہو گا تو یہ کہنا پڑے گا کہ ہم نے کوئی بات نہیں کہی، صرف اس ایک جملے کے لیے ہزاروں ہزار صفحات کی ورق گردانی کی گئی تا ہم اس کے صحیح مسائل کے تعلق سے میں جو رہنمائی کی گئی ہے اس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ اگر اس کو بیان کیا جائے تو کئی جلدوں میں اس کو ادا کرنا ہوگا۔

واقعات یہ ہیں کہ دوسری جلد کی تالیف سے جب مؤلف کا قلم فارغ ہوا تو وقت کے اصل اہم مقاصد سے یہ خیال پیدا ہو گیا کہ تیسری جلد میں سلسلہ واقعات کی بجائے "اسلامی اقتصادیات" پر قلم اٹھایا جائے۔ فکر اس کے لیے ضرورت تھی کہ پہلے نئی اقتصادیات پر جدید نظریہ کے تحت ایک سی نظر ڈال لی جائے۔ تاکہ خلافت و فتوحات کی نوٹ اسی روشنی میں لیے جا سکیں اور احادیث کا ذخیرہ بھی اسی نظریہ کے ماتحت مرتب کیا جائے۔ چنانچہ اس کا بہت سا مواد جمع بھی کر لیا گیا تھا لیکن یہ سب مواد دماغ ہی کے اندر بکھرا پڑا تھا، جنہوں نے کے ضبط تحریر کی نوبت نہیں آئی تھی کہ ایک دوسری دینی خدمت مؤلف کے سامنے آگئی جو اس تالیفی خدمت سے کسی طرح کم اہم نہ تھی اور اس کا وقت اب اتنا آگے بڑھ چکا تھا کہ اگر کسی زمانہ تاخیر کی جاتی تو پھر اس میں بھی کمی کرنی پڑ جاتی اس لیے اپنے اس محبوب ترین مشغل کو چھوڑ کر جو تمام تر اس کی فکر مشغول ہو جانا پڑا۔ پوری کوشش کی کہ اس جدید مصروفیت کے ساتھ تصنیف و تالیف کا کام بھی متحرک رہے مگر ایسے حالات پیدا ہو گئے تھے انسان کے لیے بیک وقت ان دو خدمات کا موں کا جمع کرنا ناممکن ہو گیا بالآخر تالیف کے لیے ہمیشہ کے لیے قلم دست کش ہو جانا پڑا۔ پورے ایک سال کے بعد جب اس جدید خدمت کی طرف سے کچھ اطمینان میسر ہوا تو تفسیر سے مؤلف کو سفر آخرت نصیب ہو گیا۔

اب جائے مقام تو ایسا معلوم ہوتا جہاں حدیث کی خدمت جمع ہی میں تھی، تصنیف و تالیف کا مسئلہ نہ تھا لیکن تصنیف و تالیف کی نزاکت جن حالات کی متقاضی تھی وہاں پھر بار بار رہ رہ کے یہ احساس ہوتا تھا کہ مؤلف کی آنکھوں میں کچھ ایسی تکلیف پیدا ہو گئی کہ پڑھنے کی کتاب دیکھنا بھی مشکل ہو گیا تھا

کرنے کام کے لیے ہزاروں صفحات کا مطالعہ درکار ہوتا، اب جلنا تو کجا کر چلنا، اس لیے مناسب معلوم ہوا کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاؤں۔ تقریباً ڈیڑھ سال کے بعد جب مرحلہ میں ذرا سخت محسوس ہوئی تو صحت کا انتظار کیے بغیر پھر قلم ہاتھ میں اٹھا لیا، لیکن اب جو غور کیا تو معلوم ہوا کہ جدید ترتیب کے لیے جو مواد جمع کیا گیا تھا اس کی سب الماریاں بکھر چکی ہیں، نکالے ہوئے کو پھر جوڑا جائے تو تصنیف میں اور تعویق و تاخیر ہوتی ہے، اس لیے بجائے اپنی ترتیب کی طرف لوٹ جانا پڑا۔

اسی ترک کے بعد سے کام کو شروع کیے کچھ عرصہ گذرنے نہیں پایا تھا کہ ناگہانی طور پر افتاد کا وہ سخت حملہ ہوا جس کی گمشدہ شہادت کا ایک حصہ قطع کرنا پڑا، اور اب مسند بعبارت کے سامنے کتاب کا یہ دوسرا ایڈیشن متعلق ہو گیا۔ والحمد للہ علی کل حال و اعوذ باللہ من حال اہل النار۔ مقصود مقررات کا شکوہ کرنا نہیں ہو سکتا کیونکہ ان جیسے کیا ہو سکتا ہے جب کہ اہل جہل سب جمع تھے کہ فعلی کسی ایک جانب میں ابھی، خدا قدرت نے ہمیں کام کے لیے دوسرے راستے کھول دیے تھے۔ مقصد صرف اس قدر توضیح تاریخی سے ہے، الحمد للہ کہ ان مقدور یوں پر بھی زبان اللہ کی اہانت سے کوئی بات نہیں ہوئی، البتہ اب صورت تالیف بدل گئی ہے یعنی خود کتابت کی بجائے صورت املا ہے یعنی دوسرے شخص کی دوسے کتابت اختیار کرنی پڑی، تو مولف کے لیے اس کے ہاتھ کے ان قدرت نے مضامین کی آمد میں جو گنجائش رکھا ہے اس کے منقطع ہو جانے کی وجہ سے مضامین میں نقصان واقع ہوا، لازمی نقائص بڑے فوائد اس پر اضافی ہوئے جانے پائے، اللہ تعالیٰ کی بے حد و بے غل سے قدیم ترتیب پر کام ہو شروع کر دیا، اس کا فائدہ یہ کتاب کا جو پہلا حصہ رہ گیا وہ انبیاء علیہم السلام کی مقدس ہستیوں کے تذکرہ پر مشتمل ہے، بظاہر یہ موضوع سب سے آسان نظر آتا ہے مگر اکثر کتب احادیث میں، جس پر مشتمل ایک باب قائم کیا گیا ہے اس میں اس سلسلہ کی حدیثیں ایک جگہ مرتب کر دی گئی ہیں، اس لیے اس سلسلہ کی روایتیں جمع کرنے میں بظاہر کوئی دشواری نہ تھی اور اسی طرز پر ان کے مترجمہ حصے بھی ہوئے تھے، لیکن جب اس موضوع پر کچھ لکھنے کے لیے تمام احادیث نبویہ اس کی تائید میں مرکز توجہ کے جمع کرنے کی ضرورت معلوم ہوئی تو اس کو بھی موجودہ طرز پر بات کے تقاضوں کے مناسب مرتب کیا جانا جب دیکھا تو یہی موضوع کتاب کے موضوعات میں سب سے مشکل بن گیا کیونکہ مذہب کی بنیاد اسی عقیدہ پر جماعت کے نقطہ سے تمام ہوتی ہے، اور ان کی حیثیت سمجھنے میں فضلاء اور خواص مذہب کو بہت غلطیاں لگی ہیں، وہ غلط موضوع کا وجود کسی نہ کسی پہلو سے سب قبیلہ کے نہیں کم از کم ایک [illegible] ہی کی حیثیت ہی سے سہی اور اس کے سب حصے بھی برابر کے نہیں

[illegible] علیہم السلام کے متعلق [illegible] تصص، القرآن مستقل ایک حصہ، تصنیف، تالیف کی کوشش میں کتاب مرتب ہو کر تصریح ہو گئی، [illegible] اس لیے وہ بھی چھاپنے کا ارادہ نہیں ہے، اس اب کی ترتیب میں کتب احادیث کے [illegible] اور [illegible] سے پکڑ لیا ہے۔

[illegible] ابراہیم علیہ السلام [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے

ی صفوفات کے بعد ان حادثات کا انتظار کرنا اہم تھا

جہاں علیہم السلام کے تعارف کے سلسلہ میں ان کی شریعتوں کی خصوصیات پھر ہر ایک شریعت سے اس کے انبیاء کرام پر صحیفے یا کتابیں بھی عالم سے گئے ہیں۔ ذکر ہر ایک فرد ان کی شریعت ثابت ہوتی ہے تو دوسری طرف عام شریعت سے ان کی بڑی بھی وضع ہوتی ہے اور اس طرح یہ سلسلہ پورے اور اوپری عام براکوں کے ساتھ ذہنی نشین ہو جائے۔ جہاں بھی ضبط ہو جائے کہ ان سلسلوں کو اس تعالیٰ بنی اسرائیل کا شرف حاصل ہے۔ ان کی خصوصیات کیا ہوئی ہیں۔ پھر یہ بات خود کو دیکھنے میں آجائیگی کہ جب علیہم السلام کے بعد صدیوں تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت ہوئی ہے۔ اس کے صدیوں اور انبیاء علیہم السلام کی تشریف پر خاص طور پر نظر ڈالی گئی ہے تو ان کی اس کے تعارف کے لیے سب سے زیادہ اہم یہی دو صدیاں ہیں۔ جس کے بعد پھر جن انبیاء علیہم السلام کے حالات گزرے ہیں ان کی حیات طیبہ کے کچھ حالات جو حدیثوں میں آپکے متعلق ہوئے گئے ہیں۔ چونکہ ترجمان السنۃ جلد اول میں آپ کے حالات لکھ چکا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء سلسلہ میں سب سے پہلے اور بعثت سب سے آخری رسول ہیں اس لیے مناسب معلوم ہوا کہ اس باب کو آپ ہی کے اسم مبارک سے شروع کریں اور آپ ہی کے اسم مبارک پر ختم کریں تاکہ آپ کی اولیت و آخریت کا نقشہ جامع تصنیف میں بھی آنکھوں سے نظر آجائے۔

جہاں بھی حسب دستور سابق نبوت کے متعلق پہلے ایک بسیط مقدمہ سپرد قلم کیا گیا ہے جس کے مطالعہ کے بعد اس باب کے تصور کی جوت پورے طور پر واضح ہو سکے۔ اسی طرح خصائص انبیاء علیہم السلام کی حدیثوں سے بھی اس موضوع پر بھی ایک مقالہ لکھا گیا ہے۔ حدیثوں کے تشریحی نوٹ دیکھنے کے لیے اس کا مطالعہ کرنا بھی انتہائی اہم ہے۔ اس جگہ ضروری ہے کہ جلد اول در صفحہ ۱۳ تا ۱۳۲، و در صفحہ ۲۵ تا ۲۸ بھی مطالعہ فرمالیا جائے کیونکہ اس حصہ کے بہت سے اہم پہلوؤں صفحات میں صاف کیے جا چکے ہیں۔ اس سلسلہ میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر آپ کر سب سے زیادہ طویل تعارف ہوا ہے اس کا راز یہ ہے کہ کوئی نبی اب ایسی بڑی امت کی اصلاح اُمت محمدیہ کے ساتھ نہیں ہوا ہے جس کا سابقہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت سے ہوا ہے۔ اس لیے ضروری تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شخصیت کو اچھی طرح واضح کیا جائے۔ جس کے متعلق عیسائی مشنری اس قدر غلو کر رہا ہے کہ وہ شخصیت ایک عام بشری شخصیت کے تصور سے بھی بالکل بالا ہو گئی ہے۔ حتیٰ کہ اس کے متعلق ہر وہ بات جو اس کی بشریت کی طرف اشارہ کرتی ہو اس کے لیے ناقابل برداشت ہو گئی ہے۔ اس لیے ضروری تھا کہ اس کی شخصیت کو قرآن کے نور کے ساتھ اس طرح واضح کر دیا جائے کہ اس کی بشریت کی جہت بھی اس کے لیے ناقابل برداشت نہ ہو۔ اس لیے ضروری تھا کہ اس کی شخصیت کو قرآن کے نور کے ساتھ اس طرح واضح کر دیا جائے کہ اس کی بشریت کی جہت بھی اس کے لیے ناقابل برداشت نہ ہو۔

---

* اس موضوع پر ہمارا ایک مستقل مقالہ بھی ہے جس کا نام "وفات مسیح" ہے۔ اس میں تمام حالات کے علاوہ بھی تفصیلی تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ہم نے اس کے متعلق ایک مستقل رسالہ بھی لکھا ہے جس کا نام "نزول مسیح" ہے۔ اس میں تمام حالات کے علاوہ بھی تفصیلی تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ہم نے اس کے متعلق ایک مستقل رسالہ بھی لکھا ہے جس کا نام "نزول مسیح" ہے۔

ظاہر ہے کہ نظام قیامت اگر خرچ ہے تو اس کی تفسیر یہ نہیں ہے کہ جس وقت میں
دنیا کی تخریب کا فیصلہ ہو چکا ہے اسی وقت میں اس کا ہونا۔ بلکہ مسلمہ کا سلسلۂ عقیدہ جو اس کے قرب میں
صرف کیا جاتا ہے اور وہ بھی اس سلسلہ عقیدہ میں سے زمین ہوا جاتا ہے کہ اس کی بنا ہے صحیح
تسلیم و امام حاری کی کتاب سے بجا صحت اگر دوسرے تخریر حوالہ کی گئی ہے لیکن قرینہ اس کو
امام موصوف کی کتاب پر بھی ترجیح دی گئی ہے۔ ہم نے دیکھا کہ اس مقام پر بھی کہ جہاں یہ مسئلہ امام
موصوف نے تمام بیان کیا ہے اس کی طرف کچھ اشارہ نہیں ہوا ہے اور اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس بیان پر
عواقب ہونے کے تو ہم نہیں کے مذاق کے مطابق اعتقاد قائم کرتے کرتے ہیں ایک جگہ بھی کہ کہ کہ مسئلہ
رسول صلی اللہ علیہ وسلم و السلام اور صحیح جیسے مسائل کی اہمیت کے پیش نظر ان کو کتاب الایمان کا جزو بنانے
مقام کہ اس کے دوسرے مسائل کسی اختلاف کے بعد صحت مسلمہ میں بلکہ ان میں ایمان کا ایک جزو ہی سمجھا جاتا ہے
کتب حدیث میں مسند احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کو اتفاق محدثین کی صورت میں شمار کیا گیا ہے جب ترجمان السنۃ
کی ترتیب کا وقت آیا اس وقت ہم کو امام موصوف کی اس دور بینی کی داد دینی اور امام موصوف کی وجہ سے اس
مسئلہ کو کتاب الایمان کا جزو بنانے میں ہم کو بڑی تقویت حاصل ہوئی اور اب ذہن اس طرف متوجہ ہو گیا کہ اس مسئلہ
کی حیثیت اگر امام پیشوائی کی سی ہے تو اس عقیدہ کی ہے جو فوقیت ثابت شدہ ہے۔ بلکہ اس عقیدہ سے
حضرت استاد مرحوم اس مسئلہ کی احادیث بھی بیانات میں بیشتر اور بسا اوقات جمع فرما گئے تھے اس لیے ہم نے اس مجموعہ
کا قصد صرف اکتساب جہاں بنا کر رہے ہیں حوالہ عنوانات اسی حساب سے قائم کیے ہیں مگر ان عنوانات کی ہم
نے احادیث بھی صحت وہی کی ترتیب قائم رکھی ہیں جو حاکی نے ان عنوانات کے ساتھ آپ نہیں۔ بسا اوقات پر
عنوانات قائم کیے گئے ہیں ان کو بھی شمار کر لیں اور صورت اس ایک مسئلہ پر قریب سو عنوانات ہو جائیں گے

ترتیب کے لحاظ سے اس کے بعد ہم کو وہ قدیم مسئلہ پیش آتا ہے کہ وہ عرب کے پہلے دجال کہا جاتا ہے
جس کی کتاب پہلے ہو گی اور وہ اس جلد کے شروع میں آپ کو بلکہ پہلے دجال صفت۔ اخبار
کے مرسلہ اہل تک کوئی اموی فصل نہیں پا سکا یا جاتا ہے تک اس مسئلہ کے متعلق امام ترمذی
صوفی اور امام ابوداؤد کے انتخاب کتب کلام میں منقول ہوا ہے تو اگرچہ بکر کلام کی بنا پر امام موصوف کے
مسلک کی طرف ہے لیکن صرف اس رجحان سے مسئلہ کا فیصلہ نہیں ہوتا۔ اس لیے ہم نے یہاں روایات
کو الگ الگ لے کر تمام کے مخالفین پیش کر دیا ہیں۔ مگر دونوں بیانوں کے مابین اختلاف کی بنا پر تشریح
نہیں کی اور ہر موقع پر اس کی ضرورت بھی تھی کیونکہ ایک ہی بات کی چیز تھی۔ تاہم ہیں کو اس پر گھبرانا
ساتھ ہی ہمیں بلکہ ہم حضرت اس کا کامل مطالعہ کر لیجئے۔ اتنا ہی کہ اس مسئلہ میں اور دوسرے مسائل

کرنی، وغیرہ یہاں جاتے پاس ہوتے، مقالہ نہ اہل علم کے درمیان ہوا اس موضوع کے متعلق مختلف نظریات پیش ہو چکے تھے، بیش نظر ہے۔ اس لیے تین سے مستشرقین کا تفصیلی تعارف میں مل سکا لا کہ بہت اہم ہو گا کہ ان کے مقالہ کے متعلق نوع شدہ ملاحظات کا مطالعہ کرلیا جائے کہ جو ہلوس میں مساوی ہو چکے تھے ان کو بھی مقالہ کے ساتھ ہی شامل کر دیا جائے گا اس لیے کہ ذیل میں کیے مقصود ہے، اور یہ امر تو جہاں کے مقدمہ میں طاہر کیا جا چکا ہے کہ یہاں بنیادی طور پر مقالہ سے بحث ہے۔ دوسری کتب سے رجوع اسی حد تک ہو گا جس حد تک مقالہ کے مطالعہ میں ضرورت محسوس ہو گی۔ اس لیے ضرورت میں جو کچھ لکھا جائے گا اس کا تعلق مقالہ سے ہو گا۔ اس موضوع میں جو کچھ لکھا جائے گا اس کا تعلق مقالہ سے ہو گا۔ اس موضوع میں جو کچھ لکھا جائے گا اس کا تعلق مقالہ سے ہو گا۔

بار بار مطالعہ کرنے سے جو کچھ سمجھ میں آیا ہے وہ یہ ہے کہ اس موضوع میں جو کچھ لکھا جائے گا اس کا تعلق مقالہ سے ہو گا۔ اس موضوع میں جو کچھ لکھا جائے گا اس کا تعلق مقالہ سے ہو گا۔ اس موضوع میں جو کچھ لکھا جائے گا اس کا تعلق مقالہ سے ہو گا۔

مقالہ کی مشکل یہ ہے کہ ضمان اپنے ماتحت دار کی کو اہل اور قابل علم کی خبر سمجھا ہے وہ اس پر اپنے اعتماد سے اظہار کرتا ہے جب وہ اس کے سمجھنے کی کوشش کرتے ہے کہ کہاں کوئی اپنے مشاہدات بیان کی حدود میں آتا ہوا ہے مقالہ تصادم کا ایک پہلو تو عالم سے متعلق ہے جو اس کے مقصود سے بھی وابستہ ہوتا ہے اور دوسرا خود اس کے باطن سے متعلق ہے۔ انسان دانی، رویہ کی طاقت رکھتا ہے اور وقت قریب تر دیکھنے کی اس کی جبلت کے لیے ایک قریب دیکھنے کے باوجود ایک حد تک مسافت طے ہوتا ہے کہ اگر اس چیز کو اس سے زیادہ دیکھنے کی کوشش کی جائے تو پھر وہ اس کو دیکھنے سے قاصر رہتا ہے اور اگر دیکھتا ہے تو پھر اس کے ادراک سے عاجز ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اس کی بصیرت کا معاملہ ہے۔ یہاں بھی زیادہ اور بہت زیادہ خفیہ طشت کا ادراک سے اس کی عقل عاجز رہتی ہے۔ اس لیے ذاتیات کو وہ پورا ادراک کر سکتا ہے اور نہ اپنے علم کے اظہار کی حدود کی پوری پوری تعیین کر سکتا ہے۔ مشکل یہ ہے کہ اس عجز کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا ہے اور ہم ہے پوری کوشش کی ہے مسئلہ کو جتنا قریب دانی علم کر سکتے کر دیا جائے۔ اس لیے تاریخ سے گزر کر ہم ایک خلائی دنیا میں ہو کر پیچھے اور ذاتی کا مطالعہ فرائض، اور بار بار قرائن اور کچھ سے بچنے اس میں اخراجات پیدا ہونے کی الجھن میں نہ پڑیں۔ امید ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ مکمل و الحیاں کی روشنی سے تعلیق پر سکیں گے اس مقالہ میں حشر کتب کے علاوہ جن کتابوں کو خاص طور پر تحقیق الفرد کے گئے ہے وہ درج ذیل ہیں۔

(۱) تفسیر الدراقت الدرانی (۲) شرح العقیدۃ الطحاویہ (۳) حاشیہ الشلبی (۴) حاشیہ الصبان (۵) کتاب التوحید (۶) شرح العقیدۃ الطحاویہ (۷) الجواب الصحیح (۸) اقتضاء الصراط المستقیم (۹) شفاء العلیل (۱۰) الجامع (۱۱) منہاج السنۃ (۱۲) تفسیر ابن کثیر (۱۳) اسماء و الصفات (۱۴) [illegible]

(۲) مولف المصطلح المصری۔

جس سے آخری دو کتابیں ہمارے ہی دور کے علماء کی تالیف کردہ ہیں جن میں علامہ کوثری نامور فقیہ اور محدث کے سکہ کی چھاپ ہے۔ اور مصطلح مصری شیخ معروف کے مسلک کی عکاسی کرتی کتاب کا مطالعہ پہلے علوم حدیث کے ساتھ ہر دور میں علماء کا اعتناء کیا ہے اور فرق یہ ہے کہ ہر عہد میں ان کی مساعی قابل داد ہیں علامہ کوثری کی تالیف کی جانچ کی پوری سعی کی ہے اور بالخصوص عرب کے بیرو ہے کہ علامہ مصطفی اور علامہ کوثری میں ہمارے کسر کا معیار ہے جو ہر مسئلہ میں سلف سے علماء اور ان علماء کے اس فیصلہ کن کی پیروی کرتے ہیں اور ان کے بغیر وہ کل ذی علم ہے

عہد سند کی ترتیب میں مولف کے سامنے ایک بڑا مشکل پہلو پیش ہی کہ بعد صحابی کتب میں احادیث کا ذخیرہ ایک بڑا ہے تھا کہ اس کا احاطہ بالکل بعد ترتیب سے صحیح کی جانچ میں بہت سے طویل رہتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہر دور کا مطالعہ رہتا ہے مشکل ہو کہ کس مناسبت سے ہر حدیث کی اسناد کے تحت پیش کرتے ہیں اس لئے اوقات بڑی تاخیر و تفتیش کے بعد تیسری صدی کے عنوان کے تحت ایک حدیث منتخب کی گئی لیکن جب زیادہ غور کیا تو معلوم ہوا کہ یہ حدیث ایک بار پہلے بھی گزر چکی ہے اس لیے نہ صرف یہ بھی بیکار ہی بلکہ اس کے بعد اب دوسری حدیث کا انتخاب کرنا ایک جدید محنت کا متقاضی ہو گیا اس دوران میں ساتھ حفظ قوی ہے ذات تنبیہ کر جو احادیث قلم سے ایک بار نکل گئیں پھر جب کبھی وہ کہ آئیں تو یہ دعا ہے کہ اس مناسبت سے یک بار پہلے وہ فلاں عنوان میں گزر چکی ہے اس لئے مہلک ہو کر پوری جانفشانی کے ساتھ کوئی حدیث آپ کو کبھی نظر نہ آئے، آپ پس مولف کے تصور حفظ پر حیران کریں، اسی کے ساتھ امکان ہمارے اس کی بھی آزمائش کی ہو کہ جہاں کہیں مضمون کے مناسب حدیث گزر چکی ہے اس کا حوالہ دے دیا جائے اور گزشتہ کسی مضمون کا اعادہ اس جملہ سے ضروری ہو تو اس کا حوالہ دے دیا جائے لیکن اس محنت میں کے وہ اس عمل کو اختیار کرے کہ اس سے فائدہ حاصل کرلیں

ترجمان المستنصر میں مدت کا اندازہ کیا ہے اس کی تشریح کسی حد تک حالات و ذاتی کے متعلق میں کر دی گئی ہو لیکن اب اس کی صحت مدت کے متعلق میں کچھ وضاحت کر دینا ہے کہ ہمارے مضامین کی تکمیل میں ۔۔۔ سے عہد ۔۔۔ خاصے سے ساتھ مسائل کا ۔۔۔ کو صحیح رہنمائی میں دیکھنے اور پھر دوسرے لوگوں کے مطالعے میں کچھ رکھنے کے لیے ہے اور اس کا اصل مقصد یہ ہے کہ کسی طرح کسی وقت علم کا علم پر دکھا جائے احادیث کے تحت تحقیق کیا جائے تو اس کے متعلق ان میں جلسہ کی رہنمائی ہو سکتا ہے

پیدا ہوگئی ہے، وہ ایک حد تک ختم ہو جائیں، اور یہ اس بھروسے کی بدولت ہوئی ہے کہ ہمارے علماء نے اپنی جانب سے ہر ممکن طریقہ سے حدیث کی حفاظت کا کام سرانجام دیا ہے۔ یہ کام سرانجام دیا گیا تھا، اس وقت یہ تصور بھی نہ تھا کہ یہ کام رائیگاں جائیگا۔ اور خیال یہ تھا کہ کتاب الایمان حرف پہلی جلد میں سما جائیگی۔ اور آخر القرن جدید علمائے یکسر انحراف علماء کافی رہی ہوں، وہ سے زیادہ دوسری جلد اس کے لیے یقیناً کافی ہو جائیگی۔

لیکن جب میسری جلد کا وقت آتا ہے جب حصہ اہم ہے تو کہ یہ جلد بھی اس کے لیے ناکافی ثابت ہوئی اور ان شاء اللہ تعالیٰ یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ اب یہ بھی جلدوں میں تمام ہوگی، اور بہت ممکن ہے کہ جو ترتیب مخالفت کے سامنے ہے اس سے کئی گنا سے پانچ بیس جلد تک بھی پھیل جائے۔ یہ ظاہر ہے کہ اس طرح مضامین مختلف ابواب و عنوانات ہی میں پورا ہو گا بلکہ بعض جزاحادیث کتب مذکورہ میں وہ سرے سے ابواب و عنوانات کے تحت بھی پوری نہیں وہ پائے ہیں۔ کتاب الایمان میں بھی آرہی ہیں اور اس طرح اگر کتاب ایک قدر طویل ہو رہی ہے تو دوسری طرف مختصر بھی ہوتی جارہی ہے۔ اس لیے کتاب کی طوالت سے اضطراب ٹھہرانے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

ہر پسند کی داد بخن رو است خوشتر است

اعتراف و اعتذار

ہم کو اس امر کا پورا اعتراف ہے کہ اس جلد میں چند حدیثیں ایسی بھی آگئی ہیں جو محدثین کے نزدیک زیادہ ضعیف ہیں۔ مگر یہ ان ہی مقامات میں آئی ہیں جہاں، تو کسی عقیدہ کی بحث پر دلیل کی، پھر سوء حفظ میں اس سے بنا پر گھڑی ہوئی حدیثیں، جاری نظر سے کسی کتاب میں نہیں گزریں۔ میرا ہی کے ساتھ ان کے حالات بھی کوئی حدیث خواہ وہ ضعیف ہی کیوں نہ ہو نظر سے نہیں گزری۔ علاوہ ان ہی وجوہات کی بنا پر احکام و مسائل کی حدیثیں جمع کرنے والے محدثین نے، اس قسم کی حدیثیں بھی اپنی موطآت میں شامل کر لی ہیں اور اس علم کے ساتھ شامل کرنے کی یہ کمان کی اس وجہ سے کیا ہے، اس لیے ہم بھی منکرین حدیث کے لیے خوش ہونے کا کوئی موقع نہیں دیتے۔

ہمیں اس عقیدہ پر یہ مرتبہ کرنی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و مناقب کی سیرت کے لیے بھی عقائد و اعمال کی درجہ بندی کی طرح علمی درجہ کی استادوں کی شرط لگائی جائے تو اس سے بھی بڑھ کر یہ بلند و بالا حصہ ہے، بلکہ سیرت کے ایک سیکھ حصہ کا عظیم الشان حصہ ہے۔ آج ہمارے سامنے

[illegible] کے [illegible] کی وجہ سے [illegible] کی [illegible] کی وجہ سے [illegible] کی [illegible] کی وجہ سے [illegible] کی

ہم نے یہ صرف اس لئے کیا ہے کہ ہمارے ان بھائیوں کے لئے جو اس کام میں مشغول ہونا چاہیں یہ کام
اس قسم کے مشغلہ سے زیادہ نہیں ہے۔ ہم نے یہ کام اس لئے بھی کیا ہے کہ ہمارے ان بھائیوں نے
جو اس کام میں مشغول ہیں کہیں اپنے خیالات کا اظہار نہیں کیا ہے جس سے ان کے مسلک میں
ہمارے لئے سمجھنا آسان ہو۔ ہم نے یہ کام اس لئے بھی کیا ہے کہ ہمارے ان بھائیوں نے
جو اس کام میں مشغول ہیں کہیں اپنے خیالات کا اظہار نہیں کیا ہے جس سے ان کے مسلک میں
ہمارے لئے سمجھنا آسان ہو۔

ہمیں یہاں اس حقیقت کے ساتھ بھی اتفاق ہے جنہوں نے پیغمبر اسلام کی حیات میں بعض
ایسے سوانحی حصوں کو شامل کرکے ان کی کمی محسوس کی ہے۔ ہم نے یہ کام اس لئے کیا ہے
کہ آپ کی زندگی کے ہر واقعہ کا صحابہ کے ساتھ ثابت شدہ ہے کہ وہ اسے سنتے اور
اس میں بلکہ ان کی شخصیات بھی دیکھتے رہے ہیں۔ ہم نے یہ کام اس لئے کیا ہے کہ آپ کی سیرت
کی بنیاد پر ان کے ثبوت کی اہمیت پر نظر کے ساتھ ان کی سیرت کا ہر پہلو ہمارے سامنے آ جائے۔

آخر میں ہم یہ بھی واضح کر دیں کہ ہم نے ایک ترتیب کے ساتھ ساتھ چلنے میں ہے مگر اس کے پیش نظر
ہمارا مقصد کسی کی دلآزاری نہیں ہے بلکہ صرف اس کو واضح کر دینا ہے کہ ہم نے یہ کام اس عقائد کی بنیاد پر
نہیں کیا ہے بلکہ صرف اس کی سائنسی سے بے عقائد کی اصلاح کی ہے۔ اس لئے ہم نے
بالخصوص آپ کی زندگی کے ہر اس حالات پر جو ہمارے نزدیک اس سے متعلق ہیں آپ نے پیچھے
ہٹا دیا ہے، اگر کسی بات میں ہمارا کوئی ذاتی مفاد پیش ہوتا تو ہم ان حالات کو سامنے
رکھ کر اپنے ہی طرز پر پیش کرتے جس طرح مسائل کی بنا پر کتب احادیث صحیحہ کی ترتیب میں عالم کو
کے لئے بعد میں بعد میں ہے۔ ہم نے یہ کام اس لئے کیا ہے کہ ہمارے ساتھ ساتھ ہمارے
جانا اور ہمارا شمار حدیث میں ہی ترتیب عالم کی کارکنوں کے نام ہوں۔ ہم نے یہ کام اس لئے کیا ہے
کہ ہم نے یہ کام اس لئے کیا ہے کہ ہمارے ساتھ ساتھ ہمارے
جلد کی تصنیف میں اتنی تاخیر ہوئی ہے۔ ہم نے یہ کام اس لئے کیا ہے کہ ہمارے
کہ ہم نے یہ کام اس لئے کیا ہے کہ ہمارے ساتھ ساتھ ہمارے
آخر میں ہم یہ بھی واضح کر دیں کہ ہم نے یہ کام اس لئے کیا ہے کہ ہمارے
مسودہ اب بھی اس حیثیت میں ہے کہ اگر کوئی اس کی مدد کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔ اگر ہم کو صرف حواج ہی کی
صورت میں ہو سکتا تھا۔ اس لئے ہم نے اسے اشاعت کے لئے تیار کیا ہے۔ ہم نے یہ کام اس لئے کیا ہے کہ ہمارے
ہے اور اس کا حصہ ہے کہ ہم نے یہ کام اس لئے کیا ہے کہ ہمارے

کوشش کو قبول فرما کر امت مسلمہ کے لیے نافع بنائے۔ آمین

نوٹ

جواب کے تشریحی نوٹوں کے ملاحظہ سے قبل اس ضروری ہے کہ اس موضوع کے متعلق جو مواد اکٹھا کیا ہے اس کو بغور اور دوبارہ پڑھا جائے، ورنہ اگر تشریحی نوٹوں کے سمجھنے میں کوئی الجھن رہ گئی تو اس میں مؤلف کے قصور کے ساتھ تھوڑی سی کوتاہی آپ کی بھی ہوگی۔ والسلام منہ والیہ آفقہ۔

بندہ

محمد یاور عالم

تحریل پذیر ۱۹۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

القضاء والقدر

قال الشارح رحمہ اللہ تعالیٰ اعلم ان اللہ تعالیٰ شامل لکل الاشیاء الذاتی کل موجود ... مسئلۃ شکر العلم ولیست بمسألۃ القدر ولا یخالف وبھا فرقۃ من الفرق الاسلامیۃ اذا القدم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قضاء و قدر اور اس پر ایک الجھن کا تذکرہ

مسئلہ قضاء و قدر اگرچہ بہت مشکل ہے لیکن ہمارے نزدیک خالق کا وجود تسلیم کرنے کے بعد اسی کا انکار کرنا اس سے زیادہ مشکل ہے جس سے ساری شریعت کی بنیاد اکھڑ جاتی ہے اس کو جو بات کھٹکتی ہے وہ یہی ہے کہ جو چیز جس طرح معلوم ہے اسی طرح اس کو خالقیت میں خالق کے باہر تسلیم کرتا ہے۔ ہم یہاں آپ کے قلم کی لغزش، عقل کے ناپختہ معیار پیش کرتے ہیں۔ مسئلہ جبر سے حل ہو گا لیکن ہے کسی دقیق الکشاف کا بحث پیچیدہ بیشتر۔

اسلامی عقیدہ ضروری کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کائنات میں جو کچھ ہو رہا ہے، ان سب کا خالق اللہ تعالیٰ کو تسلیم کرنا ضروری ہے اور یہ بات بھی قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ حق تعالیٰ کے علم ازلی کے مطابق جو کچھ ہونے والا ہے سب کچھ ہو کر رہے گا۔ اس کے خلاف کبھی نہیں ہو سکتا۔ اس پر آیات و احادیث کثیرہ شاہد ہیں۔ اب اس کے بعد اگر ایک شخص اس کے خلاف کہے کہ اس کو قرآن میں کہیں نہیں پڑھا یا سنا ہے، یا اس کا انکار کر دے تو اس کا یہ کہنا اس کی جہالت پر دلالت کرے گا۔ کیونکہ اس کا انکار کرنا اس کے لئے مفید نہیں ہو سکتا۔ اس میں قدرت و اختیار کی بحث نہیں ہے۔ اس میں تو صرف علم الٰہی کا تعلق ہے۔ اس کے بعد اگر کوئی شخص اس پر بحث کرے تو اس کو بحث کرنے دیجئے۔ اس کے بعد اگر کوئی شخص اس کا انکار کر دے تو اس کو کافر کہنے کا مفہوم حاصل ہو جاتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص اس کا انکار نہ کرے بلکہ اس کو تسلیم کر لے تو پھر اس میں قدرت و اختیار کی بحث کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ اس میں قدرت و اختیار کی بحث کا انکار کر دیا جائے اس پر بھی مسئلہ قضاء و قدر کی بحث میں اس کا انکار کرنے والے عباد اللہ میں شمار کئے جاتے ہیں۔ اس پر غور کرنے سے قبل جب آپ عالم کی ایک لمبی چوڑی لسٹ کے سامنے دو قسم کی مخلوقات دیکھیں گے۔ ملک وہ جو اختیار رکھتے ہیں اور دوسرے وہ جو اختیار نہیں

الذی دلت علیہ الاحادیث المستفیضۃ و معنی عبید السلف الصالح و ایرادھن فی الاستحقاق و
یشھد علیہ السؤال بما متن حرم التکلیف و ان غیر الفعل ھو الذی یلزم الذی یوجب الکراھۃ
قیل و جودھا ھو جدیدی ذلک الذی لا یدرک ھو ولا یعلم منہ حیلۃ۔ (صفحہ ۱۲۲)

الوجود عما یعلم بالحدث ان یعلم ویدرک ویفعل مثلہ وھو فی ذلک مرید عالم حی یتوی

وہ کچھ طور پر قدرت الٰہی کی تعریف ہوئی ہے۔ مثلاً آفتاب حرکت کرتا نظر آتا ہے یا ہوا سے درخت ہلتے ہوئے نظر آتے ہیں تو یہ سب جانتے ہیں کہ یہ اپنے ارادہ سے متحرک نہیں بلکہ ارادہ و قدرت الٰہی سے متحرک ہیں۔ اور ہر قسم کی مخلوق وہ ہے جو بالبداہۃ وہ اختیار کی ایک نظر آتی ہے۔ یہ تین قسم کی ہے۔ ایک وہ جو صرف طبعی کا ارادہ کرتی ہے، فکر کا ارادہ کر ہی نہیں سکتی۔ یہ حرکتے کہلاتے ہیں۔ ان کی شان لا معقول ہے۔ اور دوسری قسم وہ ہے جو حکمران کرتا ہے، اس کے صدور کرتی ہیں مگر وہ صرف اپنی کرنے جس کا ارادہ کرتا ہے، سماں بھی و شات دونوں کو جمع کرنے سے اسی معنوں کی تائید مقصد ہے۔ دوسری مخلوق ہے جو برعکس ہے اس کے ساتھ کا ارادہ کرتی ہیں، یہ شیطان ہے۔ تیسری قسم وہ ہے جو ارادہ کی مالک ہے اور دونوں قسم کے ارادے کرتی ہے یہ حضرت انسان ہیں۔ انسانوں کی پھر تین قسمیں ہیں۔ ایک جس کا ایمان اور جس کی عقل و معرفت اس کی خواہشات نفسانی پر غالب ہوتی ہے۔ یہ تو فرشتہ سے بڑھ جاتا ہے۔ دوسری اس کے برعکس ہے۔ یہ شیطان بن جاتا ہے اور تیسری قسم وہ ہے جس کی عقل اس کی قوت شہوانیہ کی مغلوب ہو جاتی ہے۔ یہ بہائم اور حیوانات سے ملحق ہو جاتا ہے۔ جس طرح ان جملہ محسوسات کا وجود محض جس جبل و حکمت کی عطا ہے اسی طرح ان کا ارادہ و اختیار بھی اسی کا عطا کردہ ہے۔

اب ہم پچھلے مطالعات اور مذاہب کی تفصیلات سے صرف نظر کر کے سادہ طور پر اس مسئلہ پر نظر کرنا چاہتے ہیں تو یہ بات ہم کو ماننی پڑتی ہے کہ بندہ میں اختیار و قدرت کی صفت یقینی ہے۔ اس کا انکار کرنا اپنے پاس وجدان کا انکار ہوگا۔ ایک ہوش مند سے ہوش مند شخص بھی اختیاری حرکات و افعال کا منکر ہے۔ ہر شخص کی حرکات کے اس طرح سمجھتا ہے اور ہر ذرہ و ذرہ کو کیساں کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ یہ بھی بدیہی ہے کہ جس طرح ہر ہر کا خود وجود اسی کے ساتھ اس کی دیگر صفات کمزور و ضعیف ہیں اسی طرح اس کی یہ قدرت اور اختیار بھی ضعیف و ضعیف تر ہے۔ جیسے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ہی کام کو ایک شخص آسانی سے کر لیتا ہے اس لیے اس کو شکر اور جزا کا کہا جاتا ہے مگر چونکہ اس کی یہ صفات ضعیف ہیں اس لیے ان کی کچھ شرائط بھی ہیں اگر وہ نہیں تو وہ نہیں ہوتا ہے اور رہ جاتا ہے۔ بہرحال شرائط کے ساتھ جہاں وہ ہوتا

یہ ہے کہ ان کی اصل کیا ہے۔ اس کے بعد ان کی اقسام کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے احکام کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے اسباب کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے موانع کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے شرائط کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے ارکان کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے صحت کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے فساد کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے بطلان کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے نفاذ کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے لزوم کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے انفساخ کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے ارتفاع کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے انتہاء کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے ختم کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے زوال کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے فنا کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے عدم کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے نیستی کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے نابودی کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے محو کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے اثبات کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے وجود کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے ظہور کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے بروز کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے تجلی کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے تنزل کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے تدلی کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے تجسم کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے تشخص کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے تعین کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے تحدد کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے تقید کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے تحدید کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے تحیز کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے تمکن کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے استقرار کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے استیلاء کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے استعلاء کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے ارتفاع کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے علو کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے سمو کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے رفعت کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے بلندی کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے ارتفاع کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے انتہاء کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے ختم کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے زوال کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے فنا کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے عدم کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے نیستی کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے نابودی کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے محو کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے اثبات کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے وجود کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے ظہور کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے بروز کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے تجلی کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے تنزل کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے تدلی کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے تجسم کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے تشخص کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے تعین کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے تحدد کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے تقید کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے تحدید کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے تحیز کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے تمکن کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے استقرار کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے استیلاء کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے استعلاء کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے ارتفاع کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے علو کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے سمو کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے رفعت کا بیان ہوگا۔ اس کے بعد ان کے بلندی کا بیان ہوگا۔

لیکن یہ چیز یہاں ہے اس میں اعتراض کے ساتھ کوئی مزاحمت نہیں ہوتی اس لئے جو اس میں لگی ہوئی ہے وہ اپنے احساس کے مطابق آرڈر کرتا ہے اور پوری حد اختیار کی ہے کہ جس کو تقدیر کہا جاتا ہے وہ اس کے سپرد کر دیتا ہے اس کو تسلیم کرتا ہے اس طرح یہاں بندہ کا جو عمل مطلق ہے اس طرح اس کا اختیار بھی مطلق اختیار ہے قرار پاتا ہے کیونکہ وہ جو چاہے اختیار کر سکتا ہے جس کا اختیار مطلق ہے اس کو وہ سب کچھ ہے کہ اس نے جو چاہا ہے وہی کرتا ہے مگر چاہنا وہی ہے جو اس نے کرنا ہے اب اگر اس اعتبار کے ساتھ کوئی شخص اپنے محسن کی مجرمانہ ہے تو کہہ سکتا ہے کہ میں مجبور تھا جو میرے اختیار میں تھا میں نے کیا اور یہ عالم کی خالقیت کا یہ کرشمہ بھی عجیب ہے کہ اس نے ایک طرف شخص کو کس حکمت سے ایسا بنایا ہے کہ وہ اپنے گرد و پیش اپنے احساس کے مطابق اعمال سرانجام دیتا ہے محسوس نہیں کرتا ہے علاوہ اگر یہ کہ اس کی گرفت اس پر اس وجہ سے سخت ہو رہی ہے کہ جس کے کی طاقت نہیں رکھتا حقیقت یہ ہے کہ یہ صرف اس لیے پیدا ہو گئی ہے کہ تمام اعمال پر جو میں اعمال تو اپنے اختیار سے کرتے ہیں مگر جو اس کا اختیار حق قضائی کی شیت ہی کے تحت ہوتا ہے، اس لیے اس قرار کو اپنے ہی کا احساس نہیں ہوتا اگر جو اعمال پر ہوتا تو ضرور اس کا احساس ہوتا یہ صفت صرف ذات تقدیر کی ہے کہ وہ بندوں کے فعل پر بھی حکومت کرتا ہے فعل، وقت کے بعد اسے مرتبہ سے ہی تقدیر میں پیدا ہوتی ہیں بندہ کیونکہ جو کرتا ہے خود ہی کرتا ہے اس لیے اس کو اپنا اختیار ہی اختیار محسوس ہوتا ہے اور چونکہ اس کو جہاں اپنے بندہ کے ساتھ کوئی مزاحمت محسوس نہیں ہوتی اس لیے فعل اضطرار اس کو کوئی احساس نہیں ہوتا اور جب جبر و اختیار اس طرح جمع ہو جائیں تو پھر اپنے اعمال پر مسئول ہونے کا مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے کیونکہ ایسا انسان بھی مسئول نہ ہونا چاہیے جہاں اس کی خواہش ہو اس لیے فعال جبر حال تو ضرور ہے مگر اس کا مفہوم اس نے بتایا ہے یہ ہے کہ انسان ایک طرف خود مطلق بنتا ہے ایسا فعل کہ تقدیر کے سپرد کرنے کے بعد بھی یہ نہیں ہوتا تو مسلمان جو کہ اس کی تصدیق میں ہر جگہ ہیں تمام کو چھوڑ جاتا ہے اور دوسری طرف جب فقہ کو مرتب کرنے بیٹھتا ہے تو یہاں بھی اس کی روح حاوی نظر آتی ہے اسی لیے جبر و قدر میں کوئی فرق نہیں رہتا ہے۔ واللہ صدق اللہ علیہ

علم حق لا محالة كما لو رأيت الفعل من البهائم يفعل افعال العقلاء وأيت الافعال تفعل افعال الانثويه فان حكمت بان هذه الافعال صادرة جبرا كحركة المرتعش من حرجة لكن بدون حكمت بانها صادره من غير علم حرجة لها فلا الزم الفعل بوجب هذا الباب ولا الزم الاشوى بوجب ذلك لكن بت و ن حكمت بان الارادة المتخصصة في الفعل

و كان الانسان المرتعش يعتقد ان حركته ارادية فحكم اخرى حالة كما سوچنا تو چاہیے تھا کہ کیا حکومت کا تقاضا نہیں ہے کہ حکام ہمیشہ رعیت کے زیر دست رہے بھریاں نوشیرواں عدل حکومت کا بھی نہیں، بلکہ خارجیت کا بھی ہے کیا یہ معنوں نہیں کہ یہاں جانا غیر مستقل انبیاء بھی انہاں کی مشیت کا حکام ہے اب یہ معنوں بات سے نکی حال ہے تو دیا شور یا کر دیتی ہے کہ ہم کو بھی رسالہ ہا حالانکہ عقل کی بات تو یہی کہ جو سرے سے موجودی نہ تھا وہ قابل کس دل بھی جیسا کہ محمد علی رسالے اس کو ہم کب کیا بلکہ آئینی طور پر تسلیم کرتا ہے ہیں یہاں تو یہ ان کی ایک معدوم شخص کو شریعت موجد جیسا اپنی حکمت کاملہ سے ایک جامع نص (یعنی نطفہ) کو سمیع و بصیر و مرتد زندہ آدمی اعضاء و حواس کی شکل پہ کر دیتا ہے کہ محمد کو بھی بنا دیا۔

یہاں ایک مغالطہ ہو گیا ہے کہ تقدیر اور بندہ کے افعال کو علیحدہ علیحدہ سمجھ کر تقدیر کو بندہ کے افعال پر حاکم مانا ہے حالانکہ جملہ افعال بھی خود تقدیر کے دائرہ میں شامل ہوتا ہے۔ اسی قسم کا سوال ایک مرتبہ صحابہ کرام نے آنحضرت کے سامنے پیش کیا تھا یا رسول اللہ ہمارے اس دوا کا استعمال اور جنگ میں بچاؤ کا جو حالی تقدیر کو ٹال سکتا ہے یا نہیں جب نہیں ٹال سکتا تو پھر ان کے استعمال کا کیا فائدہ؟ آپ نے جواب دیا کہ تقدیر کا ہی تو یہ حصہ ہے۔ پس اے صحابہ تم ان اسباب کو تقدیر سے خارج سمجھتے ہی کیوں ہو تقدیر میں بھی لکھا ہوا ہو سکتا ہے کہ دوا کرو گے تو شفا یاب ہو گے، پس استعمال کرو گے تو بچ جاؤ گے پس اختیار اسباب کا حالانکہ تقدیر میں داخل ہو چکا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ مشہور ہے کہ جب آنحضرت شام سرغ کے پاس پہنچے تو آپ کو اطلاع ملی کہ شام میں وبا پھیل رہی ہے یہ سن کر آپ نے مشورہ کرنے واپسی کا حکم دیدیا۔ اس پر ابو عبیدہ نے عرض کیا (قرار) "اچھا آپ عدد سے بھاگ رہے ہیں" (یعنی جو موت مقدر ہو چکی ہے تو پھر اس واپسی کا فائدہ عرض کیا کہ یہ مکیا۔ فرمایا ہاں ابو عبیدہ کاش کوئی اور کہتا۔ ایک مرتبہ ہم ایک جنگل میں جا رہے تھے راستہ میں دو درخت ملے ایک سرسبز شاداب اور دوسرا خشک۔ آپ نے فرمایا کہ اس میں جانے گا۔ اگر سرسبز والی میں جاؤں اور خدا نخواستہ اس میں پرندے تو کیا یہ تقدیر سے گریز ہو گا یا نہیں اسی طرح میری واپسی کو عاملہ تقدیر سے باہر کیوں سمجھتے ہو۔ موت کی عادی مقدار

مسکی وجہ ثانوی یا وہ معتبر علیہ وانما الامر فیہ ورثا اسہ لا یاکان لیس وراءہ ذلک فرق فقد کان بین الحق الذین امر بین الامرین وھو ان الاختیار معنوی لا یجتمعان عن علۃ واحدۃ بالفراد توجہ الفعل فلا تمکن ان لا یکون ولکن ھذا الاختیار من شانہ ان یباشر بالنظر الی حسب ولا ینظر الی ما فوق ذلک مما ثبت حق ھذا المرض وقلت مجد فی نفسی ہذہ

جاراہوں تو یہی تقدیر ہی لکھا ہوگا۔ سب ہی تو جارہا ہوں (مترجم)

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے ثابت کیا ہے کہ تقدیر و تدبیر میں جنگ نہیں ہے اور جنگ تو اس وقت ہوتی جبکہ تدبیر تقدیر کے مقابلے کسی اور پر ہوتی اب تو تدبیر بھی تقدیر کا جز بنی ہوئی ہے تقدیر کے مراتب کو اس طرح محفوظ رکھنا یہ علوم بہت کالعین ہے، دیکھیے حضرت یعقوب علیہ السلام جب اپنے فرزندوں کو سفر پر روانہ کرتے ہیں تو سفر گزر کے حصول سے مقصد کے لیے یہ بھی فرمائے جاتے ہیں یا بنی لا تدخلوا من باب واحد وادخلوا من ابواب متفرقۃ۔ پڑھیے کہیں ایک ہی دروازہ سے سب کے سب مت داخل ہونا بلکہ متفرق دروازوں سے جانا۔ کہیں خاندان ہوت کو کسی کی نظر نہ لگ جائے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے فعل کا تقدیر ہی کرنی پڑی ہے اور ہر لسان ہوت سے رفع نقد ہے بھی آگاہ کیے جاتی ہے اور فرماتی ہے قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا۔ یعنی ہمیں کوئی شئی نہیں پہنچتی ہے مگر وہ جو اللہ نے ہمارے لیے لکھ دی ہے۔ یہ ہر صورت حال اسباب کی ایک شکل ہے جو مقدر ہو چکی ہے کہیں اس کو ہم ٹال سکتے ہیں۔

یہاں اس پر بھی ذرا غور کیجیے کہ جس کو آپ تقدیر کا جبر سمجھتے ہیں اس کی حیثیت ہے کیا؟ یہی نا کہ جبر نے آپ سے بہت اختیار کو آپ نے ہی کتابوں میں رکھا ہے، یہ کہ جو اختیار عطا فرمایا خدا نے اس کو سلب کر لیا؟ پھر اس جبر کا ترجمہ تو کہاں ہے کہ اس اثنا میں ہے جہاں آپ کو تقدیر سے قبل اختیار حاصل تھا۔ یعنی میں جبر ہی پہلے بھی آپ مجبور تھے اس لیے یوں کہیے کہ تقدیر نے ہم خدا وں کو مجبور بنا دیا بلکہ یوں کہیے کہ ہم مجبوروں کو ایک حد پر پہنچا دیا یا اس تقدیر کو اختیار بھی ہماری جانب سے کسی زیادہ تعداد ایک مجبور میں نہیں بلکہ معدوم محض میں اختیار کا تصور کرنا ہی کب معقول ہے یہ تو تقدیر مطلق کا کرم تھا کہ اس نے محض اپنے کرشمہ قدرت سے ایک عدد کو اختیار بخش دیا اور اس کے اس اختیار کے سامنے اپنا جبر لیے پس پردہ کر لیا۔ اس عالم میں اس جبر کا ادراک کس شکل پر ہوگا؟ انا عرضنا الامانۃ علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنہا واشفقن منہا وحملہا الانسان انہ کان ظلوما جہولا۔

اور وقت نظر سے کام لیجیے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ وہ مقام اضطرار ہے جہاں سے کہ شکایت ہے جبکہ قسمت کا اختیار اس کے ساتھ لگا ہے اگر قدرت کا اضطرار کہیں اس کی سرپرستی چھوڑ دے تو پھر خدا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

واجب وکتب وہ مستکرہ وعلی ہذا والقیاس سیخ کی معرفت میں عدالت رکھی تعالیٰ شانہ فی الدنیا
شد بجزاء والدامت سیکری فی الآخرۃ امین وبہ نستعین ہذا مستطاب من ہدایت
نامۂ علوم علما نامدار پناہ اللہ وتلمذ اللہ کبیر دام فضلہ وعلا اللہ بہ ہذا مسئلہ قشر
واقران المعین تمرۃ شجرۃ العلوم جعلہ اللہ بحرمۃ

مستحق رہے وہ بھی ایک صفات مستقل ہو کر قائم رہ سکتی ہیں۔ فعل کی کیا بحث کہ جس سے متصف ہو سکے
نا وقف افعال کی طرف جب حرکات کو دیکھتا ہے تو یہ حرکات کا خالق ہی فعال ہی کہہ لیتا ہے۔ واقف
خوب جانتا ہے کہ ان میں کیا رکھا ہے۔ یہ سب بے حقیقت ہے جو کچھ نمود ہے یہ حرکات اصل میں جو افعال
ہیں جاہل بیکس بیچارے بھی ہر کہ یہ افعال اپنی طرف سے مستقل کی وجہ سے پیش کرتے تھے
تو کیسی ناداں ہوگی ظاہر ہے کہ حیرت اسی میں ہوگی کہ یہ سب وہ حرکتیں مستر کر دی جائیں، وہ افعال
ہے کہ افعال کی حقیقت ہی اتنی ضعیف ہے کہاں کا مستقل اس لیے ان کی مثال مثل مشہور ہے کہ جب
چیونٹی کے پر نکلتے ہیں تو اس نے اپنا زوال قریب پایا ہے۔ اسی لیے بعض صوفی کا مقولہ ہے

واللہ ما احب ان یکبر عمری فی ۔۔۔ بدن میں ہے سوا کہ افعال کی قدرت کے ہے

کون امری میں اللہ خیر من ان یکون ۔۔۔ کہ اس سے بڑھ کر اور حقیقت ہوں کہ ہی نہیں

وہ ہی ۔۔۔ ہیں کچھ ہوں

غالباً اب آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ جبر کا سوال نہ تو تقدیر سے متعلق ہے نہ پروردگار عالم کے عدل سے
بلکہ یہ ذات خلق کا خود اپنا ہی قصور ہے، جب یہ قصور خود ہی حقیقت کھو بیٹھے تو پھر اس کے ازالہ کی فکر کیا
حاجت ہے۔ اتنی فضول کے لیے بھی بیشمار پھر حوں کی قید لگی ہوئی ہے کہ سمان ہے وہ خود کو صحیح سمجھے
کیونکر اپنے نقص ہی کو موجب حقیقی سمجھتا۔ اور جس کی جبر یا بیسم بصد عذر دیتے ہیں اس کو آنکھوں سے دیکھتا
نہیں، مگر کسی دن کو اچھا جیتا ہے تو مسئلہ حل ہو ہی جاتا ہے۔ اب رہا جہالت سے نسل موجود حقیقی
کا دیا ہوا ممکن ہے اور۔ مسئلہ تقدیر کا حل ممکن ہے۔ جس یہاں صحیح اسکے کہہ دی ہے، وہ کہ جس طرح اعیا
علیہ السلام کے اعضا پر حواس کا وجود ہوا گیا ہے اسی طرح ان ہی کے اعضا بقائی کی قدیم پر بھی
اعضا کر دیا جائے

مسئلہ مجازت

جزاء دوسرے مسئلہ میں اجمالی بیان کر چکا ہے۔ اول واسی لیے کہ یہ مسئلہ زیادہ ہے کہ لک اور خالص

تعالیٰ لعبد واختیارہ، لکن لا اختیار لہ فی ذلک الاختیار وانما مثلہ کمثل وجن بارادۃ ان یرمی بحجر انطلق انسان ما وراءہ حیوان فی الحجر اختیار الحرکۃ قصداً ولا یرد علیہ ایجاد الانسان لو کانت بخلقہ اللہ تعالیٰ ولکن ذلک الانسب بالجبر وھذا بالاول معنی الجبر فی ترجمۃ بعض الاوائل اللہ تعالیٰ علی المعنی الثانی خلق فعل العبد فی العبد فاقتضی ذلک

سے کوئی سروکار ہی نہیں ہو سکتا ملک، ملک کی تعریف ہی یہ ہے کہ جو چیز کا تصرف کرنے کا مجاز ہو اور ایک چیز عاریۃً لیتے ہیں، کرایہ پر بھی لیتے ہیں مگر یہاں الٹی گنگا بہہ رہی ہے کہ اس کی حفاظت ہی آپ کے سر پڑی ہوئی ہے اور آپ صرف و نسبی مقررہ تک وہ بھی بہت احتیاط کے ساتھ اس سے فائدہ اٹھانے کے مجاز ہوتے ہیں، اس کو فروخت نہیں کر سکتے ہبہ نہیں کر سکتے، اس میں کسی قسم کی ترمیم نہیں کر سکتے اس کو رہن اور جائداد نہیں رکھ سکتے لیکن جس چیز کے آپ مالک کہلاتے ہیں اس سے آپ کو ان تمام تصرفات کا حق حاصل ہوتا ہے، ملکیت کی چیز کو ضائع کر دینے پر بھی آپ مسئول نہیں ہو سکتے، جب ایک مجازی ملک کے حقوق یہ ہیں تو حقیقی ملک کے حقوق کس قدر ہونگے پھر یہاں علاوہ صرف ملک حکومت کا بھی ہے اور چونکہ اس میں غیر کی شرکت غیر ہے پیدا فرد ہے اس لیے ملکیت مقیدہ کا حق بھی صرف اسی کو ملنا چاہیے۔ ایسے مالک سے جو خالق بھی ہو جو رحیم و کریم کا سوال ہی کیا!

دیکھو حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حق تعالیٰ نے ملکیت میں بھی حکومت عطا فرمائی تھی اور بھی بہت کچھ دے رکھا تھا لیکن اس مالک حکومت کے لیے بھی جو امتیازی شان لفظ خزائی وہ ان الفاظ سے ظاہر ہے۔

هذا عطاؤنا فامنن او امسك بغیر حساب — یہ ہماری بخشش ہے اب آپ اس کو بانٹیں یا روکیں اس کا کوئی حساب نہیں دینا ہوگا۔

حافظ ابن کثیر اپنی مشہور تاریخ البدایۃ والنہایۃ کی جلد دوم میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چونکہ نبوت کے ساتھ سلطنت بھی عطا ہوئی تھی اس لیے یہ سمجھ کر کہ ہمیں کوئی کمی کریما رشاہت ہے تو ہمارا حصہ مگر چونکہ بادشاہت کے کوں بانٹ میں ہیں ہوا کرتی اس لیے ہمارا اس بارے میں تم سے بھی کوئی حساب نہیں ہوگا۔ اسلام میں غلامی کے مسئلہ سے اسی ملکیت کا پتہ چلتا ہے۔ اگرچہ وہ صرف یہ جتلانے کے لیے منقول کی ہے کہ اگر جبر و قہر سے حقیقی اور ملک حقیقی کی ملکیت پر راضی نہیں ہوتا اس کو پھر ظلموں کی ملکیت پر راضی ہونا چاہیے مگر اس ملکیت کے بھی جتنے حقوق ہیں وہ سب سے ظاہر ہیں کہ جو ایک ملکیت حقیقی سے ناقص تر و مالک بننے کی اہلیت رکھتا ہے ملکیت کا وہ کونسا پہلو ہے اس پر طاری نہیں ہو سکتا جو تصرف اس کا نہ اور ہر حکم کہ ناطق غلامی ملکیت کے بعد اس طرح مملوک بن جاتا ہے کہ ملکیت کی اس میں اہلیت کا نہیں ہوتی اس کا کوئی تصرف درست ہوتا ہے

ی حکمت ان یخلق فیہ حالۃ اخری من الجہل او الاعتقاد الباطل او الخلق الردی، مقتضیۃ لذلک
ان یکسوہ صورۃ الفراء، و سایسوہ وجوہا حسنا او یکسب الصبی فی الحداثۃ بالعرض الایالات
وذلک لان النفس انما خلقت لتقبل ہذہ الاعمال التی لا تستدبر الیہا بل فی عیون عالم

کوئی حکم لگا سکے۔ ہر فرد کے قابل ہوتا ہے اور اس کے مالک کو اس کو بیچنے کا بھی حق حاصل ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی اس کو خرید بھی لے تو اسے حق ہے کہ اس کو قتل کر دے۔ اس کو کوئی روک نہیں سکتا۔ کتنا ہی ظاہر گرو ہو اس سے تعلق نہیں رکھا جاتا۔ اب بتائیے کہ یہ حالت ہے اور اسی لئے اسے یہ حق حاصل ہے۔ اور اس بچے کے قتل کرنے کا حق اس باپ سے نہیں لیا جاتا۔ کیوں جب مالکیت و قابلیت کی اعلیٰ سی مثالوں کے جمع ہونے کے باوجود آپ کا حکم جاری ہوتا ہے تو جہاں یہ دونوں باتیں پوری طرح حقیقت کے ساتھ جلوہ گر ہوں بھلا وہاں کیا کہنا اور یہ سوال کا حق کس کو ہو سکتا ہے اس لئے فرمایا لا یسئل عما یفعل وہم یسئلون۔

دوم آپ نے دیکھا کہ اس سے یہ بھی ظاہر کیا ہے کہ آخر اس عالم کی آزمائش ہی کیوں؟ یہاں صفت و استحقاق صفات کا ایک افتقاد ہی تو ہے۔ لہٰذا جس صفت سے بھی یہ افتقاد پورا ہو گا وہی مناسب ہو گی۔ کمال یہ چاہتا ہے کہ دو مختلف صفتوں کی آزمائش کیلئے ضروری ہو کہ دونوں کے لئے اسباب بھی پیدا کئے جائیں اور پھر ہر ایک دوسرے کا امتحان چاہتا ہے کہ جزا میں عمل کی کچھ تمیز بھی باقی رہے تاکہ بچے پر بھی جزا اور برے عمل پر اس کی سزا دی جا سکے اس لئے ضروری سمجھا کہ جنہ کو کچھ الف بنا دیا جائے۔ اس سبب کے لئے جتنا اختیار و تعلق تھا وہ تعلق کر دیا گیا اور اسی پر جزا و سزا کا مدار کر دیا گیا۔ اب جب کبھی بندے اس تعلق کو، اختیار سے یا عمل سے جدا بھی کر لیتا ہے اور اگر بھول کر ہے صفا کہتا ہے جب اس کے فعل افعال پر یہ بھی تو ہے اور سزا کا مستحق ہو گی تو آخرت میں معقول کیوں نہ سمجھی جائے۔

چلا دے ہے میں ہی کو چل تھی تقدیر ہے ہاں پہنچے کو کچھ اختیار ہوتا جا

کہتے ہیں کہ جب بڑے اصل لکھنا بڑی بات ہے تو اس کا پیدا کرنا کمال کیوں کر سمجھا جائے تو سمجھئے کہ خلق امر کسب میں داخل ہے۔ انسان جب کوئی عمل کرتا ہے تو وہ عمل اس کے ساتھ اس طرح قائم ہوتا ہے جیسے کپڑے کے ساتھ سیدھی دھاری۔ اب جب اس عمل کو کپڑے سے جدا کر دیا گیا تو صفحہ باقی رہ سکتے ہیں تو ان اعمال کے لحاظ سے بندہ کو کوئی دے بھلا بھی کہہ سکتے ہیں مگر خلق جان سے علیحدہ ہوتی ہے وہ اس کے ساتھ قائم نہیں ہو جاتی، بندہ تو ہی خلوق خالق کی صفت نہیں ہو سکتی البتہ اس کا پیدا کرنا اس کی صفت ہوتی ہے صفت خلق پر کیوں کلام ہے، اسی سے یہ نقص دور ہو سکتا ہے۔ فرمایا کہ خلق مطلقاً ایک کمال ہے۔ رہا یہ سوال کہ خلق سر کمال کیوں ہے؟ تو اس کی مفصل بحث ہو چکا ہے کہ جب تک کہ میں قصر کی صفت بھی ہو تو

[illegible] الکسب ولا الاحسان اذ لا استحقاق الا باختیار فاعل وفعل ما [illegible] ولیس فی حکمۃ اللہ ان یعذب او یثیب بما لم تعمل حسبہ الی ظاہر خبرہ فاذ کان الامر علی ذلک کان جمیع الاحتیاس علیہ لمستحق فی شرعہ [illegible] ان یکون معصوما عن الخطا وان یکون [illegible] بجواس کو بھی معصوم سے کیوں نکالا ہے ؎

دوگانہ خلق از کفر تا گبر و است ۔۔۔ تا نفس گبر و مسلمان در بر و است

اس شاعرانہ بیان کی بھی حقیقت کیا ہے کہ عالم میں کفر اس لیے ضروری ہے کہ گبر اور اسلام جیسا کافر ہو تو پھر جس کی بدولت کافر اور مسلمان کا امتیاز ہو سکے۔ اس قسم کی طفلانہ باتیں ہی سکتا ہے جو اس بات کو نہ سمجھتا ہو کہ اس کائنات میں جو کچھ ہے سب ایک ہی حقیقت کے مختلف مظاہر ہیں۔ ایک ہی حقیقت کی کثیر جہتیں ہیں۔ ایک ہی نور کو کوئی سرخ شیشہ میں دیکھتا ہے کوئی سبز میں۔ کوئی نیلے میں۔ کوئی پیلے میں۔ ایک ہی چیز کی مختلف جہتیں ہیں۔ ایک ہی حقیقت کو کوئی کافر کہتا ہے کوئی مسلمان۔ ایک ہی چیز کو کوئی اچھا کہتا ہے کوئی برا۔ ایک ہی چیز کو کوئی حق کہتا ہے کوئی باطل۔ ایک ہی چیز کو کوئی خیر کہتا ہے کوئی شر۔ ایک ہی چیز کو کوئی نیکی کہتا ہے کوئی بدی۔ ایک ہی چیز کو کوئی ثواب کہتا ہے کوئی عذاب۔ ایک ہی چیز کو کوئی جنت کہتا ہے کوئی دوزخ۔ ایک ہی چیز کو کوئی ہدایت کہتا ہے کوئی ضلالت۔ ایک ہی چیز کو کوئی صحت کہتا ہے کوئی مرض۔ ایک ہی چیز کو کوئی زندگی کہتا ہے کوئی موت۔ ایک ہی چیز کو کوئی وجود کہتا ہے کوئی عدم۔ ایک ہی چیز کو کوئی ظلمت کہتا ہے کوئی نور۔ ایک ہی چیز کو کوئی ظلم کہتا ہے کوئی عدل۔ ایک ہی چیز کو کوئی معصیت کہتا ہے کوئی طاعت۔ ایک ہی چیز کو کوئی ناپاکی کہتا ہے کوئی پاکی۔ ایک ہی چیز کو کوئی ناشکری کہتا ہے کوئی شکر۔ ایک ہی چیز کو کوئی ناسپاسی کہتا ہے کوئی سپاس۔ ایک ہی چیز کو کوئی ظلمت کہتا ہے کوئی نور۔ ایک ہی چیز کو کوئی ظلم کہتا ہے کوئی عدل۔ ایک ہی چیز کو کوئی معصیت کہتا ہے کوئی طاعت۔ ایک ہی چیز کو کوئی ناپاکی کہتا ہے کوئی پاکی۔ ایک ہی چیز کو کوئی ناشکری کہتا ہے کوئی شکر۔ ایک ہی چیز کو کوئی ناسپاسی کہتا ہے کوئی سپاس۔

ابلیس کو یا اہل تجرد کو حسد ۔۔۔ تم ہم کو یا سب سے ہو مشکل عقدہ یا

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب نے موضح قرآن کے حاشیہ میں اس مسئلہ کو بڑی خوبی سے حل کیا ہے۔ ان کا حل اس طرح تحریر فرمایا ہے

"سب برکت سے ہوتا ہے۔ پر فقہ ہر ایک علم نہیں آتی۔ کسی کسی کو آتا ہے۔ گناہ اور ثواب میں نہیں۔ اللہ اور بندے کی صناعت میں کرتا ہے۔ اور جو کوئی کہے یہ چیز اس کو ہے۔ اس میں بڑا کچھ اختیار ہے۔ وہ بے [illegible] ہے۔ وہ چیز کوئی کہ نصیب کی ہے۔ تو صدہا دروں طرف لگتا ہے۔ اور تو کوئی کہے اسی نے ایک طرف لگایا۔ سو یہ بھی کہنا [illegible] ہے۔ اس کو [illegible] ہے۔ کہ کوئی اس سے بڑی کہے۔ یہ کہ [illegible] اس کا کیا مقصود رہتا ہے کہ [illegible]"

اس مسئلہ کو بڑا دشوار بنانے میں مسئلہ قدر کا اضافہ صحیح حل اور تشفی سے پہلے کوئی بڑی رکاوٹ

اذا کان معصوما لتخصیص هذا العبد بخلاف ما ذکرہ الخ أجزة فیه ودون غیرہ وهذا تحقیق شریف مفهوم من کلام الصحیحین والباقین ہاشمی ۱۲ منہ

نہیں ہے مگر اس طرح کہ اس کے ارادہ کی ہو خارجیت پر مناسب معلوم ہوتا ہو کہ اس مسئلہ کے متعلق حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کو بشیری قدس سرہ کی جو تحریر ہے وہ بھی مد نظر رکھ لی جائے۔ اس میں تمام تر تحقیق ہے اس مضمون کو جو چیز میں بیت دیا گیا۔ اگر آپ بیان تعلیقات کو محمد کو دیں تو میں کو لما ہے تو پھر آپ اس خلات سے جو اس مختصر علم میں اس مسئلہ میں اشکالات کے حل کے لیے کئے ہیں بہت طریق کھلا ہو سکتے ہیں،

راصا حی ان المقلا هذه بیت ۔۔۔ هو طی وشعر برا لخلاف یطول

غور اس قضاوی عدوت کی وضاحت ہوتا ہے۔ اگر اس میں مذہب کی تصیلت ہی بیان کی جائیں تو قضا لمبا ہو جاتا ہے

میک اتعب رئیس هذا وذلک ۔۔۔ لجر احبیہ لا یکسب وهو ل

اس بے نظیر شعر کو ہم نہیں لیتا کی بصحت توجیہ پہ اہل کمی ہے مگر اس اختیار پر تضاد اختیار ہیں ہی اس بے بیان جبر کی ہے مگر فعال پر نہیں اختیار پر ہے

واما الحب یستقصی عا ۔۔۔ هذا فلا سألت عنه مسئول

اب رہا اس اختیار مطلق جس کے اوپر کسی کا جبر نہ ہو وہ انسان کے حق میں ہے ہی نہیں ہے مخلوق خالق ہی ہو سکتی ہے: اختیار مطلق وہ کامل مکتسب ہے اس کے مشتق تم سے کوئی چیز سوا نہ ہو سکے۔

واما الاسم علی احسب اربا ۔۔۔ وهکذا اخو العدیم یقول

اہل صرف اگرچہ اس قول جاری قدرت سے سوا ہوتے ہیں (جیسا کہ اختیاری سے صادر ہوتے ہیں لیکن چونکہ جاری عادت اختیار مطلق کی طرف فرد ہیں اس لیے اہل کی نسبت اس طرف بھی ہو سکتی ہے۔

وهذا هو الکسب الذی کلفه ۔۔۔ وهو افتقاره فشکت لنحول

علم التوحید نے اس جملہ میں صرف کسب کا حوالہ دیا ہے اس کی تفسیر بھی ہے اور یہی درمیان والا بھی ہے اس لیے چاہیے کہ تم اس کو بصر چشم بیان کرو۔

وبقی مشرشیره سمعنی ۔۔۔ فی حمد العلم الصریح تقول

رہا جزاء وسزا کا مسئلہ تو واضح ہے کہ ثبوت شرعی پہ ہو سکتا ہے۔ جو اہل آدمی اس کو ظلم سمجھتا ہے گناہ

کا یرامت عبد الدر مقبت ۔۔۔ طباعۃ ولا یأتی من قال یفعل

ہر کھجور کا درخت کھجور ہی کا ہوتا ہے اس سے دوسرا کوئی درخت نہیں پیدا ہوتا پھر یہاں کون سوال و جواب کرتا ہے کہ اس تخم سے یہ خوب درخت کیونکر پیدا ہوا؟

ولیس حواء غالۃ عین عالما ولکن عالم أحال سوف یزول

اگر کہو کہ تم نے جو کچھ بیان کیا ہے یہ تو ہم دیکھتے ہیں کہ ہوتا ہے مگر ہمارے لئے یہ بات مشکل ہے کہ ہم دفع دقت میں ثواب و عقاب کی بحثیں نکالیں گے۔ جواب یہاں ہماری آنکھوں پر اس حقیقت کے دیکھنے سے دقع ہو جاتا ہے قیامت میں وہ آنکھ کریگا۔ اس وقت یہ سب حال صاف نظر آجائیگا

ولا یستوی المیزان الا بحشرہ تقوم بأدنی میسلہ فیحول

ترازو کے دونوں پلوں کے برابر ہونے کی صرف ایک ہی صورت ہوتی ہے جہاں ایک طرف جھکاؤ پیدا ہوا دوسرا پلہ اوپر چڑھ جاتا ہے۔ اسی طرح تقدیر کے جبر و اختیار کے پلڑے کو بھی برابر رکھنا چاہیے ورنہ جبر یا قدر میں شامل ہو جائے گے

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ و حبیبہ سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین آمین

مسئلۂ قضا و قدر علمی نظر میں

قضا و قدر اور اکتشافاتِ عصرِ حاضر

مسئلۂ قضا و قدر اگرچہ ہمیشہ سے فلاسفہ کے درمیان موردِ بحث بنا رہا ہے مگر جب سے سائنس نے ترقی کی ہے اس پر ایک نئی روشنی پڑ رہی ہے اور قدیم نظریے سے بالکل مختلف ہے۔ علمِ کلام کی اس بحث میں جس کو مسئلۂ جبر و قدر کہتے ہیں یہ بحث ہوتی ہے کہ انسان اپنے افعال میں مختار ہے یا مجبور۔ اگر مختار ہے تو اس کے افعال کی ذمہ داری اسی پر ہے اور اگر مجبور ہے تو اس کے افعال کی ذمہ داری اس پر نہیں ہے۔ اس بحث میں ایک طرف تو وہ لوگ ہیں جو انسان کو اپنے افعال میں بالکل مختار سمجھتے ہیں اور دوسری طرف وہ لوگ ہیں جو انسان کو اپنے افعال میں بالکل مجبور سمجھتے ہیں۔ ان دونوں کے درمیان ایک تیسرا گروہ ہے جو انسان کو نہ تو مختار سمجھتا ہے اور نہ مجبور بلکہ ایک درمیانی حیثیت کا قائل ہے۔ اس بحث کا تعلق براہِ راست مذہب سے ہے۔ اس لئے مذہبی حلقوں میں اس پر بہت زور دیا گیا ہے۔ مذہب کا دارومدار اس پر

عالم پر غالب ہے لیکن وہ اپنے اعمال کے حسن میں پڑ جاتا ہے اس لیے جانے انجانے اعمال کا محض قضا اور فیصلہ رہتا ہے قضا و قدر کا سوال بھی اسی کی گمراہی میں اٹھتا رہتا ہے۔

قضا و قدر اور انسانی جدوجہد سے اس کا تعلق

موجودہ مفکرین کو ایک مغالطہ یہاں پر بھی ہے کہ مسئلہ قضا و قدر انسانی زندگی میں ایک بہت بڑی رکاوٹ کا باعث ہے یہ اسے دلوں میں انسانی عمل پر کس قدر تاریکی اور مایوسی کی تلقین کی اعتقاد کا اس کے عوام و روشنی علیہ پر پڑے ہیں وہ ہمیں تک نہ پہنچ سکے کہ کیا عوام بہت کے ساتھ کسی حامد میں بھی جدوجہد کی پوری حد وجہد کر نہیں سکتا بلکہ اس کی صورت بھی ہمیں تھما دی ہے تقدیر پر اعتماد کرکے اتنے پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ رہتا ہے یہ مغالطہ بھی محض ایک ہی خام خیالی کا نتیجہ ہے کیونکہ اس مسئلہ کا حاصل محض ایک غیبی حیثیت کا اعتقاد ہے کہ یہی ایک حاصل اسباب میں جو کچھ بھی نظر آرہا ہے وہ سب اسباب جو ان کے نتائج ہیں وہ دونوں حالتیں اس کے وسیع دائرہ میں شامل ہوتی ہیں یہ نہیں ہے کہ تقدیر کسی جدوجہد کی نفی ہوتی ہے انسانی حالات سے نہیں ایک حقیقت ہے جو انسانوں کی ان ہی تمام جدوجہد میں پنہاں ہے نہ ہی نہیں بلکہ اس کی یہ حقیقت جدوجہد سب اسی کی سعی و اسی کے نتیجہ ہے اگر وہ اس کے خلاف کرنا چاہے بھی تو کر نہیں سکتا کیونکہ اس کے عمل میں اس ارادہ کا خلل کہیں ہو سکتا۔

اگر تقدیر کے تحت صرف نتائج ہوتے اور اسباب و وسائل اس سے باہر تو سب اسباب و وسائل میں ہمیشہ کاہلی ہوتا اور ہر انسان سمجھتا کہ کیا کرنا ہے جب نتائج ملنے ہی ہیں تو اب اپنی جدوجہد بے سود ہے لیکن جبکہ نتائج کی طرح اسباب بھی اس حقیقت میں شامل ہو چکیں تو صرف اس حقیقت سے کہ نتائج اسباب کے پیدا ہو سکتے ہیں یہ محسوس ہو کہ قوت و نتائج کا کسی کو علم نہیں ہوتا۔ فرض کرو کہ ہمیں کسی مسافر میں پانی کا سیاہی یا نتائج کا علم ہو جائے تو ہو سکتا ہے کہ ہماری بھی جدوجہد بھی ہو جائے۔ لیکن فکر نتائج کا علم ہی دراصل اسباب کے علم کے ساتھ ساتھ انسانی بے بسی کا اصل ہے اور یہ بھی اس انسان کے رنج کے ساتھ ساتھ ہو سکتا ہے یا اس کے علم میں کوئی اور سامان بھی پیدا ہو سکتا ہے غالب ہے کہ وہ نتائج اس کی وجہ اسباب کے مرتکاب کرنے پر نظر نہ کرے بلکہ اس کے برعکس ہو جائے۔ اگر نتائج کا علم بھی ہو جائے پھر بھی قضا و قدر پر اظہار کسی نہ کسی صفت کا سبب نہیں ہو سکتا کیونکہ تقدیر پر علم نہیں دیتی کہ سب نتائج کسی نہ کسی حالت میں شامل ہو چکے ہیں تو اسے وہ آمد ہو کر ہی رہیں گے خواہ تم کسی کوشش کرو یا نہ کرو بلکہ یہ علم دیتی ہے کہ تم میری طرف سے نگر کسی بھی حالت میں جدوجہد جاری رکھو اور اپنی طاقت سے بڑھ کر اسباب و وسائل کا انتخاب کرو کیونکہ یہ سب وسیع حالت

قضاء و قدر کی حقیقت اور شرعی نظر میں اس کی اہمیت

نا ہے صحیح طور پر وجود کو مانتا ہے؟

دین بالتقلید کی پوری بحث سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ آپ پہلے اس کی صفت کو تفصیل کے ساتھ سمجھ لیں۔ اس کے بعد آپ کو بھی سب سمجھ میں آجائے گا کہ کس کو دین اسلام کی حیثیت کیوں دی گئی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے یہ بیان کیا ہے کہ دین کی تشکیل کا تمام تر انحصار اس چیز پر ہے کہ انسان میں جو حرکت و سکون پایا جاتا ہے ان سب کا صحیح طور پر علم حاصل ہو۔ کیونکہ یہ خود مقصد نہیں ہے بلکہ یہ خود مقصد تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ اس لیے جو اسلامی بحثوں میں سے کسی کا بھی علم نہیں ہے جو شخص اس کا مالک ہے وہ ٹھوکر کا شکار ہے۔ تدبیر کے جس حصے کے سمجھنے کی توفیق صرف اس شخص کے حصے میں آتی ہے جو یہ جانتا ہو کہ مقصد تک پہنچنے کے آگے تمام عالم مجہول ہے اس کا کوئی خانہ اس کے علاوہ جیسا نہیں کر سکتا جس کے متعلق یہ جانتا ہو کہ وہ کیا چاہتا ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ متعین شخص ہی کے لیے عمل کرے اور جس کے لیے اس کے علاوہ عمل ہو گیا ہے، اس کے لیے بھی یہ عمل بے سود ہو گا وہ کوئی دوسرا عمل کر لے۔ اس کے باوجود انسان سے اعمالِ شریعہ کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

تفصیل بیان کیا ہے کہ اس کا مقصد انسان کا تمام اسباب مستیات کے پورے پورے تناسب کے ساتھ قدرت نے بالکل اس طرح بنا دیا ہے کہ اس کی ظاہری سطح کو دیکھ کر یہ اندازہ لگانا ممکن ہے کہ اب نظام قائم رکھنے کے لیے کتنا بوجھ کس خانہ پر ڈالا جائے۔ اسی طرح اسلام دنیا میں تشریف لا کر کسی ملک یا قوم سے نہیں بلکہ پوری انسانیت سے یہ تعلیم فرماتے ہیں کہ جس طرح یہ کائنات خود بخود پیدا نہیں ہو گئی اسی طرح اس کا نظام عمل بھی خود بخود نہیں ہو گیا بلکہ خالق کائنات نے اس کو شروع سے جوڑ بیٹھنے سے قبل ہی اس کا نظام عمل بھی بنا کر رکھ دیا تھا۔ عالم میں اپنا کوئی نظام حیات بنا سکنا ہے نہ اس پر خود عمل کرنے کی قدرت رکھتا ہے وہ جس طرح سراسر نامعلوم وجود میں خالق کا محتاج ہے، اسی طرح اپنے نظام حیات میں بھی ہر قدم پر عمل کرنے میں اسی کا محتاج ہے جب ابراہیم علیہ السلام کی زبان انسان کو یہی بے کسی دے سکی۔ ۔ ۔ تاں معلوم ہوتی ہے تو پھر اس کے اعتقاد کی بنا بھی ۔ ۔ ۔ ل ہوتی ہے اور اس میں ایک عظیم مغالطہ پایا جاتا ہے۔ اسباب سفلیہ اس کی نظروں میں تاثیر موصوف ہیں ۔ ۔ ۔ ے جو اس مغالطے اس کی نظروں میں پیدا ہو جاتے ہیں اصلی اثر کی تاثیر کو اس سے ۔ ۔ ۔ ہٹا لیتے ہیں۔ ۔ ۔ کا ۔ ۔ ۔ کی ضرورت ہے تو ان کو مسبب پر نگاہ سے پہنچ جاتا ہے مگر اس میں بھی اس کی نظریں اسباب پر جم جاتی ہیں اور اس طرح سے اس میں ایک ناقابل دور رخنہ پیدا ہو جاتا ہے

اس تفصیل سے ظاہر ہو گیا کہ ایمان بالغیب کی بحث صرف اس لیے نہیں ہے کہ اس کے بغیر انسان کو اپنی حرکتی کے لیے سہارا نہیں مل سکتا بلکہ اس لیے بھی ہے کہ اس کے بغیر انسان کو عمل کا وہ رخ نہیں

بات بالکل اس بنا پر کہی ہے کہ اس کے بیان پر ہر بندہ کا ایمان مدار نجات ہے، مگر کوئی بندہ ایسا قائم نہیں رہتا، جو بلا اس مسئلہ کے متعلق ہو، اس کو ایسی پیچیدہ صورت میں پیش کیا ہو جس کے بعد اس کا خالق (اللہ تعالیٰ) ناراض ہو جائے۔ ہمارے اس بیان سے جہاں اس مسئلہ کی اہمیت ظاہر ہوگئی، اسی کے ساتھ یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ کے ماننے میں تقدیر کا ماننا بھی کیوں داخل ہے اور تقدیر کا انکار اللہ تعالیٰ کے انکار کے برابر کیوں ہے؟ اس لیے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:

ایمان بالقدر نظام توحید ہست	یعنی نظام توحید ایمان بالقدر پر قائم ہے، جو شخص یہ
ہر کہ وکذب بالقدر شد ملحد ست	کہے، وہ تقدیر کا انکار کرے، اس نے توحید کو کھو دیا
(التوحید وکتاب السنۃ لابن مندہ ص ۲۷۴)	(اصل کر)

اسی طرح قیامت کا ماننا بھی اللہ تعالیٰ کے انکار ہی کے برابر ہے، صور و نفخ میں بالیں، اللہ تعالیٰ کے ماننے کا یہی مفہوم ہے کہ ہر اس طرف (شاخ) قرار پائے، یعنی اگر اللہ تعالیٰ کو تسلیم کرتے ہو تو یہ بھی ماننا ہوگا کہ اس کی حکومت سب پر چھا رہی ہوگی، وہ ایک دن اپنی مخلوق کے درمیان فیصلہ بھی کرے گا، وہ اپنا حکم نافذ کرکے رہے گا، اس کو کوئی نہیں روک سکتا، اسی طرح جنت و دوزخ کا انکار بھی اللہ تعالیٰ کے انکار ہی کے مترادف ہے، تفصیل اپنے اپنے محل پر آئے گی یہاں صرف اشارہ کر دیا گیا ہے۔

مسئلہ مذکورہ میں ائمہ قدیم کے چند خیالات
اور
مذہب اہل حق کی توضیح و تحقیق

مذکورہ بالا مسئلہ میں اصولی مذہب چار ہیں، جبریہ، قدریہ، اشاعرہ اور ماتریدیہ، جبریہ کہتے ہیں کہ بندہ کے افعال صرف اللہ تعالیٰ کی قدرت سے صادر ہوتے ہیں، اس میں بندوں کی قدرت نہیں، معتزلہ کا یہ خیال ہے کہ اس میں صرف قدرت ہی ہے، (بندہ ہی کی تاثیر سے اپنے افعال صادر کرتے ہیں، (اشاعرہ کہتے ہیں کہ بندہ

(ف) جب یہ بات اچھی طرح معلوم ہوگئی تو اب یہ دیکھنا ہے کہ اس مسئلہ میں کوئی اشکال پیدا ہوتا ہے یا نہیں، اشکال کے پیدا ہونے کی صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو خالق ماننے کے بعد ہر انسان کو مختار ماننا پڑتا ہے، اور اختیار کے بعد ہر انسان کے افعال کی ذمہ داری اس پر عائد ہوتی ہے، اور اس کے لیے جزا و سزا کا ہونا ضروری ہے، اور یہ جزا و سزا اللہ تعالیٰ کی عدالت کے بغیر نہیں ہو سکتی، اور عدالت کے لیے ضروری ہے کہ ہر انسان کے افعال کی جزا و سزا اس کو ملے، اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب ہر انسان کے افعال کا وہ خود خالق ہو، اور اس کے افعال کی ذمہ داری اسی پر عائد ہو، اور اس کے افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہو، اور اس کے افعال کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ پر عائد ہو، اور اللہ تعالیٰ کے افعال کی ذمہ داری کسی پر عائد نہیں ہو سکتی، اس لیے اللہ تعالیٰ کے افعال کی جزا و سزا کسی کو نہیں مل سکتی، اور

ہے صفت قدرت تو ہے مگر اس کے خلاف ہیں اس کی کون تاثیر نہیں ہوتی بلکہ جب کبھی بندہ کسی فعل کا ارادہ کرتا ہے تو حق تعالیٰ اسی قدرت سے اس کے برخلاف افعال پیدا کر سکتا ہے مگر اشاعرہ کا مذہب ہے ان دونوں کے درمیان یہ ان کے نزدیک یہ دونوں جزئیں کی طرح مجبور ہیں ہے اور معتزلہ کی طرح خالص مختار

۱۲ احناف کہتے ہیں کہ جبر کے نزدیک بندہ میں قدرت ہے۔ اور بلکہ اصلی ہے بالکل بیکار ہے اس کی طرح بے اختیار ہے۔ اور اشاعرہ قدرت، ارادہ، فعل تینوں کے قائل ہیں مگر یہ کہتے ہیں کہ اس کی قدرت کا صدور افعال میں کوئی تاثیر نہیں۔ اس کے افعال کو اللہ خالق خود پیدا فرماتا ہے۔ اسی طرح بندہ میں صفت ارادہ بھی ہے، اور اس کے افعال اس ارادہ کی طرف منسوب بھی ہوتے ہیں، مگر ارادہ و اختیار کی یہ صفت اور افعال میں نہیں ہوئی اللہ تعالیٰ نے بندہ کو ایسا خود مختار پیدا فرمایا ہے، جس کی اس صفت ارادہ و اختیار بلکہ تمام صفات کو بھی اسی نے پیدا فرمایا ہے، اسی وجہ سے انسان کو مختار کہا جاتا ہے۔ اگر اس میں اختیار کی صفت نہ ہوتی تو اس کو مختار کیسے کہا جا سکتا ہاں چونکہ یہ اختیار خود اس کے افعال میں نہیں اس لحاظ سے اس کو مضطر اور مجبور کہنا بھی صحیح ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ بندہ مختار بھی ہے اور مجبور بھی ہے۔ افعال میں تو مختار ہے کیونکہ صفت اختیار اس میں پیدا کی گئی ہے اور خود اس صفت اختیار میں مجبور ہے کیونکہ یہ صفت اس کی پیدا کردہ ہے اور اس صفت پر اس کا اختیار نہیں ہے کہ جس طرف چاہے اس کو لگائے، وہ اسی جانب لگے پر مجبور ہے جس طرف حق سبحانہ اس کو لگائے۔ اشاعرہ نے صفت قدرت کا قول کر کے اپنے مذہب کو جبر کے مذہب سے ممتاز کرنے کی کوشش تو کی مگر چونکہ قدرت غیر مؤثرہ کے قائل ہیں لہٰذا بحیثیت مجموعی افعال میں بندہ کی کوئی فرق نہیں نکلتا اس لئے ان کا مذہب جبر ہی کے مذہب سے زیادہ ممتاز نہیں ہوتا اس لئے اس مقام کی توضیح کے لئے کسی قدر تفصیل کی ضرورت ہے۔

شیخ اشعری نے مذہب کی وضاحت کے لئے حسب ذیل امور کو ضمانت کرنا ضروری سمجھا:۔

(۱) انسان افعال میں جب اس کی قدرت و اختیار کوئی تاثیر نہیں تو پھر انسان اور اس کے افعال میں صحیح رشتہ کیا ہے اور ان کی نسبت انسان کی طرف کس لئے کی جاتی ہے اور مدح و ذم ہوتی ہے۔

(۲) افعال اضطراریہ میں جب کہ اس کی قدرت و اختیار کی تاثیر بداہۃً محسوس ہوتی ہے تو اس کو کیسے کہا جاتا ہے کہ افعال میں اس کی قدرت کی کوئی تاثیر نہیں تو پھر ان پر مدح و ذم مرتب ہونا اور جزاء و سزا پانا کیونکر صحیح ہے۔

پہلی شبہ کا جواب یہ ہے کہ شیخ کے نزدیک ان افعال کا اللہ تعالیٰ کی قدرت کے ساتھ صرف اتنا ہوتا ہے کہ جب بندہ کسی فعل کا ارادہ کرتا ہے تو حق تعالیٰ اس کو اپنی قدرت کاملہ سے اس بندہ میں پیدا فرما دیتا ہے جس کا ان افعال کے لئے محل ہونا ممکن ہے۔ اس کے سوا اس کا اللہ تعالیٰ سے کوئی اور کسب نہیں ہے

ب ہیروں کے اعمال کا حاصل یہ ہے کہ وہ مختلف مادہ اصلی کی تاثیر ہے کہ جسم ہیروں کے ہیکل پیدا ہوتا ہے۔ کامل ہیرا ہوتا ہے اس کی صفت اثر کے ساتھ ساتھ اس بے جسم میں بھی آتا ہے کہ جو کامل اس کے اعمال سے ہوتا ہے ہیں۔ اس کی تائید مثال سے سمجھیے مثلاً ایک زمین جو اکھڑی ہوئی ہے اس کو حرکت دینے والا جنبش میں تو لاسکتا ہے لیکن گرمیکہ بھی اس کو اسی جانب حرکت نہ دے اور تو بھلا پھر جنبش پیدا ہو سکتا ہے کہ ممکن ہے اس چیز کی طاقت کم ہو جس کی تاثیر ہوگی یا بالعکس ہو لیکن اس میں بھی صورت موجود ہے خواہ یہ کمی ہو بیشی ہو مگر اس کے باوجود جو کہ یہ حقیقت حال روشن ہو چکی ہے۔ اس سے یہی کہا جاتا ہے کہ زمین کی حرکت میں صرف مجھی کی طاقت مؤثر ہے، وہیں مگر طاقت تو ہے مگر یہ طاقت زمین کی حرکت میں کچھ مؤثر نہیں ہے مگر اس طاقت کے ساتھ ساتھ اس کے مقابل جو زمین ہے اسی طرح عقل بھی بڑی زبردست چیز ہے جس کی بات ہے یہاں اصلاً ضرورت کہ اپنے اعمال کے فعل میں مستقل ہے، غیر مؤثر بالذات ہے آپ نے مثال دیکھ میں پھر کی دیکھی بلکہ سنی بھی ہیں کیونکہ وہاں پھر کی کسی دیوار میں تو تاثیر کی جا سکتی ہے مگر وہ کتنی تاثیر ہے جو دیوار ہیں تو کسی دوسری چیز میں کوئی تاثیر نہیں کی جا سکتی۔ مگر جو کہ ذاتی صفت ہے کہ ساتھ ساتھ عالم کے ساتھ ختم ہوتے چلے جاتے اس اعمال حقیقی ہیں ہے وہ غیب ہیں اس نے یہ حکم لگانے سے ہرگز نہیں ہو جاتا ہے کہ یہ اعمال خود انسان ہی کی قدرت کی پیداوار ہیں

اب رہا انسانی قدرت کے تائید کا بھی ہونا جہاں جائے جب عقلاء کا اتفاق ہو وہیں ہاں یہ جب تاکہ کیسے لگایا جا سکتا ہے۔ یہاں پر بھی صرف اپنی قدرت کا اور لگ ہے۔ لگنے اس قدرت کی ان اعمال میں تاثیر ہے بھی یا نہیں اور نکلے تو کیسی ہے یہ ہیں کیسے ہو سکتے ہے جبکہ اس میں اختلاف آراء بھی ہے، بلکہ ہستی بات یہ ہے بھی اس کا پتہ لگے بھی اور کر بھی رہا ہے یہ بھی اس میں صفت ضعف تسلیم کرتی ہے۔ اور بھی بات یہ ہی نہیں ہے اس نے تسلیم کیسے تسلیم نہ کرنا کیسی ہے

پھر قدرت سے بے خبر اگر پیدا کیا ہے کہ اس کے ساتھ چونکہ اسباب ہے اس لیے اس کو فعل نظر آتا ہے اس لیے یہاں بھی حکم لگانا ہے کہ اس کا ہے اور یہ اس کا فعل ہے۔ حالانکہ جب میں اس کی تاثیر کا گمان کر لیا ہے یہ ہے کامل ہے یہ ہی نہیں اگر جنبش نہ ہو تو کوئی زمین کی کوئی تاثیر دوسرا کر سکتا ہے لیکن اس عالم میں چونکہ قدرت مضطربہ ہے کہ جب اس کا اعمال ہوتی ہے تو ہے اس کے ساتھ ساتھ خود اس کے اعمال بھی پیدا کی جاتی ہے اس لیے یہ خیال لگ جاتا ہے کہ شاید یہ اسی کی تاثیر ہو گی۔ یہ تاثیر اس کی ہے اس کے اعمال کا حاصل سمجھا جاتا ہے یہاں تاثیر کا گمان کر لیا ہے اور تاثیر ہے۔ اس طرف کی طرح چونکہ اس دوسرے اور ایک تماشے جو میں اس ہے وہ صرف اس ظاہر کی صفت کو دیکھ کر وہ ہی کہتے اعمال کا فاعل کہتے ہیں

جس سے وہ ظاہر ہے کی طرف دعوت کرتے ہیں

خلاصہ یہ ہے کہ احسان اس پر کا علاوہ انسان کے ساتھ صرف اتنا ہی ہوتا ہے کہ کسی انسان کے ساتھ کوئی ظلم ہوتا ہے اور چونکہ یہ احوال اس کے ساتھ قائم ہوتے ہیں اس لیے اُن پر اس کی تعریف یا مدح بھی کی جاتی ہے مگر جو صورتی ان پر بھی انسان کی تعریف یا مدح ہوتی ہے حالانکہ یہ بھی اُس کی انسانی صفت نہیں معلوم ہوا کہ مدح روح کے لیے اُن صفات کا اثبات وعدہ درصردی نہیں ہے بلکہ صرف ان کا پایا جانا کافی ہوتا ہے

شارح عقیدۃ الطحاویہ اس کی مزید وضاحت اس طرح فرماتے ہیں کہ یہاں فعل و مفعول و خلق و مخلوق سے مراد لفظ ہوتا ہے، اس لیے بات صاف نہیں ہوتی یہاں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ بندہ کا جو فعل ہوتا ہے مثلاً نماز، یہ بے شبہ اسی کا فعل ہے اور حقیقت ہے مگر یہ اللہ کا فعل نہیں ہے اس لیے اس کا مفعول اور اس کی مخلوق ہے۔ اس مگر جو اللہ تعالیٰ کا فعل ہے وہ فعل صلوٰۃ کا خلق یعنی اس کا پیدا کرنا ہے پس جس طرح بندہ کا فعل الگ ہے اور اللہ تعالیٰ کا فعل الگ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فعل الگ ہے اور اس کی مخلوق الگ۔ دیکھو جب صلوٰۃ کہ یہاں بندہ کا فعل قرار دیا گیا تو جس کا وہ فعل ہے اسی کے ساتھ وہ قائم بھی ہوتی ہے اور جو خدا کا فعل ہے جیسے اس کو پیدا کرنا، یہ خلق اُس کی صفت ہے، وہ اس کے ساتھ قائم ہے۔ خالق اس کا فعل جس سے اس کی مخلوق ہے لہٰذا اس نے ساتھ قائم بھی نہیں ایسے فعل کو جس کا نفع و نقصان اس کے فاعل کی طرف عود کرے کسب کہتے ہیں، اس لیے کہا جاتا ہے کہ بندے نے اپنے اعمال کے کاسب ہیں اور جس اعمال اُن کا خالق ہے اس کا۔ ہماری نماز سے کرتی ہے وہ ہمارے نفع و نقصان۔ بندوں کا نماز سے فائدہ بھی ہے اور ضرر پہنچتے سے نقصان بھی۔ اس سے یہ بات خوب واضح ہو جاتی ہے کہ ہمارے اعمال کا خالق چاہے ساتھ ہمارے اور حق تعالیٰ کے ساتھ ہیں۔ اسی کو علماء خلق و کسب سے تعبیر کرتے ہیں یعنی ہمارے اعمال کا خلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلق کا ہے اور بندے سے کسب کا اس پر جو جزاء و سزا کا حاصل ہوتی ہے بلکہ بندہ فعل کرتا ہے حق تعالیٰ اس کے عوض اس پر ثواب یا عذاب دیتا ہے بلکہ یہاں دو باتیں ہیں ایک تو اعمال کا صدور اور دوسرا اس کا حصول۔ جہاں تک اعمال کے صدور کا تعلق ہے اس میں بندہ کا فعل اختیاری ہوتا ہے اور اس کے اعمال کا حصول جس کو دوسرے لفظوں میں اس کی دوسری غیر اختیاری صفات جس پر اس کی سرزنش یا مدح کی جاتی ہے اسی خصوصیت سے زیادہ ہے یہاں اعمال پر صرف مدح و ذم ہوتی ہے وہ انسان قدرت و اختیار سے خلق نہیں ہوتے اور ان کے

[illegible] ہوتی ہے [illegible] جن [illegible] ہوتا ہے [illegible] ان کی [illegible] انسانی [illegible] [illegible] کے ساتھ [illegible] ہے [illegible] [illegible] [illegible] ہے۔

شارح عقیدۃ الطحاویہ اس جملہ کی یوں توضیح فرماتے ہیں کہ انسانوں کے افعال دو قسم کے ہیں [illegible] وہ جو [illegible] کی قدرت [illegible] مادہ سے صادر ہوتے ہیں جیسے [illegible] وغیرہ انسانوں کی حرکات ان افعال کا [illegible] ان کی صفت تو کہا جاتا ہے مگر ان پر انسانی افعال کا اطلاق نہیں کیا جاتا چنانچہ کرسی جیسے جسم کا اوپر نیچے [illegible] حرکت بھی [illegible] ہے مگر اس حرکت کو نہ تو حرکت کہا جائے گا نہ [illegible] کہہ سکتا [illegible] [illegible] ہے [illegible] یہ حرکت اس قابل ہے [illegible] دوسرے جسم کے اتصال [illegible] [illegible] اس کے [illegible] [illegible] ہے ان کو اس کی صفت بھی کہا جاتا ہے اور ان پر بھی [illegible] کا اطلاق ہوتا ہے جیسے [illegible] [illegible] [illegible]

اصطلاحی ہے اس کا اصل مادہ میں کسی قسم کا وجود نہیں ہوتا ہے وہ عارضی طور پر ہے معدوم ہی تو موجود ہوتا ہے اس کا وجود اسی طرح ہے جس طرح ہاتھ کے ہلانے سے ہوا میں حرکت حاصل ہوتی ہے ہوا میں حرکت کا وجود ایک عارضی چیز ہے جب ہاتھ کی حرکت کو روک کر دیا جائے تو ہوا کی حرکت بھی ختم ہو جاتی ہے اسی طرح ہر وہ چیز جو عارضی طور پر وجود میں آتی ہے اس کا وجود بھی ختم ہو جاتا ہے اس کو عدم کہتے ہیں اسی طرح ہر وہ چیز جو عارضی طور پر وجود میں آتی ہے اس کا وجود بھی ختم ہو جاتا ہے اس کو عدم کہتے ہیں اسی طرح ہر وہ چیز جو عارضی طور پر وجود میں آتی ہے اس کا وجود بھی ختم ہو جاتا ہے اس کو عدم کہتے ہیں

امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ یہ بات معلوم ہے کہ ہر حادث کے لئے ایک محدث کی ضرورت ہے اور ہر حادث کے لئے ایک محدث کی ضرورت ہے اور ہر حادث کے لئے ایک محدث کی ضرورت ہے اور

دوسری طرف بھی ہوا ہے کہ اس جبر کے باوجود تاریخ میں ہم نے اپنے اعمال کی ذمہ داری بھی لی ہے تو اس کی حیثیت اعمال ہے اور جب اس کے ساتھ ضمیر بھی جڑ جاتی ہے تو یہ ظاہر ہے کہ اول تو جب انسان کو یہ احساس ہوتا ہے کہ اس کی طرح محسوس ہو تو وہ اپنے مجبور ہونے کا یقین کرے تو کیسے کرے اور اگر محسوس فرض کر لے تو کہ مجبور کو سزا دے تو کیونکر دے گا ایک بچہ کا ایک بچہ سب اس کو بھی تعلیم دیتا ہے تو وہ اکثر کیسے کر سکتا ہے ایک طرف تو اس کے ساتھ ہے وہ اپنے ہونے کا یقین ہوتا ہے دوسری طرف مذہب کا یقین ہوتا ہے اور جو نے بھی مدد فرمائی ہے اور مسئلہ تقدیر اس لیے ایک معمہ بن کر رہ جاتا ہے۔ یہاں بھی حقیقی فیصلہ تو آخرت ہی میں اس کی بارگاہ سے ہوگا لیکن یہ بندہ ہی ہے جو سزا کا مستحق ہے۔

اس عالم سرمستی میں جہاں ہر قدم پر نفسیہ کا اس دنیا میں کی محسوس نے انسانی وجدان ہی کو خلط ملط کر دیا ہے اور صاف طور پر کہا ہے کہ انسان میں دو قوتیں ہیں ایک اختیار دوسری ایک جبر کی طرح ہے جس پر نفسیات جدید جس طرح اور جس طرف چاہتی ہے اس کو کشاں کشاں لیے پھرتی ہے۔ ان کے ہر ایک کا تعلق مختلف اور ایک حال الاعمال ہو جو جبر نفس سے جو سوال کرنے کا حق رکھتا ہے۔ اور اب جبر کے مسئول ہیں ہمارا کوئی استدلال نہیں رہا۔ بعض نفسیہ کہاں اس مرتبہ تک پہنچ گئے ہیں اور کہتا ہی خوش کن ہے مگر ایک خیال ہمارے لیے ہے اپنے وجدان کے خلاف اس کو تسلیم کرنا بہت مشکل ہے۔ اس لیے دوسری جماعت نے اس کو غلط قرار دیا ہے اور ان پر اپنا وجدان کی طرح یقین رکھتے ہیں پھر اس جبر کا مسئول نفسیات انسانی کا بگاڑ ہیں ہوا ہے اور ہم بدون کرنے اعمال کا ذمہ دار نہ تو مسند ڈالا اور نہ تسلیم کرنا کہ بند ہیں ہے۔ اعمال کے کیفیت کی نسبت ہے اور اسی نسبت سے اعمال کرتا ہے اور جب ہے۔ اعتبار سے کرتا ہے تو اس کا مسئول بھی ہونا چاہیے۔ اسی لیے ہم نے کہا کہ مسئلہ تقدیر ہر حال ہے مگر اس کا اظہار اس سے زیادہ مشکل ہے یہاں آپ نے دیکھا کہ ان دونوں جماعتوں نے اپنے دلیل کے دعاوی میں مسئلہ اس نفس (کہ ہم مجبور یا مختار کی نہ ہے) کی بنا پر خصوص (کہ اس کی تخصیص کی جہاں اہل سنت نے ساتھ ہمارا ہے دیکھ کر تو تغیر کی روایتی نہ ہے اس اعتراض میں کوئی باک نہ سمجھا کہ اگر کوئی حقیقت ان سے اصل اور سارا تو اس کے پیچھے ہمیں ہم کہ دلیل شدہ ہے۔ اس بنا پر اس کا مکلف ہونا ہے دونوں ہی فلسفوں۔

اس سے پہلے کہ مسئلہ کا اعتقاد و عقائد کے دلوں میں مذہب کی جانب سے کچھ شوک پیدا ہونا چاہیں کہ ایک سب سے پہلے ان کو سمجھ لینا چاہیے کہ جب کبھی دنیا کے کسی ادنیٰ سے ادنیٰ چیز کی حقیقت کا اظہار کیا جاتا ہے تو وہ بیشتر اس ہی ہو کر ہوتی ہے۔ جو کہ تعلیم عقلہ سے تو کہا گیا ہے کہ ہر ایک "الحقیقۃ الحقیقۃ" کسی چیز کی ٹھیک ٹھیک حقیقت کا پتہ چلانا تو کہاں ہے بہت مشکل ہے کہ اس کو

[illegible] ہے [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] ہے۔ اس لیے اب اس کا وقوع ممکن ہی نہیں رہا۔ دیکھیے ایک شخص نے گھوڑے پر اختیار کیا اور واضح ہے اس کے چلانے سے گھوڑا اس کے اختیار سے نکلنے ہی چلتا ہے مگر آپ یہی جانتے ہیں کہ چلانا ہے وہ اپنی قدرت سے اپنے مالک کی قدرت سے نہیں چلتا مگر یہاں دو قدرتیں بعینہ ایک جیسی ایک گھوڑے کی اور دوسری اس کے مالک کی اور دونوں واقعی مختار ہیں مگر ان دونوں کو متحد و یکجا نہیں دیکھتے آپ کو کوئی اشتباہ ہی پیش نہیں آتی لیکن یہاں قدرتِ عبد کی حقیقت پر نہیں اس کے جس مرتبہ میں ابھی غور کیجیے گا وہ قدرت الٰہیہ سے علیحدہ و مباحث نہیں ہو سکتا اس لیے آپ غور کیے چلے جائیے مگر نصب عبد کے سبب اور قدرتِ الٰہیہ کے علی عینہ رہنے سے کوئی جسم ہو جائیگا اور جب تک یہ التباس پیدا نہ کریں اس وقت تک جبر و اختیار کے اشکالات حل نہیں ہوتے اس لیے یہ مسئلہ بھی حل نہیں ہو سکتا۔

علامہ یہ ہے کہ مسئلہ کا اشکال یوں نہیں ہے کہ یہاں کوئی غیر معقول چیز موجود ہے بلکہ یوں ہے کہ اس کی نظیر کوئی مخلوق نہیں اور جزئیات میں جہاں نظائر نہیں وہاں عقل خود اپنا ہی حکم مقدم رکھتی ہے اسی لیے سرسید نے یہ تعلیم فرمائی ہے کہ جو کچھ کو تسلیم کرتا ہے وہ اس کو سر آنکھ مانتا ہوگا اور یہی ایمان بالغیب ہے، آخر جنت و دوزخ کو کس نے دیکھا بلکہ خدا و ملائکہ کی ذات کو کس نے دیکھا یہ تمام حقائق غیب ہیں، جہاں ہم شمس بازغہ اسلام کے یہاں پر ختم کر کے ان کو تسلیم کر چکے ہیں بس وہی مومن ہے اور جس نے رد و انکار کی راہ اختیار کی وہ دوسری طرف جا پڑتا ہے۔

ناتمام اختیار کا فائدہ

اس بحث کی تلخیص کا حاصل اگر کسی ہے تو اسان میں اختیار ہے مگر یہ ناتمام ہے اور ناتمام بھی ایسا جو صرف اسان کے عملی طور پر مختار رکھلانے کے لیے کافی ہو اور جس کو صرف اتنے سے اختیار کے مان لینے سے تو جزا و سزا کا مسئلہ صاف نہیں ہوتا اس کا جواب پہلے تو یہ ہے کہ مگر حکم عقل کا طلاق ایسا ہی کرتا ہے تاہم علم بھی تو ہے اس کی مکنت سے چار اصل دوسری کی چار رمز کے اس پر بھی صدری مناسبت بھی باقی رکھے اس لیے اسی ناتمام ایک ایک ناتمام سے اختیار ثابت فرما دیا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ قدرت نے انسان کو عملی امور میں دو پہلوؤں میں، دوسرے حیوانات سے امتیاز بخشا ہے، اس کا عمل امتیاز یہ ہے کہ اس کا قصد بہت سے افعال کے اثرات کو دیکھ کر ان میں سے بعض افعال کے ایجاد پر جزم کر لیتا ہے جس سے یہ کہا جاتا ہے کہ ارادہ کے ساتھ ہیں، یہ خاصہ کسی میں ان سے کم یا زیادہ موجود ہوتے ہیں، مگر [illegible] ہوتا ہے، اس کے نفس میں ان

عبارت سے کوئی رنگ پیدا نہیں ہوتا مگر انسان جب عالم ہے اعتبار سے کہ یہ تو اس کا جس ہی کے ساتھ
حالات سے تعلق ہوتا چاہئے۔ اعمال کیا ہیں؟ یہ بیان بھی کوئی الگ چیز نہیں ہوتا بلکہ جب ہم کسی
پر مدح کی حالی ہے تو مدح، اس کی مثال یوں سمجھئے جیسے طریق ہے جو منزل تک پہنچاتا ہے مگر اس کے لئے ہمیں
کی ضرورت ہوگی کہ منزل تک راہ سے پہنچا دیں، اسی طرح اعمال کی بھی ضرورت ہے کہ ان کا صدور
عبادت کی وجہ سے ہو اس کی یہی وجہ ہے کہ جب تک عمل کا صدور عبادت سے نہیں ہوتا تب تک انسان
میں اس کا رنگ بھی پیدا نہیں ہوتا مگر یہ عبادت طلب چاہتی ہے کہ جس نفس کا رنگ جس انسانی میں پیدا ہو چکا ہے
اس کا پیدا عدم فرمائے یا اس کا مقابلہ ہونے اور جس عمل کا اس میں کوئی اثر پیدا نہیں ہوا اس کی وجہ سے قرب
اب مگر یا متوجہ ہو۔ اسی سماعت کے پیدا کرنے کے لئے شواں گیا ہے تو اس کے لئے مستقل عبادت کی حاجت
کی گئی ہے، تا تمام عبادتیں بھی کافی ہے۔ اس لئے یہ مطابق خط ہے کہ ہر، دوسرے کے لئے مستقل عبادت ضروری ہے
حضرت علامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عبادتیں دو عالم طلب ہیں موجود ہیں ایک عالم
تقرب و حبیب ہے اور دوسرا عالم تکلیف بھی جس میں ہم اپنے اختیار سے شریعت کا مکلف بنایا گیا ہے یا شعور ہی
مشعور ہے۔ عالم تکلیف میں یہ کھلا ہوا اختیار رکھا گیا ہے حق تک جب تک اس کا قلب مستقل نظر نہ آئے
کہتا ہیں دہ بالغ نہیں ہوا جاتا اس سے اعمال شرعیہ کا مطالبہ بھی نہیں ہوتا مگر یہاں عالم تقرب ہوا ہے نہیں ہو
اور جہاں عالم عبادت ہے وہاں اس کو ضرور ہی ضرور بنایا گیا ہے مگر ہاں ہم مکلف بھی نہیں ہیں ان دونوں
عالموں کے درمیان خط کر دینے سے ملت میں اشکالات پیدا ہو گئے ہیں حقیقت یہ ہے کہ ہم ہی عالم میں ہم
یک الہیہ کا ظہور ہے، حکمت الہیہ کی وجہ سے اس جہان میں ہم کو حصہ دیا گیا ہے، اب چاہو تو اس کو
کا نام اختیار سے تعبیر کر لو اور چاہو تو اس جہان کے خاتمے مستقل عبادت کہہ دو، جزا و سزا کا مسئلہ اسی پر
ہے۔ جو عالم میں موجود ہے اس کو، سوائے عالم میں پیدا ہونے کے عدم کا نام چاہے اور یہ معقول
ہو سکتا ہے کہ حصہ نہیں ہوا ہے۔ میں جب کبھی پیدا ہوں گا دیکھوں گا تو اس کو کیا ہی پڑے گا پھر اس
میں ہوں کہ کچھ نہ کچھ ہونے کا حصہ ملا ہے اور کیا ہے۔ علماء کی فرماتے ہیں کہ انسان جب کہ کسی
دنیا میں آتا ہے تو اس کی مثال کسی کورے کاغذ کی سی ہوتی ہے، جس پر کچھ لکھا ہوا نہیں ہوتا ہے اگر کسی چیز سے کوئی
پہلی اس پر لکھا ہوا ہے تو وہ کبھی وقت پر جاسکتا ہے کہ معلوم ہو سکے اور وقت سے اول کہ کیا لکھا ہوا ہے
کو خواہ مخواہ اس پر لکھا ہوا سمجھ لینا اور اس کو مجبور سمجھنا یہ اس چیز کی نہیں ہے کہ اس لکھے ہوئے کو
اس لکھے ہوئے مسئلہ میں سمجھنے کے لئے ہے اس کو سمجھ لینے سے کہ سمجھنا چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

والصلوٰۃ علیٰ سیدنا محمد خاتم النبیین وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

فرقہ قدریہ کی مختصر تاریخ

اور

ان کے کفر کی ضروری تنقیح

[illegible] ہے کہ فرقہ قدریہ کی تاریخ معلوم کرلی جائے تاکہ [illegible] کی روشنی میں اس فرقہ کے متعلق جو تعبیریں [illegible] کی گئی ہیں ان کی [illegible] کی جاسکے۔ حافظ ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ علماء اور [illegible] کے [illegible] اس فرقہ کا نام و نشان [illegible] صحابہ کرام کے آخری عہد میں اس کا ظہور ہوا اور جو صحابہ اس وقت [illegible] انہوں نے پوری قوت کے ساتھ اس کے استیصال میں حصہ لیا ان میں سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت واثلہ بن اسقعؓ [illegible] کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ اس فرقہ کا بانی اور پیشرو کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس کی طرف اس کی نسبت کی جاسکے۔ [illegible] سے [illegible] کے نظام [illegible] کے [illegible] لکھتے ہیں کہ اس کی ابتدا یوں ہوئی کہ ایک مرتبہ جب حاکم کرمان کی ایک شخص کی [illegible] کی [illegible] کہ اس پر کسی دوسرے شخص نے [illegible] کی [illegible] اس شخص نے [illegible] کی بحث چل پڑی۔

[illegible] "الملل والنحل" [illegible] "وفیات الاعیان" [illegible] اس [illegible] کے باوجود کسی [illegible] ہے۔ [illegible] کی [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] کی [illegible] ہوئی ہے [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] کی [illegible]

لوگ ہیں کہ وہ جیالا سے تو چلتے ہیں مگر جیا اس کو کہتے ہیں جو مرنے سے پہلے مر سکے۔

اس بات پر قدرت کو بندے کے حاصل کئے بغیر کبھی نجات نہیں ہوتا۔ اس سخت محنت کا یہ فائدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کے بے شمار حوائج کا علم ہے مگر اس کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کون اس کی فرمانبرداری کریگا اور کون نافرمانی۔ کون اُن میں بندگی چاہتا ہے اور کون نہیں حتیٰ کہ جب بندے عقل کو کھو دیتے ہیں جب تک حق ہو جاتے ہیں تو اب اس کو کھانے اور خوشیوں اور حسینوں کا علم ہو جاتا ہے۔ غور رہے کہ یہ خرافات اس عقیدہ کا بطلان ظاہر کرنے کے لئے ہے۔ قرآن کریم ہر دلائل و براہین کے ذخائر بھرا پڑا ہے۔ اور تعجب کی بات ہے کہ جس انسان کو حیوانیات کا پہلے سے علم ہی حاصل ہے اور آئندہ جو کچھ ہوتا ہے وہ سب اسی کے مطابق ہوتا ہے پھر بھی اپنے اس علم کو قید کتاب میں کبھی نہیں لاتا چنانچہ ارشاد ہے۔

إِنَّا أَخْلَقْنَاهُمْ خَلْقًا بَعْدَ خَلْقٍ ۔ یعنی ہم ہر چیز پیدا کرنے کے بعد دوسری پیدا کرتے ہیں

کبھی یہ علم رسل (علیہم السلام) کی زبان سے ظاہر کرتا ہے جیسا کہ شیطان کو مخاطب کر کے فرمایا

لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ ۔ جو تجھ سے اور تجھ میں سے جو جو تیری تابعداری کریگا ان سب سے دوزخ کو بھروں گا

مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ ۔ ص ۔

دوسری جگہ ایک موقعہ پر ارشاد ہوتا ہے۔

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَكَانَ ۔ اگر آپ کے پروردگار کی جانب سے ایک بات طے نہ ہو چکی ہوتی

لِزَامًا وَأَجَلٌ مُسَمًّى ۔ طٰہٰ ۔ (عذاب) کا ایک مقرر وقت نہ ہو چکا ہوتا تو یقیناً عذاب الٰہی آجاتا۔

رسولوں کے متعلق فرمایا

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ ۔ اور ہمارے بندوں میں سے رسولوں کے بارے

إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ ۔ حکم چلا ہوا ہے کہ بیشک وہی مدد کئے جائیں گے اور

الْغَالِبُونَ ۔ الصافات ۔ بیشک ہمارا لشکر ہی غالب ہے

ایک اور مقام پر فرمایا ہے۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَاخْتُلِفَ فِيهِ ۔ اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی پھر اس میں لوگ

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَقُضِيَ ۔ مختلف ہو گئے اگر آپ کے پروردگار کی طرف سے ایک بات

بَيْنَهُمْ ۔ حٰمٓ السجدۃ ۔ طے نہ ہو چکی ہوتی تو ان کے متعلق فیصلہ کر دیا جاتا۔

اسی طرح اور بہت سی آیات ہیں جن کا تذکرہ کرنا موجب طوالت ہے۔

أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَ کیا تم کو معلوم نہیں کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمان میں
الْأَرْضِ إِنَّ ذَٰلِكَ فِي كِتَابٍ (الحج) اور زمین میں بیشک یہ سب کتاب میں لکھا ہوا ہے

حضرت ابن عباسؓ آیت بالا کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا پھر جو عمل کیا وہ سب اللہ تعالیٰ ان سب کو اس کے پہلے سے علم اور اصل تھا۔ پس نے اپنے اس علم کو کتاب کی شکل میں ثبت فرمایا، پھر جب وہ کتاب کی شکل میں موجود ہے تو اس کی تصدیق کے لئے کسی دلیل یا آیت کی ضرورت نہیں۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي جب کوئی مصیبت نہ زمین پر یا تمہاری جانوں میں
أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ پیش آتی ہے مگر اس سے قبل کہ ہم اس کو پیدا کریں یہ
نَبْرَأَهَا (الحدید) تمام ایک کتاب میں لکھی ہوئی ہوتی ہے۔

ایک دوسرے مقام پر فرمایا ہے۔

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ اور بیشک ہم نے زبور میں لکھ دیا ہے کہ
الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ (انبیاء) آخر زمانہ میں اس کے مالک میرے نیک بندے ہوں گے۔

اور الہامات کے متعلق فرمایا ہے۔

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا وَإِنَّهُ ہم نے یہ قرآن عربی زبان میں اتارا ہے اور بیشک یہ
فِي أُمِّ الْكِتَابِ (الزخرف) اصل کتاب میں لکھا ہوا ہے جو ہمارے پاس ہے

ان تمام علم الٰہی اور اس کی کتابت کے متعلق قرآن کریم میں بیشمار آیات موجود ہیں یہاں ان سب کا احصاء تو نہیں ہے صرف مثال کے طور پر چند آیات کو پیش کیا ہے اسی لئے امام مالکؒ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ نے اس مسئلہ کی تحقیق کی ہے اور حضرت ابن عمرؓ کی حدیث سے بھی اس مسئلہ کے حق میں ہے۔

غرض اسلام نے جب اس عقیدہ کو اصل کی حیثیت دی اور اس کی تشریح اپنی دیں قرآن کو اپنا کر یہ کہا کہ یہ تمام چیزیں جو ہوئی ہیں اللہ تعالیٰ کے علم الٰہی کے تحت ہوئی ہیں تو اعمال عباد کا حساب کتاب کے تحت چلانا کر بھی اللہ تعالیٰ کی ذات پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ فعل فاعل جبار مسئلہ خود ایک مسئلہ ہے جس کی تحقیق میں خود اہل علم کی کئی ایک رائے ہیں کوئی مسلمہ مسئلہ نہیں کہ جس کا انکار ہی نہ ہو سکے۔

اصل بات یہ ہے کہ مسائل جو اصلاً علم الٰہی ہیں اور قطعی نوعیت کے ساتھ علم تک پہنچ جاتے ہیں ان میں

تاویل یا فن کا انکار تو ایک علمی مسئلہ ہے اس کی تائید میں پیش کیا جانا مسئلہ ختم نبوت یا تنزیل علیہ الصلوٰۃ والسلام لیکن یہ مسائل اس وقت زیر بحث نہیں انکے اور جدید دعائی نکاح شخص، عقلاء کی نکتہ سنجیوں یا دانشوں کی مغالطہ آمیزیوں سے پیدا ہو گئے ہیں مگر شریعت اسلام میں اس کا کوئی واضح حکم نہیں، لہٰذا اس کے متعلق یا موافقت میں کی جا سکتی ہے قیاس اصل جیسا کہ اصولیین نے کہا ہے اس مسئلہ میں جو فرقے کلی طور سے جدا ہو گئے ہیں ان کو کافر نہیں کہا جائیگا البتہ بدعت کے حکم سے کوئی امر مانع نہیں یہ بعض متاخرین نے تدریس کے متعلق اس کی جو تکفیر نقل کر دی ہے اس کو اس تفصیل کے ساتھ سمجھنا چاہیے یعنی وہ فرقہ جس کا یہ عقیدہ ہو کہ حق تعالیٰ کو بندوں کے اعمال کا ان کے وجود سے قبل کوئی علم نہیں ہوتا اور یہ پہلے سے ہی ان کے متعلق کچھ نہیں جانتا کیونکہ یہ عقیدہ کتاب اللہ (دیکھو کتاب الایمان صفحہ ۱۰۰) حدیث جبریل علیہ السلام (دیکھو صفحہ ۱۰۰) اور اجماع صحابہ کے خلاف ہے اس کی کسی قدر وضاحت کی جا چکی ہے اور اس کی صحیح تعبیر یہی ہے کہ وہ اسی وجہ سے فرقہ ضالہ ہے ورنہ کسی شخص پر یہ کہنا کہ اس کا عقیدہ یا اتفاقی کافر ہے اور کافر کی روایت کے مردود ہونے میں کوئی اختلاف نہیں، البتہ بدعتی کی روایت کے قبول و رد میں اختلاف ہے جس کی تفصیل کا محل مصطلح حدیث ہے۔ حافظ ابن حجر نے حاشیہ نخبہ میں اور ابن صلاح نے مقدمہ میں فرقہ ضالہ کے حامل کی حکم شرع اس ترتیب سے تحریر فرمائی ہے۔

والاول یکفر بانکار ما انکر من المعلوم من الدین بالضرورۃ والثانی وھی ما اس الرابع والخامس وبدعۃ من انکر امرا مجمعا علیہ بین الصحابۃ۔

وبدعۃ من انکر امرا ثبت بالتواتر انہ من الدین او علم بالضرورۃ او بالاجماع القطعی انہ من الدین بان کان مثلہ لا یخفی ذلک علیہ لشھرتہ بین المسلمین فان کان ممن خفی علیہ ذلک لحداثۃ اسلامہ او نشوہ ببادیۃ بعیدۃ عن العلماء لم یکفر بذلک الا بعد العناد۔

فبدعۃ من انکر ما ثبت بالاجماع الا خفی کالمجمع علیہ بین الخاصۃ۔ کانکار بعض الاحکام التی ادعی کثیر من الناس ان الاجماع انعقد علیھا کالاذان بالالحان والتطریب فی غیر موضعہ۔

فبدعۃ من انکر ما ثبت بالاجماع الخفی کالمجمع علیہ بین الخاصۃ۔

جن فرقوں کے کفر کی بات مختلف کلام کے ضمنی طور سے شروع ہوئی اور عبداللہ بن عباسؓ اور عبداللہ بن عمرؓ سے اس قسم کے کلمات نقل کئے گئے ہیں وہ دور صحابہ کے بعد کی پیداوار تھے اس کی تردید میں تمام اقطار اسلامیہ میں اس لیے اس فرقہ کی وضع جس روایت میں آئی ہے وہ کفر سے صحابہ کے انکار پر ہے۔ اس کے بعد دوسرا کی بات تھی، ان کی تردید میں اکابر تابعین نے حدیث پیش کی، تابعین کے بعد تبع تابعین کا دور آیا، اور اس طرح یہ سلسلہ آگے کے زمانوں میں چلتا رہا، اس کے بعد طول کا حصہ علماء امت محدثین حفاظ کے ذمہ میں اس کا تدارک رہا۔

نفس، وقدر کے مسئلہ میں امام ماتریدی کے مسلک کی اہم توضیح

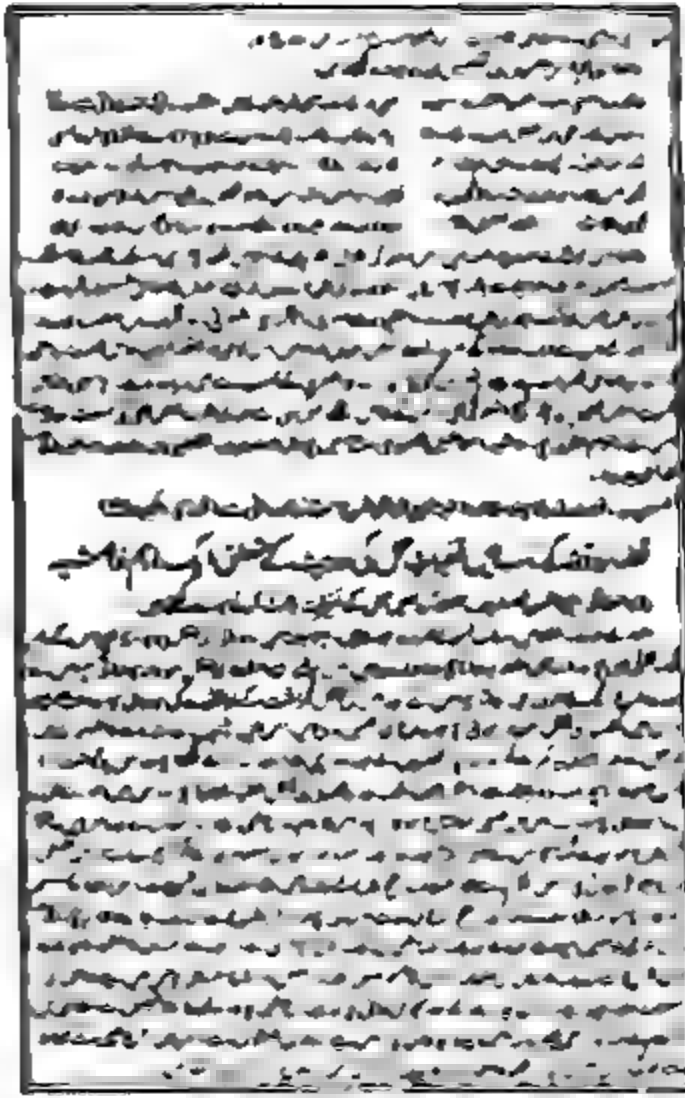

بیان ما یتعلق بالایمان

الایمان بالقدر رکن من ارکان الاسلام

[illegible]

قضاء وقدر پر ایمان لانا اسلام کا ایک رکن ہے

[illegible]

وَالَّذِينَ هُمْ خَيْرُهُمْ فِي بَرِيءٍ مُّنْذُ ... وَلَمْ يَرَوْا بِهِ عَنْهُمْ إِلَّا مَنْ عَرَفَ بِهِ عَنْهُمْ لَوْ أَنَّ
إِبْرَاهِيمَ مِثْلَ أَبِي ذُهْبَانَ فَقَدْ ... مَا قَبِلَ اللَّهُ مِنْهُ مُتَّقِيًا بِالْفِدْيَةِ ... رواہ مسلم فی کتاب
الایمان باب نقصان ایمان الخ ص ۵۸ ۔

(۸۸۸) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّى يُؤْمِنَ
بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ وَحَتَّى يَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَهُ وَأَنَّ مَا أَخْطَأَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَهُ ... رواہ الترمذی وقال غریب وفی اسنادہ مقال ۔ منکر

(۸۸۹) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّى يُؤْمِنَ بِأَرْبَعٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ يَبْعَثُنِي بِالْحَقِّ وَيُؤْمِنُ بِالْمَوْتِ وَبَعْدَ الْمَوْتِ وَيُؤْمِنُ بِالْقَدَرِ ...

رواہ ابن ماجہ ۔ وفی اسنادہ عاصم بن بہدلۃ وقال فی شرح الصدور ۔ وفیہ ضعف

انہوں نے فرمایا جب میں سے ہر ایک کی طرف سے جو قائل کو مطلع کر دے کہ میرا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے اس کا ہم سے ہے۔ اس وقت کی قسم جس کے نام کی قسم عبداللہ بن عمرو نے کھائی ہے کہ اگر ان میں سے کسی کے پاس احد پہاڑ کے برابر بھی سونا ہو اور وہ اس کو خیرات کرے جب بھی وہ اس وقت تک اس سے قبول نہیں کیا جائے گا جب تک کہ اس کا ایمان تقدیر پر نہ ہو۔ (مسلم)

(۸۸۸) حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک بندہ اس پر ایمان نہ لائے کہ ہر اچھی بری تقدیر میں لکھا جا چکا ہے وہ اس کا یقین نہ کرے کہ جو خرابی اس کو پہنچ گئی ہے وہ اس کو پہنچنے والی تھی ہی اور جو نہیں پہنچی ہے وہ نہیں پہنچنے والی تھی۔ اس وقت تک اس کا ایمان کچھ نہیں (ترمذی)

(۸۸۹) حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک بندہ چار باتوں کی دل سے گواہی نہ دے مومن نہیں ہوتا۔ اس بات کی کہ معبود برحق نہیں ہے سوا ایک اللہ تعالیٰ کی ذات کے اور اس کی کہ میں اس کا بھیجا ہوا رسول ہوں اس نے مجھ کو سچا دین دے کر بھیجا ہے اور موت پر اور موت کے بعد پر ایمان نہ لائے اور جب تک کہ تقدیر پر نہ لائے (ترمذی) (ابن ماجہ)

پھر اس قدر کا علم ہونا بھی ضروری ہے جو انسان کے کسب سے متعلق ہو اور اس کے افعال کی ذمہ داری کا تعلق ان صفات و اعمال سے ہے جو اس کے اختیار میں ہیں۔ رہا وہ علم جو اللہ تعالیٰ کو ہے کہ کون کیا کرے گا تو اس کا انسان کے کسب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کو معلوم ہو کہ سورج کب طلوع ہوگا اور کب غروب ہوگا۔ اس کا یہ علم سورج کی حرکت پر کوئی اثر نہیں ڈالتا۔

(۸۸۸) اس حدیث سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ انسان کے اعمال کی ذمہ داری کا تعلق ان صفات و اعمال سے ہے جو اس کے اختیار میں ہیں۔ رہا وہ علم جو اللہ تعالیٰ کو ہے کہ کون کیا کرے گا تو اس کا انسان کے کسب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کو معلوم ہو کہ سورج کب طلوع ہوگا اور کب غروب ہوگا۔ اس کا یہ علم سورج کی حرکت پر کوئی اثر نہیں ڈالتا۔

الایمان حتی تعلم ان ما اصابک لم یکن لیخطئک وما اخطأک لم یکن لیصیبک سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اول ما خلق اللہ تعالی القلم فقال لہ اکتب فقال رب وما اکتب قال اکتب مقادیر کل شیء حتی تقوم الساعۃ یا بنی انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من مات علی غیر ھذا فلیس منی ۔ رواہ ابوداود

التشدید فی امر القدر

(۱۱۸) عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم القدریۃ مجوس ھذہ الامۃ ان مرضوا فلا تعودوھم وان ماتوا فلا تشھدوھم ۔ رواہ ابوداود والبیہقی فی کتاب القدر کذا فی المشکوٰۃ ورواہ ابن ماجۃ عن انس الا انہ قال لیست القدریۃ من امتی ولا انا منھم ۔ رجال الکل ثقات الا ان فیہ ابان بن صالح القرشی وھو ثقۃ وروی عن ابن عمر

وقت تک ایمان کی حقیقت کی رسائی نہیں ہو سکتی جب تک کہ تم اس کا یقین نہ کرو کہ جو خطا (شر) تم کو پہنچ گیا وہ کبھی صواب نہیں کر سکتا تھا اور جو تمہیں پہنچا اس کا پہنچنا ممکن نہ تھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے خود سنا ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے بنائی وہ قلم ہے پھر اس کو حکم دیا کہ لکھ۔ اس نے عرض کی پروردگار کیا لکھوں۔ ارشاد ہوا قسمت لکھ جیسی کچھ کہ ہونے والی ہے ہر چیز کی جو مقدر ہو چکا ہے وہ سب لکھ۔ اے میرے فرزند میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے اپنے کانوں سے سنا ہے کہ جو شخص اس عقیدہ کے سوا کسی دوسرے عقیدہ پر مرے گا وہ مجھ سے نہ ہوگا۔ (ابوداؤد)

منکرین تقدیر کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شدید کلمات

(۱۱۸) ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے قدریہ اس امت کا ظاہر کرنے والے ہیں اس امت

(۱۱۸) پہلی حدیث میں اسی بحث کا تذکرہ تھا یہاں سے خبر دی گئی ہے کہ قدریہ پسند ہوتا ہے تو پھر غلبہ سے فکر کرنا ہم کو اس کی فکر کا اس لیے لگنا ہوا کہ اس نے منکر تقدیر ہونے کا دعویٰ کیا ہے اس کی اس حدیث میں مذمت کی گئی ہے اس لیے ان دونوں حدیثوں میں اس طرف اشارہ ہے کہ مدار کامل مومن کا یہ ہے ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ جہاں تک ہو سکے اس مقام عالی پر پہنچنے کی کوشش کرے تاکہ جب تک صرف مومن فقط رہے جنتی ہو جائے اور جس کا ایمان نزع کے وقت تک بھی ثابت رہا وہ بھی بعد دوزخ کی سزا کے جنتی ہو جائے اور جس کا ایمان نزع کے وقت تک بھی ثابت رہا وہ بھی بعد دوزخ کی سزا کے جنتی ہو جائے اور جس کا ایمان نزع کے وقت تک بھی ثابت رہا وہ بھی بعد دوزخ کی سزا کے جنتی ہو جائے

(۱۱۹) حدیث سے دو مسئلے معلوم ہوئے اور جو بدعتی شرک کے مرتکب ہوں ان کے متعلق عام طور پر ممانعت فرمائی گئی ہے کہ ان سے ملنا جلنا نہ رکھا جائے اور ان کے ساتھ کھانے پینے سے بھی احتراز کیا جائے۔ پس جب منکرین تقدیر کے یہ احکام ہیں تو عام حقوق بھی واجب نہ رہے تو سرے

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم یقول انہ سیکون فی امتی اقوام یکذبون بالقدر ... وما کم وقال صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاہ

۸۹ (۱۰) عن حذیفۃ بن الیمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون فی ثلاثۃ احداث فی امتی لا یتناکرون ولا یتواصون وتخیف السلطان وتکذیب بالقدر ...

۹۰ (۱۱) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یسئل عن القدر ولا عن الخمر ...

۹۱ (۱۲) عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عائشۃ لا تجالسن اصحاب القدر ولا تجالسیہم فانی اخاف ان تنزل علیکم لعنۃ من السماء فتعذبون جمیعا ... وقد اخرج ابن ماجۃ من حدیث ابن عمر ... وابن ابی عاصم فی السنۃ ...

کفایت نہ کرے گا۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہوں کہ میری امت میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو تقدیر کی تکذیب کریں گے۔ (مستدرک)

۸۹ (۱۰) حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت کے مختلف زمانوں میں تین کام پیدا ہوں گے۔ لوگوں سے ملنا جلنا ترک کر دیا جائے گا اور ایک دوسرے کی خیر خواہی نہ کریں گے۔ حکومت کا خوف ہوگا۔ اور تقدیر کا انکار کریں گے۔

۹۰ (۱۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا منکرین قدر سے نہ تو کسی قسم کی مسامحت درگزر و نرمی کے ساتھ پیش آؤ اور نہ ان کی عیادت کرو۔ اور اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت کے لئے نہ جاؤ اگر مر جائیں تو ان کے جنازہ میں شریک نہ ہو۔ اس لئے کہ ان کی عیادت سے بچنے کی صورت میں ہے کہ ان کی عیادت سے بچا جائے۔

۹۱ (۱۲) حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے عائشہ تم ان لوگوں کے پاس نہ بیٹھو جو تقدیر کی نفی کرتے ہیں اور نہ ان سے ملو کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تم پر بھی ان کی وجہ سے لعنت نازل نہ ہو جائے اور تم سب کے سب عذاب میں مبتلا ہو جاؤ۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے ابن عمر سے اور ابن ابی عاصم نے السنۃ میں [illegible]

(۱۰) [illegible] (۱۱) [illegible] (۱۲) [illegible]

۹۲ (۱۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر امت کے مجوسی ہوتے ہیں اور میری امت کے مجوسی وہ لوگ ہیں جو تقدیر کا انکار کرتے ہیں۔ اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت کو نہ جاؤ اور اگر مر جائیں تو ان کے جنازہ میں شریک نہ ہو۔ (ابو داؤد)

۹۳ (۱۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر امت کے مجوسی ہوتے ہیں اور میری امت کے مجوسی وہ لوگ ہیں جو تقدیر کا انکار کرتے ہیں۔ اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت کو نہ جاؤ اور اگر مر جائیں تو ان کے جنازہ میں شریک نہ ہو۔ (ابو داؤد)

۹۴ (۱۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر امت کے مجوسی ہوتے ہیں اور میری امت کے مجوسی وہ لوگ ہیں جو تقدیر کا انکار کرتے ہیں۔ اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت کو نہ جاؤ اور اگر مر جائیں تو ان کے جنازہ میں شریک نہ ہو۔ (ابو داؤد)

(۱۳) [illegible] (۱۴) [illegible] (۱۵) [illegible]

کتاب القدر

قضاء وقدر لکھی جا چکی ہے

متی کتب العقد

۸۹۹۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ فکتب العقد

قضاء وقدر کی کتابت عالم کی پیدائش سے کتنی قبل ہوئی

خلائق قبل ان تحقق السموات والارض والشمس والقمر الخ سبعة قال وكان عرشه على الماء

وسلم

(۱۰) عن انس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال توكل الله بالرحم ملكا يقول

اى رب نطفة اى رب علقة اى رب مضغة فاذا اراد ان يقضى خلقها قال اذكر او انثى

اور آسمانوں کی پیدائش سے پہلے کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام مخلوقات کے لیے دو کی مقدار مراد نہیں ہے اور سب فریق کہتے ہیں ذکر مخلوقات کو دو سے اور اس سے بہتر اس کا کوئی جواب نہیں پڑتا۔ منہ

(۱۰) انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ رحم پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہوا ہے وہ عرض کرتا ہے اے پروردگار نطفہ ہے اے پروردگار علقہ ہے اے پروردگار مضغہ ہے جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کی خلقت پوری کرے تو پوچھتا ہے کہ مذکر ہوگا یا مؤنث تو اللہ تعالیٰ اس کو پیدا فرماتا ہے

میری تحقیق میں اس کا مطلب یہ ہے کہ جو اجزاء کہ ہر ایک انسان کے بدن میں ہیں ان کو اگر جمع کیا جائے تو ان کا وزن ۴۰ دن کے نطفہ کے برابر ہوتا ہے اور ۴۰ دن کے بعد جو نطفہ رحم میں پہنچتا ہے اس کو اگر جمع کیا جائے تو اس کا وزن ۴۰ دن کے علقہ کے برابر ہوتا ہے اور ۴۰ دن کے بعد جو علقہ رحم میں پہنچتا ہے اس کو اگر جمع کیا جائے تو اس کا وزن ۴۰ دن کے مضغہ کے برابر ہوتا ہے اور ۴۰ دن کے بعد جو مضغ

رَبِّ أَذَكَرٌ أَمْ أُنْثَى أَشَقِيٌّ أَمْ سَعِيدٌ فَمَا الرِّزْقُ فَمَا الْأَجَلُ فَكَذَلِكَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ

رواہ البخاری۔

التحذیر عن التنازع فی القدر

(۱۰) عن ابی هریرة قال خرج علینا رسول الله صلی الله علیه وسلم ونحن نتنازع فی القدر فغضب حتی احمر وجهه حتی کأنما فقئ فی وجنتیه الرمان فقال ابهذا امرتم او بهذا ارسلت الیکم انما هلک من کان قبلکم حین تنازعوا فی هذا الامر عزمت علیکم الا تنازعوا فیه۔ رواه الترمذی وقال هذا حدیث غریب وروی ابن ابی ملیکة عن ابن شهاب عن ابن عمر عن النبی صلی الله علیه وسلم نحو هذا وروی ابن عیینة وغیر واحد عن ابن شهاب عن ابن ابی ملیکة عن القاسم بن محمد عن عائشة عن النبی صلی الله علیه وسلم نحو هذا ولم یذکروا فیه عن ابن عمر۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس باہر تشریف لائے اس وقت ہم تقدیر کے مسئلہ میں بحث کر رہے تھے۔ اس پر آپ کو اتنا غصہ آیا کہ آپ کا چہرہ سارے غصہ کے مارے سرخ ہو گیا یوں معلوم ہوتا تھا گویا انار کے رس آپ کے رخسار میں نچوڑ دیا گیا ہے پھر فرمایا کیا تم کو اسی بات کا حکم دیا گیا ہے یا میں اسی بات کے لیے تمہارے پاس رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں خوب یاد رکھو تم سے پہلی امتوں نے اسی بات میں جھگڑے مچائے تو وہ ہلاک کر دی گئیں اس لیے میں تم کو تاکید کرتا ہوں کہ تم ہرگز اس بات میں بحث نہ کرو۔

(ترمذی شریف)

---

(۱۰) اس حدیث میں ان لوگوں کی تنبیہ ہے جو ہر وقت اعتراض کی عادت کے غلام ہیں اور ان کی زبان پر ہر وقت حکمت اور اسرار کے مسائل پر اعتراض کرنا ہوتا ہے اور ان کو اس کا حق نہیں پہنچتا کہ ہر حکم اور ہر اصل و ضابطہ پر اعتراض کی جانب سے اس کے اصول کو توڑتے پھریں۔

(۱۰) یہ حدیث اگرچہ تقدیر کے بارے میں ہے مگر جس مسئلہ میں گفتگو سے کسی کی دل آزاری کا احتمال ہو اس میں بھی ممانعت کے وجود کو سمجھنے سے بہت سی آسانیاں حاصل ہوتی ہیں اس لیے کہ ہر حقیقت پسند کی یہ دلی تمنا ہوتی ہے کہ اس کا ہر کام اپنی دلیل شرعی کے ساتھ ہو تاکہ وہ اس پر مطمئن ہو کر آخرت کو تیار کی سے کام کر سکے۔

زمن جملہ مرکب توں تا من — کجا ماند برادر برادر من

اس کی تشریح کی اس طرح فرض کرو کہ تم کسی کے پاس جاؤ اور وہ تم سے کہے کہ تم کو میرا کام کرنا ہوگا تو تم اس کا کام کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ گے اور اس کے کام کرنے میں تم کو کوئی تکلیف نہ ہوگی اس لیے کہ تم کو اس کے کام کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اس کے کام کرنے میں تم کو کوئی تکلیف نہ ہوگی اس لیے کہ تم کو اس کے کام کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اس کے کام کرنے میں تم کو کوئی تکلیف نہ ہوگی اس لیے کہ تم کو اس کے کام کرنے کا حکم دیا گیا ہے

التکلم فی القدر

۲۰۰۲ عن عائشۃ قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من تکلم فی شیء من القدر سئل عنہ یوم القیامۃ ومن لم یتکلم لم یسئل عنہ رواہ ابن ماجہ

ترجمہ: حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے تقدیر کے مسئلہ میں کچھ کلام کیا قیامت کے دن اس سے اس بارے میں پرسش کی جائے گی اور جس نے کچھ گفتگو نہیں کی اس سے کوئی باز پرس نہ ہوگی۔ ابن ماجہ

۲۰۰۳ ابوہریرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ تقدیر کے بارے میں جھگڑنے کی میری امت کے بدترین افراد کی قسموں میں لکھا جا چکا ہے۔ یہ قیامت کے قریب میں ہوں گے۔ طبرانی۔ حاکم

۲۰۰۴ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے مجوسی

۲۰۰۲ حضارو قدر میں گفتگو کرنا کسی خطرہ سے خالی نہیں ہے

۲۰۰۳ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے تقدیر کے مسئلہ میں کچھ کلام کیا قیامت کے دن اس سے اس بارے میں پرسش کی جائے گی اور جس نے کچھ گفتگو نہیں کی اس سے کوئی باز پرس نہ ہوگی۔ ابن ماجہ

۲۰۰۴ ابوہریرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ تقدیر کے بارے میں جھگڑنے کی میری امت کے بدترین افراد کی قسموں میں لکھا جا چکا ہے۔ یہ قیامت کے قریب میں ہوں گے۔ طبرانی۔ حاکم

۲۰۰۵ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے مجوسی

ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ، باب الایمان بالقدر، حاکم، الحاکم علی شرط الشیخین، دار قطنی، الدارمی

محبت الٰہی بالقضاء وعلامۃ السعادۃ الانسان

۱۰۰۔ عن سعید بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سعادۃ ابن آدم رضاہ بما قضی اللہ ومن شقاوۃ ابن آدم ترکہ استخارۃ اللہ ومن سخط ابن آدم ما قضی اللہ۔

مسند احمد، ابن سنی، ابن حبان، ابن عساکر، ابن مردویہ، حاکم، ابن مردویہ

۱۰۱۔ عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ اذا احب قوما ابتلاہم

دوست رکھتا ہے جب ملک کرے وہ دوستوں میں کسوٹی کرتی ہے تک وہ ان کے بندوں کی کمالات وعدم کمالات کے متعلق وہم تقدیر کے مطابق ہیں۔ (مسند ابو یعلی)

قضاء وقدر کے فیصلہ پر رضامندی ضروری ہے اور یہ انسان کی بڑی سعادت کی علامت ہے

۱۰۰۔ سعد روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کے بعض بدبختی آدمی کی سعادت کی دلیل ہے اور اس کی بدبختی کی نشانی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے بہتر نیکی کی توفیق مانگنا چھوڑ دے۔ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر راضی ہونا اس کی انسانی بدبختی کا ثبوت ہے۔ (ترمذی شریف)

۱۰۱۔ انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو دوست رکھتا ہے تو ان کو

اس پر اس کا اعتماد ہو۔ اس کے بعد اس کی ہر بات پر راضی ہو جائے

لَمَّا حَلَفَتِ الدَّارَ قَالَ ثُمَّ أَتَيْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ فَسَأَلَ فَذَكَرَ مِثْلَ ذَلِكَ قَالَ ثُمَّ أَتَيْتُ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ فَسَأَلَ فَقَالَ مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ أَتَيْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَذَكَرَ ذَلِكَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَأَلَ ذَلِكَ ۔ رواہ احمد ۱۲ ۔ ۱۰۔ ۱۱ ۔ ۱۲ ۔ ۱۳ ۔ ۱۴ ۔ ۱۵ ۔ ۱۶ ۔ ۱۷ ۔ ۱۸ ۔ ۱۹ ۔ ۲۰ ۔ ۲۱ ۔ ۲۲ ۔ ۲۳ ۔ ۲۴ ۔ ۲۵ ۔ ۲۶ ۔ ۲۷ ۔ ۲۸ ۔ ۲۹ ۔ ۳۰ ۔ ۳۱ ۔ ۳۲ ۔ ۳۳ ۔ ۳۴ ۔ ۳۵ ۔ ۳۶ ۔ ۳۷ ۔ ۳۸ ۔ ۳۹ ۔ ۴۰ ۔ ۴۱ ۔ ۴۲ ۔ ۴۳ ۔ ۴۴ ۔ ۴۵ ۔ ۴۶ ۔ ۴۷ ۔ ۴۸ ۔ ۴۹ ۔ ۵۰ ۔ ۵۱ ۔ ۵۲ ۔ ۵۳ ۔ ۵۴ ۔ ۵۵ ۔ ۵۶ ۔ ۵۷ ۔ ۵۸ ۔ ۵۹ ۔ ۶۰ ۔ ۶۱ ۔ ۶۲ ۔ ۶۳ ۔ ۶۴ ۔ ۶۵ ۔ ۶۶ ۔ ۶۷ ۔ ۶۸ ۔ ۶۹ ۔ ۷۰ ۔ ۷۱ ۔ ۷۲ ۔ ۷۳ ۔ ۷۴ ۔ ۷۵ ۔ ۷۶ ۔ ۷۷ ۔ ۷۸ ۔ ۷۹ ۔ ۸۰ ۔ ۸۱ ۔ ۸۲ ۔ ۸۳ ۔ ۸۴ ۔ ۸۵ ۔ ۸۶ ۔ ۸۷ ۔ ۸۸ ۔ ۸۹ ۔ ۹۰ ۔ ۹۱ ۔ ۹۲ ۔ ۹۳ ۔ ۹۴ ۔ ۹۵ ۔ ۹۶ ۔ ۹۷ ۔ ۹۸ ۔ ۹۹ ۔ ۱۰۰

اَلْمَعَاصِي خَزَائِنُ فَمَا مِفْتَاحُهَا وَمِفْتَاحُ الْمَعَاصِي وَالْمَقَارِبُ الْمَسَاوِئُ وَالْمَقَارِبُ

۱۱۔ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سُئِلَ عَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ وَإِذَا سَدَّدَكَ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گھر مہمان بن کر جا رہے تھے۔ ابن وہب کہتے ہیں اس کے بعد میں عبداللہ بن مسعود کی مجلس میں حاضر ہوا تو انہوں نے بھی یہی فرمایا۔ پھر میں عقبہ بن یسار کے پاس پہنچا تو انہوں نے بھی اسی طرح کی روایت فرمائی۔ پھر میں زید بن ثابت کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نقل فرمایا۔ احمد، ابوداؤد، حاکم، ابن ماجہ۔

غصہ اپنے اختیار میں رکھنا اس کو اختیار سے کر لینا ہی بہادری ہے جو بہت بڑی چیز ہے

اس لیے بہادر بھی ہیں

۱۱۔ مسلم بن یسار جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ سے ایک مرتبہ اس آیت کی تفسیر پوچھی گئی وَإِذَا سَدَّدَكَ

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول واعلموا بہ ناسی فلا تقربوہ علیہ بعد اذ وکر [illegible] انتم بہ فلا تحرموا [illegible] قال محمود [illegible] الحدیث [illegible]

لا یوخذ احد لاعتذار بالقدر

۹۱۲ عن علی بن ابی طالب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طرقہ وفاطمۃ فقال الم تکونا تصلیان فقلت یا رسول اللہ انفسنا بید اللہ فاذا شاء ان یبعثنا بعثنا فانصرف حین قلت ذلک ولم یرجع الی شیئا ثم سمعتہ وھو مدبر یضرب فخذہ ویقول وکان الانسان اکثر شیء جدلا ۔ رواہ البخاری والبیہقی فی کتاب الاسماء والصفات ۔

میں نے آپ سے عرض کیا کہ جب کسی خطہ میں طاعون ہو جائے تو ہم وہاں سے بھاگ جائیں کہ طاعون کی قضا وہاں نہ پہنچے جہاں تم موجود ہو تو موت کے ڈر سے وہاں سے بھاگو مت یہ سن کر حضرت عمرؓ نے خلافت کی حد کی اور مدینہ طیبہ واپس ہو گئے ۔ بخاری شریف ۔ مؤطا مالک ۔

حکم خدا کے لیے تقدیر کا عذر تراشنا روا نہیں

۹۱۳ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس شب میں تشریف لے گئے اور فرمایا تم لوگ تہجد کی نماز نہیں پڑھتے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہماری جانیں اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں جب وہ چاہے گا ہم کو اٹھا دے گا یہ جواب سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہو گئے اور میری بات کا کوئی جواب نہ دیا جب آپ پشت پھیر کر تشریف لیجا رہے تھے تو میں نے سنا کہ آپ اپنے دست مبارک یعنی ران پر مار کر یہ آیت پڑھتے ہوئے جا رہے تھے وکان الانسان اکثر شیء جدلا ۔ رواہ البخاری والبیہقی فی الاسماء والصفات ۔

۹۱۳ آپ جیسے حضرات کچھ ہی کوشش کر لیں موت تو اپنے وقت پر ہی آئے گی ۔ [illegible] کر حکام شرعیہ سے تمسک کیا کیونکہ جو اسباب [illegible] ہیں ان کا اختیار کرنا بھی تو [illegible] ہے پھر یہ کوشش بھی [illegible] ہے لیکن چونکہ [illegible] ہیں [illegible] کیا [illegible] کے [illegible] حضرت [illegible] کا [illegible] کی [illegible] کا [illegible] کے ساتھ [illegible] کا [illegible] ہے [illegible] کہ [illegible] حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا واقعی صدق ہے پوری حقیقت کے ساتھ [illegible] کا [illegible] حاصل ہو جاتا ہے [illegible] ہیں [illegible] کہ [illegible] حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے [illegible] میں [illegible] کے [illegible] سے [illegible] [illegible] حضرت عمر رضی اللہ عنہ [illegible] کے [illegible] میں [illegible] کے [illegible] سے [illegible] [illegible] کے [illegible] کے [illegible] [illegible] کے [illegible] [illegible] کے [illegible]

الالتجاء الی العذر عند المصیبۃ لاجل تقدیر اللہ

۹۱۳۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احتج آدم وموسیٰ فقال موسیٰ یا آدم انت ابونا خیبتنا واخرجتنا من الجنۃ فقال لہ آدم انت موسیٰ اصطفاک اللہ بکلامہ وخط لک بیدہ اتلومنی علی امر قدرہ اللہ علی قبل ان یخلقنی بأربعین سنۃ فحج آدم موسیٰ ثلثا۔

مصیبت میں تقدیر کا سہارا لینا حضرت آدم علیہ السلام کی سنت ہے

۹۱۳۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت آدم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کی آپس میں ملاقات ہوئی تو حضرت موسیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے کہا کہ آپ ہمارے باپ ہیں آپ نے ہمیں نقصان پہنچایا اور ہمیں جنت سے نکلوا دیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے جواب دیا کہ اے موسیٰ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی ہم کلامی کے لئے منتخب فرمایا اور اپنے ہاتھ سے آپ کے لئے تورات لکھی پھر آپ مجھ پر ایسی بات پر ملامت کرتے ہیں جو میرے پیدا کئے جانے سے چالیس سال پہلے میرے بارے میں مقدر کر دی گئی تھی۔ پس اللہ کے رسول نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام پر تین مرتبہ حجت قائم کی۔ (یعنی تین مرتبہ یہ جواب دیا)

۹۱۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت آدم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کی آپس میں ملاقات ہوئی تو حضرت موسیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے کہا کہ آپ ہمارے باپ ہیں آپ نے ہمیں نقصان پہنچایا اور ہمیں جنت سے نکلوا دیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے جواب دیا کہ اے موسیٰ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی ہم کلامی کے لئے منتخب فرمایا اور اپنے ہاتھ سے آپ کے لئے تورات لکھی پھر آپ مجھ پر ایسی بات پر ملامت کرتے ہیں جو میرے پیدا کئے جانے سے چالیس سال پہلے میرے بارے میں مقدر کر دی گئی تھی۔ پس اللہ کے رسول نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام پر تین مرتبہ حجت قائم کی۔ (یعنی تین مرتبہ یہ جواب دیا)

[illegible] فقط قال ان اللہ قضی ما رد احکم حین سئلہ وقضاء غیر رد حین سئلہ یا بلال ان الذین [illegible] یا بلال اذا قضیت قضاء فامض فضل. رواہ البیہقی فی دعوات الکبیر

لا مهرب من احاطة القدر شئ

۹۱۔ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرد شیئ ما یرد الدعاء ولا یزید فی العمر الا البر. رواہ مسلم والترمذی فی القدر

۹۲۔ عن ابن خزامۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارایت رقی نسترقی بہا ودواء نتداوی بہ وتقاۃ نتقیہا ہل تردمن قدر اللہ شیئا قال ہی من قدر اللہ

[illegible] کبھی نہیں آئی (حضور ﷺ نے فرمایا) آپ کو بھیجا اللہ نے [illegible] کرنے والے نہیں رہے اور قسم سے گئے، میں نے قسم اٹھائی کہ بھیجنے والے کی قسم سچی ہے گئے۔ فرمایا۔ اگر تم [illegible] اس عمدہ کپڑوں کو اللہ کی راہ میں [illegible] جب آپ کا [illegible] ہو گیا [illegible] کی زرہ کی آپ [illegible] ہو گئی آپ کے [illegible] کی تلوار تھما دی۔ (بخاری شریف)

قضاء وقدر کے احاطہ سے کوئی شئے باہر نہیں ہے

۹۲۔ ابن خزامہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب کچھ جو ہونا ہے وہ ہو چکا ہے پھر بھی اگر انسان کسی دوا یا علاج کی تدبیر کرتا ہے تو کیا وہ [illegible] ہے۔ (مسلم، ابوداؤد)

۹۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ [illegible] ہیں جن سے [illegible]

[illegible] کے لیے [illegible] ہوا تھا۔ [illegible] کی وجہ سے [illegible] ہیں کی [illegible] کے [illegible] ہیں [illegible] ہو [illegible] ہو [illegible] کے [illegible] ہو [illegible] کے [illegible] ہو [illegible] کے

التصویر فی حدیث ابن عباس وقولہ الا ان یجعل۔ فقال لیس۔ ۔۔۔ اور اکمل است کہ بقال مذکور نہ شود۔ (مرقاۃ)

ابوداؤد عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الخ۔ (مشکوٰۃ)

۹۲۔ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَبَیَّنَ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ مِنْ قَبْضَۃٍ قَبَضَہَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَرْضِ فَجَاءَ بَنُوْ اٰدَمَ عَلٰی قَدْرِ الْاَرْضِ فَجَاءَ مِنْہُمُ الْاَحْمَرُ وَالْاَبْیَضُ وَالْاَسْوَدُ وَبَیْنَ ذٰلِکَ وَالسَّہْلُ وَالْحَزْنُ وَالْخَبِیْثُ وَالطَّیِّبُ۔ (رواہ ابوداؤد والترمذی)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیان کیا ہے کہ پیدا کیا آدم کو مٹھی بھر کر تمام زمین سے تو آدم کے بیٹے آئے زمین کے موافق۔ پس آیا ان میں سرخ اور سفید اور کالا اور درمیانہ اور نرم اور سخت اور ناپاک اور پاک۔

۹۳۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے خطبہ پڑھا اور بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی زمین میں سے ایک مٹھی بھری پھر اس مٹھی سے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ پس یہ اس کی اولاد بھی زمین کے رنگوں کی طرح مختلف رنگوں کی پیدا ہوئی کوئی سفید کوئی کالا، کوئی سرخی مائل اور کوئی سیاہی مائل اور کوئی نرم خو کوئی سخت خو اور کوئی خبیث فطرت کوئی شریف طبیعت

سلام کی صبح اصطلاح ہو جانے کی ایک بنا یہ تھی کہ تصور سے تھے۔ یا اکثر اہل ہی سمجھتے تھے۔ عوام کو ہوس عبادت کی صفائی ہی خدمت کے کام میں کوشش ہو جاتا ہے اس کو تہذیب نفس کہتے ہیں۔ اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ ہمیں ہے کہ کسی بات پر ہوتی ہے۔ اگر کسی سے ہو جاتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم نے اس کو اپنے اختیار سے کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی صورت بھی اسی طرح کی ایک چیز ہے۔

۹۴۔ مطلب یہ ہے کہ انسانوں کے رنگوں کا اختلاف بھی قدرت کا پیدا کیا ہوا ہے۔ زمین کے مختلف رنگ بھی قدرت نے پیدا فرمائے ہیں جن سے مرکب ہونے کی وجہ سے رنگ بھی مختلف ہو گئے اور اسی طرح انسان کے مختلف رنگ ہو گئے۔ اختلاف رنگ بھی ایک حکمت ہے۔ [illegible] کے ساتھ مخصوص ہونے کی تعیین ہو جاتی ہے۔ [illegible] چیزوں کے [illegible] ضروری ہے۔ ظاہری مناسبت [illegible] ایک دوسرے کے ساتھ مخصوص ہونے کے تناسب ہو جاتا ہے۔ [illegible] اس طرح [illegible] ہو جاتا ہے۔ [illegible] قدرت کے [illegible] سے [illegible] ہو جاتا ہے۔ [illegible] [illegible] [illegible]

الحوادث کلہا تحت سیطرۃ القدر

کائنات کا ذرہ ذرہ تقدیر و قدر کے فولادی شکنجہ میں کسا ہوا ہے

بَعْلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ خُلُودٌ فَلَا مَوْتَ فِيهَا أَبَدًا وَلَا هُمْ يَمُوتُونَ عَلَيْهِ أَبَدًا وَلَا يَمُوتُ بَعْضُ
أَهْلِ الْجَنَّةِ بَعْدَ خُلُودِهِمْ فِيهَا وَلَا بَعْدَ دُخُولِهِمْ إِيَّاهَا وَلَا يَمُوتُ بَعْضُ أَهْلِ النَّارِ بَعْدَ خُلُودِهِمْ فِيهَا
وَلَا بَعْدَ دُخُولِهِمْ إِيَّاهَا وَلَا يَمُوتُ بَعْضُ أَهْلِ النَّارِ بَعْدَ خُلُودِهِمْ فِيهَا وَلَا بَعْدَ دُخُولِهِمْ إِيَّاهَا

۹۲۷۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ مَالِكٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمَيِّتَ لَيَطَّلِعُ قَبْلَ
بَعْلِ النَّارِ وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْ يَطَّلِعُ أَهْلَ الْجَنَّةِ وَذَلِكَ أَنَّ مَنْ أَهْلِ النَّارِ وَإِنَّ الْأَعْمَالَ
بِالْخَوَاتِيمِ مَنْصُوصٌ عَلَيْهِ فِي الْحَدِيثِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الرَّجُلَ
لَيَعْمَلُ الْعَمَلَ الَّذِي هُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَهُوَ عِنْدَ النَّاسِ وَعِنْدَ مَنْ يَرَاهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَإِنَّ الرَّجُلَ

[illegible] ہے کہ جنتی کے لیے ہمیشگی ہے [illegible] اس کے لیے موت نہیں اور نہ جنتی جنت میں داخل ہونے کے بعد مرے گا اور نہ دوزخی دوزخ میں داخل ہونے کے بعد مرے گا اور نہ دوزخی دوزخ میں داخل ہونے کے بعد مرے گا

۹۲۷۔ سعد بن سعد سے مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردہ جنت یا دوزخ کے [illegible] ہے اور جنتی دوسرے جنتیوں کو دیکھتا ہے اور دوزخی دوسرے دوزخیوں کو دیکھتا ہے اور اعمال کا دارومدار خاتمہ پر ہے اور اس پر حدیث منصوص ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی ایسا عمل کرتا ہے جو لوگوں کے نزدیک اور جو اس کو دیکھتا ہے اس کے نزدیک دوزخیوں کا سا عمل ہوتا ہے اور آدمی ایسا عمل کرتا ہے جو لوگوں کے نزدیک اور جو اس کو دیکھتا ہے اس کے نزدیک جنتیوں کا سا عمل ہوتا ہے [illegible]

حدیث کی دلیل کہتا ہے [illegible] ایک ہی بات تک کہ [illegible] سے [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہ

صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اللہ عز وجل قسم بینہم قسمہ وأخری بأثیرہم فان
عبدہ لیذید وہو علیہ یلید ولا أبالی ولا أبالی ولا أبالی فی أی الشعبتین أنا ... وذکر بقیۃ
حدیث عیاش البیع

۹۲۸ عن عبد الرحمن بن قتادۃ السلمی سمعۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لما خلق
اللہ آدم مسح ظہرہ فسقط من ظہرہ کل نسمۃ ہو خالقہا إلی یوم القیامۃ ولا أبالی وہؤلاء للجنۃ ولا أبالی وہؤلاء للنار ولا
أبالی فقیل یا رسول اللہ فعلی ما نعمل قال اعملوا فان کل عبد میسر لما خلق لہ ... رواہ الحاکم فی المستدرک
فی اصل الفطرۃ

۹۲۹ عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی یدہ کتابان فقال
أتدرون ما ہذان الکتابان فقلنا لا یا رسول اللہ إلا أن تخبرنا فقال للذی فی یدہ الیمنی ہذا کتاب من رب العالمین فیہ أسماء أہل الجنۃ

علیہ وسلم کو یہ (دائیں ہی) فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دائیں ہاتھ سے ایک مٹھی بھری اور دوسری بار اپنے ہاتھ سے بھر کر (دائیں مٹھی والے) کو جنت کے لیے بنایا ہے میں (ایسے دائیں والے) کے لیے اور بھی کوئی پروا نہیں۔ اور (بائیں والے) کو جہنم کے لیے بنایا ہے میں (اس کی کسی) پروا نہیں کرتا

۹۲۹۔ عبد الرحمن بن قتادہ سلمی سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اس کے بعد ان کی پشت سے جو انسان کو قیامت تک پیدا ہونے والا ہے اس کو نکالا اور فرمایا یہ جنت کے لیے بنائے ہیں اور یہ دوزخ کے لیے اور مجھے کوئی پروا نہیں ہے کہ کس کو جنت میں بھیجوں اور کس کو دوزخ میں جب ہم کو اسی عمل کرنا ہے تو پھر ہم کیا عمل کریں (جبکہ اس کے خلاف ہو کر کچھ نہیں کر سکتے)

۹۳۰۔ عبد الرحمن بن قتادہ سلمی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں ہاتھوں میں کچھ لیے ہوئے تشریف لائے اور فرمایا جانتے ہو یہ کتابیں کیسی ہیں ہم نے کہا یا رسول اللہ نہیں کیا جانتے ہیں تو کچھ بتلائیے۔ آپ نے اس کتاب کی طرف اشارہ کر کے جو آپ کے دہنے ہاتھ میں تھی فرمایا یہ کتاب جو ہے اس میں پروردگار عالم نے تمام جنتی شخصوں کے نام ان کے باپ دادوں کے نام اور قبیلوں کے نام لکھ دیے ہیں

ما قبول ہدیہ ... دین مما عاصیاں

۹۲۹۔ ... یہ ہے کہ جنت کے لیے بنائے ہیں ... ہوں ... ہے ... کی شان ہے تیاری کی ... کے لیے ... بیان ... جانا ... ہیں ... کی ... کہ جنت ... اس ... ہوگا ... کہ ... کیا ... ہے ... کہ ... کیا ... ہے ... کہ ... کیا ... ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۹۳۱ عن ابی ہریرۃ قال قلت یا رسول اللہ انی رجل شاب وانا اتخاف علی نفسی العنت ولا اجد ما
اتزوج بہ النساء فسکت عنی فقلت مثل ذلک فسکت عنی فقلت مثل ذلک فقال یا ابا ہریرۃ قد جف القلم
بما انت لاق فاختص علی ذلک او ذر۔ (بخاری)

۹۳۲ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شبابا لا نجد شیئا فقال لنا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من استطاع منکم الباءۃ فلیتزوج فانہ اغض للبصر واحصن للفرج ومن لم یستطع

---

۹۳۱ ابوہریرہؓ کہتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں ایک نوجوان شخص ہوں اور مجھے اپنے بارے میں
گناہ کے مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے اور میرے پاس اتنی دولت بھی نہیں کہ کسی عورت سے شادی کر سکوں۔ آپ نے
مجھ سے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں نے پھر عرض کی آپ خاموش رہے۔ میں نے پھر عرض کی آپ خاموش رہے۔
پھر آپ نے فرمایا اے ابوہریرہ! جو کچھ ہونا تھا لکھا جا چکا ہے اب تم اپنے بارے میں خصی ہو جاؤ یا چھوڑ دو۔
(بخاری)

۹۳۲ عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم نوجوانوں کے
لیے جن کی اتنی بساط نہیں ہے کہ عورتوں کے مہر ادا کر سکیں روزے میں ہی چارہ ہے کہ ہم اپنی شہوت کو کچل سکیں

---

۹۳۱ ابوہریرہؓ کی مراد یہ تھی کہ اللہ نے میرے لیے جو کچھ مقدر کر دیا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ اس لیے میں
اپنی طرف سے اس کی کوشش کیوں کروں۔ اس حدیث سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ اگر کسی شخص کو اپنے بارے میں
گناہ کے مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو اور وہ شادی کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اس کے لیے خصی ہو جانا جائز ہے
اور بعض علماء نے اس کو مستحب بھی کہا ہے۔ لیکن اکثر علماء کے نزدیک یہ جائز نہیں ہے۔ اس لیے کہ اس
میں اللہ کی پیدا کی ہوئی چیز کو بگاڑنا ہے۔ اور اس کی ممانعت پر بہت سی حدیثیں دلالت کرتی ہیں۔ اور
اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہ حکم ابوہریرہؓ کے لیے خاص تھا۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کو اپنے بارے
میں اندیشہ تھا کہ وہ گناہ میں مبتلا ہو جائیں گے۔ اور یہ اندیشہ دوسروں کو نہیں ہے۔ اس لیے دوسروں کے
لیے یہ حکم نہیں ہے۔ (مرقاۃ)

۹۳۲ عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم مسلمانوں کے
لیے جن کی اتنی بساط نہیں ہے کہ عورتوں کے مہر ادا کر سکیں روزے میں ہی چارہ ہے کہ ہم اپنی شہوت کو کچل سکیں

وسلم اللهم مصرف القلوب صرف قلوبنا على طاعتك رواه مسلم

۹۳۳ وعن نواس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من قلب إلا وهو بين إصبعين من أصابع الله إن شاء أقامه وإن شاء أزاغه فنسأل الله ربنا لا تزغ قلوبنا بعد إذ هديتنا رواه الترمذي وابن ماجه

۹۳۴ وعن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مثل القلب كمثل الريشة بالأرض تقلبها الريح ظهرا لبطن رواه أحمد وابن ماجه

ہیں کہ آپ نے دعا مانگتے ہوئے سنا اس کے بعد پہلے والے جملوں کو ذکر کیا۔ باقی کلمہ ہماری طرف

تحقیق ہے۔ (مسلم)

۹۳۳ نواس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر قلب اللہ کے

پنجے دو انگلیوں کے درمیان ہے اگر چاہے سیدھا رکھے ایک روایت میں ہے کہ اس کی باگ اللہ کے ہاتھ میں ہے آپ برابر دعا

فرماتے رہتے ہیں اے پھیرنے والے دلوں کے اپنی اطاعت کی طرف پھیر دے۔ آپ نے فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہیں اگر چاہے ان کو سیدھا رکھے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

۹۳۴ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دل کی مثال اس پر کی

کھیت میں ہوا کے ذریعہ جھکتا ہے اور کبھی اس کو کبھی اس طرف لوٹاتی رہتی ہے۔ (احمد، ابن ماجہ)

---

۹۳۳ یہ حدیث بھی اوپر کی حدیث کی طرح ہے۔ اس حدیث سے یہ شبہ دور ہو گیا کہ دل کی باگ ڈور جب اللہ کے ہاتھ میں ہے تو پھر انسان کو کوشش کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دل کی باگ ڈور اللہ کے ہاتھ میں ہے مگر اللہ تعالیٰ نے انسان کو کوشش کرنے کا حکم دیا ہے۔

۹۳۴ یعنی جس طرح کھیت میں ہوا کے ذریعہ کبھی ایک طرف کبھی دوسری طرف جھکتا رہتا ہے اسی طرح دل کبھی ایمان کی طرف کبھی کفر کی طرف مائل ہوتا رہتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دل کی حالت ہمیشہ یکساں نہیں رہتی۔ کبھی ایمان کی طرف مائل ہوتا ہے کبھی کفر کی طرف۔ اس لئے ہمیشہ اللہ سے دعا کرتے رہنا چاہئے کہ اے اللہ ہمارے دل کو ایمان پر ثابت رکھ۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دل کی حالت ہمیشہ یکساں نہیں رہتی۔ کبھی ایمان کی طرف مائل ہوتا ہے کبھی کفر کی طرف۔ اس لئے ہمیشہ اللہ سے دعا کرتے رہنا چاہئے کہ اے اللہ ہمارے دل کو ایمان پر ثابت رکھ۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دل کی حالت ہمیشہ یکساں نہیں رہتی۔ کبھی ایمان کی طرف مائل ہوتا ہے کبھی کفر کی طرف۔ اس لئے ہمیشہ اللہ سے دعا کرتے رہنا چاہئے کہ اے اللہ ہمارے دل کو ایمان پر ثابت رکھ۔

۹۳۵ ... وقال نحن جلوس حول رسول الله صلى الله عليه وسلم ... فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ... فقال ... عن خلقه ...

۹۳۶ ... عن عبد الله ... قال ... فقال ... فقال ... فقال ... فقال ... فقال ...

۹۳۷ الوحدة ... عن عبد الله ... قال ... فقال ... فقال ... فقال ... فقال ...

۹۳۸ ... عن عبد الله ... قال ... فقال ... فقال ... فقال ... فقال ...

۹۳۹ ... عن عبد الله ... قال ... فقال ... فقال ... فقال ... فقال ...

يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗ اُمُّ الْكِتٰبِ

۱۳۱۔ ... ۱۳۲۔ ... ۱۳۳۔ ...

... کے ظہور میں کوئی تبدیلی نہیں آتی خصوصاً ... کے خلاف ... کی حمایت

۱۳۴۔ ... ۱۳۵۔ ... ۱۳۶۔ ...

مَسُّ النَّاسِ الَّذِي هُمْ مِنْ أَوَائِلِ الْقَرْنِ الْمَكِّيِّ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الحوادث الکونیہ مع اسبابہا کا تتمۃ القدر

۹۳۵ عن ... قال ... فقال ... فیقضی ... یقضی ...

۹۳۶ عن ... قال ... فقال ... فیقضی ... یقضی ...

دنیا کے واقعات کے سلسلوں کے اسباب بھی قضاء و قدر کے تحت ہی ہوتے ہیں

۹۳۷ حضرت ... رضی اللہ عنہ ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... فرمایا ... سے قبل ... کہ ... ہو ... ہے ... اس ... ہے ... اس ... ہے ... اس

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ وَاِلَیْہِ الْمَرْجِعُ وَالْمَآبُ ۔ ۱۲ منہ

اَلْقَدَرُ مَا جَرٰی عَلَی الْاِنْسَانِ مِنْ خَطٍّ اَوْ اِصَابَۃٍ

۹۵۲ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ اِذَا اَرَادَ رَحْمَۃَ اُمَّۃٍ مِنْ اُمَّتِہٖ قَبَضَ نَبِیَّہَا قَبْلَہَا فَجَعَلَہٗ لَہَا فَرَطًا وَسَلَفًا بَیْنَ یَدَیْہَا وَاِذَا اَرَادَ ہَلَکَۃَ اُمَّۃٍ عَذَّبَہَا وَنَبِیُّہَا حَیٌّ فَاَہْلَکَہَا وَہُوَ یَنْظُرُ اِلَیْہِ فَاَقَرَّ عَیْنَہٗ حِیْنَ کَذَّبُوْہُ وَعَصَوْا اَمْرَہٗ ۔ رواہ مسلم

قال بعضہم حدیث صحیح۔

۹۵۳ عَنْ اَبِیْ خُزَامَۃَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَاَیْتَ رُقًی نَسْتَرْقِیْہَا وَدَوَاءً نَتَدَاوٰی بِہٖ وَتُقٰی نَسْتَطِیْعُہَا ہَلْ تَرُدُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰہِ شَیْئًا قَالَ ہِیَ مِنْ قَدَرِ اللّٰہِ ۔ رواہ احمد والترمذی وابن ماجۃ

خصیص ہاتھ سے تقدیر بدلتی ہیں اور اس بیماری سے شفا دینا اللہ ہی کا کام ہے دوسرے کو قصد سے دعا سے شفا نہیں ملتی البتہ ہو جاتی ہے۔ ۱۲ منہ

قضاء القدر کا ٹلنا اس طرح ہوتا ہے کہ ظاہر تقدیر اور نظام تدبیر کے خلاف نہیں

۹۵۲ ۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی امت کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس سے یہ کام کرا لیتے ہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ جو کام کرے گا ایسا مطلب ہے۔ اور بھی بہت سے لوگ اس کو نیک کام کرنے کی توفیق بخش دیتے ہیں

۹۵۳ ۔ اس حدیث میں بیان کیا ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا یہ جو ہم دعا کرتے ہیں اور دوا کرتے ہیں صبح و شام کو تین بار یہ کلمات پڑھ لیا کرے تو کوئی چیز اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیء فی الارض ولا فی السماء وہو السمیع العلیم کے ساتھ بھی کسی کے نام کی برکت سے کوئی چیز نہیں پہنچ سکتی اور نہ نقصان پہنچا سکتی ہے اور نہ ہی ہم اللہ تعالیٰ

اس حدیث میں اس کا جواب ہے کہ یہ دعا بھی تقدیر ہی سے ہے جب تقدیر میں ہے کہ فلاں شخص کو فلاں بیماری ہو گی تو یہ دعا بھی اس کا ذریعہ

[illegible] وَكَانَ [illegible] وَكِيلٌ [illegible] وَكِيلٌ [illegible]

اعتماد کا اللہ پر ہونا اسباب کے ترک کو مستلزم نہیں

۹۵۶۔ عمرو بن امیہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو شخصوں کے بارے میں سنا جن کو میں نے قتل کیا تھا جب میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں نے ان دونوں کو قتل کیا ہے حالانکہ میرے پاس ان کی دیت ہے میں ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤں گا اور آپ کو اس کی خبر دوں گا اگر آپ کا اس میں کوئی حکم ہوگا تو میں بجا لاؤں گا۔ پس میں آپ کے پاس آیا اور آپ کو اس کی خبر دی تو آپ نے فرمایا کہ میں تو تیرے لئے کچھ نہیں جانتا تیرے ساتھی نے تو رسالت کا حق ادا نہیں کیا۔ اگر تو ایسا کرتا جیسا میں کہتا ہوں تو تجھ پر کوئی گناہ نہ ہوتا۔ اس پر

۹۵۴۔ عن سفیان بن عیینۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیکن من وراء ظہرہ وقال لما نفد المؤمن وانما عرضہ علی اللہ وعلی رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم

۹۵۵۔ عن ابن عباس قال کنت انظر رای عینہ فجعلت اقول ای الجراح ای الجراح ای آیۃ المؤمن عابہ فقلت لہا انہ لیس بمؤمن کنت انظر ان الشام فنظرت الی الجراح فقالت لا تفعل ولا تنظر ولا تعجل فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اللہ یحب کل مؤمن ذی حظ من حسن ویبغض کل

۹۵۴۔ سفیان بن عیینہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومن اپنے نفس کو برا سمجھتا ہے اور اپنی موت کو اللہ کی رحمت کے لیے سامان کیا ہوا سمجھتا ہے

۹۵۵۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ میں ہمیشہ عینہ کی طرف دیکھتا رہتا تھا کہ اس پر کیا علامات ہیں جن سے اس کا مومن ہونا معلوم ہو۔ میں نے اس سے کہا کہ تو مومن نہیں ہے میں تو شام کی طرف دیکھتا ہوں کہ جراح کی طرف دیکھوں۔ اس نے کہا ایسا نہ کر اور نہ جلدی کر کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اللہ ہر مومن کو جس میں کچھ بھلائی ہو دوست رکھتا ہے اور ہر

۹۵۴۔ سفیان بن عیینہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومن اپنے نفس کو برا سمجھتا ہے اور اپنی موت کو اللہ کی رحمت کے لیے سامان کیا ہوا سمجھتا ہے

۹۵۵۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ میں ہمیشہ عینہ کی طرف دیکھتا رہتا تھا کہ اس پر کیا علامات ہیں جن سے اس کا مومن ہونا معلوم ہو۔ میں نے اس سے کہا کہ تو مومن نہیں ہے میں تو شام کی طرف دیکھتا ہوں کہ جراح کی طرف دیکھوں۔ اس نے کہا ایسا نہ کر اور نہ جلدی کر کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اللہ ہر مومن کو جس میں کچھ بھلائی ہو دوست رکھتا ہے اور ہر

۹۶۱ عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا اعلم متی تقوم الساعۃ وما اردت الی ذلک قال کان ذلک علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ متی تقوم الساعۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اعددت لہا من کبیر عمل الا انی احب اللہ ورسولہ فقال انک مع من احببت قال انس فما رأیت المسلمین فرحوا بشیء بعد الاسلام فرحہم بہذا

۹۶۲ عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال کان لی منزلان فی الجاہلیۃ فحولت فحولا فارسل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان احول ما بدا لک

۹۶۳ عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لک قال وکان دابہ ناضحا فاعیا فاراد ان یسیبہ

۹۶۰۔ انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے کہا کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا تو نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے اس کے لئے کوئی بڑی تیاری نہیں کی ہے ہاں اتنا ضرور ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تو جس سے محبت رکھتا ہے اسی کے ساتھ ہوگا۔ انس کہتے ہیں کہ ہم نے اسلام کے بعد کسی بات پر اتنا خوش ہوتے نہیں دیکھا جتنا اس بات پر خوش ہوئے۔

۹۶۱۔ عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ دور جاہلیت میں میرے دو مکان تھے (ضیق کی وجہ سے) ایک شخص نے جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی۔ آپ نے اس کو کہلا بھیجا کہ تم سے جو ہو سکے کرو۔ (ابن ماجہ)

۹۶۲۔ جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جس سے چاہو اپنا اونٹ خرید لو۔ راوی کہتا ہے کہ میرا اونٹ تھکا ہوا تھا اور میں اس کو چھوڑنا چاہتا تھا۔

الاول فی المقدور من حکم صلح البغی

۹۲۳ ۔ ثم ان حکم ھذا الصلح حکم الصلح الذی یقع علی مال ۔ وقد قال صلی اللہ علیہ وسلم لمن قال یا غلام اصنع لنا طعاما نجتمع علیہ ثم ادعوک ۔ فما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ ۔ اشتغلت فلانۃ باللہ فالحمد للہ الذی لا یتم الا بعونہ ۔ اللھم کما اشتغلت فلانۃ بطاعتک فاشغل کل من بلغک امرہ بطاعتک ۔ انک علی کل شیء قدیر ۔ وبالاجابۃ جدیر ۔

قوت ارادیہ کے استحکام میں قضاء وقدر پر اعتقاد کا عجیب اثر ہوتا ہے

۹۲۴ ۔ ہر مسلمان کو یہ ایمان رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا ۔ اگر ہم اس عقیدہ کو اپنا لیں تو ہمارے اندر بہت سی ایسی قوتیں پیدا ہو جائیں جو ہمیں ہر قسم کے خوف سے آزاد کر دیں ۔ ہم کسی سے نہ ڈریں ۔ کسی کی پروا نہ کریں ۔ کسی کے آگے نہ جھکیں ۔ ہم جانتے ہیں کہ ہمارا رب ہمارے ساتھ ہے ۔ وہ ہمارا محافظ ہے ۔ وہ ہمارا نگہبان ہے ۔ وہ ہمارا مددگار ہے ۔ وہ ہمارا کارساز ہے ۔ وہ ہمارا حامی ہے ۔ وہ ہمارا ناصر ہے ۔ وہ ہمارا ولی ہے ۔ وہ ہمارا وکیل ہے ۔ وہ ہمارا کفیل ہے ۔ وہ ہمارا ملجا ہے ۔ وہ ہمارا ماویٰ ہے ۔ وہ ہمارا مولیٰ ہے ۔ وہ ہمارا نصیر ہے ۔ وہ ہمارا معین ہے ۔ وہ ہمارا ظہیر ہے ۔ وہ ہمارا رفیق ہے ۔ وہ ہمارا شفیق ہے ۔ وہ ہمارا رحیم ہے ۔ وہ ہمارا کریم ہے ۔ وہ ہمارا رؤف ہے ۔ وہ ہمارا ودود ہے ۔ وہ ہمارا غفور ہے ۔ وہ ہمارا ستار ہے ۔ وہ ہمارا قدوس ہے ۔ وہ ہمارا سلام ہے ۔ وہ ہمارا مومن ہے ۔ وہ ہمارا مہیمن ہے ۔ وہ ہمارا عزیز ہے ۔ وہ ہمارا جبار ہے ۔ وہ ہمارا متکبر ہے ۔ وہ ہمارا خالق ہے ۔ وہ ہمارا بارئ ہے ۔ وہ ہمارا مصور ہے ۔ وہ ہمارا قہار ہے ۔ وہ ہمارا وہاب ہے ۔ وہ ہمارا رزاق ہے ۔ وہ ہمارا فتاح ہے ۔ وہ ہمارا علیم ہے ۔ وہ ہمارا قابض ہے ۔ وہ ہمارا باسط ہے ۔ وہ ہمارا خافض ہے ۔ وہ ہمارا رافع ہے ۔ وہ ہمارا معز ہے ۔ وہ ہمارا مذل ہے ۔ وہ ہمارا سمیع ہے ۔ وہ ہمارا بصیر ہے ۔ وہ ہمارا حکم ہے ۔ وہ ہمارا عدل ہے ۔ وہ ہمارا لطیف ہے ۔ وہ ہمارا خبیر ہے ۔ وہ ہمارا حلیم ہے ۔ وہ ہمارا عظیم ہے ۔ وہ ہمارا غفور ہے ۔ وہ ہمارا شکور ہے ۔ وہ ہمارا علی ہے ۔ وہ ہمارا کبیر ہے ۔ وہ ہمارا حفیظ ہے ۔ وہ ہمارا مقیت ہے ۔ وہ ہمارا حسیب ہے ۔ وہ ہمارا جلیل ہے ۔ وہ ہمارا کریم ہے ۔ وہ ہمارا رقیب ہے ۔ وہ ہمارا مجیب ہے ۔ وہ ہمارا واسع ہے ۔ وہ ہمارا حکیم ہے ۔ وہ ہمارا ودود ہے ۔ وہ ہمارا مجید ہے ۔ وہ ہمارا باعث ہے ۔ وہ ہمارا شہید ہے ۔ وہ ہمارا حق ہے ۔ وہ ہمارا وکیل ہے ۔ وہ ہمارا قوی ہے ۔ وہ ہمارا متین ہے ۔ وہ ہمارا ولی ہے ۔ وہ ہمارا حمید ہے ۔ وہ ہمارا محصی ہے ۔ وہ ہمارا مبدئ ہے ۔ وہ ہمارا معید ہے ۔ وہ ہمارا محیی ہے ۔ وہ ہمارا ممیت ہے ۔ وہ ہمارا حی ہے ۔ وہ ہمارا قیوم ہے ۔ وہ ہمارا واجد ہے ۔ وہ ہمارا ماجد ہے ۔ وہ ہمارا واحد ہے ۔ وہ ہمارا احد ہے ۔ وہ ہمارا صمد ہے ۔ وہ ہمارا قادر ہے ۔ وہ ہمارا مقتدر ہے ۔ وہ ہمارا مقدم ہے ۔ وہ ہمارا مؤخر ہے ۔ وہ ہمارا اول ہے ۔ وہ ہمارا آخر ہے ۔ وہ ہمارا ظاہر ہے ۔ وہ ہمارا باطن ہے ۔ وہ ہمارا والی ہے ۔ وہ ہمارا متعال ہے ۔ وہ ہمارا بر ہے ۔ وہ ہمارا توّاب ہے ۔ وہ ہمارا منتقم ہے ۔ وہ ہمارا عفو ہے ۔ وہ ہمارا رؤف ہے ۔ وہ ہمارا مالک الملک ہے ۔ وہ ہمارا ذوالجلال والاکرام ہے ۔ وہ ہمارا مقسط ہے ۔ وہ ہمارا جامع ہے ۔ وہ ہمارا غنی ہے ۔ وہ ہمارا مغنی ہے ۔ وہ ہمارا مانع ہے ۔ وہ ہمارا ضار ہے ۔ وہ ہمارا نافع ہے ۔ وہ ہمارا نور ہے ۔ وہ ہمارا ہادی ہے ۔ وہ ہمارا بدیع ہے ۔ وہ ہمارا باقی ہے ۔ وہ ہمارا وارث ہے ۔ وہ ہمارا رشید ہے ۔ وہ ہمارا صبور ہے ۔

وَيَا جِبْرِيلُ مَا لِي أَرَاكَ كَئِيبًا؟ فَقَالَ: وَكَيْفَ لَا أَكْتَئِبُ وَقَدْ أَمَرَ اللَّهُ مِيكَائِيلَ أَنْ يَأْتِيَكَ بِمِكْيَالٍ مِنَ الرِّزْقِ فَأَتَاكَ بِهِ، وَأَمَرَ اللَّهُ إِسْرَافِيلَ أَنْ يَأْتِيَكَ بِمِكْيَالٍ مِنَ الرِّزْقِ فَأَتَاكَ بِهِ، وَأَمَرَ اللَّهُ عَزْرَائِيلَ أَنْ يَأْتِيَكَ بِمِكْيَالٍ مِنَ الرِّزْقِ فَأَتَاكَ بِهِ، وَأَمَرَ اللَّهُ مَلَكَ الْمَوْتِ

الانبیاء والرسل علیہم الصلوٰۃ والسلام

فی صحۃ الاحادیث وتاریخ

حضرات انبیاء علیہم السلام کی متعدد بیبیوں کا انکار کرنا احادیث و تاریخ کی رو سے

اس خدوش کے متعلق قبل مناسب معلوم ہوا کہ پہلے آپ کے سامنے ہوتے ہوئے حالات کے متعلق تمام اختلاف کے حالات پیش کر دیا جائے۔ تاکہ یہ مسئلہ ہر قسم کے اس مسئلہ پر جو اس سے زائد ہو کیونکہ ہمارے اس مقدمہ کے دعویٰ مذکورہ میں کوئی مدد تحقیق نہیں ہے۔

ناظرین کرام! اس مسئلہ کے متعلق تین قسم کے مسلک پائے جاتے ہیں اس کی دلیل تعداد کے ساتھ شرح حنفیہ ملا صفائی اور الکواکب الدریہ میں بھی اس بحث کی گئی ہے۔ علاوہ کتاب الصلوٰۃ قاضی ابو شجاع پر ان کی ایک مستقل تصنیف ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ قدیم اختلاف ہیں سے اور سلف و خلف کے تمام مسلمان تو ہمارے نبی علیہ السلام کی تاریخ سے پورا شمار نہیں رکھتے تھے۔ اس لیے ان کے بیان نبوت اور رسالت کا کوئی تذکرہ ہی نہیں ملتا۔ البتہ قاری نے اس پر کچھ بحث کی ہے جو ان حضرات کے اگر اس کی مزید تشریح تو بعد میں کی جائے گی اس کے نزدیک تین مختلف حالتیں ہیں۔

انبیاء علیہم السلام کا علم	(۱) نبی ہونا ثابت ہونے کے وقت عقلی طور پر کسی سے سیکھے بغیر اس کو خود بخود تسلیم حاصل ہو جائے۔ اس کا علم اسی وقت تھا جب سے نبوت ثابت ہوئی۔

(۲) یہ بھی ممکن ہے کہ نبوت ثابت ہونے کے وقت عقلی طور پر کسی سے سیکھے بغیر اس کو خود بخود تسلیم حاصل ہو جائے۔ اس کا علم اسی وقت تھا جب سے نبوت ثابت ہوئی۔

(۲) یہ بھی ممکن ہے کہ نبوت ثابت ہونے کے وقت عقلی طور پر کسی سے سیکھے بغیر اس کو خود بخود تسلیم حاصل ہو جائے۔ اس کا علم اسی وقت تھا جب سے نبوت ثابت ہوئی۔

(۲) یہ بھی ممکن ہے کہ نبوت ثابت ہونے کے وقت عقلی طور پر کسی سے سیکھے بغیر اس کو خود بخود تسلیم حاصل ہو جائے۔ اس کا علم اسی وقت تھا جب سے نبوت ثابت ہوئی۔

[illegible] کو ہم کہ ... میں تصوف کرنے کی علمی وقعت حاصل ہوئی ہو اور اس اعتبار سے ... [illegible] ... [illegible] ... [illegible]

طرف اس کی نظر ہے عالم بالا سے وہ سا سبت حاصل ہو کہ علم انبیاء والیقین، والیقین کی لذت اس کے قلب و
قلب پر ہو ہو اس کے سب کی لذات اس میں نظر ہی ہوں کسی کا علم ہو، اس کا علم کسے تین منت نہ ہوں، کیا
کہ ان علوم میں اس کی حکمت، اس کے تزکیہ، اس کے اس نظامی بابت کی طرف جس سے کہ ان صفات کے
ظہور خاص کی تجلی ہوئی ہے، ان کی آیت میں ارشاد فرمایا ہے

هو الذي بعث في الاميين رسولا	وہ اللہ ہے جس نے اٹھایا ان پڑھوں میں ایک رسول اپنا
منهم يتلوا عليهم اياته ويزكيهم	وہ انہیں میں سے کہ پڑھ کر سناتا ہے ان کو اس کی آیتیں
ويعلمهم الكتب والحكمة وان كانوا	اور سکھاتا ہے ان کو کتاب اور حکمت اگرچہ وہ تھے
من قبل لفي ضلال مبين	اور بیشک کھلی گمراہی میں پہلے

اب آپ آیت بالا کی روشنی میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ کے ایک ورق کا ملاحظہ فرمائیے تاکہ آپ پر
اسلام ہو ملنے کہ یہ اہم سورت اسی وقت میں کس حکمت سے شروع کی گئی اور کس تدریج سے پایہ تکمیل کو پہنچی
جس سے ہم آپ نظر بین وقت اس وقت صفات و لطف کی وہ ذات کیا تھی، عالم میں شرک کی آگ کا
دریا بہ رہا تھا جہالت کا وہ تاریک دور تھا کہ ملت حنیفہ کی مصفا اصول کے بالکل مسخ کر ڈالنے کی پوری
کوشش کی گئی تھی، ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو مبعوث فرمایا، اس پیغمبر کے کلام و اس کے آپ کی
حالت کی تو ہر ایک بصیرت کی فراست سے اس کو بدیہی طور پر معلوم ہو سکتا ہے، اس پیغمبر کے لئے کہ جو اس کی
صداقت کی دلیل، اس کی تائید ربانی کے صریح ثبوت اس کے معجزات آئے، وہ کیا تھے؟ وہ یہ تھے کہ اس کو
وہ علوم کے دیا جائے جن سے کہ وہ اس وقت کے تمام علوم پر فائق ہو، یعنی علم قرآن، علم ایمان، علم اسلام
وغیرہ، علم تعدیل احوال بروح و نشر و حشر و حساب و روح علم احسان جس کو آج کی اصطلاح میں تصوف اور
معرفت کہا جاتا ہے۔ علم شرائع و تدبیر رسالت و سیاست مدن و طرق معاش، علم اخلاق، علم آداب، علم حسن
اخلاق و عشرت، وجود کے متعلق خبریں، علم منازل، علم مراتب، پھر ان علوم کو اس طرح سے مشرح
بیان کرے کہ خواص اس کی صحت میں ہر قوم کی قوم بلا وساطتی داخل ہو گئے اور خود عالموں، ذکی و فہمی میں کوئی عیب نہ رہا
جس کے دل میں وسواس، خلش یا فکر ہو، جن کے حق کی جو تعب کی امت سے قبول کیا ہوا تھا، اب تک ہر زمانہ میں
ان کو صورت اور دلیل کے ٹکڑوں نظر آتے گئے، غرض جس امت کی اصلیت اور اس کی برکات کا اسی سے کیا جا سکتا ہے
یا ہو۔ (زرقانی علی المواہب)

میں کہتا ہوں کہ اسلامی دنیا کے اس آخری مجدد نے جو کچھ بیان فرمایا اسی زمان میں صلحاء اس بیان

سوالات نمبر ۱ کے متعلق ایک حقیقت یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام ہر زمان کی قابلیت کے متعلق کی ضروری کو پہلے سے جانتے ہیں اور اپنی اپنی امت کے فلوک و تکمیل کے لئے ایک ایسا طریقہ مرتب کرتے ہیں جو اس زمانہ کے لئے موزوں ہو۔ اس لئے ہر نبی کا طریقہ دوسرے نبی سے کچھ نہ کچھ مختلف ہوتا ہے۔ اس اختلاف کو اختلاف نہیں کہا جا سکتا۔ ہر نبی کا طریقہ اپنے زمانہ کے لئے صحیح ہوتا ہے۔ اس لئے ہر نبی کا طریقہ اپنے زمانہ کے لئے صحیح ہوتا ہے۔ اس لئے ہر نبی کا طریقہ اپنے زمانہ کے لئے صحیح ہوتا ہے۔

سوالات نمبر ۱ کے متعلق ایک حقیقت یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام ہر زمان کی قابلیت کے متعلق کی ضروری کو پہلے سے جانتے ہیں اور اپنی اپنی امت کے فلوک و تکمیل کے لئے ایک ایسا طریقہ مرتب کرتے ہیں جو اس زمانہ کے لئے موزوں ہو۔ اس لئے ہر نبی کا طریقہ دوسرے نبی سے کچھ نہ کچھ مختلف ہوتا ہے۔ اس اختلاف کو اختلاف نہیں کہا جا سکتا۔ ہر نبی کا طریقہ اپنے زمانہ کے لئے صحیح ہوتا ہے۔ اس لئے ہر نبی کا طریقہ اپنے زمانہ کے لئے صحیح ہوتا ہے۔ اس لئے ہر نبی کا طریقہ اپنے زمانہ کے لئے صحیح ہوتا ہے۔

سوالات نمبر ۱ کے متعلق ایک حقیقت یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام ہر زمان کی قابلیت کے متعلق کی ضروری کو پہلے سے جانتے ہیں اور اپنی اپنی امت کے فلوک و تکمیل کے لئے ایک ایسا طریقہ مرتب کرتے ہیں جو اس زمانہ کے لئے موزوں ہو۔ اس لئے ہر نبی کا طریقہ دوسرے نبی سے کچھ نہ کچھ مختلف ہوتا ہے۔ اس اختلاف کو اختلاف نہیں کہا جا سکتا۔ ہر نبی کا طریقہ اپنے زمانہ کے لئے صحیح ہوتا ہے۔ اس لئے ہر نبی کا طریقہ اپنے زمانہ کے لئے صحیح ہوتا ہے۔ اس لئے ہر نبی کا طریقہ اپنے زمانہ کے لئے صحیح ہوتا ہے۔

اس کے بعد یہ آیتیں پڑھیں تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ اس میں طلاق سے لے کر وراثت کے تمام
کائنات کے متعلق جو بڑی بڑی ہدایات موجود ہیں اس میں صرف عقائد عبادات کا باب جس بلکہ
اخلاق یعنی دیانت، امانت، راستی و شجاعت، تواضع و انکسار، صلح و طلاق، وصیت و وراثت غرضکہ معاملات و تعزیرات حتیٰ کہ صلح
جنگ کے قوانین بھی بڑی وضاحت کے ساتھ موجود ہیں۔ اس میں تہذیب اسلامی اور تہذیب الفاظ کے بھی
نکتے ہیں، غرض کھلے ہوئے ہیں۔ اب آپ نے جیسی معمولی بات سے متعلق کبھی غور کیا ہوگا
ہیں ایک مرتبہ انھوں نے قصص کے ذیل میں یہ لکھا کہ لوط کی قوم کو سب سے پہلی جس بات کی
طرف توجہ ہوئی۔ اس پر ہنسی آئی کہ یہ کیا جواب دیا ہے۔ لیکن ان جیسی چھوٹی باتوں کے متعلق بھی ہم
سوچتے ہیں مگر سمجھ نہ آسکے تو معلوم ہو جائیگا کہ کتنی عمیق و عظیم حکمتیں موجود ہیں۔ یہاں آپ کی ہدایت کیلئے اس آیت
میں لفظ کی طرف توجہ دلائی ہے۔ لفظ، بمعنی شعر کے کہ یہاں ناقہ، لفظ، اور بمعنی بار سے کم نہیں ہے کہ استعمال کیا ہے۔
اگر اس کی تشریح کی جائے تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ یہ انسان کے پورے شعبہ کے متعلق اسلامی آیتیں ہیں کتنی
عمیق اور کتنی عظیم ہدایات موجود ہیں۔ حدیث و تفسیر اور فقہ کے مطالعہ کے بعد قرآن کتب خانوں کی الماری میں
آپ کے سامنے ہے۔ جبکہ اس کا پچھلا حصہ دوسری الماریوں میں بھی منتقل ہو جاتا ہے۔ اگر اصل الفاظ سے دیکھا جائے تو قرآن
خود اپنا تعارف کرتا ہے۔ آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ ایک نبی کے ساتھ جو اسلام کی جدوجہد اور کفار جنگ ہوئی
اس کو قرآن نے کتنی تفصیل کیا ہے۔ صرف ایک معلم کی حیثیت رکھتے تھے۔ اس کے علاوہ یہاں ہیں جتنے
پیغمبر آئے تھے۔ صحیح صورت میں قرآن کی تعلیم کو پیش کرتے تھے۔ اسی لئے ان کی امتیں بھی انہیں اسلام کی شان میں موجود ہیں
کائنات بنو اسرائیل خصوصاً انبیاء یعنی بنی اسرائیل کی سیاست و حکومت پر بھی بہت کچھ موجود ہے۔ انبیاء علیہم
السلام چلا کرتے تھے۔ ہیں چونکہ خاتم النبیین ہیں جیسے ہمارے کوئی نبی نہیں ہیں اس لئے ہماری امت کا علم و
تعلیم کا کام بھی ہوگا ہے (تفسیر ترجمان السنہ، ص)

ان تمام حقائق کے ہوتے ہوئے ہمارے ہاں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا کوئی مقصد تھا ہی نہیں
کہ ہم کچھ نہیں جانتے۔ حضرات انبیاء علیہم السلام صرف ایک جہالی عالم کے مالک ہوتے ہیں۔ (العیاذ باللہ) شعر
شاعر کی تشریح کے ذکر میں بیان میں بڑی خوبی کے ساتھ اس خیال کی تردید کی گئی ہے۔ تعلیم کا
کہ ہمیں انبیاء علیہم السلام کی زندگی پر روشنی ڈالنا چاہئے کہ انبیاء علیہم السلام حال ہی پر نہیں ہوتے ہیں۔ ماضی
سے تعلق کیا ہوتا ہے کہ حیثیت کی دو ہیں ہیں ماضی کے نہ کیا کل جیسے ہیں ہم پہنچتے ہیں کہ ہیں ہیں
تقسیم کر دی جائے۔ ہمارے ہاں یہ خیال ہے کہ ہم جانے والے انبیاء علیہم السلام کو صحیح صحیح نہیں جانتے
ہوتے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ ہر ہر انسان فوجِ انسانی کے صرف ایک ایک شعبہ کی ہدایت کرتے ہیں اور یہ بھی تمام انبیاء علیہم السلام انسانی زندگی کے ہر ہر شعبہ سے متعلق ہدایات فرماتے ہیں اور یہ بھی سب اور ہر مکمل نوعِ انسانی کو مخاطب کرکے ہر نظام کے لیے جو مختلف شعبوں کے مختلف انسانوں کی ضرورت ہوتی ہے، تمام تعلیمیں، بلکہ ذات کی سب سے اعلیٰ طرف پر سے ایک ہی ہاتھ موجود ہوتی ہیں جہاں سے سب بھلے، برے، اچھے اور برے کیسے کی صف کو لے کر اسی صف میں شامل رہنے کے ساتھ اس صف کی کوتاہیوں کو بھی دور کرتے ہیں۔

صفت کی تعریف
شے کی ایک صورت ہوتی ہے اور ایک حقیقت جب کہ حقیقت ہی اس کی اصل صورت ہے

پہلے ہمیں ذہن نشین کرلینا چاہیے کہ کس طرح کسی چیز کے لیے اس کی ایک صورت ہوتی ہے اور یہ حقیقت عنقا نہیں، اس کی ایک خاص صورت ہوتی ہے اور اسی طرح انسانیت کی چند خصوصیات بھی ہیں جو اس کی حقیقت کہلاتی ہیں بلکہ انسان کی صورت بھی ہے۔

یہ صورت ہر انسان کی ہر جسمانی اور روحانی قوت کی تعریف کرتی ہے اور اس کی ہر صفت کی اصل بھی ہے۔ اس لیے کہ اس صورت کو انسان کی تعریف کہا جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی انسان میں انسانی صورت کی حقیقت نہ ہو تو انسانیت کی صفات اس میں نہیں ہوتیں اور اس کی انسانیت پر نقصان واقع ہوتا ہے۔ ملک یونان کو آپ لے لیجیے اور اس کے خصوصی کمالات کو دیکھیے، آپ کو معلوم ہوگا کہ اس کی صورت کو انسان کی تعریف کہا جاتا ہے۔ اس لیے کہ اس میں انسان کی صفت کی کمی ہوتی ہے۔ اسی کے ساتھ جب آپ غور کریں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ صرف انسانی صورت کا نہیں بلکہ حقیقت کا ہے اگر کسی کی حقیقت انسان کی ہے، پھر اس کی صورت میں وہ کتنا ہی نقص کیوں نظر سے گزرے اس کا شمار انسانوں ہی کے ساتھ ہوتا ہے، لیکن اگر کسی میں انسان کی حقیقت ہی نہ ہو تو صرف اس کی صورت کو انسانی صورت سے تو ہم اس کو انسان صورت ہی شمار کریں گے، اس سے انسانیت چھوٹ جاتی ہے اور انسانیت کا ہے۔ اس لیے انسان وہی کہا جاتا ہے جس میں صورت اور سیرت دونوں جمع ہوں اس فرق کو کسی شاعر نے کتنا اچھے انداز میں بیان کیا ہے۔

نہ ہر صورت نے گوہر خوبصورت ہے ۔۔۔ نہ ہر سیرت ہے جس میں مرد کامل ہو

یہی وہ اصل حقیقت ہے جس کی صفت کہا ہے امیر، وہ انسان قدرت نے اس حقیقت کو شامل کی صورت عطا فرمائی ہے۔ اسی طرح جس کو ہر گل کسی کی اس کی حقیقت کہا ہے، صرف پھول کے رنگ کو گل کی صورت نہیں کہا جاتا۔

موسیٰ کو ہر [illegible] اسی طرح آگ، روشنی کو بھی کہتے ہیں اس کی بھی ایک صورت ہے، وہ یہ حقیقت

اس کو جیتے رہنے فرمانے سے صفت ہیں،

معاشی، معاشرتی، تمدنی انقلاب تک کی مدد دی دیہولی بھاشا سے ہوا یا کی تعلیم و تربیت کے پرورش نظم
نسق کی پوری استعداد و قابلیت، دولت لڑکی، بہادری و جاسوسی مدد الصناف، دلیری جوہر دی اور عام
خلق کی ہمدردی اور عام مفاد کے ساتھ آس کے نمایاں اوصاف ہیں بھی ہیں، مثلاً علمی محبت و تکریم تعلیم و تعلم
اور تعلیم، تعلق وغیرہ اس کی ظاہری صورت دیکھے دیتے ہے جاوہ خلاق شان و شوکت تخت و تاج حکومت اختیار
سرچ و اشکار عمل و قتل و مارو ریش تھے اسلام ہیں تدبیر و اسراف اور انتظام میں ظلم و فضول خرچی وغیرہ

پس اگر ایک انسان تاج و تخت کا تو مالک ہو مگر ملوکیت کے معنوی اوصاف میں کمی ہو تو دنیا اس کو کبھی
سچی کسوٹی و صورت حکومت کا مالک نہیں کہتی ہیں وہ ایک قزاق، لٹیرا و جس پر وہ انسان کہا جاتا ہے، اسی طرح اگر
کسی میں یہ اوصاف ہوں، تو ہوں مگر حکومت و تخت کا مالک نہ ہو تو دنیا اس کو کبھی بادشاہ نہیں کہتی مگر اوصاف
میں جامعیت ملوکیت کا مالک ہونا ہے دنیا کی اور خلق میں بھی بادشاہ کہلاتا ہے، اس کی حکومت ہمیشہ سے تمام
کے خلق کی حاکموں تک ہوتی ہے، اس کے برخلاف جو صفت ظاہری صورت ملوکیت رکھتا ہے اس کی حکومت
صرف چند برس تک محدود رہتی ہے، لوگوں کے قلوب اس پر لعنت کرتے ہیں، اور عزت کی بجائے اس کو ذلیل
نہیں، انسان شمار کرتے ہیں۔

عرب میں حکومت کی صورت و حیثیت اب اس سے آپ انبیاء علیہم السلام کو دیکھیں اور صرف اختصار کی رعایت ہیں
نہیں بلکہ تاریخ اور واقعات کی روشنی میں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ وہ بہترین صفت ملوکیت کے حامل ہوتے
ہیں، اسی طرح آن میں ملوکیت کی صحیح صورت بھی موجود ہوتی ہے، دیکھیے جب دنیا میں وہ آتے ہیں تو اس
حالت دنیا کے عام اخلاق، ان کے عام نہاں ان کی زندگی کا عام نظم و نسق، ان کی عام تعلیم و تربیت کا عام کیا
جائزہ لیا جائے تو ان سے آن کا تعلق تو اس طرح ہم اس کا ذکر ہی نہیں کرتے، پہلے یہاں اس پر نظر کیجیے
کہ جب اس حالت میں رسول آئیں تو علماء و مورخوں کو کون صفات کا جانچنا چاہیے پھر دیکھے کہ وہ صفات کن
صفات کے اسی کے ساتھ اس پر بھی نظر ڈالیے کہ وہ صفات ان میں کس درجہ تک اثر پذیر ہوتی ہیں، اس طرح سے
فلسفی، پھر وہ کس درجہ کی ہوتی ہیں، ان کی دلاوری، دلیری، جاسوسی، ان کا عدل و انصاف، ان کی عام
ہمدردی کی حالت کیا ہوتی ہے، وہ صدق و دیانت میں کیا مقام رکھتے ہیں، ان کا کردار کیا ہوتا ہے، اگر یہ تمام صفات
انبیاء و بادشاہوں کی شخصیت میں جمع ہوں، تو پھر دیکھیے تو عقل و انصاف کی روشنی میں آپ کو حکم لگانا بہت آسان
ہو جاتا ہے، اب آپ اس کے ساتھ ان بادشاہوں کی صورت بھی موجود ہو تو پھر ان کے حق میں بادشاہ ہونے
میں کسی کو شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہو سکتی، اس حیثیت سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا چاہیے

[illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے [

[illegible] اس میں کسی قسم کا [illegible] کرنا، حد سے تجاوز کرنا، اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کسی کو اللہ تعالیٰ کی [illegible] کے ساتھ شریک کرنا، یہ سب ظلم ہے۔ اللہ تعالیٰ کو صرف عبادت کی ہی ضرورت نہیں بلکہ بندوں کے ساتھ انصاف کرنا بھی اسی کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

[illegible] ۔ (النحل)

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے اندر اپنی ہر سو صفات میں سے صرف دو صفات کا ذکر کیا ہے۔ ایک حکومت اور بادشاہی کی صفت اور دوسری انصاف کی صفت۔ اللہ تعالیٰ کی حکومت اور بادشاہی کے بارے میں ہم نے گفتگو کر لی ہے۔ اب ہم اللہ تعالیٰ کی دوسری صفت انصاف کے بارے میں کچھ عرض کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفت انصاف کے بارے میں ہم یہ عرض کر چکے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی ذات کی کسی حقیقی صفت کو اس پر اس وقت ہی ثابت کر سکتے ہیں کہ جب ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی ذات کی کسی حقیقی صفت کو اس پر ثابت کرنے کی کوئی دلیل ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

[illegible]

[illegible] ۔ (یونس)

[illegible]

[illegible] ۔ (الزمر)

[illegible]

[illegible] ۔ (الزمر)

[illegible]

[illegible] ۔ (الزمر

[illegible] کا اس مقصد کی صرف [illegible] پر [illegible] کو [illegible] کی [illegible]
[illegible] پسند آتی ہیں۔ حکومت کا انتظام [illegible] کہ ملک [illegible] ملک [illegible] کی جو آئین اس کا [illegible]
[illegible] اس کا [illegible] قوت [illegible] کی [illegible] اور [illegible] اس کے [illegible] ہو۔ اس کے [illegible] کا اعلان [illegible]
[illegible] اس کا [illegible] ملک [illegible] کی [illegible] ہو۔ حکومت [illegible] اس کا [illegible] ہو۔ [illegible]

[illegible] ہے [illegible] سب [illegible] ملک [illegible] کی [illegible] ہے۔ [illegible] کی [illegible] دوشیزہ [illegible] کا [illegible] حاکم [illegible] ملک [illegible] کی [illegible]

حکومت ہوت کی حقیقت

[illegible] کی [illegible] بھی [illegible] اس [illegible] کی [illegible] سے [illegible] ایک [illegible] مقصد [illegible] ہے [illegible] ہیں۔ [illegible] اس [illegible] سے [illegible] ملتا [illegible] ہیں

حقیقت مقصد کا

[illegible] ایک [illegible] پروگرام [illegible] ہوتا [illegible] ہے [illegible] کہ [illegible] وہ [illegible] ملی [illegible] اس [illegible] کو [illegible] اس [illegible] کی [illegible] پیدا [illegible] کر [illegible] کے [illegible] اس [illegible] میں [illegible] پوری [illegible] ہو [illegible] جو [illegible] مقصد [illegible] کے [illegible] ساتھ [illegible]
نافذ [illegible] کی [illegible] ہے۔ [illegible] حضرت [illegible] ابراہیم [illegible] علیہ [illegible] السلام [illegible] سے [illegible] لے [illegible] کر [illegible] ہمارے [illegible] آقا [illegible] و [illegible] مولیٰ [illegible] حضرت [illegible] محمد [illegible] مصطفیٰ [illegible] صلی [illegible] اللہ [illegible] علیہ [illegible] وسلم [illegible] تک [illegible] جتنے [illegible] انبیاء [illegible] علیہم [illegible] السلام [illegible] آئے [illegible] ان [illegible] سب [illegible] کی [illegible] حکومت [illegible] کا [illegible] مقصد [illegible] ایک [illegible] ہی [illegible] تھا [illegible] اور [illegible] وہ [illegible] مقصد [illegible] یہ [illegible] تھا [illegible] کہ [illegible] دنیا [illegible] میں [illegible] اللہ [illegible] تعالیٰ [illegible] کی [illegible] حکومت [illegible] کا [illegible] قانون [illegible] نافذ [illegible] ہو [illegible] اور [illegible] اللہ [illegible] تعالیٰ [illegible] کی [illegible] زمین [illegible] پر [illegible] اللہ [illegible] تعالیٰ [illegible] کی [illegible] حکومت [illegible] قائم [illegible] ہو۔ [illegible] اس [illegible] مقصد [illegible] کے [illegible] لئے [illegible] انبیاء [illegible] علیہم [illegible] السلام [illegible] نے [illegible] جدوجہد [illegible] کی [illegible] اور [illegible] اس [illegible] مقصد [illegible] کے [illegible] لئے [illegible] انبیاء [illegible] علیہم [illegible] السلام [illegible] نے [illegible] اپنی [illegible] زندگیاں [illegible] وقف [illegible] کر [illegible] دیں۔ [illegible] حضرت [illegible] ابراہیم [illegible] علیہ [illegible] السلام [illegible] سے [illegible] لے [illegible] کر [illegible] ہمارے [illegible] آقا [illegible] و [illegible] مولیٰ [illegible] حضرت [illegible] محمد [illegible] مصطفیٰ [illegible] صلی [illegible] اللہ [illegible] علیہ [illegible] وسلم [illegible] تک [illegible] جتنے [illegible] انبیاء [illegible] علیہم [illegible] السلام [illegible] آئے [illegible] ان [illegible] سب [illegible] کی [illegible] حکومت [illegible] کا [illegible] مقصد [illegible] ایک [illegible] ہی [illegible] تھا [illegible] اور [illegible] وہ [illegible] مقصد [illegible] یہ [illegible] تھا [illegible] کہ [illegible] دنیا [illegible] میں [illegible] اللہ [illegible] تعالیٰ [illegible] کی [illegible] حکومت [illegible] کا [illegible] قانون [illegible] نافذ [illegible] ہو [illegible] اور [illegible] اللہ [illegible] تعالیٰ [illegible] کی [illegible] زمین [illegible] پر [illegible] اللہ [illegible] تعالیٰ [illegible] کی [illegible] حکومت [illegible] قائم [illegible] ہو۔ [illegible] اس [illegible] مقصد [illegible] کے [illegible] لئے [illegible] انبیاء [illegible] علیہم [illegible] السلام [illegible] نے [illegible] جدوجہد [illegible] کی [illegible] اور [illegible] اس [illegible] مقصد [illegible] کے [illegible] لئے [illegible] انبیاء [illegible] علیہم [illegible] السلام [illegible] نے [illegible] اپنی [illegible] زندگیاں [illegible] وقف [illegible] کر [illegible] دیں۔

مادی عقول اس [illegible] کا [illegible] ادراک [illegible] نہیں [illegible] کر [illegible] سکتیں۔ [illegible] اس [illegible] لئے [illegible] وہ [illegible] ہر [illegible] نئی [illegible] حکومت [illegible] کا [illegible] یہی [illegible] خیال [illegible] کرتی [illegible] ہیں [illegible] اور [illegible] وہ [illegible] خواہ [illegible] مخواہ [illegible] کی [illegible] بحث [illegible] میں [illegible] پڑ [illegible] جاتی [illegible] ہیں [illegible] کہ [illegible] اس [illegible] کو [illegible] مستقل [illegible] ملک [illegible] اور [illegible] حکومت [illegible] کی [illegible] حیثیت [illegible] سے [illegible] تسلیم [illegible] کیا [illegible] جائے [illegible] یا [illegible] نہ [illegible] کیا [illegible] جائے۔ [illegible] حالانکہ [illegible] یہ [illegible] بحث [illegible] ہی [illegible] سرے [illegible] سے [illegible] غلط [illegible] ہے۔ [illegible] ایک [illegible] مستقل [illegible] حکومت [illegible] کا [illegible] وجود [illegible] اس [illegible] بات [illegible] پر [illegible] منحصر [illegible] نہیں [illegible] ہوتا [illegible] کہ [illegible] اس [illegible] کو [illegible] کوئی [illegible] تسلیم [illegible] کرے [illegible] یا [illegible] نہ [illegible] کرے۔ [illegible] بلکہ [illegible] ایک [illegible] حکومت [illegible] کا [illegible] وجود [illegible] اس [illegible] بات [illegible] پر [illegible] منحصر [illegible] ہوتا [illegible] ہے [illegible] کہ [illegible] اس [illegible] کو [illegible] اللہ [illegible] تعالیٰ [illegible] کی [illegible] طرف [illegible] سے [illegible] کوئی [illegible] مقصد [illegible] ملا [illegible] ہے [illegible] یا [illegible] نہیں۔ [illegible] اگر [illegible] اس [illegible] کو [illegible] اللہ [illegible] تعالیٰ [illegible] کی [illegible] طرف [illegible] سے [illegible] کوئی [illegible] مقصد [illegible] ملا [illegible] ہے [illegible] تو [illegible] وہ [illegible] ایک [illegible] مستقل [illegible] حکومت [illegible] ہے [illegible] اور [illegible] اگر [illegible] اس [illegible] کو [illegible] اللہ [illegible] تعالیٰ [illegible] کی [illegible] طرف [illegible] سے [illegible] کوئی [illegible] مقصد [illegible] نہیں [illegible] ملا [illegible] تو [illegible] وہ [illegible] ایک [illegible] مستقل [illegible] حکومت [illegible] نہیں [illegible] ہے [illegible] خواہ [illegible] کوئی [illegible] اس [illegible] کو [illegible] تسلیم [illegible] کرے [illegible] یا [illegible] نہ [illegible] کرے۔ [illegible] اس [illegible] لئے [illegible] ہر [illegible] نئی [illegible] حکومت [illegible] کے [illegible] لئے [illegible] یہ [illegible] سوال [illegible] ہی [illegible] بے [illegible] معنی [illegible] ہے [illegible] کہ [illegible] اس [illegible] کو [illegible] مستقل [illegible] حکومت [illegible] تسلیم [illegible] کیا [illegible] جائے [illegible] یا [illegible] نہ [illegible] کیا [illegible] جائے۔ [illegible] اس [illegible] کا [illegible] وجود [illegible] اس [illegible] بات [illegible] پر [illegible] منحصر [illegible] ہے [illegible] کہ [illegible] اس [illegible] کو [illegible] اللہ [illegible] تعالیٰ [illegible] کی [illegible] طرف [illegible] سے [illegible] کوئی [illegible] مقصد [illegible] ملا [illegible] ہے [illegible] یا [illegible] نہیں۔ [illegible] اگر [illegible] اس [illegible] کو [illegible] اللہ [illegible] تعالیٰ [illegible] کی [illegible] طرف [illegible] سے [illegible] کوئی [illegible] مقصد [illegible] ملا [illegible] ہے [illegible] تو [illegible] وہ [illegible] ایک [illegible] مستقل [illegible] حکومت [illegible] ہے [illegible] اور [illegible] اگر [illegible] اس [illegible] کو [illegible] اللہ [illegible] تعالیٰ [illegible] کی [illegible] طرف [illegible] سے [illegible] کوئی [illegible] مقصد [illegible] نہیں [illegible] ملا [illegible] تو [illegible] وہ [illegible] ایک [illegible] مستقل [illegible] حکومت [illegible] نہیں [illegible] ہے [illegible] خواہ [illegible] کوئی [illegible] اس [illegible] کو [illegible] تسلیم [illegible] کرے [illegible] یا [illegible] نہ [illegible] کرے۔

کے سامنے عقیدت کی دلوں میں اتنی اہمیت ہوتی ہے کہ ان کی اصل کا منکر ہو جاتا ہے جو کہ ایک عام انسان کی طرح ہے
ہے آپ بشر تھے ہیں، اور اسی لیے ان کی وفات میں حیات اور حیات کا کوئی فرق نہیں ہے۔ اگر ہم اس دنیا میں
کی حیات پر دھیان کا جائے تو ہمارا فرض ہوتا ہے کہ ان کی وفات کے بعد بھی ان کے احکام کے پیچھے اتنے ہی مضطر
ہو جائیں، اس مقام سے بات یہ بھی حل ہو گئی کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات
کے ساتھ ہی دنیا اندھیر ہو گئی تھی، اس کی وجہ یہ نہیں کہ وہ آپ کو خدا سمجھتے تھے بلکہ آپ ہی وہ ہستی تھے جن
سے آپ کی ذات مبارک میں ہدایت کے جو شرق سا ان متعدد انسانوں میں اتنا ہو سکتا تھا وہ یہاں تک ہدایت
سماوی سے سیراب ہو چکے تھے اور تجربہ کر کے دیکھ چکے تھے کہ رسول خدا کی ذات میں ان کی بقیہ زندگی کی راہ
کے لیے زیادہ روشنی ہے۔ اس لیے وہ زندہ رہ کر محسن انسان کے خلاف جہالت کے بقیہ رشتے تھوڑے ہی کاٹ سکتے ہیں جتنے
کے ساتھ آپ ہیں بسے ہو گئے تھے جن کے پیچھے فولاد کی ہمت درکار ہے کا جو حضرت عمر بن مسعود نے اپنا خاندانی رکھا
تھا وہ بھی ناکام تھا۔

اسی طرح یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ یہ خلافت انبیاء علیہم السلام کے
ہے اور یہی حال ان کی ہدایت کا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی حکومت صرف ظاہری کی حکومت نہیں ہوتی
صرف یہی نہیں بلکہ ان کی روح پر بھی خدا تعالیٰ کی تمام مخلوق میں صرف وہی ہیں جن کے دل جیتے ہیں کہ خدائی
حکومت کا آرگن اور اہم منصب ان کے حوالہ کر دیا جائے۔ اسی لیے مقام نبوت کا خلیفہ انسانوں کے سپرد نہیں
کیا جاتا بلکہ جو خلافت کائنات ہوتی ہے ان کا انتخاب فرماتا ہے۔

اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ۔ (بقرہ)

(اور انسانی (آدم) خلیفہ اور اسی طرح جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے منتخب کر لیا اسلام پیغمبر کے لیے انتخاب فرمایا

(آل عمران، رکوع)

ہمارے سامنے یہ دلچسپی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ جو سلسلہ نسب ہے اس کو ذرا غور سے دیکھیے تو حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی کس طرح سے ہی ستارے
اور چاند کی طرح کے سوا سے بیٹے علام کو کر حضرت یوسف علیہ السلام کو تو یہ پھر تجربہ کے بعد کس طرح ہی سلطنت کا
مظہر (سورج) سب ان کے حوالگی دیا جب یہ ہوا تو اس انتخاب ہدایت نبوی کا کی آمد کا کس طرح کی تھی۔

(باقی ص ۱۳۰)

کرنے والے کو کیا کہا جائے۔ یہ ہے ہمارا مقدمہ۔ ہمارا قول ہے۔ علیہ السلام نفرۃ الاعتقاد ہے ہمارا ہی
میں ہمارے تاج محمد کا مالک اور آقا کی تھا، یا ہمارے ہیں بلکہ ہمارے خلوص نیت ہے اس کے دل کی رہنمائی کرنے والے
ہی یہ جانتا کہ اس نے تمام حکومت سپرد الٰہی دے دی ہے اور یہ ہستی ملک خدا کی ہے اور اس میں بھیجا ہے کہ
کو پیدا کیا اور فرمایا ہے کہ ہم ہی مستقل حکومتیں سب اس کے زیر نگیں کر دیں اب کسی کو نہیں کہ سکتا کہ

[illegible]

[illegible] علیہ السلام کی مخالفت [illegible] کرنے کے لیے آدم علیہ السلام کی مخالفت [illegible] کرنے کی [illegible]

[illegible] علیہ السلام کو [illegible] کرنے کی [illegible] آدم علیہ السلام کو [illegible]

[illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی

نا کہ طریقہ کی رضامندی کے ساتھ ہو وہ کون سی صورت ہے جو انبیاء علیہم السلام کی شریعت میں حلال کی ہوئی ہو یہ سوال ہمیں گو اہم نہیں ہے مگر صرف اتنی بات کہنے کے لئے دو جملہ میں لکھ گئی ہے اس پر بھی لکھ سکتے ہیں کہ اس مسئلہ کا تعلق عام اور عرفی حساسیت پر کیا جاتا ہے۔ اس لئے اسلام عرفین کی رضامندی کے باوجود دوسری عبارت میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر ایک طبقہ کے لئے ربا حلال ہو جائے تو دوسرے طبقہ کے لئے یقیناً نقصان کا موجب ہو جاتا ہے اور نتیجہ ظلم ہو گا جو اسلام ہرگز ہرگز گوارا نہیں کر سکتے گا ان کے تین کی ایک اور بھی ایسی جہت سے اصولی طور پر حرام ہونے کی ہے جس طبقہ کی بربادی کا خطرہ قطعی ہو جائے اس پر ایمان کی طرف میں ہماں طرفین کی رضامندی کوئی چیز نہیں ہے۔

اسی طرح زنا کا مسئلہ ہے جہاں بھی اس کے تعین میں رضامندی کوئی حقیقت نہیں رکھتی ان کے ارتکاب پر اتنا بڑا جرم ہے کہ جب انسان کو خدا تعالیٰ کی زمین پر جینے کا کوئی حق ہی نہیں رہتا ہے اسی ہے اگر شرعی ثبوت کے بغیر کسی انسان کے متعلق یہ تہمت لگائی جائے تو ہمیشہ کے لئے اس تہمت لگانے والے کی گواہی قابل قبول نہیں رہتی۔ کیونکہ یہ معاملہ صرف دو انسانوں کا معاملہ نہیں ہوتا بلکہ تمام معاشرہ اور آئندہ نسل تک بھی اس کے برے اثرات متعدی ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی شخص اس عمل کا کسی حیوان کے ساتھ بھی مرتکب ہو تو اس حیوان کی نسل و حرکت سے چونکہ اس مخلوق انسانی کی بقا وابستہ ہوتی ہے اس لئے اس کے بھی سدِ باب کرنے کا حکم ہے۔ شہادت اسی لئے رکھی گئی ہے کہ اس جیسا سور حرکت سے مخلوق انسانیت کو بھی وہ بچا لگتا ہے اور نظام عالم بھی درہم برہم ہوتا ہے

مادی دنیا کے نزدیک دولت جمع کرنے کا حصول دولت کی آمد صرف کا صحیح علم حاصل کرنا ہے، جبکہ علیہم السلام کی حساسیت ہمیں بھی اس نقطہ نظر سے علمت نہیں ہوتی اس کے لئے اس کی مالی مسئلہ صرف دو سوالوں پر ہی محدود ہے علت ہوتی ہیں "کہاں سے کمایا ہے" کہ قیامت میں سب سے پہلا سوال جو مالیات کے متعلق ہوگا وہ یہی ہوگا من این اکتسب و فی ایضاً "یعنی اس کے ذریعہ مالی اور مواقع صرف بتاؤ" گویا مالی دنیا میں اس سوال کی جملہ ہی صرف اسلامی جو ہر فضل کے سامنے ہوتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام کے تعین میں اس پر بھی نظر رہتی ہے کہ وہ جائز ہی مالی عمل کے ذریعے کمایا جا سکتی ہے یا نہیں۔ اس لئے ان کے حساب آمد و صرف کے ذریعہ میں پہلی بحث یہ ہوتی ہے کہ یہ دولت ذرائع حلال سے حاصل کیا گیا ہے یا حرام ذرائع سے اور اسی طرح اس کا صرف صرف حلال کا صحیح مفہوم بھی کس نوعیت پر ہے جائز اور حرام کی تمیز سے آپ خوش نہیں ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے آمد و صرف میں مقاصد حلال کی مسلح و بہبودی کا پورا لحاظ رکھا گیا ہے یا نہیں اسی کسی انسان کو تکلیف نہیں کیا گیا کسی قوم کے لئے صرف تو نہیں ہے۔ جو جہاں کی ضرورت میں ہمیں آئی اس کو ان نہیں بنایا گیا۔ اسی قسم

کے دوسرے سماج کی رعایت سے لفظ صحت حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح ہر علم جو انسان کی سماجی ضروریات سے متعلق ہے، انسان کا خلق، رہن سہن، رکھ رکھاؤ کے ساتھ ساتھ بدلتا رہتا ہے۔ اس لیے علم سماج کی ضروریات کے حوالے کر دیے گئے ہیں۔ اگر وہ ضرورت جتانا چاہے، ان کو پھیلائے۔ یہاں ضرورتی ہی مانگ آئی ہے۔ یہ کام ہیں جن کی ضرورت کے تحت اصول بنتے ہیں۔ چاہے ایسی علوم حقیقت پر مبنی اصل کیے جائیں اور جو علم مقصد سے حاصل کیے جائیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

علم صحت کی دوسری خصوصیت جہالت کی محرومی کی ہے

انبیاء علیہم السلام کے علوم کی دوسری امتیازی صفت یہ ہے کہ وہ صحت کی آخری حد تک پہنچے ہوئے ہوتے ہیں۔ اسی لیے کسی نئی تحقیق یا ان کے اصول کا بدل نہیں ہو سکتا۔ یہ کیسے ہوتا ہے کہ ایک حقیقت ہمیشہ حقیقت رہتی ہے۔ اس کے اصول بھی یکساں رہتے ہیں۔ ان کے فروعی تغیرات تو حکمت الٰہی کے تابع ہیں۔ اس لیے اُن میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ مگر یہ بھی اصول کی روشنی میں ہوتا ہے۔ جو علم اصل مقرر ہو چکے ہیں۔ وہ کسی جگہ بھی کسی علوم میں، کسی جگہ بھی کسی شعبہ کو چھونے کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔ اس لیے یہاں ہر شخص کو بھی آسانی کا موقع ملتا ہے۔ اور ایک ہی تحقیق، دیکھ کے سامنے آجاتی ہے اور وہ بھی خالص سائنسی بنیاد پر کسی بات پر اگر فلسفہ، عقل کا کس قدر دخل ہے۔ یہ پتا لگانا اور اس کو ایک علمی جرم سمجھا جانے لگا ہے۔ اس لیے ہر شاب کو اپنی ہر بات کو سائنس کی کسوٹی پر پرکھنا ہے۔ اس کا انتظار کیے بغیر کہ ہر جگہ کے ضرورت کا آلہ بن جائے۔ اس طرح ہی دوسری آسمانی علوم سے رہنمائی کی ہے۔

علوم صحت کی تیسری خصوصیت جرم و تعلیم ہے

انبیاء علیہم السلام کے علوم کی تیسری امتیازی صفت قطعیت ہے۔ یہ قطعیت یقین کے اس نقطہ پر پہنچے ہوئے ہوتے ہیں کہ ان میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔ اسی صفت کو قرآن کریم میں ہدایۃ للمتقین کہا گیا ہے۔ جب یہ ایک علم طلب ہادی عقل کے نزدیک جتنا علم یقین سے ہوتا ہے، انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ اس سے زیادہ علم یقین ہوتا ہے۔ مثلاً نبوت کے متعلق۔ دیکھیے بھی جاتے ہیں۔ وہی عقول اس کو قابل حفظ سمجھتی رہی ہیں۔ اور اس کے لئے دلائل کا رد بھی صرف کرتی رہی ہیں۔ حتیٰ کہ ایک ایک آدمی کو دیکھ کر ہر جگہ سے جدید ہے کہ ان لیے تھے مگر ہر ایک کو بھی صحت و بطلان کا تھا۔ مگر تمام عالم کے انکار اور علماء دین کی بھی کے باوجود کسی بھی ایک کو بھی نہ کر سکے۔ اس کی حقانیت کے وجوہ میں اولیٰ سابقہ کتب کا ہونا ہے۔ جن کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ کیا۔ اور ان کے ساتھ اس کا ہونا کیا گیا۔ ثانی ہونے کے ساتھ اس کا اثبات کیا گیا۔ اور اس اصل، اصل اللہ کا ہونا ثانی اللہ بھی ہو سکتا۔

قل ھل کو ذی انتہا نیکنڈ ۔ ۔ ۔

نبی کریم علیہ السلام کی ذات گرامی ہی ہے جو ہر اعتبار سے تمام مخلوقات میں کسی کو اس کے ساتھ شریک و حاصل نہیں ہے اور
ہر شرکت اس میں ہوتی ہے وہ صرف اسی کو شرکت ہوتی ہے اور کسی کی حیثیت میں کوئی شرکت نہیں ہوتی کہ آپ صلی
اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہی ہے جو صرف اسی کو شرکت ہوتی ہے اور کسی کی حیثیت میں کوئی شرکت نہیں ہوتی کہ آپ صلی
اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہی ہے جو صرف اسی کو شرکت ہوتی ہے اور کسی کی حیثیت میں کوئی شرکت نہیں ہوتی کہ آپ صلی

نبی کی تمام صفات کی جامعیت اور
اس کا ثبوت

اس ایک بات کا فیصلہ کے بعد ہر دیکھنے والے پر یہ بات روشن ہو جاتی ہے کہ تعلیم اسلام کی روشنی
میں حضور نے جو اوصاف اپنی ذات میں پیدا کئے ہیں ان کی حیثیت کسی ایک صفت کی نہیں بلکہ تمام صفات کی جامع
ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ ہم مطالعہ کرتے ہیں اس دور جہالت کا جس میں آپ نے آنکھ کھولی تھی اور اس ماحول کا جس
میں آپ کی پرورش ہوئی تھی۔ اس ماحول میں ہم دیکھتے ہیں کہ جب کبھی ہم تعلیم اسلام کے نقاد بن کے ہیں آپ کی ہر صفت
کا ذکر کرتے ہیں تو آپ کا قلب اس کا اعتراف کرتا ہے اور اپنے دل میں جگہ دیتا ہے۔ پھر جب ہم آپ کی ذات گرامی
کے ساتھ آپ کے دشمنوں کے بیان کردہ اوصاف کو ترازو میں رکھتے ہیں تو ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان میں یہ صفات موجود ہی
نہیں تو کم از کم ان صفات کا کوئی دعویٰ نہیں رکھتے اس سے آپ اپنے ذہن میں ان صفات کو ثابت کرنے کے
لئے دلیل کی کوئی ایسی بنیاد نہیں رکھتے جس کی وجہ سے آپ کسی انسان کو ان صفات کا مالک سمجھ سکیں۔ اب غور کیجئے
کہ مستقل مصلح دنیا کی ہماری عالم میں کمی محسوس ہوتی ہے اس لئے آپ اس کو صرف ایک حیثیت سے دیکھتے ہیں
کہ وہ ایک مصلح ہے تو اس حیثیت کا لحاظ کر کے ہم دیکھتے ہیں۔ مثلاً کہ اگر آپ غور کریں گے تو آپ کو ثابت ہو جائے گا کہ ہر اچھے
سے اچھے مصلح میں بہت سے اخلاق کا ہونا ضروری ہے۔ مثلاً وہ ہمیشہ مخاطبین کے متعلق ان کے اخلاق، ان کی
عادات، ان کی خصوصیات اور ان کی طبیعت کی تشخیص کرتا ہے۔ پھر اس کے بعد وہ اپنی تعلیم کی بنیاد رکھتا ہے۔ اس کے
بعد اس کو ثابت ہوتا ہے کہ ان صفات کے ساتھ ساتھ اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنی تعلیم کے متعلق
اپنے مخاطبین سے کوئی اجر نہ مانگے۔ اس لئے کہ اجر مانگنا ایک ایسی چیز ہے جس کے سبب اس کی تعلیم کی اہمیت کم ہو جاتی ہے۔ اس کے
علاوہ اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنی تعلیم کے متعلق کوئی ایسا دعویٰ نہ کرے جس کے لئے اس کے پاس کوئی دلیل نہ ہو۔
اس کے علاوہ اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنی تعلیم کے متعلق کوئی ایسا دعویٰ نہ کرے جس کے لئے اس کے پاس کوئی دلیل نہ ہو۔

اس کے علاوہ اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنی تعلیم کے متعلق کوئی ایسا دعویٰ نہ کرے جس کے لئے اس کے پاس کوئی دلیل نہ ہو۔
اس کے علاوہ اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنی تعلیم کے متعلق کوئی ایسا دعویٰ نہ کرے جس کے لئے اس کے پاس کوئی دلیل نہ ہو۔

[illegible] کے ذریعہ ایک بات یہ بھی ہے کہ [illegible] داخل ہونے کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کے سامنے کبھی [illegible] نہیں رہتا۔ عیب عام ہے کے لیے ان معمول اور عادت ہی [illegible] کا سید یہ ہے ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں اس کی نوبت کیا ہوگی اس کا اندازہ آپ خود فرمائیں یہی وجہ ہے کہ صدق و امانت کی صفت آپ سے کے زمانہ میں اس بہت سے شخص میں موجود تھی اور وہ سب یہاں کہتے ہیں کہ اگر مجھے یہ اندیشہ ہوتا کہ آئندہ طرح کی نسبت دروغ گوئی کا عیب قائم کرنے پہنچے تو ہرگز کے ساتھ اس کے منصف ضرور کوئی [illegible] کا کر رہتا اس سے معلوم ہوا کہ اس زمانہ میں بھی کذب کی مذمت ناقابل برداشت عیب سمجھا جاتا تھا۔ سو جیسے کہ یہ احوال ان پڑھ دیہات کے تھے شہر کے [illegible] لوگوں نے صدق و امین کا لقب صرف آپ ہی کی ذات گرامی کے لیے مخصوص کر دیا تھا اسی طرح تاریخ میں ایک علیہ عنہ بن سلام کی نسبت بہت سی شہادتیں موجود ہیں کہ جو کہ آپ کی صفات کاملہ میں کوئی فیصلہ نہیں کرتے گو عیب اور نے کچھ دن کافر رہ کر ایمان کا مرتبہ بھی ایک بصیرت تھا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ بات یہی تھی کہ شیعہ کے بہت سے آپ کی صفات کے صرف سننے اور پڑھنے والے ان کا کچھ [illegible] سمجھ لگا سکتے تھے اور شاید کہ [illegible] والے یا اندازہ لگا لیتے تھے کہ یہ صفات گو تمام انسانوں ہی کی ہیں مگر یہاں ان کی نوبت کچھ اور نظر آتی ہے۔

سامعین! ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا ذکر کیا جب تک کہ [illegible] اس وقت تک وہ معجزے تھے بلکہ وہ ہی ریسمان سے کرنے کے مقابلہ کرنے کے لیے آئے تھے مگر جب کہ [illegible] اس کا شہرہ کر دیا تو اپنے سے بل جا پڑے اور حق کی اس ظاہر و باطنت کو دیکھ کر جیسا خدا ایمان لے آئے۔ پس نبی کریم علیہ السلام کی ظاہری صفات ہوئی تو نبی علیہ السلام نے ہزاروں ہی ہمارے لیے [illegible] کی حیثیت اور ان کے مرتبہ کا اندازہ کوئی نہیں لگا سکتا نہ الفاظ میں وہ ادا کی جا سکتی ہے۔

گر حضرت حسنے تمام بندہ بگشید ۔۔۔ لیکن حق ما کما شاید و باید نہ کشد

اسی لیے جب ایک بار حضرت عائشہؓ سے آپ کے اخلاق کے متعلق سوال کیا گیا، وہ کہنے لگیں کہ کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا؟ اس کے جواب میں وہ صرف ایک یہ جملہ کہہ کر خاموش ہو گئیں کان خلقہ القرآن۔ آپ کے اخلاق، یعنی جو کچھ قرآن میں ہے وہ سب آپ کے اخلاق تھے۔ اگر چاہتے ہیں تو یہاں آپ کے اخلاق حسنہ کا ایک دفتر کھولیں، لیکن اگر ان کی تفصیل کرنا چاہیں تو بہت سے [illegible] ہوں گے اور اس کے لیے الفاظ کافی نہ ہوں۔ اور اگر ہم کریں بھی تو سب کی نہیں۔ سبحان اللہ آپ کی اس ترسا محبت یافتہ زوجہ مطہرہ نے کیا صداقت، ریاضت سے لبریز جواب دیا جس کو سن کر ایک عام انسان کے سامنے آپ کے تمام اخلاق حسنہ کی تفصیل کے لیے ایک دفتر کا دفتر کھل جاتا ہے۔ فرمائیں کیا کان خلقہ القرآن

[illegible] اسی طرح آپ کی تعریف کرنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ [illegible] کیسے کس کیفیت اور کس انداز کی ہو اگر آپ نے بھی ان کی طرح انداز کیسے [illegible] کے [illegible] کے ساتھ [illegible] کرنے کا [illegible] جیسا کہ [illegible] اور [illegible] آپ کی [illegible] پڑھتے تھے کہ کسی کی ایسی [illegible] ہوا کہ انھیں [illegible] کی [illegible] ان کا قول۔ پڑھا جس [illegible] پڑھتے [illegible] ان کا [illegible] کہ [illegible] ان کا [illegible] کر سکوں۔

جس طرح حد سے بڑھی آکس پاپاں　　پہنچ شہ مستغنی و بے پرواں

بادہ گرنگ کی مستی ترا سہا　　کھیں ہوا فرد دوں گلہ

حقیقت یہ ہے کہ [illegible] سلام کی [illegible] ان کی [illegible] کی [illegible] کی [illegible] آپ [illegible] کہ یہاں [illegible] صرف [illegible] کے [illegible] پر [illegible] کرنا [illegible] کہ [illegible] کی [illegible] کرنے کی [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کرنے کے [illegible] آپ کا [illegible] کہ [illegible] کی [illegible] کے [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی

انبیاء علیہم السلام جب کبھی دنیا میں تشریف لائے ہیں تو اپنے کامل تعارف کے ساتھ آئے ہیں

یہ ہے وہ جو ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی تعلیمیں جب کبھی دنیا میں ظاہر ہوئی ہیں تو اپنے ساتھ ہی اپنے مخاطبوں کے سامنے اپنی صداقت کے تمام دلائل اور اپنی نبوت کے تمام ثبوت بھی لے کر آئی ہیں۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ ایک شخص نبوت کا دعویٰ کرے اور اس کے ساتھ اس کی صداقت کا ثبوت بھی نہ ہو

[illegible] کو بھی [illegible] ہو سکتا آپ کی [illegible] میں [illegible] کو ایک [illegible] کو [illegible] [illegible] [illegible]

کی جو رمضان میں پابند رہتیں کرتا۔ اس لیے کہ ہم جماعت اپنے ہم بالغ ہیں ہر عکس رسولوں ہی کو دیر تقرا
دی گئی پھر جب کبھی قرآن کریم پر نظر کرتے تو اس کو علم و شعور کے دریا میں ایک تیرتی ہوئی کشتی سے
تشبیہ دیتے اور تک آشنا تھے۔ جس پر کبھی تو حیرت ہوتی اس کو شعر قرار دیتے اور کبھی کاہنوں کے کلام سے تشبیہ
دیتے تھے۔ قرآن کریم نے ان تمام خیالات کو ہمیشہ کی دعوت دی ہے کہ وہ ان طبقات کی جیسی خصوصیات
سے آپ کو جانچ لیں۔

سب سے پہلے ولید کی ذات پر نظر ڈالیں وہ سب میں بہتر گھرانے سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کے اخلاق،
اس کی سلامت عقل، حواس کی وہ اعلیٰ درجہ کی عربیت اصل ہوتی ہے۔ اس کی معرفت، اس کی ریاست، حکومت
اور اس کی مظاہر سے کسی کو جانچ رکھنے کی گنجائش نہیں ہوتی۔ وہ عدل و انصاف اور عقلمندی و بہبودی میں
اعلیٰ مقام پر فائز تھا۔ کسی مقرر میں یہ کمال نہیں ہوتا کہ کسی امر کو اس طرح بیان کرے جس طرح ولید نے
کیا اور اس قسم کے جملوں سے اس کی حیثیت کو پہنچانا ہے جملے ہیں کہ وہ ہے وہ خوبیوں ہی سے ہیں ہیں گر ایک چیز
ہمارا دل نظر کھٹکتی ہے۔ اس کی بدگمانی سب سے نمایاں محسوس کی استعماری حیثیت ہوتی ہے۔ وہ بہت ہی
عمدہ ریاست میں کامیاب بھی اعتراف رکھتے ہیں اور ہیں عداوت کی حالت میں ایسی ہی اس میں بہت کشادگی کی جگہ
نہیں رکھتے۔ ان کے دل میں بدبات نہیں ہوتی کہ کسی عیب سے آگاہ، اس پر ثبوت لا سکتے ہیں تو لائیں۔
مگر پھر اس کی جرأت اس لیے نہیں کر سکتے کہ اس کی دیانت و امانت کو ایک بڑی حیثیت دیکھتے ہیں۔ اس لیے ایک
بڑی بھاری ذمہ داری ہے جو اس کا بوجھ اٹھاتا ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی بلند و برتر شان کی
شان بنایا ہے۔ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا۔

اس لیے جس نبی کو دعویٰ ہو کہ اس کو اللہ تعالیٰ غیب کی خبریں دیتا ہے اس میں ہی صدق و صداقت ظاہر ہوتی
ہے کہ اس صفت میں ہی تمام کامل ہوں۔ اس لیے ان اعتراضات میں اس کی کوئی تعریف نہیں
ہوتی کہ وہ خبریں کس نوعیت کی ہیں معمولی معاملات کے متعلق ہیں یا خبر ہیں قرآن کے
متعلق ہیں یا بعید ہیں یا ہیں، دشمنوں کے متعلق ہیں یا دشمن کے وہ اس عالم کے حوادث سے متعلق ہیں یا
عالم غیب کے کائنات سے بیان یا تعریف ہیں آتیں ان سب میں کیساں طور پر اعتراض ہیں ایک، تو صدق دعوا
و عدم جزم و یقین و ثقات اور اس سلسلہ کا کوئی جواب کیوں نظر انداز کر گئے تو ان غیب میں اس کو اولی
سے کذب کا احتمال ہوتا ہے اور اس کے جزم و یقین میں خود سازی و غیب پیدا ہوتا ہے۔ ایک بڑا کامیاب ہے
آپ کا ایک جانباز صحابی اس بہادری سے جنگ کرتا نظر آتا ہے کہ دشمن کہتا ہے کہ میں اس پر قابو پا لوں گا مگر جب
آپ کے سامنے اس کا تذکرہ آتا ہے تو آپ نے فرمایا "وہ تو دوزخی ہے" دیکھئے واقعات کیا ہیں اور رسول اعظم کی اطلاع

کامل رسالت

[illegible] کہ ایک شخص کو [illegible] کہ ایک شخص کو [illegible] کہ ایک شخص کو [

ایک حدیث اس کے خلاف ہونے پر دلالت نہیں ہے

[illegible] اس مقدس جماعت کا بندہ یا شاگرد ہے کہ جو [illegible] ہو کہ [illegible] ہو [illegible] اس حضرت [illegible] کی کثرت سے [illegible] جو [illegible] کی [illegible] ہوں [illegible]

اس پہلے [illegible] کے [illegible] قول کیا ہوگا آپ بھی ان ہی کی طرح ایک [illegible] ہیں [illegible] ہو کر تم کہتے ہو تب [illegible] ہیں [illegible] کے [illegible] ساتھ [illegible] ہیں [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] ہو کہ [illegible] ہے [illegible] ہیں [illegible] ہے [illegible] ہیں [illegible] ہے [illegible] ہیں

ولا اکل، ولا الحق ولا استکبر، فمن ذلک یعنی بعد ہے عمل بدعت کرنے کی دیت بھی کیسے لازم ہوا کرتی ہے اس سے اب تجھ کو کیا ہو سو پیارے تو رنج کیوں کرتا ہے شاعر ہو تو قابل سزا ہو اچھا ہے بس تو آپ سے غرض ہے عالم ہو کر اس میں الجھنا کیا ہے تو کام کا ہو کر کیوں بیکار ہوتا ہے اس سچ کہنے کی سزا سب ہی سے تو آن کر ملنے کا ہیں ور شاعر کو کہ۔ صاف اس جیسے سزا دیا ہے

اَلشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ (الشعراء)	شاعروں کی بات کو بہکے ہوئے لوگ ہی پیچھے لگتے ہیں۔
اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِیْ كُلِّ وَادٍ یَّهِیْمُوْنَ وَ	کیا تجھ کو نہیں دکھائی دیتا کہ وہ ہر میدان میں سرا سیمہ پھرتے ہیں،
اَنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ (الشعراء)	اور کہتے ہیں باتیں جو کرتے نہیں۔

اس کا سوال اگر کچھ کہا یا ہو۔ ہے کہ ہی نے سمجھا۔ پھر وہ ہے ہمارا بھی بات ہے کہ اس کا حاصل ہے ہی تو اس کا اعلان کر دیا ہے کہ ہمارے شعر گوئی کی اس کو تعلیم نہیں دی تو پھر یہ شاعر ہو سکتے ہیں وہ بات زبان کو سکھائی نہیں جاتی اگر وہ اس کو نہیں دی تو یہ اس کا کوئی عیب نہیں اور یہاں تو شعر کس اس قسم کی چیز ہے جس میں عیب ہے بلکہ مصنف بہت شاعری سے کہیں بلند تر ہے۔ جو لوگ کو دیکھو تو ان کے پیچھے لگے رہے وہ لوگ ہوتے ہیں جو کچھ اور نہ ہو صحیح اور نہ ہو حقیقت باتوں سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ مگر افسوس ہے اس بیری، جہاں ہے ہی ہوئے حقیقت تو ان کو حقائق کے رنگ میں دیکھنے کے دعوے ہوتے ہیں ان کے مسلمہ تھیر تو سوچ سے قریب، خیال کا بالکل، وہ ان کے سر جو ہمیشہ مسلمہ کو بھی روں کے دوائی خیال میں سرور کو ہمت نہیں ہوتی۔ وہ ہر بات زبان سے نکالتے ہیں جیسے اس پر دلیل کرتے ہیں ان کے کلام کو دیکھو تو سی کر سب ہے۔ خیال بہت سے دور کا سطحی ہے۔ اگر کسی معاملہ میں بالغ نظری کا دعوی رکھتے ہو

[illegible] ہوتا ہے۔ لیکن جناب موسیٰ کی زبان سے جو کلمات و صفات کا ذکر ہوا وہ تو حقیقت کا ترجمہ سب دیکھ رہے ہیں کہ جو کچھ وہ بیان کر رہا ہے ان کی زبان سے جو نکلتا ہے وہ حقیقت کے کانٹے پر تُل کر نکلتا ہے یہاں وہ مفہوم جو عقلی طور پر ہے اس کی کوئی حد نہیں پڑتا یعنی کہ ان کے کلام میں تشبیہات کا باب بھی اس حد سے نہیں گزرتا۔ اُن کی تشبیہات جس میں بھی ایک حقیقت اور اُس حقیقت میں صداقت ہوتی ہے وہ یہ کہ ان کے کلام میں تشبیہ و استعارات عام اصطلاحات کے مطابق کثرت سے نہیں ملتے۔ اس کی وجہ جب اس کو حضرت کے سیاق پر رکھا جاتا ہے تو وہ ایمانی حرارت سے ظہور تعلق ہے جو تاثیر اور سوز کلام میں موجود ہوتی ہے اس کی بنا تو اثیر حرارت سے جذبہ پیدا ہوتی ہے وہ ان کے وجود سے کل ہی میں ملتے ہوتا ہے۔ جس کی تاثیر کو دیکھ کر کلام کی تاثیر ہو جاتے تھے کہ اس کو حرکت دیں یا شاعر قرار دیں۔ گذشتہ کر چکا مستوفی فصل بیان کی ہے اگر آپ کی صداقت کو دیکھ کر اس میں شاعروں کی ایک صفت کہی ہے۔ پھر آپ کے کلام پر بھی عرب کی اس میں عرب، وہ خاتم علیہ السلام کے منہ سے اگر وہ اور ان کے وہ صفحوں اور قصوں کے حق غلب کے سوا کسی شاعر کے مداحین کا نکتہ ہے! اگر ان کی واعظ قاعدوں کی صفات سے خلو و صدور ہے اور اسی طرح اُن کا کلام بھی قسم قسم کی بلاغت صیاغت سے بالکل استثنا ہے تو پھر اُن کو شاعر کہنا کتنا مستقول ہے۔

حقیقت کلام اور اس کی کامیابی کا راز | اچھا جبکہ یہ ہے کہ آپ ساحر نہیں ہیں تو اس ساحت کی خصوصیات پر بھی آپ کو ہونا چاہیے۔ ساحر جو عمل ضرور انسانوں میں کچھ تصرف کرنے کی شش رکھتا ہے وہ نظر بندی کی وجہ سے ہوا اس سے زیادہ، وہ اس پاک کرنے کی ہمت کہاں ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں جو ساحر طبقہ کے بڑے تھے ان کے قصہ سے ظاہر ہے کہ زیادہ سے زیادہ کچھ اس انسانی پر تصرف پڑتا ہے۔ ارشاد ہے۔

سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ ۔ جادو سے لوگوں کی آنکھیں اور

وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ۔ ان کو ڈرا دیا اور بڑا جادو کیا

پھر یہ ساحر کی روداد دیکھو تو جیسا ایک بات منتقل ہوتی ہے اُس کا مسند الیہ حضرت جو مدعا ہوتے ہیں حضرت کی لاہ زوال حیات ان کے دائرہ فکر میں کبھی نہیں آتی۔ ان کے علیحدہ کر دیکھو تو ہر کلام میں یہ ہمیشہ دو اصل مطلوب اور مقابلین سے مسلمات طلب کرتے ہیں اور جو امر ان کے مدعا کے بھی ہیں وہ اُس مطلوب کے مطابق ہی ہوتا ہے جنانچہ شاہد اس کا مقدر ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ ساحروں کے مقابلہ آخرت کا کوئی پروگرام نہیں ہوتا۔

وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى ۔ اور جادوگر جہاں کہیں سے آئے وہ اپنا مقصد حاصل نہیں کرتا

الآخرة من خلاق ۔ آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔

اب اس مکالمہ کا نتیجہ سنیئے جو اسلام کی صداقت کو دیکھ کر ان کی تمام رسمی مذہبی روایات ختم ہو گئیں اور انکے اخلاق و عادات کا مرقع بدل گیا ہے اس کا بڑا سبب انکے اندر آخرت کے تصور کا پیدا ہو جانا ہے جو ہر انسان کے دل کی طلب و جستجو ہوتی ہے ذلیل مشرکانہ کاموں کے دلدادوں میں کہیں گم ہو کر رہ گئی تھی اسلام نے اس کو ہوا دی اور شرک و کفر کی ظلمتوں کے درمیان ایک روشن چراغ بن کر ان کے سامنے آگیا۔

موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ بھی قرآن کریم میں مذکور ہے مگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں قرآن کریم کے بالمقابل جو کلام انجیل کے نام سے ہیں وہ ان لوگوں کے لیے صفحات تاریخ پر ذلیل مضحکہ بنے ہوئے ہیں پھر اس کو تو حواس کو مختل اور ماؤف کرتا ہے مگر یہ جاحت مختل شدہ حواس کو اور بیکار کرتی ہے یہ پادری صاحب اس بیمار دماغ جماعت کی ضرورت کے لئے اس کتاب کے متعلق پوچھ رہے تھے جو قدرت میں مذکور تھے آخر میں ان سے متعلق دیگر صفات کے یہ بھی بیان کیا تھا وَلَمَّا فَصَلَ مُوسَى الْغَضَبُ أَخَذَ الْأَلْوَاحَ وَفِي نُسْخَتِهَا هُدًى وَرَحْمَةٌ لِلَّذِينَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُونَ یعنی وہ جب موسیٰ پر غصہ ہوا تو تختیاں لے لیں جن کے نسخہ میں ہدایت اور رحمت تھی ان لوگوں کے لئے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔

اس کے بعد ان کے بیٹے نے کہا کہ میں آنکھوں کو پھوڑ دوں گا اور میرے ہاتھوں کو پھر شفا اور فاتح دنوں کو پھر سر نو کھول دوں۔

ساتھ ہی بیٹے کی نسبت یہ | وہ ان تینوں شخصوں کو نہیں کہتی اور ساتھ ہی ان زمین و آسمان کا خالق ہے جس کا کوئی
کہنا کہ وہ خدا کا بیٹا ہے | اور شریک نہیں۔ اس دو فقرہ میں ہر محقق و بصیرت پر ہر الہامات فوق ہے۔ نبی کریم علیہ
السلام کی ذات پاک ہر قسم کی شیطانی رسائی سے محفوظ ہے اور ساتھ ہی شیطان نبی کی وحی اور الہام پر ہدایت ہی ہدایت ہوتی ہے اور شیطان کی ملاقات ہی ضلالت و گمراہی کا موجب ہوتی ہے اور یہ صداقت ہی حقیقت ہے اور یہ حقیقت ہی ہر ایک انسان کا مطمح نظر ہونا چاہیئے اور جو اس کے خلاف ہو وہ بے معنی باتوں سے بڑھ کر صرف خیال ہی خیال ہوتا ہے۔ اسی لیے ارشاد ہوتا ہے۔

إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ذِي قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ مُطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُونٍ وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطَانٍ رَجِيمٍ فَأَيْنَ تَذْهَبُونَ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ	بلاشبہ یہ (قرآن) ضرور ایک معزز فرشتہ کا (پہنچایا ہوا) کلام ہے جو بڑی قوت والا ہے عرش والے کے ہاں بڑا رتبہ رکھتا ہے وہاں (آسمان میں) اس کا حکم مانا جاتا ہے (اور) امانتدار ہے اور (اے اہل مکہ) تمہارے رفیق (محمد ﷺ) کو جنون نہیں اور انہوں نے اس فرشتہ کو (آسمان کے) روشن کنارے پر دیکھا ہے اور وہ غیب کی باتوں کے بتانے میں بخیل نہیں اور یہ کسی شیطان مردود کا قول نہیں (پھر) تم کدھر جا رہے ہو یہ تو سارے جہان کے لوگوں کے لئے نصیحت ہے

مسلم ہی کسی دوسرے مذہب کے پیرو پر حملہ کرنے کا سوچ سکتا۔ آپ نے دیکھا کہ یہاں بھی فاضل نے کس سوچ کے تحت کے ساتھ لکھا لیکن جب جواب میں کرزن نے دیا وہ اس کی شان کے شایان نہ تھا۔ اس لیے ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ مذکورہ بالا اعتراضات کی حیثیت کتنی ہے کیا یہ ممکن ہے کہ جواب کی بجائے ہم بھی کرزن نے اسی طرح کی لغو باتیں کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب دے جاتا کہ ہمارے لیے تو ایک ایک لفظ کے لیے ایک سے بڑھ کر ایک مستند اور مدلل جواب موجود ہے لیکن ہم ایسا نہیں کرتے بلکہ ہم ان کے ایک ایک اعتراض کو لے کر اس کا تجزیہ کرتے ہیں اور اس کی حقیقت کو واضح کرتے ہیں۔ ہم یہ بھی ذکر کر چکے ہیں کہ اسلام کی مخالفت کے دوسرے بھی بہت سے اسباب ہیں۔ کبھی کبھی تاریخ نے ان کی حقیقت کو ان کے مجسمین کی حیثیت سے واضح کیا ہے۔ ان کی مخالفت اور مخاصمت کے نتائج اسی طرح ظاہر ہوئے ہیں کہ جس طرح کہ علمائے اسلام کے۔ کیا مستشرقین مرعوبیت سے اپنی قسمت کے ساتھ ایسے ہی آنسو بہائیں گے جس طرح کہ ان کے ہم مسلک ہم مشرب جاہل مسلمان کرتے ہیں۔ کیا وہ اس کے مرتکب ہوں گے جس طرح کہ ان کے ہم مسلک ہم مشرب جاہل مسلمان کرتے ہیں۔ کیا وہ اس کے مرتکب ہوں گے جس طرح کہ ان کے ہم مسلک ہم مشرب جاہل مسلمان کرتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ ہم ان کے ایک ایک اعتراض کو لے کر اس کا تجزیہ کرتے ہیں اور اس کی حقیقت کو واضح کرتے ہیں۔ ہم یہ بھی ذکر کر چکے ہیں کہ اسلام کی مخالفت کے دوسرے بھی بہت سے اسباب ہیں۔ کبھی کبھی تاریخ نے ان کی حقیقت کو ان کے مجسمین کی حیثیت سے واضح کیا ہے۔ ان کی مخالفت اور مخاصمت کے نتائج اسی طرح ظاہر ہوئے ہیں کہ جس طرح کہ علمائے اسلام کے۔ کیا مستشرقین مرعوبیت سے اپنی قسمت کے ساتھ ایسے ہی آنسو بہائی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عدل و انصاف اور اس کے اخلاق و شمائل سب تاریخ میں موجود ہیں، ہر بہت آسانی کے ساتھ معلوم کر سکتا ہے کہ یہ اُمت ان اوصاف اور برکات میں اگلی اُمتوں سے بڑھ کر ہے یا نہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ گزشتہ اُمتوں کے رسول صلے کے لیے دعوی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صداقت کی سچے رسول ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، ارشاد ہوتا ہے

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۔ الفتح

محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت ہیں آپس میں رحم دل ہیں تم ان کو دیکھو گے کہ کبھی رکوع میں ہیں کبھی سجدہ میں اللہ کے فضل اور اس کی خوشی کی تلاش میں ہیں

یہ آیت بتلا رہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت پر غور کرنے کے لیے آپ کے اُن اخلاق و کمالات کو خاص طور پر بیان اعتقادی دلالت کا ذکر کیا گیا ہے جو عرب کی نظر میں بھی کمال سمجھے جاتے تھے، یعنی آپ نے قبل کس طرح باہم دشمن تھے اور آپ کے بعد کیسے جانثار دوست بن گئے تھے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کا معاملہ عبودیت کس درجہ کا تھا اور آپ کے بعد آپ کا مسلم پر تعلق کیا تھا، کفار کے ساتھ ایک دوسرے کی حمایت کس درجہ کی تھی، یہ وہ مقصد ہے جو اس آیت میں بیان کیا گیا ہے۔ ان کے بالمقابل دوسرے مذاہب کی کتابیں اور ان کے پیرو اس قسم کے ایک ایک رکن سے کس طرح تہی دامن ہیں، یہ ہم نے ایک ایک اُمت کی دنیا میں بھیجے جانے والے ہر نبی کے کارنامے کا پڑھ کر بتلا دیا ہے۔ اب ہر شخص خود ہی یہاں دونوں کی جانچ کا فیصلہ کر سکتا ہے، اس کو آپ کی رسالت پر یقین کرنا ہی پڑے گا۔

رسالت گزشتہ اقوام کے حالات کی تکرار میں بڑی وجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کا اثبات ہے، ارشاد ہے

كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ لَا تَاْتِيْهِمْ ۚ كَذٰلِكَ ۚ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۔ الاعراف

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ان سے دریا کے کنارے کی بستی کا حال پوچھو جب کہ وہ ہفتہ کے دن میں حد سے تجاوز کرتے تھے جب کہ مچھلیاں ہفتہ کے دن پانی پر ان کے سامنے آتی تھیں اور جس دن ہفتہ کا دن نہ ہوتا تھا نہ آتی تھیں، اس طرح ہم ان کو آزماتے تھے اس سبب سے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے

اور فرمایا

وَاسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ ۘ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ لَا تَاْتِيْهِمْ ۚ كَذٰلِكَ ۚ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۔ الاعراف

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ان سے دریا کے کنارے کی بستی کا حال پوچھو جب کہ وہ ہفتہ کے دن میں حد سے تجاوز کرتے تھے جب کہ مچھلیاں ہفتہ کے دن پانی پر ان کے سامنے آتی تھیں اور جس دن ہفتہ کا دن نہ ہوتا تھا نہ آتی تھیں، اس طرح ہم ان کو آزماتے تھے اس سبب سے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے

اور فرمایا

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ۔ القصص

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تم مغربی جانب میں نہ تھے جب کہ ہم نے موسیٰ کو حکم بھیجا اور نہ تم حاضر تھے

اور فرمایا

وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْۤ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ۔ القصص

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تم مدین والوں میں نہ تھے کہ ان کو ہماری آیتیں پڑھ کر سناتے لیکن ہم ہی رسول بھیجنے والے تھے

اور فرمایا

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۔ القصص

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تم طور کے کنارے نہ تھے جب کہ ہم نے آواز دی لیکن یہ تمہارے رب کی رحمت ہے کہ تم ایسی قوم کو ڈر سناؤ جس کے پاس تم سے پہلے کوئی ڈر سنانے والا نہیں آیا تاکہ وہ نصیحت پکڑیں

اور فرمایا

وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰۤى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ ۔ القصص

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تم کو یہ امید نہ تھی کہ تم پر کتاب نازل کی جائے گی لیکن یہ تمہارے رب کی رحمت ہے پس تم کافروں کی مدد نہ کرو

اور فرمایا

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۔ القصص

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تم طور کے کنارے نہ تھے جب کہ ہم نے آواز دی لیکن یہ تمہارے رب کی رحمت ہے کہ تم ایسی قوم کو ڈر سناؤ جس کے پاس تم سے پہلے کوئی ڈر سنانے والا نہیں آیا تاکہ وہ نصیحت پکڑیں

اور فرمایا

وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰۤى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ ۔ القصص

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تم کو یہ امید نہ تھی کہ تم پر کتاب نازل کی جائے گی لیکن یہ تمہارے رب کی رحمت ہے پس تم کافروں کی مدد نہ کرو

اور فرمایا

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۔ القصص

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تم طور کے کنارے نہ تھے جب کہ ہم نے آواز دی لیکن یہ تمہارے رب کی رحمت ہے کہ تم ایسی قوم کو ڈر سناؤ جس کے پاس تم سے پہلے کوئی ڈر سنانے والا نہیں آیا تاکہ وہ نصیحت پکڑیں

اور فرمایا

وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰۤى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ ۔ القصص

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تم کو یہ امید نہ تھی کہ تم پر کتاب نازل کی جائے گی لیکن یہ تمہارے رب کی رحمت ہے پس تم کافروں کی مدد نہ کرو

اور ان کا ذکر سورۃ مریم میں ہے۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰٓى اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا	اور ذکر کر تو کتاب میں موسیٰ کا بیشک وہ تھا چنا ہوا
وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝ وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ	اور تھا رسول نبی اور ہم نے پکارا اس کو طور کی داہنی طرف سے
وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا ۝	اور نزدیک بلایا اس کو رازدار ہونے کو اور بخشا ہم نے اس کو اپنی مہربانی سے اس کا بھائی ہارون نبی

مذکورہ بالا حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کے سچے رسول تھے انہیں اس کے بعد یہ بھی کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کی صف میں شامل ہو کر جو ہمیں معروف کتابیں ہیں ان میں یہ ذکر کرنے پر اس کے دوست اور خدا تعالیٰ کے ملک کے مالک ہیں کہ ہی نہیں بلکہ تمام دنیا کی ملک کی تاریخ سے واقف بھی ان کے ساتھ علامات جہت اور سابق بتادات بیان کر چکا ہے اب آپ سمجھ گئے ہونگے کہ وہ کیسے رب کی جہت کی طرف تھیں آنا خدا اور تمہیں ساتھ رہنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمان کیا تھا۔

ضرورت نبوت و رسالت

مذکورہ بالا حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی صفت حاکمیت اور ملوکیت کا یہ تقاضا ہے کہ جس طرح ملک میں دنیا اپنی رعایا کے لیے اپنے ملک کا قانون بھیجتے ہیں (اگرچہ بلکہ اس کے لیے اپنے سفیر اور رسول مقرر کیا کرتے ہیں اور ان کے واسطے سے اپنا ملکی قانون بھیجا کرتے ہیں۔ اسی طرح ہر ملک اپنی مخلوق کے پاس اپنے رسول بھیجتے اور ان کی معرفت اپنا قانون ان کو بتاتے پھر اس کی صفت حکمت یہ تقاضا

ہوکر اس پر عمل کرنے والوں کو انعام اور اس کی مخالفت اور نافرمانی کرنے والوں کو سزا کا مستحق ہونا گو اس کے فعل اور خالق اور حاکم ہونے کی وجہ سے ہے۔ اس کے جبر بھی جزا اور سزا دینے کا اس کو حق حاصل تھا لیکن اس کی حکمت نے یہ تقاضا کیا کہ جن کو سزا دے اور ہمیشہ کے لئے عالم عذاب کے دردناک گڑھے میں گرا دے پہلے پوری تفہیم کے بعد دے۔ عالم عذاب کے دردناک گڑھے میں گرا دینے کا مستحق ہونے کی وجہ سے ارشاد ہے

یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا	اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارے رسول آ چکے ہیں
يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ	جو رسولوں کے وقفہ کے بعد تمہارے پاس آئے ہیں جو حالات صاف صاف احکام الٰہی بیان
اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا	کرتے ہیں (یہ رسول ان کو ہم نے اس لئے بھیجا ہے) کہ تم کہیں کہ ہمارے پاس تو کوئی
نَذِيْرٍ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ	خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا نہیں آیا (تو اب تمہارے پاس خوشخبری دینے والا اور ڈرانے
(المائدہ رکوع ۷)	والا آ گیا ہے)

دوسری جگہ ارشاد ہے:۔

وَلَوْ اَنَّاۤ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ	اگر ہم ان کو اس رسول کے آنے سے پہلے ہی کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے
لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَاۤ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا	تو (قیامت کے دن) کہتے کہ اے ہمارے پروردگار تو نے ہمارے پاس
فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى	کوئی رسول کیوں نہیں بھیجا کہ ہم ذلیل اور رسوا ہونے سے پہلے تیرے احکام پر چلتے
وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا	ہم عذاب نہیں دیئے جاتے جب تک کہ پیغمبر (کوئی) بھیج نہ دیں۔
(طٰہٰ رکوع ۸)	

امام موصوف لکھتے ہیں کہ حق تعالیٰ کی معرفت جملہ تمام عقلوں پر واجب ہے اور انبیاء علیہم السلام کے ارسال کی ضرورت اس لئے ہے کہ عقل سے یہ چیزیں حاصل نہیں ہو سکتیں۔ اس لئے ہر عقلمند پر واجب ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے ارسال کی ضرورت کا اقرار کرے۔ حضرت حق تعالیٰ کی ذات کا انکار کفر ہے اور ارشاد ہے:۔

اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ	کیا انہوں نے اللہ تعالیٰ کے رسول کو پہچانا نہیں تو اسی لئے اس کے منکر ہو رہے ہیں
اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ	کیا (یہ وجہ ہے) کہ وہ کہتے ہیں کہ اس نے کسی جن سے کوئی کتاب پائی ہے
(المؤمنون رکوع ۴)	(ہرگز نہیں)

ایسی جگہ یہ لوگ رسولوں پر شریعت کے متعلق انکار کرتے ہیں تو گویا خدا تعالیٰ کی جانب سے رسالت پر انکار کرتے ہیں اور رسالت کا انکار اس بات کی دلیل ہے کہ ان کو خدائی صفات اور اس کے کمال قدرت کی پوری معرفت حاصل نہیں ہو سکی۔ اب دنیا کی اقوام پر نظر ڈالیں تو آپ کو ثابت ہو جائیگا کہ ہر قوم نبوت و رسالت کی منکر ہوئی ہے اس کو پھر خدائی صفات میں بھی کوئی حصہ نصیب نہیں ہوا بلکہ جو رسولوں کی معرفت میں بھی پیچھے رہ گئی

ہے وہ اسی ہی اللہ تعالیٰ کی معرفت پر مبنی ہے۔ آج تمام دنیا میں جو افتراق و انتشار نظر آتا ہے اس کا سبب اسوۂ حسنہ رسول کے صحیح مقام کو نہ پہچاننے میں منحصر ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت میں بھی ان کا حصہ کمزور ہے اور اتباع و اطاعت کا جذبہ بھی مسلمانوں میں ان کے ہر ایک فقیر کی طرح سب کا ایک ذاتی کردار ہے۔ اس کے برخلاف اُمت کا پہلا اللہ علیہ وسلم نے کہ سب نے اپنے حسن کا صحیح مقام پہچانا ہے اس لئے ہر گام پر ہی نہ اس کو اپنے رب کی معرفت کا مقام بھی سب سے بھرپور عطا ہوا اسی لئے یہ اُمت تمام اُمتوں پر فوقیت لے گئی ہے

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (آل عمران) تم اُمتوں میں سب سے بہتر اُمت ہو جو لوگوں کی اصلاح کے لئے پیدا کی گئی ہے کیونکہ تم نیکی کا حکم کرتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان رکھتے ہو

تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ (آل عمران)

آیت بالا کی روشنی میں یہ بات بلا تامل کہی جا سکتی ہے کہ جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار تو کرتے ہیں مگر آپ کی اطاعت و اتباع کو ضروری نہیں سمجھتے وہ ایمان کی صحیح حقیقت سے ناواقف ہیں۔ کیونکہ ایمان باللہ صحیح اسی وقت ہو سکتا ہے جب اللہ تعالیٰ کے رسول کی اطاعت کی جائے۔ امام موصوف فرماتے ہیں:

من انكر نفس الرسالة او طريق الحقيقة ... جس نے بعثت اور رسالت کا انکار کیا یا طریقت سے انکار کیا

ما عرف الله حق معرفته ... تو اس نے اللہ کی معرفت ہی حاصل نہیں کی۔

پس رسالت اور اتباع کا ثبوت خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اس میں تغیر کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔ اسی لئے اللہ کریم نے فرمایا ہے:

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا نُؤْمِنُ بِمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا (البقرۃ) ... اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی اتاری ہوئی کتاب پر ایمان لاؤ تو کہتے ہیں کہ ہم تو صرف اس پر ایمان لاتے ہیں جو ہم پر اتارا گیا ہے۔

مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ (النساء) ... جس نے حکم رسول کا اس نے گویا اللہ تعالیٰ کا حکم مانا۔

اب اتباع رسول کریم ﷺ کی حیثیت کو صرف رسم و عادت حق تعالیٰ کی معرفت و عرفان کا معیار اور پیمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دوست، جن کی تعریف خود اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے اور جن کو بشارت کی تعلیم دی گئی ہے، ان کے گویا بنیاد اُخوت کا اتباع ان کے دم کے ساتھ وابستہ ہے۔ کسی بزرگ کی حقیقت قدر و منزلت کی معرفت و رسوخ کا سب سے بڑا معیار یہی ہو سکتا ہے کہ ان کی تعریف اور ان کی محبت کا معیار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق پر کتنی رحمت ہے کہ اس کی ہدایت اور عرفان کی خاطر کتنی کتابیں اور کتنے رسول بھیجے، اس کے دوستوں کی صف سے نکل کر دشمنوں کی صف میں جا کھڑے ہونے والے کی ہدایت کی روشنی بجھ کر گمراہی کی تاریکی اختیار کر لیتی ہے۔ اور اس اُمت سے بڑھ کر کس کی اُمت سے محبت ہو گی کہ اس کی ہدایت کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے باوجود وہ اس کو ہلاکت کے راستے میں چلتا دیکھ کر خاموش نہیں رہ سکتا۔ اگر کوئی بھائی اپنے بھائی کو ہلاکت کے سامان پیدا کرتا ہے تو دشمن کی صف سے نکل کر دشمنوں کی صف میں شامل ہوتا ہے تو اس کی رسوائی اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتی ہے

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ پس اللہ بہتر نگہبان ہے اور وہ سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اہل و عیال کو اللہ کی نگہبانی میں چھوڑا ہے اور اللہ ہی بہتر نگہبان ہے اور وہ سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔ یہ فرمانا ہی کہ اللہ ہی بہتر نگہبان ہے اور وہ سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔ اس بات کی دلیل ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی یہ بات کہ میں اپنے اہل و عیال کو اللہ کی نگہبانی میں چھوڑتا ہوں

[illegible] ۔ اس [illegible] کے [illegible] ۔ [illegible] اس [illegible] کے [illegible] ۔ [illegible] ۔ [illegible] ۔

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کے جذبے کے کرشمے ہیں جو دلائل کی بنیاد پر بھی اس کی کیفیت تو آپ نے جان لی ہے کہ نعت کہنا بظاہر جتنا آسان ہے اتنا سادہ عبادت نہیں تشریف لائے اور کس قبول اور راحت بہت کے ساتھ جان کر دینے والوں میں شمع کی طرح جل رہا ہے اور فقیری کا بن اور رسا بھی ملتے اور کس شناس ملتا ہے پھر جن لوگوں اور بہت دھوں نے آپ کو نہیں مانا ان کو اس انکار کے لیے اُن کو کسی حادثہ میں کتنے علم اور کتنے اور حربہ استعمال کرنے پڑے اور اس پر بھی کوئی جماعت ان کے ساتھ نہ ہو سکی "فکار شقاوت کا داغ ہی ہے پہچان پر انکار کرنے والے کا مقدر بنا ہے گرنے والے کا آئندہ اور ماضی میں اس کا مصرعہ خط آپ کے الفاظ سے کریں گے ان شاء اللہ خالق بشارت ہے وہ یشہد بعضہم وقوعہ ہون۔ (الکلام المسیح ص ۱۲۵)

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات شریف میں محمدہ مکالمات پر نبوت ثابت پر طویل بحث فرمائی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سب کریم کی کل علم بخشنے والوں میں سے جو کسی کو کسی خاص علم اور کسی خاص جماعت کے ساتھ مخصوص نہیں رہی سب سے بڑی بخشش یہ ہے کہ اس نے اپنے اصحاب حواریوں کو دنیا ہمہ کی راہ کھول دی۔

وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر یعنی ہر جماعت میں ایک ایک ڈرانے والا آچکا ہے جس نے آکر ہادی کون و مکان ہیں سے ایک انسان بھی باقی نہیں رہا جس کا نام سب پر واضح نہ کر دیا ہو۔

وجود کی نعمت، ہدایت کی نعمت، شمس و قمر کی نعمت اور ان سب سے بڑھ کر شرف انسانی کی نعمت کون سی ایسی نعمت ہے جو ان عظیم نعمتوں میں داخل نہیں جو دوست و دشمن اور شاہد و گواہ سب ہی میں عام کی گئی ہیں لیکن ان سب میں بھی بڑی نعمت بہت کی نعمت ہے کہ اگر یہ نعمت نہ ہوتی تو مذکورہ تمام نعمتیں ہیچ ہو جاتیں اسی نعمت کے ذریعہ ہی پروردگار عالم نے اپنی ذات و صفات کا عرفان علم بخشا، بشر و البشر بہت ہدایت و اصلاح، انسان کی دائمی و ابدی تعمیر کی طرح ڈالی عالم غیب کے عوض شہادت سے حجاب اٹھائے۔ ان ہی خصوص نعمتوں کے ذریعہ اپنی دو سو صدی کے عہد نامے نازل فرمائے۔ عقل انسانی خواہ کتنی ہی ہو رہی کیوں نہ ہو مگر اس کی حیثیت کیا ہے۔ عالم امکان تک پہنچ کر وہ بھی بے بس و تھک کر رہ جاتی ہے۔ دائرہ محسوسات و مشاہدات میں قصور ہے حق تعالیٰ کی ذات پاک تک تو کر رسائی ہی نہیں ہو سکتی ہے۔ اس کی رسائی ہو بھی تو وہ بہت ناتمام اور ناقص رہتا ہے۔ اگر یہاں دلائل کے لیے ہر چلتے بھی لگے تو فریاد سے فریاد ہی نہیں ہو سکا کہ اس علم کے لیے کوئی ذریعہ ہی نہیں جس کی استدلالی کی شہادت زبان و بیان میں ہو سکیں اس کی توحید اور اس توحید کی نزاکتیں۔ اس کی صفات، ان کی صفات کی باریکیاں، نہ یہاں آزاد عقل پہنچ سکی نہ سمجھ سکی۔ اس وادی میں سب عقلیں ہمیشہ قدم رکھ کر رہ گئیں۔ خالق تک رسائی کی جس نارسائی کی توجیہ یہ تھا کہ عقل قوی کمزور ہے عقل ناقص ہے۔ یعنی بے اختیار ہے اس کی ذات اتنی بس ہے عالم کے وجدان

عقل کا ادراک سب سے نازک ہے یہاں تک کہ بعض اوقات کسی امر کے ادراک سے بھی وہ عاجز ہوتی ہے لیکن اگر فیصلہ صرف کسی ایک ہی جانب کے بارے میں کرنا ہو تو اس کے لئے اس کا ادراک ہی کافی ہے اس کی وسعت اور طاقت رکھتا ہے کہ جب دوسرے جانب کے ادراک کی ضرورت ہو تو اس کی طرف توجہ کی جائے یہ تو بالکل واضح ہے کہ اس کی وسعت اور طاقت اپنے ہی دائرہ احساس میں محدود ہے، اسی طرح عقل کا حال بھی سمجھنا چاہیے۔ عالم غیب جو حواس اور مشاہدہ اور اسی طرح عقل کی دسترس سے باہر ہے اس کے ادراک سے عقل بھی ٹھیک اسی طرح قاصر ہے جیسا کہ حواس اس عقل کے علوم کے ادراک سے۔ لہٰذا جس طرح حواس کا مصداق یہی ہے کہ حواس ہی کا تصور تسلیم کرلیا جائے اور عقل کی معلومات کا انکار کیا جائے۔ اسی طرح یہاں بھی یہی ایک بات درست ہے کہ ادراکات غیب اور وحی کا اعتراف کرلیا جائے اور یہی عقل کو تباہی کی راہ سے روکنے کی واحد صورت ہے۔ اس کا انکار کیا جائے۔ بدون اس کے چارہ نہیں ہے کہ وہاں اس کا ادراک یعنی عقل سب کو ملی ہے اور یہاں وحی و نبوت صرف چند مخصوص افراد کو پھر جس طرح عقلیات میں ہر شخص دوسرے کی عقل پر اعتماد کرتا ہے۔ اسی طرح یہاں بھی انبیاء و مسلمین اسلام کی معقول اور دیگر معتقدات کے بیان کی تصدیق کرنے پر اعتماد کرلینا چاہیے تھا۔ ان کے علوم جیسے کہ یہ چاہتے ہیں تسلیم کرلینا چاہیے تھا مگر یہاں ہوا انسان بھی مطالبہ کرتا ہے کہ جب تک براہ راست وہ خود ان علوم تک نہ پہنچ جائے انبیاء و مسلمین اسلام کے اعتماد پر ان کو تسلیم نہیں کرسکتا۔ (الاعلام بان ما انکرہ۔ دیکھئے کلام ربانی۔ جلد اول صفحہ)

رسولِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کا ایک ورق

حق پسند انسانوں کے غور و فکر کے لیے

[illegible] ہوتا ہے کہ اس [illegible] کے بعد آپ کے سامنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی [illegible] کا [illegible] کریں تاکہ اس کی روشنی میں آپ [illegible]

[illegible] سے تاب [illegible] ہوں [illegible] میں [illegible] اور [illegible] کی [illegible] ہو گئی [illegible] ہو گئی [illegible] کی [illegible] میں [illegible] آپ [illegible] اور [illegible] کے [illegible] اور [illegible] علیہ السلام [illegible] کا تذکرہ [illegible] میں [illegible] ہے [illegible] حضرت [illegible] علیہ السلام کی [illegible] میں [illegible] ایک [illegible] کی [illegible] کی [illegible] حضرت [illegible] علیہ السلام [illegible] ہے [illegible] سے [illegible] حضرت [illegible] علیہ السلام [illegible] میں [illegible] کے [illegible] میں [illegible] کی [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی

[illegible] آپ کی ہدایت میں [illegible] اور جب آپ کے بعد خلفاء ہوئے تو شروع میں بھی [illegible] اور گھروالوں کا بیت المال آپ کی ذاتی قبول کیا تو وہ بھی صرف اتنا [illegible] کے لئے کافی ہو اور جب دیہات وضعت ہوئے تو بیت المال کے لئے وہ وسعت بھی ہیں کر گئے [illegible] عرب کا تاجی کیا۔ دوم وقاص کی [illegible] پھر بیت المال سے [illegible] کرکھا۔ آخر جب دیہات وضعت ہونے لگے، بیت المال کا خزانہ بھرنے لگا اور اس کے لئے ایک گھر ہی کافی نہ تھا اس لئے خلفاء نے [illegible] وسعت کر دیئے۔

خلفاء نبی کی اس بات سے ہی کہ بیت المال نبی گروں کا سب، ال ہمیشہ مسلمانوں کے بھلے ہی [illegible] کے ساتھ مسلمانوں کے خزانہ کا ایک قطرہ بھی گوارا نہ فرمایا۔ آخر یہ کیا ہے؟ [illegible] کی۔

حضرت علی اور دیگر اصحاب کرام کا کیا یہ بھی کسی نظریت میں دین ہی جانبی دیں اور صرف نبی کی اولاد کی قربانی کی جو شانیں قائم کیں، وہ تاریخ میں ہمیشہ کے لیے اپنی یادگار رہ گئیں۔

امت پر نظر کیجئے تو وہ امت نہیں کی، یا سلاری سلطان [illegible] ہی ہوتوں تک ضرب المثل اتحاد ہے کے لئے [illegible] اور اہل سلاری کتاب کے بلکہ [illegible] کے اس [illegible] جس پر جہان [illegible] ہیں سے قبل اس کی کوئی مثال مل سکتی ہے۔ ان کے بعد مگر جنگ [illegible] سے [illegible] کہ صدیوں تک [illegible] مطلع میں جگہ دیا۔ سب کہاں [illegible] اور اپنی اپنی [illegible] کے [illegible] سے [illegible] قوموں [illegible] میں کر سکتا ہے وہ [illegible] اغراض اس [illegible] ان کی [illegible] کر آگے [illegible] ہیں [illegible] ایک [illegible] ہے:

گویہ کوئی طریقہ عدل و انصاف کا نہیں ہے کہ جب کسی قوم پر نظر ڈالی جائے تو صرف اس کے اسلاف ہی کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے۔ دیکھنا یہ چاہیے کہ اس کے عہد عروج کی تاریخ دیگر اقوام کے بالمقابل کیا تھی؟ اسی اصول کے ماتحت رسول اعظم کے یا بھائی صفات و اوصاف کی آمیزش [illegible] کے ساتھ کر دیں [illegible] یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ نبوت کیا ہے اور انبیاء علیہم السلام کیا ہوتے ہیں، وہاں سب سے افضل الرسل و خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام رفیع کیا ہے؟

آج ہم کہ ہماری آنکھیں بھی ہیں اور نظر شناسندہ کو بھی، نظر کا جو طریقہ کسی بائبل کتاب، دیگر کے سامنے اختیار کیا گیا تھا آج جبکہ افسوس وہی طریقہ مسلمانوں کو ان کے عقائد کی اہمیت کے بارے میں اختیار کرنا پڑا ہے بہرحال اب تک [illegible] آپ نے تاریخ و حقائق کی روشنی میں پڑھا اب [illegible] پر اس کو حدیثوں کی روشنی میں [illegible] پڑھیے۔ وما علینا الا البلاغ۔

الذین کان لھم علم بسیر الانبیاء علیھم السلام ومعجزاتھم کانوا اعرف بھم حیاتھا او بعدہ من احوالھم من غیرھم

۹۷۔ عن ابی قتادۃ قال ان سلیمان بن خربی حدثہ ان ناسا من اصل البصرۃ
فی رکب من قریش کانوا انجوا ایاک ثم ایاک المنذر والذی کان یتوفی کان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یمدہ فیھا ان سلیمان وکھمس کانا من قریش قال وھم یا تیانا وھم
حین غفلۃ الزوم فیقدمھم فیدعوھم بالشر حساب فسالناھم فقالوا ورب ما
ھذہ الرکب الذی یراعونہ الذی یتوفی قال فسلیمان فقلنا انا نحن ھذا
فاتوھم فقالوا لعل بہ فقلنا بہ فحفظوہ حتی ظھروا فقال ان لم یحدثوا بہ فان لہ
لھم فی سائر ھذا الامر ھذا الرکب ان کذبتنی لکلی لوۃ قوانتونی لا
اظنھا ان تواروا فلان الذی یکلمک لکلی بث عنہ

جن کو انبیاء علیہم السلام کی تاریخ، اور ان کی خصوصیات کا زیادہ علم تھا وہ ان کو دیکھ کر یا ان کے مختصر حالات قدیمی سن کر فوراً ان کو پہچان لیتے تھے

۹۷۰۔ حضرت ابی حاتم سے روایت ہے کہ وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور ان سے باتیں کر رہے تھے اور وہ ان کے علم کے سبب سے ان کی بڑی تعظیم کرتے تھے اتنے میں ایک جماعت وہاں سے گزری ان کے بارے میں شاگرد نے استاد سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ استاد نے کہا کہ یہ قبیلہ ازد شنوءہ کے لوگ ہیں۔ شاگرد نے کہا کہ ان میں سے کوئی شخص نبی ہے؟ استاد نے کہا کہ نہیں۔ شاگرد نے کہا کہ ان میں سے کوئی شخص نبی کا خلیفہ ہے؟ استاد نے کہا کہ نہیں۔ شاگرد نے کہا کہ ان میں سے کوئی شخص نبی کا وصی ہے؟ استاد نے کہا کہ نہیں۔ شاگرد نے کہا کہ ان میں سے کوئی شخص نبی کا وارث

[illegible] ہے۔ [illegible] ہے۔ [illegible] ہے۔ [

شمیل علیک وہم فلزم سے حل کرا دصوب ہے ہی ہر فلزم کی فلزم عرت کر ہوا ہم ہی ہے کہ حضرت
سے سوت ہے ہی کہ ہوا ع ۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کہ ہی پاس کا دی ہے ہو کہ ہے اس پوری
سے کہ انفس کی حلات کے متعلق کچھ ارشاد فرمایا ہے اس کے کہاں پتا ہیں کہ ہے ۔ اس کا ہے
پر ہے کہ ہو ہے ۔ اور اس کے علاوہ ایک اہی حصوصیت کا ایک ہی اس سے حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی
کی بھی ہے ہی صرف اپنی ہی قوم کے لیے ہو صرف ہر کر اس کے ہو سوگوں کی طرف سوت ہی ہوا ہم ہیں اس کے لیے ہو
صلی کہ اس کے ہو ہے ہو ہے ہو ہ

[illegible]

[illegible]

[illegible] فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کو [illegible] جب [illegible] [illegible] [illegible]

وَاتَّخَذَ قَوْمُهُ مِنْ بَعْدِهِ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَهُ خُوَارٌ أَلَمْ يَرَوْا أَنَّهُ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيهِمْ سَبِيلًا اتَّخَذُوهُ وَكَانُوا ظَالِمِينَ وَلَمَّا سُقِطَ فِي أَيْدِيهِمْ وَرَأَوْا أَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوا قَالُوا لَئِنْ لَمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ وَلَمَّا رَجَعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُونِي مِنْ بَعْدِي أَعَجِلْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ وَأَلْقَى الْأَلْوَاحَ وَأَخَذَ بِرَأْسِ أَخِيهِ يَجُرُّهُ إِلَيْهِ قَالَ ابْنَ أُمَّ إِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُونِي وَكَادُوا يَقْتُلُونَنِي فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْأَعْدَاءَ وَلَا تَجْعَلْنِي مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِأَخِي وَأَدْخِلْنَا فِي رَحْمَتِكَ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ وَالَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ ثُمَّ تَابُوا مِنْ بَعْدِهَا وَآمَنُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُوسَى الْغَضَبُ أَخَذَ الْأَلْوَاحَ وَفِي نُسْخَتِهَا هُدًى وَرَحْمَةٌ لِلَّذِينَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُونَ وَاخْتَارَ مُوسَىٰ قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا لِمِيقَاتِنَا فَلَمَّا أَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ أَهْلَكْتَهُمْ مِنْ قَبْلُ وَإِيَّايَ أَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَاءُ مِنَّا إِنْ هِيَ إِلَّا فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَاءُ وَتَهْدِي مَنْ تَشَاءُ أَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِينَ وَاكْتُبْ لَنَا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ إِنَّا هُدْنَا إِلَيْكَ قَالَ عَذَابِي أُصِيبُ بِهِ مَنْ أَشَاءُ وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ وَمِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ وَقَطَّعْنَاهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ أَسْبَاطًا أُمَمًا وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ إِذِ اسْتَسْقَاهُ قَوْمُهُ أَنِ اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَشْرَبَهُمْ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَىٰ كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَمَا ظَلَمُونَا وَلَٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ وَإِذْ قِيلَ لَهُمُ اسْكُنُوا هَٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُولُوا حِطَّةٌ وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَغْفِرْ لَكُمْ خَطِيئَاتِكُمْ سَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَظْلِمُونَ وَاسْأَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ إِذْ يَعْدُونَ فِي السَّبْتِ إِذْ تَأْتِيهِمْ حِيتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَيَوْمَ لَا يَسْبِتُونَ لَا تَأْتِيهِمْ كَذَٰلِكَ نَبْلُوهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ وَإِذْ قَالَتْ أُمَّةٌ مِنْهُمْ لِمَ تَعِظُونَ قَوْمًا اللَّهُ مُهْلِكُهُمْ أَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا قَالُوا مَعْذِرَةً إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ أَنْجَيْنَا الَّذِينَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوءِ وَأَخَذْنَا الَّذِينَ ظَلَمُوا بِعَذَابٍ بَئِيسٍ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَا نُهُوا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَنْ يَسُومُهُمْ سُوءَ الْعَذَابِ إِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيعُ الْعِقَابِ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَحِيمٌ وَقَطَّعْنَاهُمْ فِي الْأَرْضِ أُمَمًا مِنْهُمُ الصَّالِحُونَ وَمِنْهُمْ دُونَ ذَٰلِكَ وَبَلَوْنَاهُمْ بِالْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَرِثُوا الْكِتَابَ يَأْخُذُونَ عَرَضَ هَٰذَا الْأَدْنَىٰ وَيَقُولُونَ سَيُغْفَرُ لَنَا وَإِنْ يَأْتِهِمْ عَرَضٌ مِثْلُهُ يَأْخُذُوهُ أَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِيثَاقُ الْكِتَابِ أَنْ لَا يَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوا مَا فِيهِ وَالدَّارُ الْآخِرَةُ خَيْرٌ لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ وَالَّذِينَ يُمَسِّكُونَ بِالْكِتَابِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُصْلِحِينَ وَإِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَأَنَّهُ ظُلَّةٌ وَظَنُّوا أَنَّهُ وَاقِعٌ بِهِمْ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ شَهِدْنَا أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَٰذَا غَافِلِينَ أَوْ تَقُولُوا إِنَّمَا أَشْرَكَ آبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِنْ بَعْدِهِمْ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُونَ وَكَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَأَتْبَعَهُ الشَّيْطَانُ فَكَانَ مِنَ الْغَاوِينَ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَٰكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ذَٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ سَاءَ مَثَلًا الْقَوْمُ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَأَنْفُسَهُمْ كَانُوا يَظْلِمُونَ مَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِي وَمَنْ يُضْلِلْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ لَهُمْ قُلُوبٌ لَا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ وَمِمَّنْ خَلَقْنَا أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ وَأُمْلِي لَهُمْ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا مَا بِصَاحِبِهِمْ مِنْ جِنَّةٍ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ مُبِينٌ أَوَلَمْ يَنْظُرُوا فِي مَلَكُوتِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ وَأَنْ عَسَىٰ أَنْ يَكُونَ قَدِ اقْتَرَبَ أَجَلُهُمْ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ مَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَيَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلَّا هُوَ ثَقُلَتْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا تَأْتِيكُمْ إِلَّا بَغْتَةً يَسْأَلُونَكَ كَأَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا فَلَمَّا تَغَشَّاهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيفًا فَمَرَّتْ بِهِ فَلَمَّا أَثْقَلَتْ دَعَوَا اللَّهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ آتَيْتَنَا صَالِحًا لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ فَلَمَّا آتَاهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهُ شُرَكَاءَ فِيمَا آتَاهُمَا فَتَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ أَيُشْرِكُونَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ وَلَا يَسْتَطِيعُ لَهُمْ نَصْرًا وَلَا أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ وَإِنْ تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ لَا يَتَّبِعُوكُمْ سَوَاءٌ عَلَيْكُمْ أَدَعَوْتُمُوهُمْ أَمْ أَنْتُمْ صَامِتُونَ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ فَادْعُوهُمْ فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ أَلَهُمْ أَرْجُلٌ يَمْشُونَ بِهَا أَمْ لَهُمْ أَيْدٍ يَبْطِشُونَ بِهَا أَمْ لَهُمْ أَعْيُنٌ يُبْصِرُونَ بِهَا أَمْ لَهُمْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا قُلِ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ كِيدُونِ فَلَا تُنْظِرُونِ إِنَّ وَلِيِّيَ اللَّهُ الَّذِي نَزَّلَ الْكِتَابَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَكُمْ وَلَا أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ وَإِنْ تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ لَا يَسْمَعُوا وَتَرَاهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ وَإِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُمْ مُبْصِرُونَ وَإِخْوَانُهُمْ يَمُدُّونَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُونَ وَإِذَا لَمْ تَأْتِهِمْ بِآيَةٍ قَالُوا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا قُلْ إِنَّمَا أَتَّبِعُ مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ مِنْ رَبِّي هَٰذَا بَصَائِرُ مِنْ رَبِّكُمْ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ إِنَّ الَّذِينَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيُسَبِّحُونَهُ وَلَهُ يَسْجُدُونَ

کے دیے ہوئے زیور سے ایک بچھڑا بنا لیا جس میں سے گائے کی آواز نکلتی تھی۔ کیا وہ نہیں دیکھتے تھے کہ وہ نہ تو ان سے بات کرتا ہے اور نہ ان کو کوئی راہ بتاتا ہے۔ انہوں نے اسے بنا لیا اور وہ ظالم تھے۔ اور جب وہ نادم ہوئے اور دیکھا کہ واقعی گمراہ ہو گئے ہیں تو کہنے لگے کہ اگر ہمارے پروردگار نے ہم پر رحم نہ کیا اور ہمارے گناہ نہ بخشے تو ہم تباہ ہو جائیں گے۔ اور جب موسیٰ غصے اور رنج میں بھرے ہوئے اپنی قوم کی طرف واپس آئے تو کہا کہ تم نے میرے بعد میری جگہ بہت بری کی۔ کیا تم اپنے پروردگار کے حکم سے جلد بازی کر بیٹھے؟ اور تختیاں ڈال دیں اور اپنے بھائی کا سر پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے لگے۔ ہارون نے کہا کہ اے میری ماں کے بیٹے! لوگوں نے مجھ کو دبا لیا اور قریب تھا کہ مجھ کو مار ڈالیں تو تو دشمنوں کو مجھ پر ہنسنے کا موقع نہ دے اور مجھ کو ظالم لوگوں میں شامل نہ کر۔ موسیٰ نے کہا کہ اے پروردگار! مجھ کو اور میرے بھائی کو بخش دے اور ہم کو اپنی رحمت میں داخل فرما اور تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔ جن لوگوں نے بچھڑے کو معبود بنایا ان پر عنقریب ان کے پروردگار کا غضب اور دنیا کی زندگی میں ذلت واقع ہوگی۔ ہم افترا پردازوں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔ اور جن لوگوں نے برائیاں کیں پھر اس کے بعد توبہ کر لی اور ایمان لے آئے تو بیشک تمہارا پروردگار توبہ کے بعد بخشنے والا مہربان ہے۔ اور جب موسیٰ کا غصہ فرو ہوا تو تختیاں اٹھا لیں اور ان کے نوشتہ میں ہدایت اور رحمت تھی ان لوگوں کے لئے جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں۔ اور موسیٰ نے اپنی قوم سے ستر شخص ہمارے وقت مقرر پر لانے کے لئے منتخب کئے۔ پھر جب ان کو زلزلے نے آ پکڑا تو موسیٰ نے عرض کی کہ اے پروردگار اگر تو چاہتا تو پہلے ہی ان کو اور مجھ کو ہلاک کر دیتا۔ کیا جو کام ہم میں سے بیوقوفوں نے کئے ہیں ان پر تو ہم کو ہلاک کرے گا؟ یہ تو تیری طرف سے ایک آزمائش ہے۔ تو اس سے جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ تو ہمارا کارساز ہے تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے۔ اور ہمارے لئے اس دنیا میں بھلائی لکھ دے اور آخرت میں بھی۔ ہم تیری طرف رجوع لائے ہیں۔ خدا نے کہا کہ میں اپنا عذاب جس پر چاہتا ہوں نازل کرتا ہوں اور میری رحمت ہر چیز کو شامل ہو رہی ہے۔ سو میں اس کو ان لوگوں کے نام لکھ دوں گا جو پرہیزگاری کرتے اور زکوٰۃ دیتے اور ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ جو لوگ اس رسول نبی امی کی جس کو اپنے پاس توراۃ اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں پیروی کرتے ہیں۔ وہ ان کو نیک کام کرنے کا حکم دیتا اور برے کاموں سے منع کرتا ہے اور پاکیزہ چیزوں کو ان کے لئے حلال کرتا اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام کرتا ہے اور ان کے بوجھ اور طوق جو ان پر تھے اتارتا ہے۔ تو جو لوگ اس پر ایمان لائے اور اس کی رفاقت کی اور اس کی مدد کی اور اس نور کی پیروی کی جو اس کے ساتھ نازل ہوا ہے وہی مراد پانے والے ہیں۔ کہہ دو کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف خدا کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں۔ جو آسمان اور زمین کا بادشاہ ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی جلاتا اور مارتا ہے۔ تو خدا پر اور اس کے رسول نبی امی پر جو خدا پر اور اس کے کلام پر ایمان رکھتا ہے ایمان لاؤ اور اس کی پیروی کرو تاکہ ہدایت پاؤ۔ اور موسیٰ کی قوم میں ایک جماعت ایسی ہے جو حق کی راہ بتاتی اور حق کے موافق انصاف کرتی ہے۔ اور ہم نے ان کو بارہ قبیلوں میں تقسیم کر کے الگ الگ جماعتیں بنا دیا۔ اور جب موسیٰ سے ان کی قوم نے پانی مانگا تو ہم نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ اپنا عصا پتھر پر مارو۔ چنانچہ اس سے بارہ چشمے بہ نکلے۔ ہر گروہ نے اپنا اپنا گھاٹ معلوم کر لیا۔ اور ہم نے ان پر ابر سایہ کئے رکھا اور من اور سلویٰ اتارا۔ کہ جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تم کو عطا فرمائی ہیں ان کو کھاؤ۔ اور انہوں نے ہمارا کچھ نقصان نہیں کیا بلکہ اپنا ہی نقصان کرتے رہے۔ اور جب ان سے کہا گیا کہ اس شہر میں جا کر بسو اور جہاں سے چاہو کھاؤ اور بخشش بخشش کہتے جانا اور دروازے میں سجدہ کرتے داخل ہونا۔ ہم تمہارے گناہ بخش دیں گے اور نیکوکاروں کو زیادہ دیں گے۔ تو جو ظالم تھے انہوں نے بات بدل دی اور کچھ کا کچھ کہنے لگے۔ تو ہم نے ان پر آسمان سے عذاب نازل کیا کیونکہ وہ نافرمانی کرتے تھے۔ اور ان سے دریا کے کنارے کے شہر کا حال پوچھو جب وہ ہفتے کے دن حد سے تجاوز کرتے تھے جب ہفتے کے دن مچھلیاں پانی پر تیرتی ہوئی ان کے سامنے آتیں اور جس دن ہفتہ کا دن نہ ہوتا نہ آتیں۔ اس طرح ہم ان کو آزماتے تھے کیونکہ وہ نافرمانی کرتے تھے۔ اور جب ان میں سے ایک جماعت نے کہا کہ تم ایسے لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو جن کو خدا ہلاک کرنے والا ہے یا سخت عذاب دینے والا ہے تو انہوں نے کہا کہ تمہارے پروردگار کے آگے عذر کرنے کے لئے اور اس لئے کہ شاید وہ ڈر جائیں۔ جب جو نصیحت ان کو کی گئی تھی وہ اس کو بھول گئے تو جو لوگ برائی سے منع کرتے تھے ان کو تو ہم نے بچا لیا اور جو ظالم تھے ان کو برے عذاب میں پکڑ لیا کیونکہ وہ نافرمانی کرتے تھے۔ جب وہ سرکشی کرتے ہوئے منع کی ہوئی باتوں سے باز نہ آئے تو ہم نے ان سے کہا کہ ذلیل بندر ہو جاؤ۔ اور جب تمہارے پروردگار نے آگاہ کر دیا کہ وہ قیامت تک ان پر ایسے شخص بھیجتا رہے گا جو ان کو برا عذاب دیتے رہیں۔ بیشک تمہارا پروردگار جلد عذاب دینے والا ہے اور بیشک وہ بخشنے والا مہربان بھی ہے۔ اور ہم نے ان کو روئے زمین پر مختلف گروہ کر کے متفرق کر دیا۔ کچھ ان میں نیکوکار تھے اور کچھ اور طرح کے اور ہم نے ان کو اچھی اور بری حالت میں مبتلا کیا تاکہ وہ باز آئیں۔ پھر ان کے پیچھے ایسے ناخلف ان کے جانشین ہوئے جو کتاب کے وارث ہو کر اس دنیا کا مال و متاع لے لیتے اور کہتے کہ ہمارا گناہ بخش دیا جائے گا۔ اور اگر ویسا ہی مال و متاع ان کو پھر ملتا تو اسے لے لیتے۔ کیا ان سے کتاب میں عہد نہیں لیا گیا تھا کہ خدا کا نام لے کر صرف سچ بولیں اور انہوں نے کتاب میں جو کچھ لکھا تھا اسے پڑھ بھی لیا تھا۔ اور آخرت کا گھر پرہیزگاروں کے لئے بہتر ہے۔ کیا تم سمجھتے نہیں؟ اور جو لوگ کتاب کو مضبوط پکڑے رہتے اور نماز پڑھتے ہیں ہم نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتے۔ اور جب ہم نے پہاڑ کو ان کے اوپر اٹھایا گویا وہ سائبان ہے اور انہوں نے خیال کیا کہ وہ ان پر گر پڑے گا (تو ہم نے کہا) جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ہے اسے زور سے پکڑے رہو اور جو کچھ اس میں ہے اسے یاد رکھو تاکہ تم پرہیزگار بنو۔ اور جب تمہارے پروردگار نے بنی آدم کی پیٹھ سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان کو خود ان کے اوپر گواہ بنایا (اور پوچھا) کہ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ تو انہوں نے کہا ضرور ہم گواہ بنتے ہیں۔ (یہ گواہ اس لئے بنایا) کہ تم قیامت کے دن کہنے لگو کہ ہم کو اس بات کی خبر نہ تھی۔ یا یہ کہو کہ شروع میں ہمارے باپ دادا شرک کرتے تھے اور ہم تو ان کے پیچھے ان کی اولاد تھے تو کیا تو ہم کو ان کاموں پر ہلاک کرتا ہے جو غلط کار کرتے رہے؟ اور ہم اسی طرح آیتیں کھول کھول کر بیان کرتے ہیں اور اس لئے کہ وہ باز آئیں۔ اور ان کو اس شخص کا حال پڑھ کر سنا دو جس کو ہم نے اپنی آیتیں عطا فرمائی تھیں تو وہ ان سے نکل بھاگا تو شیطان اس کے پیچھے لگا یہاں تک کہ وہ گمراہ لوگوں میں سے ہو گیا۔ اور اگر ہم چاہتے تو ان آیتوں کے سبب اس کا درجہ بلند کرتے مگر وہ تو زمین کی طرف جھک پڑا اور اپنی خواہش کے پیچھے چلا۔ تو اس کی حالت کتے کی سی ہو گئی کہ اگر تو اس پر حملہ کرے تو زبان لٹکائے رہے اور اگر اسے چھوڑ دے تو بھی زبان لٹکائے رہے۔ یہ مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تو یہ حکایتیں بیان کرتے رہو تاکہ وہ غور کریں۔ جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ان کی مثال بری ہے اور وہ اپنا ہی نقصان کرتے تھے۔ جس کو خدا ہدایت دے وہی ہدایت پانے والا ہے اور جس کو گمراہ کرے وہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔ اور ہم نے بہت سے جن اور انسان جہنم کے لئے پیدا کئے ہیں۔ ان کے دل ہیں لیکن سمجھتے نہیں اور آنکھیں ہیں لیکن دیکھتے نہیں اور کان ہیں لیکن سنتے نہیں۔ یہ لوگ چارپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گئے گزرے۔ یہی لوگ غافل ہیں۔ اور خدا کے اچھے اچھے نام ہیں تو خدا کو ان ناموں سے پکارو اور ایسے لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے ناموں میں کج روی کرتے ہیں۔ جو کچھ وہ کرتے ہیں عنقریب اس کی سزا پائیں گے۔ اور جن لوگوں کو ہم نے پیدا کیا ہے ان میں ایک جماعت ایسی ہے جو حق بتاتی اور حق کے موافق انصاف کرتی ہے۔ اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہے ہم ان کو آہستہ آہستہ (عذاب کے) ایسے طریق سے پکڑیں گے کہ ان کو خبر بھی نہ ہوگی۔ اور میں ان کو مہلت دیتا ہوں۔ بیشک میری تدبیر محکم ہے۔ کیا انہوں نے غور نہیں کیا کہ ان کے رفیق میں جنون کا کوئی اثر نہیں وہ تو صاف صاف ڈر سنانے والے ہیں۔ کیا انہوں نے آسمان اور زمین کی بادشاہت اور جو چیز خدا نے پیدا کی ہے اس میں غور نہیں کیا اور اس بات میں کہ شاید ان کا وقت موعود نزدیک آ پہنچا ہو۔ تو اس کے بعد اور کون سی بات ہے جس پر یہ ایمان لائیں گے۔ جس کو خدا گمراہ کر دے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور وہ ان کو ان کی سرکشی میں بھٹکتا چھوڑ دیتا ہے۔ تم سے لوگ قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ اس کا لنگر کب انداز ہوگا۔ کہہ دو کہ اس کا علم تو میرے پروردگار ہی کو ہے۔ وہی اس کو اس کے وقت پر ظاہر کرے گا۔ وہ آسمان اور زمین میں بھاری ہو رہی ہے۔ وہ تم پر اچانک ہی آئے گی۔ تم سے لوگ پوچھتے ہیں گویا تم اس کی تحقیق کر چکے ہو۔ کہہ دو کہ اس کا علم تو خدا ہی کو ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ کہہ دو کہ میں اپنے فائدے اور نقصان کا کچھ اختیار نہیں رکھتا مگر جو خدا چاہے۔ اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا تو بہت سے فائدے حاصل کر لیتا اور مجھ کو کوئی گزند نہ پہنچتا۔ میں تو صرف ماننے والوں کو ڈر سنانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں۔ وہ خدا جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا اور اس سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ اس کے پاس آرام پائے۔ پھر جب مرد نے عورت سے صحبت کی تو اسے حمل رہا جو خفیف سا تھا۔ وہ اس کو لئے چلتی پھرتی رہی۔ پھر جب بوجھل ہو گئی تو دونوں خدا یعنی اپنے پروردگار سے دعا کرنے لگے کہ اگر تو ہم کو اچھا سا لڑکا دے گا تو ہم تیرا شکر کریں گے۔ پھر جب خدا نے ان کو اچھا سا لڑکا دیا تو جو کچھ خدا نے ان کو دیا اس میں دوسروں کو اس کا شریک بنانے لگے۔ خدا ان کے شرک سے بلند ہے۔ کیا ایسوں کو شریک بناتے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ خود پیدا کئے جاتے ہیں۔ اور نہ وہ ان کو مدد دے سکتے ہیں اور نہ وہ اپنی مدد کر سکتے ہیں۔ اور اگر تم ان کو سیدھی راہ کی طرف بلاؤ تو تمہارے پیچھے نہ آئیں۔ تم ان کو بلاؤ یا چپ رہو تمہارے لئے دونوں باتیں برابر ہیں۔ جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو وہ تمہارے ہی جیسے بندے ہیں۔ اگر تم سچے ہو تو ان کو پکارو تو چاہیے کہ وہ تمہاری دعا قبول کریں۔ کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے چلیں یا ہاتھ ہیں جن سے پکڑیں یا آنکھیں ہیں جن سے دیکھیں یا کان ہیں جن سے سنیں۔ کہہ دو کہ تم اپنے شریکوں کو بل

۱۔ فضیلۃ بن عبید ینا یتدہ حتی ردتہ الخطاب ورزادہ الزاھد بن الاصفہانی الزیدی رحمۃ
اللہ تعالیٰ بلا ترکہ قال العراقی حدیث حسن غریب الاصفہانی فی الترغیب
وابو نعیم الحافظ فی کتاب دلائل النبوۃ من حدیث انس بن مالک وابن عدی
عباس رضی اللہ عنہ بسند ضعیف بلفظ الا استأثر علیہ فضالۃ الخ والحاکم
ابن عدی والاستاذ سوی ذلک۔ واللہ اعلم قصدہ فیہ عند اھل الحدیث
من حدیث فی الطبرانی بسند ضعیف کما ذکرہ بلفظ ان تبیعہ فی الحکم

حق ہے اس پر دوستی کی دلیل پر بار بار غور کرتے ہے یہاں تک کہ ابو طالب نے آپ کو کہ کر ماجس
کریں اور صحبت کے وقت دوسرے صاحب سے آپ کے سات بلانے کے پہ کہ ہوں کا میل ہو جائے
پہنچ کیں اور پھر کہ لے جاں کر آپ کے ساتھ کیج یا نہ ہی (بھروسہ) نام نہ دی فرمائیں کہ اس صحبت کی
سلامتی ہے اگر اس کا رواج نہ ہو۔ حالانکہ ہم پھر ہوتے ہیں کہ اس صحبت کے سبب زیادتی نفع ہیں ا
اس میں اللہ کی حمد کے سوا کوئی آفت نہیں پہنچتی۔ خلاصہ یہ ہے کہ جان کر آپ کے ہوا پھر اکس حاضر کا
وقت نہ کس ہاتھ کو دیکھ پر گیا ہے۔ اس لئے اس کو اس نعمت کے ساتھ ملا رہا ہے۔

۱۔ فضیلۃ بن عبید ینا یتدہ حتی ردتہ الخطاب ورزادہ الزاھد بن الاصفہانی الزیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ بلا ترکہ قال العراقی حدیث حسن غریب الاصفہانی فی الترغیب وابو نعیم الحافظ فی کتاب دلائل النبوۃ من حدیث انس بن مالک وابن عدی عباس رضی اللہ عنہ بسند ضعیف بلفظ الا استأثر علیہ فضالۃ الخ والحاکم ابن عدی والاستاذ سوی ذلک۔ واللہ اعلم قصدہ فیہ عند اھل الحدیث من حدیث فی الطبرانی بسند ضعیف کما ذکرہ بلفظ ان تبیعہ فی الحکم

ہے۔ اس لئے اس کو اس نعمت کے ساتھ ملا رہا ہے۔

ہے۔ اس لئے اس کو اس نعمت کے ساتھ ملا رہا ہے۔

ہے۔ اس لئے اس کو اس نعمت کے ساتھ ملا رہا ہے۔

ہے۔ اس لئے اس کو اس نعمت کے ساتھ ملا رہا ہے۔

ہے۔ اس لئے اس کو اس نعمت کے ساتھ ملا رہا ہے۔

[illegible] کے بے صبر اور [illegible] اور [illegible] کو کچھ [illegible] [illegible] کو کیسے سمجھ [illegible] [illegible] نے کہا میں تو اس کے [illegible] [illegible] نے کہا [illegible] [illegible] [illegible]

صلی اللہ علیہ وسلم بخیر وعافیت فتح دے کر مدینہ واپس لائے تو حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے آپ کا استقبال کیا اور آپ کے ہاتھ چومے اور آپ کے سامنے مارے خوشی کے رونے لگے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا دیکھا کہ اس قدر خوش ہو رہے ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے آپ کو اس حال میں دیکھا کہ آپ کے ساتھ کوئی لشکر نہیں تھا اور آپ کے ساتھ صرف ۱۵۰ آدمی تھے۔ آپ نے ان کو ساتھ لے کر ایک بڑے لشکر پر حملہ کیا اور اس کو شکست دے کر بھگا دیا۔ اس لئے میں خوش ہوں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمای

[illegible]

سکتے ہیں۔ اس کتاب میں ہم نے ان کے شکوک و شبہات کا جواب دیا ہے۔ جو شخص اسلام
کی حقانیت کے بارے میں مزید تفصیل جاننا چاہے وہ ہماری کتاب "اسلام اور عیسائیت کا
تقابلی مطالعہ" کا مطالعہ کرے۔ اس کتاب میں ہم نے عیسائیت کے ان تمام دعووں کا
رد کیا ہے جو وہ اسلام کے خلاف پیش کرتے ہیں۔ اس کتاب میں ہم نے ان تمام
اعتراضات کا جواب دیا ہے جو عیسائی اسلام پر کرتے ہیں۔ ہم نے ان کے ہر
دعوے کا رد کیا ہے۔ ہم نے ان کے ہر شک کو دور کیا ہے۔ ہم نے ان کے ہر
شبہ کو زائل کیا ہے۔ ہم نے ان کے ہر اعتراض کا جواب دیا ہے

[illegible] فرمایا اللہ تعالیٰ اس پر گواہ ہے۔ پھر آپ نے فرمایا اس فرشتے نے کہا میں گواہی دیتا ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا اے محمد! مجھے اپنے بارے میں خبر دیجئے۔ آپ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس نے کہا میں بھی گواہی دیتا ہوں۔ پھر اس نے کہ

ہو گیا کہ آپ نے جواب دیا۔ جب بل دیا کہ یہ لگا ہوا ہے کہ کہ دیں میں چڑی ہو گا۔ اس نے پوچھا کہ اس کے بعد آپ کا پول کیا ہو گا۔ آپ نے جواب دیا کہ مسلمانوں ہو گا جس کا نام مسلسل ہو اس کے جواب اس نے کہا کہ ایک دن اور پوچھا کہ اس کی کے سوار میں ہو سکتے ہو جو کہ کوئی انسان ہیں جو ایک دو شخص اور آپ سے فرمایا کہ میں تمہارے تو مجھ کو کیا جانا ہی ہو گا۔ اس نے آپ سے اپنے کان سے سن لو گا اس کے جواب سے کہا فرمائیے کہ کیا کیجئے جناب آپ نے فرمایا کہ تو معلوم ہے کہ مرد کی اسی سفید رنگ کی اور عمدہ کی ... رنگ کی جب ... ہوں جمع ہو جائیں تو اگر مرد کی قاتل ہی خواہ قوں کے حکم سے ہو تو ہو جاتا ہے اور اگر ... کی جانب ہوں اس کے حکم سے زندگی ہوتی ہے ہو اور آپ نے لطیف تبادلہ پوچھا کہ ... کہ ... جب کہ آپ نے فرمایا ہو جس نے بھی اس کے پوچھنے سے پہلے اس میں کسی ایک بات کا بھی ... کر کر مقابلہ ہاں تک کہ جس سے پوچھا تو ... نے اس کو ان کا ... (اسلوب غریب)

۹۸۰ سرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ... صلعم کے ... ہوئے ... کہ جب ... اور آپ کو پہنچا تا ہوا ... میں سنگ کر ... ہو گئے ... کہ ... کا کوئی ... ہیں نے اس کی کان آپ اس ہودی کے پاس کسی کو بھیج کر ... کے ... کہ ... اس سرہ سے کہ آپ کو گھاس ہو گی اس کی قیمت ... لے اس ہودی کے پاس کہلا بھیجا اس ... ایک ... کا مطلب ہو گیا ... کا ... ہے ... ہے ... ہے

[illegible]

کیا آپ ہمارے ساتھ چلیں گے؟ آپ نے فرمایا: ہاں، میں چلوں گا۔ پھر آپ نے ان کے ساتھ سفر کیا۔ جب آپ مدینہ کے قریب پہنچے تو آپ نے فرمایا: اے انصار کے گروہ! کیا تم نے اپنے بھائیوں کے ساتھ کوئی عہد و پیمان کیا ہے؟ انہوں نے کہا: ہم نہیں جانتے۔ آپ نے فرمایا: کیا تم نے ان

[illegible]

۹۸۴ عن ابی جحیفۃ رضی اللہ عنہ ان علیا رضی اللہ عنہ لما حبس [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم فمنہم من اکذبہ ومنہم من لم یکذبہ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خذ من ہذا الماء وتوضأ منہ فجعل یأخذ منہ ویتوضأ ویقول لو لم أر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توضأ لظننت أن الماء نجس۔ رواہ البخاری

۹۸۵ عن ابی جحیفۃ رضی اللہ عنہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالہاجرۃ فأتی بوضوء فتوضأ فجعل الناس یأخذون من فضل وضوئہ فیتمسحون بہ۔ رواہ البخاری

۹۸۶ عن ابی جحیفۃ رضی اللہ عنہ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالأبطح فی قبۃ حمراء من أدم فخرج بلال بوضوئہ فمن نائل وناضح فخرج بلال بعنزۃ حتی رکزہا بین یدیہ فصلی بالناس رکعتین یمر بین یدیہ الکلب والحمار لا یمنع۔ رواہ البخاری

۹۸۷ عن ابی جحیفۃ رضی اللہ عنہ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قبۃ حمراء من أدم رأیت بلالا أخرج وضوء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فمن نائل ونضح فخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیہ حلۃ حمراء مشمرا صلی بالبطحاء رکعتین ثم رأیت الناس والدواب یمرون بین یدیہ۔ رواہ البخاری

۹۸۸ عن ابی جحیفۃ رضی اللہ عنہ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالأبطح فی قبۃ حمراء من أدم رأیت بلالا أخرج وضوء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فمن نائل ونضح فخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیہ حلۃ حمراء مشمرا صلی بالبطحاء رکعتین ثم رأیت الناس والدواب یمرون بین یدیہ۔ رواہ البخاری

۹۸۹ عن ابی جحیفۃ رضی اللہ عنہ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالأبطح فی قبۃ حمراء من أدم رأیت بلالا أخرج وضوء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فمن نائل ونضح فخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیہ حلۃ حمراء مشمرا صلی بالبطحاء رکعتین ثم رأیت الناس والدواب یمرون بین یدیہ۔ رواہ البخاری

۹۹۰ عن ابی جحیفۃ رضی اللہ عنہ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالأبطح فی قبۃ حمراء من أدم رأیت بلالا أخرج وضوء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فمن نائل ونضح فخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیہ حلۃ حمراء مشمرا صلی بالبطحاء رکعتین ثم رأیت الناس والدواب یمرون بین یدیہ۔ رواہ البخاری

۹۹۱ عن ابی جحیفۃ رضی اللہ عنہ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالأبطح فی قبۃ حمراء من أدم رأیت بلالا أخرج وضوء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فمن نائل ونضح فخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیہ حلۃ حمراء مشمرا صلی بالبطحاء رکعتین ثم رأیت الناس والدواب یمرون بین یدیہ۔ رواہ البخاری

۹۹۲ عن ابی جحیفۃ رضی اللہ عنہ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالأبطح فی قبۃ حمراء من أدم رأیت بلالا أخرج وضوء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فمن نائل ونضح فخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیہ حلۃ حمراء مشمرا صلی بالبطحاء رکعتین ثم رأیت الناس والدواب یمرون بین یدیہ۔ رواہ البخاری

۹۹۳ عن ابی جحیفۃ رضی اللہ عنہ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالأبطح فی قبۃ حمراء من أدم رأیت بلالا أخرج وضوء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فمن نائل ونضح فخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیہ حلۃ حمراء مشمرا صلی بالبطحاء رکعتین ثم رأیت الناس والدواب یمرون بین یدیہ۔ رواہ البخاری

۹۹۴ عن ابی جحیفۃ رضی اللہ عنہ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالأبطح فی قبۃ حمراء من أدم رأیت بلالا أخرج وضوء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فمن نائل ونضح فخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیہ حلۃ حمراء مشمرا صلی بالبطحاء رکعتین ثم رأیت الناس والدواب یمرون بین یدیہ۔ رواہ البخاری

۹۹۵ عن ابی جحیفۃ رضی اللہ عنہ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالأبطح فی قبۃ حمراء من أدم رأیت بلالا أخرج وضوء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فمن نائل ونضح فخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیہ حلۃ حمراء مشمرا صلی بالبطحاء رکعتین ثم رأیت الناس والدواب یمرون بین یدیہ۔ رواہ البخاری

۹۹۶ عن ابی جحیفۃ رضی اللہ عنہ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالأبطح فی قبۃ حمراء من أدم رأیت بلالا أخرج وضوء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فمن نائل ونضح فخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیہ حلۃ حمراء مشمرا صلی بالبطحاء رکعتین ثم رأیت الناس والدواب یمرون بین یدیہ۔ رواہ البخاری

۹۹۷ عن ابی جحیفۃ رضی اللہ عنہ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالأبطح فی قبۃ حمراء من أدم رأیت بلالا أخرج وضوء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فمن نائل ونضح فخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیہ حلۃ حمراء مشمرا صلی بالبطحاء رکعتین ثم رأیت الناس والدواب یمرون بین یدیہ۔ رواہ البخاری

۹۹۸ عن ابی جحیفۃ رضی اللہ عنہ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالأبطح فی قبۃ حمراء من أدم رأیت بلالا أخرج وضوء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فمن نائل ونضح فخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیہ حلۃ حمراء مشمرا صلی بالبطحاء رکعتین ثم رأیت الناس والدواب یمرون بین یدیہ۔ رواہ البخاری

۹۹۹ عن ابی جحیفۃ رضی اللہ عنہ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالأبطح فی قبۃ حمراء من أدم رأیت بلالا أخرج وضوء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فمن نائل ونضح فخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیہ حلۃ حمراء مشمرا صلی بالبطحاء رکعتین ثم رأیت الناس والدواب یمرون بین یدیہ۔ رواہ البخاری

۱۰۰۰ عن ابی جحیفۃ رضی اللہ عنہ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالأبطح فی قبۃ حمراء من أدم رأیت بلالا أخرج وضوء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فمن نائل ونضح فخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیہ حلۃ حمراء مشمرا صلی بالبطحاء رکعتین ثم رأیت الناس والدواب یمرون بین یدیہ۔ رواہ البخاری

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [

انبیاء علیہم السلام میں نبوت بطور وراثت نہیں ہوتی

۹۹۳۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من الانبیاء نبی الا اعطی من الآیات ما مثلہ آمن علیہ البشر وانما کان الذی اوتیت وحیا اوحاہ اللہ الی فارجو انی اکثرہم تابعا یوم القیامۃ۔

انبیاء علیہم السلام میں وراثت نبوت نہیں ہوتی کہ ان میں ہر ایک کے بعد کسی نہ کسی کو نبی بنایا جائے اور ان میں کسی کا خاتمہ نہیں ہوتا

۹۹۴۔ عن ابی ہریرۃ قال کانت بنو اسرائیل تسوسہم الانبیاء کلما ہلک نبی خلفہ نبی وانہ لا نبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون۔

۹۹۰ ھ

۹۹۰ ھ

لاستہ الذ[illegible] صفحہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[

الانبیاء والرسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کلھم بشر

کلھم من نفس واحدۃ لھم نشأۃ البشریۃ سائر عباد اللہ

۹۹۸ عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتقاہم

انبیاء علیہم السلام سب بشر تھے وہ سب اللہ تعالیٰ کے بندے تھے اور

مخلوق کی دوسری بشری کمزوریوں کے ہوتے ہوئے بھی ان پر بھی ہماری طرح بھول آتی تھی

سنت فی الفسنة ان فلانا ذکر الدجال فرفا صوته وارتفع وذکر الاخرة وذکرها صوته وارتفع
فذکر ذلک لعلی ابن ابی طالب فقال هذا احق ان تذکر عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ماضی)

۱۰۔۔۔ عن الاسود قال سالت عائشۃ ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصنع فی بیتہ قالت
کان یکون فی مھنۃ اھلہ یعنی خدمۃ اھلہ فاذا حضرت الصلوٰۃ خرج الی الصلوٰۃ۔ رواہ
البخاری۔ وفی مصنف عبد الرزاق قالت یخصف نعلہ ویخیط ثوبہ وفی بیتہ کما یعمل احدکم
فی بیتہ

۱۱۔۔۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلا ولبکیتم کثیرا
آپ کی صحبت میں حاضر تھے، بیان فرماتے ہیں کہ ہم دنیا کا ذکر کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ اس میں شریک ہو جاتے اور جب ہم آخرت کا ذکر کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ آخرت کا ذکر فرمانے لگتے۔ پھر ہم کھانے پینے کا ذکر کرتے تو آپ اس میں بھی شریک رہتے۔ یہ ساری باتیں ہیں تم سے آپ ہی کی باتیں بیان کر رہا ہوں۔ (ترمذی شریف)

۱۲۔۔۔ اسود فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں اگر کیا کرتے تھے فرمایا اپنے اہل کی ضروریات پوری فرماتے تھے مگر جہاں نماز کا وقت آتا اس میں مشغول ہونے کے لیے تشریف لیجاتے۔ (بخاری شریف)

۱۳۔۔۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر تم کو وہ باتیں معلوم ہو جائیں جو میں جانتا ہوں تو تم ہنسو کم اور روؤ زیادہ

اعلیٰ بیان کیا گیا ہے کہ کسی کو ہر شعبہ کی ضرورت پڑ جاتی ہے، جن سے کسی جوان میں، وہ بڑا کیوں نہ ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس کے لیے کمی نہیں، اور جانے کی ضرورت نہیں تھی مگر آپ ہو تو لے جاتے ہوں گے صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ٹال نہیں سکتے ہیں مگر سنت ہے، لیکن چاہتے تو یہاں آپ کی جگہ کا ہر کھول کر رکھ دیتے مگر لوگوں کو اسی فکر پر تنبیہ کرنا تھا کہ ایسے کام کی شان تو نہیں ہوتی مگر ہو جاتے ہیں کسی کے ساتھ تو ایسے کاموں کی دنیا میں بھی شریک ہے۔ جیسے قیس ابن ابی حسین اپنے دوستوں کو دین پر ہنسنے کی توان میں پیدا کر دیتے ہیں اسی طرح دنیا میں بھی کسی کی آخرت سے کسی طرح کی مشابہت ہو جاتی ہے، مگر اس کو اس سے اپنے نفس پر قابو رہتا ہے کہ کسی کے ساتھ لوگ کر دیتے ہیں۔

۱۴۔۔۔ اس میں اشارہ اس طرف ہے کہ دنیا کی ضروریات بھی آخرت ہی کے لیے ہیں، مگر ان کا کام بار بار کرنے کی مشغولیت میں لوگوں کا دل بھی چاہتا ہے کہ ہمیشہ اسی کام میں مشغول رہیں، اس لیے اس کی طرف سے توجہ ہٹانے کے لیے فرمایا کہ اس کام کا اصل مقصد کیا ہے، اس کو بھی سوچ لیا کرو، اور اس کے حقوق بھی ادا کرتے رہو، اپنے نفس کے حقوق بھی ادا کرتے رہو، دونوں میں سے کسی کو ضائع نہ کرو، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس طرح پیروی کرو جیسے اس کے ساتھ کوئی کام ہی نہیں، یہ کام بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ہیں، اس طرح ادا کرتے رہو، اور آخرت کے اعمال کی طرح ان کی طرف بھی توجہ رکھو، اس سے معلوم ہوا کہ اس کے کرنے میں بھی کسی قسم کی کوتاہی نہ ہو۔

وأنا عبدك ابن عبدك ابن أمتك ناصيتي بيدك ماض فيّ حكمك عدل فيّ قضاؤك أسألك بكل اسم هو لك سميت به نفسك أو علمته أحدا من خلقك أو أنزلته في كتابك أو استأثرت به في علم الغيب عندك أن تجعل القرآن ربيع قلبي ونور صدري وجلاء حزني وذهاب همي وغمي إلا أذهب الله همه وغمه وأبدله مكان حزنه فرحا قالوا يا رسول الله ينبغي لنا أن نتعلم هذه الكلمات قال أجل ينبغي لمن سمعهن أن يتعلمهن رواه أحمد والحاكم وصححه وكذا ابن حبان في صحيحه والبيهقي في الدعوات الكبير وابن مردويه في تفسيره وابن أبي الدنيا في كتاب الفرج بعد الشدة وابن منده في كتاب الصحابة وأبو نعيم في الحلية والضياء في المختارة وروى منصور في سننه إلى قوله أو استأثرت به في علم الغيب عندك

۳۰۰۰ عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما أصاب عبدا قط هم ولا حزن فقال اللهم إني عبدك وابن عبدك وابن أمتك ناصيتي بيدك ماض فيّ حكمك عدل فيّ قضاؤك أسألك بكل اسم هو لك سميت به نفسك أو أنزلته في كتابك أو علمته أحدا من خلقك أو استأثرت به في علم الغيب عندك أن تجعل القرآن العظيم ربيع قلبي ونور صدري وجلاء حزني وذهاب همي وغمي إلا أذهب الله همه وغمه وأبدله مكان همه وغمه فرحا قيل يا رسول الله ألا نتعلمها فقال بلى ينبغي لمن سمعهن أن يتعلمهن رواه أحمد والبزار وابن حبان في صحيحه والحاكم وصححه والبيهقي في الدعوات الكبير وابن مردويه في تفسيره وابن أبي الدنيا في كتاب الفرج بعد الشدة وابن منده في كتاب الصحابة وأبو نعيم في الحلية والضياء في المختارة وروى منصور في سننه إلى قوله أو استأثرت به في علم الغيب عندك

۳۰۰۱ عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من عبد أصابه هم وحزن فقال اللهم إني عبدك ابن عبدك ابن أمتك ناصيتي بيدك ماض فيّ حكمك عدل فيّ قضاؤك أسألك بكل اسم هو لك سميت به نفسك أو علمته أحدا من خلقك أو أنزلته في كتابك أو استأثرت به في علم الغيب عندك أن تجعل القرآن ربيع قلبي ونور بصري وجلاء حزني وذهاب همي إلا قضى الله همه وأذهب حزنه وأبدله مكان حزنه فرحا قالوا يا رسول الله ينبغي لنا أن نتعلم هذه الكلمات قال أجل ينبغي لمن سمعهن أن يتعلمهن رواه أحمد والحاكم وصححه وكذا ابن حبان في صحيحه والبيهقي في الدعوات الكبير وابن مردويه في تفسيره وابن أبي الدنيا في كتاب الفرج بعد الشدة وابن منده في كتاب الصحابة وأبو نعيم في الحلية والضياء في المختارة وروى منصور في سننه إلى قوله أو استأثرت به في علم الغيب عندك

۳۰۰۲ عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما أصاب عبدا قط هم ولا حزن فقال اللهم إني عبدك ابن عبدك ابن أمتك ناصيتي بيدك ماض فيّ حكمك عدل فيّ قضاؤك أسألك بكل اسم هو لك سميت به نفسك أو علمته أحدا من خلقك أو أنزلته في كتابك أو استأثرت به في علم الغيب عندك أن تجعل القرآن ربيع قلبي ونور صدري وجلاء حزني وذهاب همي وغمي إلا أذهب الله همه وغمه وأبدله مكان حزنه فرحا قيل يا رسول الله ألا نتعلمها فقال بلى ينبغي لمن سمعهن أن يتعلمهن رواه أحمد والبزار وابن حبان في صحيحه والحاكم وصححه والبيهقي في الدعوات الكبير وابن مردويه في تفسيره وابن أبي الدنيا في كتاب الفرج بعد الشدة وابن منده في كتاب الصحابة وأبو نعيم في الحلية والضياء في المختارة وروى منصور في سننه إلى قوله أو استأثرت به في علم الغيب عندك

۳۰۰۰ یہ حدیث صحیح ہے اور اس کی تخریج گزر چکی ہے۔ اور اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جو شخص غم و حزن میں مبتلا ہو اور اس کو دور کرنے کی خواہش ہو تو اس کو چاہیے کہ اس دعا کو پڑھے۔ اور اس دعا کے پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ غم و حزن کے بدلے خوشی عطا فرماتے ہیں۔ اور اس دعا کے پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ غم و حزن کے بدلے خوشی عطا فرماتے ہیں۔

۳۰۰۱ یہ حدیث صحیح ہے اور اس کی تخریج گزر چکی ہے۔ اور اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جو شخص غم و حزن میں مبتلا ہو اور اس کو دور کرنے کی خواہش ہو تو اس کو چاہیے کہ اس دعا کو پڑھے۔ اور اس دعا کے پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ غم و حزن کے بدلے خوشی عطا فرماتے ہیں۔

۳۰۰۲ یہ حدیث صحیح ہے اور اس کی تخریج گزر چکی ہے۔ اور اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جو شخص غم و حزن میں مبتلا ہو اور اس کو دور کرنے کی خواہش ہو تو اس کو چاہیے کہ اس دعا کو پڑھے۔ اور اس دعا کے پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ غم و حزن کے بدلے خوشی عطا فرماتے ہیں۔

الرسول العظیم کا رسول البشر کی طرح بھوکا رہنا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شدت کی طرح آپ کا ہر حکم

الرسول المعظم لدعائه عز وجل سبعة وفي كنوز الحقائق سبعة

[illegible] عن علي رضي الله عنه قال بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم جيشا فلما رجعوا قال مرحبا بقوم قضوا الجهاد الأصغر وبقي عليهم الجهاد الأكبر فقيل يا رسول الله وما الجهاد الأكبر قال جهاد النفس ثم قال صلى الله عليه وسلم إن العبد ليجاهد نفسه في الله عز وجل أربعين صباحا إلا أجرى الله الحكمة من قلبه على لسانه رواه أبو نعيم في الحلية وابن النجار وابن عساكر وابن مردويه عن أنس رضي الله عنه

(كنز العمال ج ۴ ص ۴۳۶ طبع حيدرآباد)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نے ایک بار کام کرتے نہیں دیکھا ہوگا جیسا حکم کرتے ہیں

[illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خدمت گار نہیں دیکھا کہ کبھی کسی کام سے آپ کے انویر کہا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام کیوں نہیں کیا اور کبھی کسی کام کے نہ کرنے پر فرمایا ہو کہ تو نے یہ کام کیوں کیا۔ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دس برس تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی کبھی آپ نے مجھ کو اف تک نہیں کہا اور نہ کبھی یہ کہا کہ تو نے یہ کام کیوں کیا اور نہ کبھی یہ کہا کہ تو نے یہ کام کیوں نہیں کیا۔ آپ اخلاق میں سب لوگوں سے اچھے تھے نہ کبھی ریشم چھوا نہ کبھی کوئی اور چیز جو ریشم سے زیادہ نرم ہو نہ کبھی کستوری سونگھی نہ کبھی کوئی اور خوشبو جو کستوری سے زیادہ اچھی ہو۔

[illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی کے لیے چلا اس کے لیے ستر نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ستر گناہ معاف ہوتے ہیں اور ستر درجے بلند ہوتے ہیں اور اس کو ایسا ثواب ملتا ہے جیسا کہ اس شخص کو ملتا ہے جس نے ستر برس تک روزے رکھے ہوں اور ستر برس تک عبادت کی ہو۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی کے لیے چلا اس کے لیے ستر نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ستر گناہ معاف ہوتے ہیں اور ستر درجے بلند ہوتے ہیں اور اس کو ایسا ثواب ملتا ہے جیسا کہ اس شخص کو ملتا ہے جس نے ستر برس تک روزے رکھے ہوں اور ستر برس تک عبادت کی ہو۔

جو فعل بالمعوذتین نزع داء اصابه فی سب الاصابع۔

الرسول العظیم یجرمۃ فرض منحسا بمرض شدالبشر

۱۰۰۹۔ عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اشتکی نفث علی نفسہ فی المعوذات ومسح عنہ بیدہ فلما اشتکی وجعہ الذی مات فیہ جعلت انفث علی نفسہ بالمعوذات التی کان ینفث ومسح بید نفسہ فقیل لہ ما ینفث قال کان یقول بریق نفسہ ثم یمسح بیدہ جسدہ۔ (بخاری)

پھونکتے اور رحم کرتے ہیں۔ (بخاری)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا اور آپ پر بھی اس کا عمل کیا گیا مگر بشر ہیں ایسا ہونا ممکن ہے

۱۰۰۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا یہاں تک کہ اس کے اثر سے آپ کو یہ وہم ہونے لگا کہ آپ بیویوں کے پاس گئے ہیں مگر آپ کو اس کی قدرت نہ ہوئی کسی دن یا رات میں کہتے ہیں دعا کرتے رہے پھر فرمایا اے عائشہ جانتی ہو؟ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس بات کا جواب دے دیا جو میں نے اس سے پوچھا تھا اس کے پاس دو شخص آئے ایک میرے سرہانے بیٹھ گیا دوسرا پائنتی میں پھر ایک نے اپنے ساتھی سے کہا اس شخص کو کیا بیماری ہے دوسرے نے کہا اس پر جادو کیا گیا ہے پہلے نے پوچھا کس نے جادو کیا ہے دوسرے نے کہا لبید بن اعصم نے پہلے نے پوچھا کس چیز میں جادو کیا ہے دوسرے نے کہا کنگھی اور بالوں میں پہلے نے پوچھا وہ کنگھی اور بال کہاں ہیں دوسرے نے کہا کھجور کے خوشہ کے غلاف میں ایک پتھر کے نیچے بنی زریق کے کنوئیں میں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کنوئیں پر تشریف لے گئے اور اس کو نکالا اور عائشہ سے فرمایا کہ یہ وہی کنوئیں ہے جو مجھ کو خواب میں دکھایا گیا تھا اس کے پانی کا رنگ مہندی کے پانی کا سا تھا اور اس کے نخلستان کے درخت شیطان کے سر کی مانند تھے پھر آپ نے اس کنوئیں کا پانی نکالا اور پھر اس کنوئیں کی طرف واپس ہوئے اور فرمایا کہ اس کو اور بڑھا دو یہاں تک کہ اس کا پانی مہندی کے پانی کی مانند ہو گیا پھر آپ نے اس کنوئیں کا غلاف اٹھا کر اس کو نکالا اور اس کو توڑا اور اس کو نکالا اور اس کو توڑا اور اس کو نکالا اور اس کو توڑا اور

الرسل الظہیر بتخریج احادیث الرسالۃ المیسر

۱۰۱۰ عن جابر ان یھودیۃ من اھل خیبر سمت شاۃ مصلیۃ ثم اھدتھا للنبی ﷺ الرسول
ای الرسالۃ جابر سے مروی ہے کہ خیبر کی ایک یہودی عورت نے ایک بھنی ہوئی بکری کو زہر آلود کر کے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ہدیۃً بھیجا۔ آپ نے اس کا ایک دست مبارک اٹھایا اور اس میں سے کچھ کھایا۔ پھر آپ نے اس عورت کو بلوایا اور اس سے پوچھا کہ کیا تو نے اس بکری میں زہر ملایا ہے؟ اس نے کہا کہ آپ کو کس نے بتایا؟ آپ نے فرمایا کہ اس ہاتھ نے جو میرے ہاتھ میں ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے کہا کہ میں نے سوچا کہ اگر آپ واقعی نبی ہیں تو زہر آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا اور اگر آپ نبی نہیں ہیں تو ہم آپ سے راحت پا جائیں گے۔ (بخاری)

۱۰۱۱ عن عائشۃ ان یھودیۃ اتت النبی ﷺ بشاۃ مسمومۃ فاکل منھا فجیء بھا فقیل الا نقتلھا قال لا فما زلت اعرفھا فی لھوات رسول اللہ ﷺ
حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی عورت نبی ﷺ کی خدمت میں ایک زہر آلود بکری لائی۔ آپ نے اس کو کھایا۔ پھر اس کو لایا گیا۔ آپ سے کہا گیا کہ کیا ہم اس کو قتل کر دیں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ میں ہمیشہ اس کو رسول اللہ ﷺ کے منہ میں دیکھتی رہی۔ (بخاری)

۱۰۱۲ عن ابی ھریرۃ ان رجلا اھدی لرسول اللہ ﷺ شاۃ مسمومۃ فاکل منھا فجیء بالرجل فقال لہ ما حملک علی ما صنعت قال ان کنت نبیا لم یضرک وان کنت ملکا استرحت منک
ابوہریرہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کو زہر آلود بکری ہدیۃً بھیجی۔ آپ نے اس میں سے کچھ کھایا۔ پھر اس شخص کو لایا گیا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے کہا کہ اگر آپ نبی ہیں تو زہر آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا اور اگر آپ نبی نہیں ہیں تو ہم آپ سے راحت پا جائیں گے۔ (بخاری)

۱۰۱۳ عن ابن کعب بن مالک ان جاریۃ کانت ترعی غنما لکعب بن مالک فاصیبت شاۃ فسئلت ما اصابھا فقالوا اصابھا الموت فقال کعب فاخذ حجرا فکسرھا بحجر ثم اکل منھا
ابن کعب بن مالک سے مروی ہے کہ ایک لونڈی کعب بن مالک کی بکریاں چرایا کرتی تھی۔ ایک بکری مر گئی۔ پوچھا گیا کہ اس کو کیا ہوا؟ لوگوں نے کہا کہ اس کو موت آ گئی۔ کعب نے پتھر اٹھایا اور اس سے بکری کو ذبح کیا۔ پھر اس کو کھایا۔ (بخاری)

۱۰۱۴ عن ابی ھریرۃ ان رجلا اھدی لرسول اللہ ﷺ شاۃ مسمومۃ فاکل منھا فجیء بالرجل فقال لہ ما حملک علی ما صنعت قال ان کنت نبیا لم یضرک وان کنت ملکا استرحت منک
ابوہریرہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کو زہر آلود بکری ہدیۃً بھیجی۔ آپ نے اس میں سے کچھ کھایا۔ پھر اس شخص کو لایا گیا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے کہا کہ اگر آپ نبی ہیں تو زہر آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا اور اگر آپ نبی نہیں ہیں تو ہم آپ سے راحت پا جائیں گے۔ (بخاری)

۱۰۱۵ عن ابی ھریرۃ ان رجلا اھدی لرسول اللہ ﷺ شاۃ مسمومۃ فاکل منھا فجیء بالرجل فقال لہ ما حملک علی ما صنعت قال ان کنت نبیا لم یضرک وان کنت ملکا استرحت منک
ابوہریرہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کو زہر آلود بکری ہدیۃً بھیجی۔ آپ نے اس میں سے کچھ کھایا۔ پھر اس شخص کو لایا گیا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے کہا کہ اگر آپ نبی ہیں تو زہر آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا اور اگر آپ نبی نہیں ہیں تو ہم آپ سے راحت پا جائیں گے۔ (بخاری)

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] واحد [illegible] اصحاب [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ارسل الی [illegible] [illegible] الشاۃ [illegible] اخبرنی [illegible] [illegible] ان [illegible] [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] [illegible] موسی اللہ علیہ وسلم [illegible] [illegible] [illegible]

يجعلن (يعظام) الحمى من حيث تنفجر. رواه البخاري

الرسول الطبيب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مریض کے سینہ اور پیٹ پر ہاتھ پھیرنا

۱۰۳۔ عن ابی حازم ان اسید بن سهل بن حنیف وقرینا ان قد جرح رسول الله صلی الله علیه وسلم سهل ما دواه فقال ما بقی احد اعلم به منی کان یجیء مهراس فیصب علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فلما کان یسهل الدم جاء برمل حصیر فاحرقه ثم حشی به فاستمسک الدم. رواه البخاری

(حضرت سہل رضی اللہ عنہ اب اسی کے بہترین علاج کرنے والے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک زخمی ہوا تو یہ پانی لاتے تھے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا زخم کو دھوتی تھیں اور جب خون بند نہ ہوا تو چٹائی جلا کر زخم پر رکھی تو خون بند ہو گیا۔ بخاری شریف)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک زخمی ہوئے جن کا آپ کے دندان مبارک شہید ہو گئے آپ نے اس کا علاج جس طرح کیا جس کا اور بشر کرتے ہیں

۱۰۴۔ سہل رضی اللہ عنہ کے بھائی کہتے ہیں کہ اس زخم کے علاج کرنے میں سہل سے زیادہ کوئی نہیں جانتا۔ ان کے والد ہی اس کے علاج کرنے والے تھے اور فرماتے تھے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک زخمی ہوا اور دندان مبارک شہید ہو گئے اور آپ کے سر پر خود کی کڑیاں چبھ گئیں تو میں ہی پانی ڈالتا تھا اور میری بیوی فاطمہ رضی اللہ عنہا زخم دھوتی تھیں۔ جب حضرت علی نے دیکھا کہ خون پانی سے کم نہیں ہوتا بلکہ زیادہ ہی بہتا جاتا ہے تو چٹائی کا ایک ٹکڑا لیا اور اس کی راکھ کر کے زخم پر لگائی جب کہیں جا کر خون بند ہوا۔ (بخاری شریف)

۱۰۳۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ کے بھائی کہتے ہیں کہ اس زخم کے علاج کرنے میں سہل سے زیادہ کوئی نہیں جانتا۔ ان کے والد ہی اس کے علاج کرنے والے تھے اور فرماتے تھے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک زخمی ہوا اور دندان مبارک شہید ہو گئے اور آپ کے سر پر خود کی کڑیاں چبھ گئیں تو میں ہی پانی ڈالتا تھا اور میری بیوی فاطمہ رضی اللہ عنہا زخم دھوتی تھیں۔ جب حضرت علی نے دیکھا کہ خون پانی سے کم نہیں ہوتا بلکہ زیادہ ہی بہتا جاتا ہے تو چٹائی کا ایک ٹکڑا لیا اور اس کی راکھ کر کے زخم پر لگائی جب کہیں جا کر خون بند ہوا۔ (بخاری شریف)

۱۰۴۔ حکمت زخم کے علاج کی یہ ہے کہ سہل کا دوام مشاہدہ ہی کیا ہے کہ جب آپ کے چہرہ مبارک پر زخم لگے تو سہل ہی پانی ڈالتے تھے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا زخم دھوتی تھیں۔ جب حضرت علی نے دیکھا کہ خون پانی سے کم نہیں ہوتا بلکہ زیادہ ہی بہتا جاتا ہے تو چٹائی کا ایک ٹکڑا لیا اور اس کی راکھ کر کے زخم پر لگائی جب کہیں جا کر خون بند ہوا۔

الرسول العظیم کی عمدہ بحوث

۱۳۔۔۔ عن عائشہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول [illegible]

۱۴۔۔۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

۱۵۔۔۔ [illegible]

۱۶۔۔۔ [illegible]

۱۷۔۔۔ [illegible]

۱۸۔۔۔ [illegible]

۱۹۔۔۔ [illegible]

۲۰۔۔۔ [illegible]

۲۱۔۔۔ [illegible]

۲۲۔۔۔ [illegible]

۲۳۔۔۔ [illegible]

۲۴۔۔۔ [illegible]

۲۵۔۔۔ [illegible]

الرسول المظیم لحی الورویا الاعلی علی سنائر البشر

... عن ابی سعید علی عائشۃ ... النبی صلی اللہ علیہ وسلم ... قالت ... ابوبکر ... رجل قریب من منکبی یا ... فقال ... فقال ... فقال

يَبْقَى النَّاسُ فَقَالَ اجْلِسْ فَأَبَى فَمَالَ لِحَلْسٍ وَأَنَا أَشْهَدُ بُوبَكْرٍ فَمَالَ إِلَيْهِ النَّاسُ وَتَرَكُوا عُمَرَ فَقَالَ أَمَّا بَعْدُ فَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَمُوتُ كَمَا قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ إِلَى الشَّاكِرِينَ وَاللَّهِ لَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْزَلَ هَذِهِ الْآيَةَ حَتَّى تَلَاهَا أَبُو بَكْرٍ فَتَلَقَّاهَا مِنْهُ النَّاسُ فَمَا أَسْمَعُ بَشَرًا مِنَ النَّاسِ إِلَّا يَتْلُوهَا۔

(بخاری شریف)

الانبیاء علیہم السلام قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں

۱۰۰۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مررت علی موسیٰ لیلۃ اسری بی عند الکثیب الاحمر وھو قائم یصلی فی قبرہ۔

(مسلم شریف)

۱۰۰۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں موسیٰ علیہ السلام پر گزرا جس رات مجھ کو معراج ہوئی تھی کثیب احمر کے پاس اور وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

حضرات انبیاء علیہم السلام میں بہت سی خصوصیات ایسی ہوتی ہیں جن کی وجہ سے وہ تمام قبور و حشر سے ممتاز بھی ہوتے ہیں

۱۰۱۔ عن انس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اتیت بالبراق وھو دابۃ ابیض طویل فوق الحمار ودون البغل یضع حافرہ عند منتھی طرفہ فرکبتہ حتی اتیت بیت المقدس فربطت الدابۃ بالحلقۃ التی یربط بھا الانبیاء ثم دخلت المسجد فصلیت فیہ رکعتین ثم خرجت فجاءنی جبریل علیہ السلام بانائین فی احدھما خمر وفی الاخر لبن فاخترت اللبن فقال جبریل اخترت الفطرۃ اما انک لو اخذت الخمر غوت امتک۔

(مسلم شریف)

۱۰۱۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس براق لایا گیا جو ایک سفید لمبی سواری ہے خچر سے چھوٹی اور گدھے سے بڑی ہے اپنا پاؤں وہاں رکھتا ہے جہاں تک اس کی نظر جاتی ہے میں اس پر سوار ہوا یہاں تک کہ بیت المقدس پہنچا اور اس کو اس حلقہ سے باندھا جس سے انبیاء علیہم السلام باندھتے تھے پھر میں مسجد میں داخل ہوا اور دو رکعت نماز پڑھی پھر میں نکلا تو جبرئیل علیہ السلام دو برتن لے کر میرے پاس آئے ایک میں شراب تھا اور دوسرے میں دودھ میں نے دودھ کو اختیار کیا جبرئیل نے کہا آپ نے فطرت کو اختیار کیا اگر آپ شراب کو اختیار کرتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

لرجل قاعدا على قضيب الصلوة انت تصلي قاعدا فقال اجل ولكني لست كاحد منكم (رواه مسلم)

منها ما يتعلق بيده الكريمة صلى الله عليه وسلم

۱۰۱۔ عن عائشة قالت كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا اشتكى نفث على نفسه بالمعوذات ومسح عنه بيده فلما اشتكى وجعه الذي توفي فيه كنت انفث عليه بالمعوذات التي كان ينفث ومسح بيد نفسه (رواه مسلم)

۱۰۱۔ حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوتے تو اپنے اوپر معوذات پڑھ کر دم کرتے، اس کے بعد جب آپ کا مرض بہت بڑھ گیا اور میں آپ پر معوذات پڑھ کر دم کرتی تھی تو آپ کی آخری بیماری میں میں آپ کو معوذات پڑھ کر دم نہ کر سکی کیونکہ آپ نے فرمایا کہ اب میں نے پڑھ کر دم کرنا چھوڑ دیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک کی امتیازی خصوصیت

۱۰۲۔ حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوتے تو اپنے اوپر معوذات پڑھ کر دم کرتے، اس کے بعد جب آپ کا مرض بہت بڑھ گیا اور میں آپ پر معوذات پڑھ کر دم کرتی تھی تو آپ کی آخری بیماری میں میں آپ کو معوذات پڑھ کر دم نہ کر سکی کیونکہ آپ نے فرمایا کہ اب میں نے پڑھ کر دم کرنا چھوڑ دیا ہے۔

---

(۱۰۱) حضرت عائشہؓ کی اس روایت سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے اوپر معوذات پڑھ کر دم کرنا آپ کی ذاتی خصوصیت تھی۔

(۱۰۲) یہ حدیث عام طور پر اس لئے نقل کی جاتی ہے کہ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ہاتھ کو بیمار کی شفا کے لئے خاص فرمایا، اس کی فضیلت کا یہ مطلب نہیں کہ یہ ہاتھ کسی چیز سے مس ہو کر متبرک ہو جاتا ہے بلکہ اس کی فضیلت اس کی ذاتی خصوصیت ہے، اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی عام طبیب کے نسخہ میں کوئی امتیاز نہ ہو لیکن کسی حاذق طبیب کے نسخہ میں اس کی حذاقت کی وجہ سے کوئی خاص تاثیر ہو، اس لئے ہر طبیب کے نسخہ کو اس کی خصوصیت کے لحاظ سے ایک خاص امتیاز حاصل ہوتا ہے، اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک کو بھی یہ خصوصیت حاصل تھی کہ آپ نے اس کو شفا کے لئے خاص فرمایا، اس

منہ لما یتعلق بحاشۃ الذوق

[illegible]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت ذائقہ کی امتیازی خصوصیت

[illegible]

مارستدل بها فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم الخ، الطعام للشارب، وهذا
اخرجه ابو نعيم والبيهقي في دلائل النبوة

صلى الله عليه وسلم ما يتعلق بصورته

۹۔ عن عائشة رضي الله عنها قالت كان النبي صلى الله عليه وسلم جالسا ذات يوم، فمر محمد على المسرقال لبابه
يا خيبة السيعة على القوابل نزاعة وهو في غنم فجلس في مكانه رواه البيهقي وابو نعيم
كذا في المصدر المفصل ص ۲۶۶ ج ۲

۱۰۔ عن عبد الرحمن بن عثمان التيمي قال خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم بمنى فاستمت
الناس فقال لتعرفني احدكم اسمي فاسمه حتى ان كان ليسمع

قوی ہیکل اس نے مجھ کو پہلوان کہہ دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پہلوان کہلانے کو قبیح سمجھتا ہے کہ
کشتی۔ (ابوداؤد)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کا ایک رشحہ

۹۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن جب منبر خطبہ
کے لیے بیٹھے تو آپ نے لوگوں سے فرمایا مخرمہ آپ کی یہ آواز عبداللہ بن رواحہ کے کان میں پہنچ گئی
اس وقت وہ مکروہوں میں سے تھے آپ کی آواز کا سننا تھا کہ وہ اور آدمی بیٹھ گئے (الاصابہ)

۱۰۔ عبدالرحمن بن عثمان تیمیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں ہمارے سامنے خطبہ پڑھ
رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ کان اس طرح کھولے جس طرح کہ ہم تمام جمع جہاں جہاں تھے

۱۔ اسم اشیر، یہ عباس تو عام جنگی نام ہیں بھی لیتی ہیں، مگر ہی، وہ بھتے ہیں ان کی بیان حلال ہے
اور اس کی اس کو ان ہے۔ جیسا کہ اللہ، اسلام کرنا، ان کا کہنا یا کیونکہ یہ ہے کہ اس کے تو یہ ہیں کا
کہنا کہ اسلام کرنا، اس کا کہنا یا کیونکہ یہ ہے کہ اس کے تو یہ ہیں کا
کہنا کہ اسلام کرنا، اس کا کہنا یا کیونکہ یہ ہے کہ اس کے تو یہ ہیں کا

ما یقول وکنت فی صلاۃ رواہ ابن سعد کذا فی الخصائص

منہا ما یتعلق بحاسۃ البصر

۱۰۳۱۔ عن انس قال اوفضت الصلوٰۃ وانا عند خباء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ادعوا المتوضئ فقام رجل فتوضأ فجعل الماء یسیل من وجہہ ویدیہ ورجلیہ ویقول اشربوا من وضوء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رواہ البخاری وابن ماجہ مختصرا وابن سعد والبیہقی فی الدلائل کذا فی الزرقانی ج ۴ ص ۳۳۶ ج ۱۔

۱۰۳۲۔ عن انس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول اشربوا واسقوا واسقوا الماء رواہ البیہقی

اپنے بھی پیو اور پلاؤ اور پلاؤ۔ انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ خصائص

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم مبارک کی امتیازی خصوصیت

۱۰۳۳۔ حضرت سلمہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حدیبیہ کے کنوئیں پر لوگ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کنوئیں میں کلی فرمائی اور اپنا منہ پھیر کر فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ اس کنوئیں کے اندر سے پانی کا چشمہ ابل رہا ہے اور اس کنوئیں کے اندر سے پانی کا چشمہ ابل رہا ہے۔ بخاری شریف

۱۰۳۴۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے کنوئیں میں کلی فرمائی اور اپنا منہ پھیر کر فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ اس کنوئیں کے اندر سے پانی کا چشمہ ابل رہا ہے اور اس کنوئیں کے اندر سے پانی کا چشمہ ابل رہا ہے۔ بخاری شریف

۱۰۳۵۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے کنوئیں میں کلی فرمائی اور اپنا منہ پھیر کر فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ اس کنوئیں کے اندر سے پانی کا چشمہ ابل رہا ہے اور اس کنوئیں کے اندر سے پانی کا چشمہ ابل رہا ہے۔ بخاری شریف

[illegible] ابوداؤد۔

۳۳۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الفطرۃ خمس او خمس من الفطرۃ الختان والاستحداد وقص الشارب وتقلیم الاظفار ونتف الابط۔ متفق علیہ

۳۴۔ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جزوا الشوارب واعفوا اللحی۔ متفق علیہ

۳۵۔ عن ابن عمر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یأخذ من لحیتہ من عرضھا وطولھا۔ رواہ الترمذی

ومنہا ما یتعلق بحاسۃ الشم

۳۶۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خمس من الفواسق یقتلن فی الحل والحرم الحدأۃ والغراب والفأرۃ والکلب العقور والحیۃ۔ متفق علیہ

۳۷۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا شرب احدکم فلیستنثر بمنخرہ الاعلی فان الشیطان یبیت علی خیشوم من لم یستنثر۔ متفق علیہ

۳۸۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا توضأ احدکم فلیستنثر ثلاثا فان الشیطان یبیت علی خیشومہ۔ متفق علیہ

۳۹۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا توضأ احدکم فلیستنثر ثلاثا فان الشیطان یبیت علی خیشومہ۔ متفق علیہ

۴۰۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا توضأ احدکم فلیستنثر ثلاثا فان الشیطان یبیت علی خیشومہ۔ متفق علیہ

۴۱۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا توضأ احدکم فلیستنثر ثلاثا فان الشیطان یبیت علی خیشومہ۔ متفق علیہ

۴۲۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا توضأ احدکم فلیستنثر ثلاثا فان الشیطان یبیت علی خیشومہ۔ متفق علیہ

۴۳۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا توضأ احدکم فلیستنثر ثلاثا فان الشیطان یبیت علی خیشومہ۔ متفق علیہ

۴۴۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا توضأ احدکم فلیستنثر ثلاثا فان الشیطان یبیت علی خیشومہ۔ متفق علیہ

۴۵۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا توضأ احدکم فلیستنثر ثلاثا فان الشیطان یبیت علی خیشومہ۔ متفق علیہ

۴۶۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا توضأ احدکم فلیستنثر ثلاثا فان الشیطان یبیت علی خیشومہ۔ متفق علیہ

۴۷۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا توضأ احدکم فلیستنثر ثلاثا فان الشیطان یبیت علی خیشومہ۔ متفق علیہ

۴۸۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا توضأ احدکم فلیستنثر ثلاثا فان الشیطان یبیت علی خیشومہ۔ متفق علیہ

۴۹۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا توضأ احدکم فلیستنثر ثلاثا فان الشیطان یبیت علی خیشومہ۔ متفق علیہ

۵۰۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا توضأ احدکم فلیستنثر ثلاثا فان الشیطان یبیت علی خیشومہ۔ متفق علیہ

فَقَالَ مَنْ عَرَفَ اسْتَحَبَّ هٰذِهِ الْاَدْعِيَةَ وَقَالَ مَا قَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ وَاَبُوْ حَنِيْفَةَ
اِنَّ هٰذِهِ الْاَدْعِيَةَ تَعُوْدُ اِلٰى مَعْنًى وَاحِدٍ وَاِنْ كَانَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ اَرَادَ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى
اَعْلَمُ اَنْ يَسْتَعِيْذَ مِنْ عَذَابِ
الْقَبْرِ اَلَّذِيْ اَسْتَعَاذَ مِنْهُ رَسُوْلُهُ صَلَّى عَلَيْهِ بِرَجُلٍ فَقَالَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ قَالُوْا
نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ قَالَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ
عَذَابِ الْقَبْرِ قَالَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ
الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ قَالَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ
فِتْنَةِ الدَّجَّالِ۔ رواہ مسلم

منہا ما یتعلق بربہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۰۲۵۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ اِذَا اَشْكَلَ عَلَيْنَا حَدِيْثٌ سَاَلْنَا عَنْهُ اَوْ كَانَتْ بِهٖ قَرْحَةٌ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ہم کو کوئی حدیث مشکل ہوتی ہے تو ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرتے ہیں یا ایک شخص ہم میں سے پوچھ لیتا ہے آپ سے پوچھ کر بتلا دیتے ہیں۔ اس لئے ہم کو اس بات کا بڑا شکر ہے کہ ہم نے آپ سے دریافت کیا اس امت کا کون ہوگا جو آپ سے نہ پوچھے۔ اگر کسی حدیث کا مطلب نہ سمجھ سکے تو ہم کو اس کا حکم دیا گیا ہے کہ اس کو جاہل نہ رہنے دیں اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ کہ اللہ صاحب ہم کو سمجھا دیں۔ ہم کو کسی مسئلہ پر اعتراض ہوا ہو تو اللہ تعالیٰ کے سامنے عذاب دوزخ سے پناہ مانگیں۔ اگر لوگوں سے پوچھا تو لوگوں نے کہا کہ ہم اللہ کے سامنے عذاب دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں۔ پھر ہم کو اب خبر ہوئی کہ ہم نے اگر ہم سے دعا استعمال سے نہ پوچھا ہو۔ اگر کسی کے پاس کپڑے نہ ہوں تو تمام مسلمانوں سے بھی پناہ مانگیں تو بھی ہم کو ملیں گے۔ اگر ہم سے دعا کا طریقہ پوچھا ہو۔ جس کو دعا کا طریقہ معلوم ہو اس سے تمام امور کے متعلق دعا مانگتے ہیں خواہ ظاہر ہو یا پوشیدہ ہو۔ اس لئے ہم کو فتنہ دجال کے لئے سے بھی پناہ مانگنی چاہئے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔ (مسلم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب میں کی امتیازی خصوصیت

۱۰۲۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب کوئی شخص ہم میں سے کسی بات کو آنحضرت صلی اللہ

۱۰۲۵۔ حاشیہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی آمد و رفت مرد سے پردہ میں تھی اس لئے ہم سے بھی اس وجہ سے احتیاط کی گئی اور وہ بھی ان باتوں میں جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص تھیں۔ ہم کو ان سے پوچھنے کی ممانعت تھی اس لئے کہ ہم کو ان باتوں کے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہوتی تھی اس لئے اس میں ان کو بھی ہم سے پردہ تھا۔ اس لئے ہم کو ان کی ضرورت نہیں ہوتی تھی

[illegible] متفق علیہ

وَمِنْهَا مَا يَتَعَلَّقُ بِالنَّوْمِ

[illegible] رواہ البخاری ومسلم

[illegible] رواہ ابن حبان فی صحیحہ

[illegible] کے بعد سونے کی دعا پڑھنا اور [illegible] کے بعد جاگنے کی دعا پڑھنا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند کی خصوصیت

[illegible] رواہ البخاری ومسلم

منہ انحیبر ھو قبل الوفاۃ

[illegible]

خیبر سے قبل نبی علیہ السلام کو فی حیات مسعود میں اعتقاد کی خصوصیت

[illegible]

منہا ما یتعلق بتجہیز وغسل الوفاۃ

وفات کے وقت نبیہ علیہ السلام کو پھر زندہ کرنے کی خصوصیت

(۳۰۱) عن ابی ہریرۃ قال قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم تلقی فتنزوج الحسناء کل واحد منا ذکرہ فقال نعم والذی نفسی بیدہ انہ لیہ ذکر فی الجنۃ۔ اخرجہ البیہقی کذا فی المصابیح ص ۵۵۳ ج ۲

جماع کا تعلق بجز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے ہے

(۳۰۲) عن عائشۃ قالت اذا اغتسل النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت ابدأ فاغتسل قبلی ولا اقول لہ دعنی اقول لہ دعنی وانا حائض وانا جنب وقد قال اللہ تعالیٰ ولا تقربوہن حتی یطہرن فما یمنعہ من جماعی الا ذلک او قالت الا ان ذلک بیدہ۔ اخرجہ البیہقی کذا فی المصابیح ص ۵۵۳ ج ۲

(۳۰۳) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو ان احدکم اذا اتی اہلہ قال بسم اللہ اللہم جنبنا الشیطان وجنب الشیطان ما رزقتنا فقضی بینہما ولد لم یضرہ شیطان ابدا۔ اخرجہ البیہقی کذا فی المصابیح ص ۵۵۳ ج ۲

(۳۰۴) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو ان احدکم اذا اتی اہلہ قال بسم اللہ اللہم جنبنا الشیطان وجنب الشیطان ما رزقتنا فقضی بینہما ولد لم یضرہ شیطان ابدا۔ اخرجہ البیہقی کذا فی المصابیح ص ۵۵۳ ج ۲

---

(۳۰۱) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا قیامت میں ہم آپس میں ملاقات کریں گے تو ہم میں کسی کی بیوی کسی کو مل جائے گی جیسا کہ دنیا میں ہوتا ہے آپ نے فرمایا ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جنت میں ایک مرد کو سو عورتیں ملیں گی۔

جماعات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کی خصوصیت

(۳۰۲) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل جنابت کی حاجت ہوتی تو میں عرض کرتی کہ آپ مجھ کو اس بات کا حکم فرمائیں کہ جس طرح آپ اپنے کپڑوں سے جسم کے کپڑے الگ کرتے ہیں کیا آپ کے جسم مبارک سے کپڑے الگ کار کپڑوں ہی سے غسل دیتی ہیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص کی بابت سوال کیا جس کی طرف سے اس کے بھائی کا انتقال ہو گیا اور اس نے کسی کے ذریعہ سے کہلا بھیجا کہ میرے بھائی کا انتقال ہو گیا ہے کیا میرے لئے جائز ہے کہ آپ سے کپڑوں ہی سے غسل دیتی ہیں۔

---

(۳۰۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کی بابت جو روایات گذری ہیں ان کے متعلق آپ نے فرمایا کہ آپ کے غسل میں عام طور پر دیر نہیں لگتی تھی۔ اس لئے آپ کے غسل کی بابت جو روایات ہیں ان کی نسبت آپ نے فرمایا کہ آپ کے غسل میں دیر نہیں لگتی تھی۔ اس لئے آپ کے غسل کی بابت جو روایات ہیں ان کی نسبت آپ نے فرمایا کہ آپ کے غسل میں دیر نہیں لگتی تھی۔

وہ امور جو نماز سے متعلق ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

۳۳۳... عن بن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقبل صلاۃ بغیر طہور ولا صدقۃ من غلول ولا یقبل صلاۃ بغیر طہور ولا صدقۃ من غلول ولا یقبل صلاۃ بغیر طہور ولا صدقۃ من غلول ولا یقبل صلاۃ بغیر طہور ولا صدقۃ من غلول ولا یقبل صلاۃ بغیر طہور ولا صدقۃ من غلول

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آخر جنازہ کی ایک نیابی خصوصیت

۳۳۴... عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال لما غسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذہب یخرج من قمیصہ کما یخرج من میتہ فلم یخرج من قمیصہ ولم یخرج من میتہ فلم یخرج من قمیصہ ولم یخرج من میتہ فلم یخرج من قمیصہ ولم یخرج من میتہ

۳۳۳۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص کسی کے ساتھ ظلم کرے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی جب تک کہ وہ اس کا حق ادا نہ کر دے۔

وہ مقام جہاں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل مکہ کی نسبی عزت کی خصوصیت

بن کل فاذا ھو علیہ فیقبرہ وراءہ فاذا خلوا بہا فتحوہ فلم یجدوا فیہ من خلق الانسان شیئا الا عظاما نخرۃ الحدیث وذکر کاملہ ۔ اخرجہ الحاکم وصححہ والبیہقی وروایاہ عن انس واخرجہ ابن ابی الدنیا وابو نعیم من طریق سیف بن عمیر عن عمرہ کذا فی الخصائص الکبری ۲/۲۰۱ وفی مستدرکہ الخصائص الصغری ۲/۱۸۱ وذکر البیہقی فی الاسماء والصفات وضعفہ بن کثیر کما فی الخصائص الصغری ۲/۱۸۱ وذکر ھا ایضا ابن الاثیر وبدل علی ان لہ اصلا الخصائص الکبری ۲/۲۰۱ ۔

منہا ما یتعلق بالدفن

۱۳۲۵ ۔ عن عائشۃ قالت قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاختلفوا فی دفنہ فقال ابوبکر سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیئا قال ما قبض اللہ نبیا الا فی الموضع الذی یحب ان یدفن

اشفاقی فی ذات کہ بہتر واشیں ہے اس کا بدل ہے وہ بتا کہ اللہ تعالیٰ اپنے اسی کی ذات پر کھو سکتا ہے (دہی سے آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ مراد حضرت ابوبکر ہیں) جواب سے کوئی محروم ہو جائے (ہم کو امید تو نہیں کہ محروم ہوں) اسلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔ (خادم الکبریٰ)

انبیاء علیہم السلام کے دفن میں امتیازی خصوصیت

۱۳۲۵ ۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وفات ہوگئی تو آپ کے دفن کے متعلق لوگوں کی رائیں مختلف ہوئیں ۔ اس پر صدیق اکبر نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بات سنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو وفات نہیں دی مگر اسی مقام پر جہاں

النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو یحب	صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات اسی جگہ کی ہوئی
الثبت بھذا الحدیث من حدیث ابی	جہاں آپ کے جی چاہتا ۔ کی اس کی تشریح کرتا ہے طرفین سے
فلم یذکر ما تقدم ولعلہ اختصر او رواہ	مروی ہے ۔ اس کے بعد سے بیچ میں کچھ ہوا ہو کہ ہم
بروایۃ اخری واللہ اعلم	صحیح اور سے کچھ ہیں جاتا صحیح شے ہیں کی اس کا
	علم نہیں

۱۳۲۵ ۔ خدا تعالیٰ کے ہر نبی کی وفات ہوئی ہے اور ہر نبی کی وفات اور رحلت کے حالات میں امتیاز ہے اسی طرح ان کے دفن کے حالات میں بھی امتیاز ہے ۔ عام انبیاء کے مقابلہ میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور دفن میں بہت سے امتیازات ہیں جہاں ان کی تمنا ہوئی ہے کہ جس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حضرت عائشہ کے حجرہ میں ہوئی ہے ۔ اس کی رسیل نبی کا دفن بھی اسی حجرہ کی آپ کی جائے نماز پر ہوئی ہے ۔ جس کے لئے آپ نے

[illegible] وما ترکنا صدقۃ

۱۰۳۰۔ عن ابی بکرۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یدخل الجنۃ قوم ولوا امرھم امرأۃ

منہا اھمرۃ لا یورثون

۱۰۳۱۔ عن ابی بکر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[illegible] ہو ہا ہے کہ اس کو دن کیا جائے اور آپ کو دیں گے جہاں آپ کا جی چاہے گا۔ [illegible]

۱۰۳۲۔ [illegible] عن عائشہ رضی اللہ عنہا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے [illegible] بعد آپ کی وفات کے اور [illegible] آپ کے ترکہ میں سے کچھ دیں۔ آپ نے فرمایا کہ میرا ترکہ صدقہ ہے [illegible] اس مال سے [illegible] اور [illegible] اور [illegible] اور

لا تؤذنا فوكما فاستقدم صلى عليه

منهما سلما هم مع الملائكة

۳۸۰۔ اخرج جابر بن عتيك رضي الله عنه قال قال النبي صلى الله عليه وسلم من قال ثلاثا صلى الله عليه وملائكته وبقيت ثلاثة أيام ويضعف إلى عشرة أيام قال الراوي

سلام کی جواب دینے پر مامور ہوتے ہیں کوئی نہیں بچتا جو پکار کر پہچانتے ہیں وہ سب سلام کرنے والے کو پہچانتے ہیں صلی علیہ

فرشتوں کے ساتھ آپ کی تکلیف کی خصوصیت

۳۸۰۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ تمہارے گھر میں کوئی آنے والا آئے تو اس کو تم پہچانو یا نہ پہچانو اور وہ تمہیں پہچانے یا نہ پہچانے اور تم اس کے ساتھ ایک گھر میں رہو یا نہ رہو

منہا صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی الجنائز وانہا کانت نورا لاہل القبور

۱۰۴۰۔ عن ابی ہریرۃ ان امرأۃ سوداء او رجلا کان یقم المسجد توفیت فسأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عنہا او عنہ فقالوا مات قال افلا کنتم اذنتمونی قال فکانہم صغروا امرہا او امرہ فقال دلونی علی قبرہ فدلوہ فصلی علیہا ثم قال ان ہذہ القبور مملوۃ ظلمۃ علی اہلہا وان اللہ ینورہا لہم بصلوتی علیہم۔ متفق علیہ واللفظ لمسلم۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صلوٰۃ جنازہ کی ایک خصوصیت

۱۰۴۰۔ ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک سیاہ فام عورت مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی یا وہ کوئی نوجوان مرد تھا راوی کو اس میں شک ہے بہرحال کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نہ دیکھا تو اس کے متعلق دریافت فرمایا۔ لوگوں نے کہا اس کا انتقال بھی ہوگیا۔ آپ نے فرمایا تم نے مجھ کو اس کی خبر کیوں نہیں کی، ماؤں کہتا ہے گویا لوگوں نے اس عورت کی حیثیت کو معمولی سمجھا تھا اس پر آپ نے فرمایا مجھ کو اس کی قبر بتلاؤ۔ چنانچہ آپ کو قبر بتائی گئی۔ آپ نے اس پر نماز جنازہ کی اس کے بعد ارشاد فرمایا یہ قبریں تاریکی سے بھری ہوئی ہیں میری نماز کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کو روشن اور منور فرما دیتا ہے۔ متفق علیہ

۱۰۴۰۔ جھاڑو دینے والی عورت ہو یا مرد اس کی خدمت مسجد کے مسائل میں سب سے ممتاز ہونے کی وجہ فضائل کے سبب نہ تھی بلکہ صرف آپ کی ذات سے متعلق تھی اس لیے وہ کسی تقریب سے یاد نہ آسکی ہوں گی۔ بہرحال صحابہ پر ہمیشہ جناب کا یہ ادب پیش حاضر رہتا تھا کہ کوئی معمولی سے معمولی بات بھی آپ کو نذر کرنے کے لیے فروگذاشت نہ ہو۔

ایک واقعہ اسی طرح کا ہے کہ سعد بن عبادہؓ کی والدہ کا انتقال ہوا آپ غزوہ میں تھے آپ کی واپسی پر ان کی حالت میں صرف ایک مہینہ کا فاصلہ رہ گیا تھا۔ آپ نے سعدؓ سے دریافت فرمایا کہ تمہاری والدہ کا انتقال کس طرح ہوا۔ سعدؓ نے عرض کیا کہ ان کا انتقال ایسی حالت میں ہوا کہ ان کو آپ کی واپسی کا بڑا شوق تھا۔ آپ نے فرمایا کہ تمہاری والدہ کو ثواب ہوا ہوگا۔ سعدؓ نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوا ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا تم ان کی طرف سے نماز جنازہ پڑھ لو۔ اس کے بعد آپ نے نماز جنازہ پڑھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز جنازہ میں میت کے لیے دعا کرنا ہی مقصود ہے۔ اس کے لیے میت کا حاضر ہونا ضروری نہیں۔ اسی لیے فقہاء نے لکھا ہے کہ جو شخص نماز جنازہ میں شریک نہ ہو سکا ہو وہ بعد میں بھی نماز پڑھ سکتا ہے۔ اسی کو نماز غائبانہ کہتے ہیں۔ اس کا ثبوت اس واقعہ سے ہوا۔ اسی طرح آپ نے نجاشی کی وفات کے بعد آپ کے حبشہ میں ہونے کی خبر سنی تھی تو اس کی نماز پڑھی تھی اور یہ بھی اسی قبیل سے ہے۔ اس کے علاوہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کے بعد امام مہدی کے نماز جنازہ پڑھنے کے بعد آپ نے بھی نماز پڑھی۔ اس سے بھی یہ مسئلہ ثابت ہوا۔

منہ تمثل الجنۃ والنار صلی اللہ علیہ وسلم

۳۴۱۔ عن عبد اللہ بن عباس قال خسفت الشمس علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم انصرف وقد انجلت الشمس فقال یا ایہا الناس انہ لم یخسف الشمس والقمر لموت احد ولا لحیاتہ فاذا رأیتم شیئا من ذلک فافزعوا الی الصلوۃ۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۴۴)

۳۴۲۔ عن انس رضی اللہ عنہ قال صلی لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم ترقی فی منبرہ فاشار

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جنت اور دوزخ کے متمثل کی خصوصیت

۳۴۱۔ اس حدیث میں یہ فرمایا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں ایک دفعہ سورج گرہن ہوا تو آپ نے نماز کسوف پڑھائی۔ لوگوں نے پوچھا، رسول اللہ! ہم دیکھتے تھے کہ آپ نے کچھ قصد کیا پھر پیچھے ہٹ گئے اور کچھ قصد کیا پھر پیچھے ہٹ گئے تو آپ نے فرمایا کہ میں جنت کو دیکھ رہا تھا اور میں نے ارادہ کیا کہ اس کے کچھ پھل توڑ لوں تو اگر میں اس کو توڑ لیتا تو تم دنیا کے رہنے تک اس کو کھاتے رہتے اور میں نے دوزخ کو بھی دیکھا اور کبھی ایسا منظر نہیں دیکھا جیسا آج دیکھا اور میں نے دیکھا کہ دوزخ میں عورتیں زیادہ ہیں۔ صحابہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ان کے کفر کی وجہ سے۔ پوچھا گیا کہ کیا اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ شوہر کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان نہیں مانتی ہیں۔ اگر تم میں سے کسی کے ساتھ تم زمانہ بھر احسان کرتے رہو پھر وہ تم سے کوئی ناگوار بات دیکھ لے تو کہہ دے گی کہ میں نے تم سے کبھی بھلائی نہیں پائی۔ (بخاری شریف)

۳۴۲۔ یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی پھر منبر کی سیڑھی پر

---

(۳۴۱) اسی حدیث کے ضمن میں یہ بھی مذکور ہے کہ جس وقت آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ میں نے جنت کو دیکھا اور اس کے انگور کا ایک خوشہ لینا چاہا تھا اگر میں اس کو لے لیتا تو تم اس کو دنیا کے رہنے تک کھاتے رہتے اور میں نے دوزخ کو دیکھا اور کبھی ایسا ہولناک منظر نہیں دیکھا جیسا آج دیکھا اور میں نے دیکھا کہ دوزخ میں عورتیں زیادہ ہیں۔ صحابہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ان کے کفر کی وجہ سے۔ پوچھا گیا کہ کیا اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ شوہر کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان نہیں مانتی ہیں۔ اگر تم میں سے کسی کے ساتھ تم زمانہ بھر احسان کرتے رہو پھر وہ تم سے کوئی ناگوار بات دیکھ لے تو کہہ دے گی کہ میں نے تم سے کبھی بھلائی نہیں پائی۔ (بخاری شریف)

منہاج نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الجنۃ النہار بعینہا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جنت و دوزخ دکھانے کی تصویر

۱۰۳۴۔ [illegible] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] فقلت من هذا فقال هذا بلال فرأيت [illegible] فقلت لمن هذا فقال هذا لعمر بن الخطاب فأردت أن أدخله فذكرت [illegible] فقال يا أبا [illegible] قال متفق عليه

من أجل حديث الأنبياء عليهم السلام وأن النبوة وقد انقطعت بعد نبينا وسيد الخلق صلى الله عليه وسلم

۱۰۳۵۔ عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إنه ليس بيني وبينه نبي يعني عيسى عليه السلام وإنه نازل فإذا رأيتموه فاعرفوه رجل مربوع إلى الحمرة والبياض سبط الرأس يقتل الخنزير ويضع الجزية ويدعو الناس إلى الإسلام فيهلك في زمانه الملل كلها إلا الإسلام ويهلك المسيح الدجال فيمكث في الأرض أربعين سنة ثم يتوفى ويصلي عليه المسلمون رواه أبو داود

۱۰۳۴۔ [illegible] حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں [illegible] کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے [illegible] عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور وہ اترنے والے ہیں پس جب تم ان کو دیکھو تو پہچان لو وہ درمیانہ قد کے ہیں سرخی اور سفیدی کی طرف مائل رنگ ہے سیدھے بال ہیں وہ خنزیروں کو قتل کریں گے جزیہ کو اٹھا دیں گے لوگوں کو اسلام کی طرف بلائیں گے ان کے زمانہ میں تمام ملتیں ہلاک ہو جائیں گی سوائے اسلام کے اور مسیح دجال کو ہلاک کریں گے پھر زمین میں چالیس سال رہیں گے پھر وفات پائیں گے اور مسلمان ان پر نماز جنازہ پڑھیں گے [illegible]

انبیاء علیہم السلام کی سب سے ممتاز خصوصیت وحی نبوت ہے اور اب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی ہے

۱۰۳۵۔ [illegible] حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] کے درمیان [illegible]

۱۰۳۵۔ [illegible] حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے [illegible] کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے [illegible] کے بعد [illegible] کے [illegible] کے [illegible] کے

باب تعارف النبی صلی اللہ علیہ وسلم مع العرب

[illegible] عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] سنۃ [illegible] وربی [illegible] وربی [illegible] وربی

ابواب الوحی وما کان ارسل علی نبی صلی اللہ علیہ وسلم وکیف کان ابتداء الوحی

حدثنا ابن الحارث بن هشام سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف

وحی کے اقسام، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر شدید وحی کی آواز

النفث فی الروع

۱۰۵۳۔ عن ابی امامۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الملک النفث فی روعی انہ لن تموت نفس حتی تبلغ اجلہا وتستوعب رزقہا فاتقوا اللہ واجملوا فی الطلب خذوا ما حل ودعوا ما حرم۔ رواہ ابن ماجۃ والبیہقی فی شعب الایمان۔

فرشتہ کا غیبی طور پر قلب میں کوئی بات ڈالنا

۱۰۵۳۔ ابو امامہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فرشتہ نے میرے دل میں یہ بات ڈالی ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک کہ اپنی عمر کو پورا نہ کر لے اور اپنا رزق پورا نہ کھا لے۔ پس اللہ سے ڈرو اور اچھے طریقہ سے طلب کرو۔ حلال چیزوں کو لو اور حرام چیزوں کو چھوڑ دو۔ اس حدیث کو ابن ماجہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔

اللغات: النفث فی الروع: دل میں ڈالنا۔ استوعب: پورا کرنا۔ اجملوا: اچھے طریقہ سے۔

۱۰۵۴۔ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان روح القدس نفث فی روعی ان نفسا لن تموت حتی تستکمل رزقہا فاتقوا اللہ وجملوا فی الطلب ولا یحملن احدکم استبطاء الرزق ان یطلبہ بمعصیۃ اللہ فان اللہ لا ینال ما عندہ الا بطاعتہ۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔

۱۰۵۴۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ روح القدس نے میرے دل میں یہ بات ڈالی ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک کہ اپنا رزق پورا نہ کھا لے۔ پس اللہ سے ڈرو اور اچھے طریقہ سے طلب کرو۔ اور رزق کی دیر تمہیں اس پر نہ ابھارے کہ اللہ کی نافرمانی کر کے اس کو طلب کرو۔ کیونکہ اللہ کے پاس جو کچھ ہے وہ اس کی اطاعت کے بغیر نہیں مل سکتا۔ اس حدیث کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔

اللہ وَاجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ وَلَا يَحْمِلَنَّكُمُ اسْتِبْطَاءُ الرِّزْقِ أَنْ تَطْلُبُوهُ بِمَعَاصِي اللهِ فَإِنَّ اللهَ تَعَالَى لَا يُدْرَكُ مَا عِنْدَهُ إِلَّا بِطَاعَتِهِ (رواہ فی شرح السنۃ والبیہقی فی شعب الایمان)

الرُّؤيا

۱۰۵۴۔ عَنْ أَبِي عَبَّاسٍ قَالَ: بَاتَ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُوْنَةَ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَضَّأَ كَمَا كَانَ يَتَوَضَّأُ بَيْنَ يَدَيْ قِيَامِهِ فَقَامَ يُصَلِّي فَقُمْتُ فَتَوَضَّأْتُ مِثْلَ وُضُوْئِهِ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رَأْسِي وَأَخَذَ بِأُذُنِي الْيُمْنَى يَفْتِلُهَا فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتَّى نَفَخَ وَكَانَ إِذَا نَامَ نَفَخَ ثُمَّ أَتَاهُ الْمُؤَذِّنُ فَخَرَجَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ (رواہ مسلم)

مرتبہ ملے گا۔ اللہ تعالیٰ جزاء اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور نفا صبر کے ساتھ رزق طلب کرو اور اگر تمہیں رزق ملنے میں کچھ تاخیر ہو تو اس کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے ذریعہ سے حاصل کرنے کے لیے نہ کرو۔ کیونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ جو رزق دست قدرت میں ہے وہ صرف اس کی فرمانبرداری سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ (شرح السنۃ، بیہقی)

خواب

۱۰۵۴۔ ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شب میں اپنی خالہ حضرت میمونہؓ کے گھر رات بھر رہا۔ آپ کی شب کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور ایک مشک سے وضو کیا جیسا کہ وضو کرنا نماز کے لیے ہوتا ہے پھر نماز کا ارادہ کر کے کھڑے ہوئے۔ میں آپ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ آپ نے دست گرفتاری صرف کیا اس کے بعد مجھے پیچھے کر دیا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہو گئے تو میں بھی اٹھا کھڑا ہوا اور جیسا وضو آپ نے کیا تھا ویسا ہی وضو کیا پھر آ کر آپ کی بائیں

شکایت کا دل میں پیدا حاصل ذکر کرنا۔ اطمینان سمجھنا ہے کہ رزق آنا ہے اور وہ بہت سے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے حدیث میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ رزق حرام حاصل کرنے کی ممانعت ہے۔

الرسول العظیم فی مشہدہ عند المولیٰ

۵۵۔ ابان صفوان بن یحییٰ اخذہ ... یعنی الحبوۃ قال قلت لابی ... الشیخ علی اللہ علیہ وسلم جالس یوم ... قال علیہ وسلم یا جبریل ... فقال جبریل ... فقال ... علیہ وسلم ... فقال ... علیہ وسلم ... فقال ... علیہ وسلم

غسل الجنابة الذي فيه ثلاث مرات وإزالة عنك الجنابة الشعر وتمر بك كما تصنع في
تحلك فلك بعطاء واردد الوضاء حين تعرة ان تغسل ثلاث مرات فقال فعرفت واجدا
ان باب غسل الحلق ثلاث مرات ۱۲ منه ۔ وفي باب غسل يا الغسل افضل في الحيض وانزل
الله على النبي صلى الله عليه وسلم فيه ثوب ۔

۵۵۶۔ عن علي قال كنت رجلا مذاء فكنت رسول الله صلى الله عليه وسلم لمكان ابنته مني
فامرت المقداد فسأله فقال فيه الوضوء ۔ رواه البخاري ومسلم ۔

۵۵۷۔ عن عبادة بن الصامت قال كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا أنزل عليه
الوحي كرب لذلك وتربد وجهه ۔ رواه مالك ولكن رأيته ونحن صابرون منه في اليوم
الشديد البرد ورأسه ۔ رواه مسلم

۵۵۸۔ عن علي قال قلت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم حفظت يا رسول الله

تیسرے دن سے زیادہ ہو جائے تو ضرور ہے جس پر بھی ہوتی ہے اس کو چاہیے کہ اپنے دھلے ہوئے کپڑے اور اس کے علاوہ پانچ کپڑے اور اسی طرح تمام بدن کو ملنے میں اس طرح کی احتیاط کرے جس طرح ایسی حالت میں عورتیں کرتی ہیں اور اس کے بعد غسل کی فرض ہو جائے گا کہ وہ حیض سے پاک ہو جائے۔ حضرت عائشہ نے فرمایا ہے۔ بخاری شریف۔

۵۵۵۔ فاطمہ بنت حبیش سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب تم میں کسی کو حیض آئے تو نماز چھوڑ دے اور جب حیض کے دن گزر جائیں تو غسل کرے اور نماز پڑھے۔ بخاری۔

۵۵۶۔ عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی آتی تو اس کی وجہ سے آپ کو اتنی تکلیف ہوتی کہ جاڑے کے دن تک میں پسینہ آ جاتا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ کا سر مبارک جھک جاتا اور آپ کے صحابہ بھی اپنے سروں کو جھکا لیتے پھر جب وحی کا زمانہ ختم ہو جاتا تو آپ اپنا سر اٹھاتے۔ (مسلم شریف)

۵۵۷۔ عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ

۵۵۶۔ یا علی کا اقرار۔ اس کے بعد میں ہوتا تھا جیسا کہ قبل بیان کے وقت ہی آپ کا حضرت فاطمہ کا احترام کرنا اس کا سبب تھا کہ حضور میں بکثرت حاضر ہوتے تھے۔

۵۵۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ پر وحی کا نزول شدید ہوتا تھا اور اس وقت بھی حضرت ذوالجلال کی اس عظیم عطا کے شکر میں آپ نے فرائض ادا کیے اور کبھی شکایت نہیں کی حتیٰ کہ اپنی جان کا سلام تک اپنی جانب سے ہونا آپ نے کبھی نہیں محسوس کیا اس سے ظاہر ہے کہ اس حالت میں استغراق اور استحضار کس درجہ کا ہوتا ہوگا اور اس کا علم آپ کی تائید سے ہوتا ہے کہ آپ کی توجہ کس طرف منعطف ہوتی ہے کہ وقت آپ کے عبادت و تعلیم کی ہوتا ہے ان کی تعلیمات میں کس طرح کی تاثیر ہوتی ہے کہ سب سے آسان بیان فرمایا۔ اس کی پہلی حدیث جو زانو کا ذکر ہے آپ پر وحی کی شدت کا عالم قریب قریب ہوتا تھا

جب آپ پر وحی آتی ہے تو آپ کے سر پر بوجھ پڑتا ہے اور پسینہ کے موتی کی طرح ڈھلکنے لگتے ہیں۔ ایک
دفعہ ایسی ہی سخت سردی کے دن میں آپ پر وحی نازل ہوئی تو آپ کا پسینہ بہنے لگا۔ (بخاری و مسلم)

۱۰۵۹۔ عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجود الناس بالخیر
وکان اجود ما یکون فی رمضان حین یلقاہ جبریل وکان یلقاہ فی کل لیلۃ من رمضان فیدارسہ القرآن
فلرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجود بالخیر من الریح المرسلۃ۔ (متفق علیہ)

۱۰۵۹۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے
زیادہ سخی تھے اور رمضان میں آپ کی سخاوت اور بڑھ جاتی تھی جب جبرئیل علیہ السلام آپ سے ملتے تھے اور
رمضان کی ہر رات میں جبرئیل علیہ السلام آپ سے ملتے تھے اور آپ سے قرآن کا دور کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم بھلائی کے کام میں تیز ہوا سے بھی زیادہ سخی تھے۔ (بخاری و مسلم)

۱۰۶۰۔ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما سئل شیئا قط فقال لا۔
(متفق علیہ)

۱۰۶۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ مانگا گیا آپ نے
کبھی نہیں نہیں فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

۱۰۶۱۔ عن انس رضی اللہ عنہ قال ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سئل شیئا علی الاسلام
الا اعطاہ قال رجل فاعطاہ غنما بین جبلین فرجع الی قومہ فقال یا قوم اسلموا فان محمدا یعطی عطاء
لا یخشی الفاقۃ۔ (رواہ مسلم)

۱۰۶۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ سے
اسلام کے لئے کچھ مانگا گیا ہو اور آپ نے عطا نہ فرمایا ہو۔ ایک شخص نے آپ سے دو پہاڑوں کے درمیان کی
بکریاں مانگیں تو آپ نے عطا فرما دیں۔ وہ شخص اپنی قوم کے پاس گیا اور کہا اے قوم! اسلام لے آؤ محمد
صلی اللہ علیہ وسلم اتنا دیتے ہیں کہ فقر و فاقہ کا خوف نہیں رہتا۔ (مسلم)

۱۰۶۲۔ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان لی مثل احد ذہبا
لسرنی ان لا یمر علی ثلاثۃ ایام وعندی منہ شیء الا شیء ارصدہ لدین۔ (متفق علیہ)

۱۰۶۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میرے پاس
احد پہاڑ کے برابر سونا ہو تو مجھے خوشی ہو کہ تین دن نہ گزرنے پائیں کہ میرے پاس اس میں سے کچھ باقی رہے
سوائے اس کے جو میں قرض ادا کرنے کے لئے رکھ لوں۔ (بخاری و مسلم)

۱۰۵۹۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے
زیادہ سخی تھے اور رمضان میں آپ کی سخاوت اور بڑھ جاتی تھی جب جبرئیل علیہ السلام آپ سے ملتے تھے اور
رمضان کی ہر رات میں جبرئیل علیہ السلام آپ سے ملتے تھے اور آپ سے قرآن کا دور کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم بھلائی کے کام میں تیز ہوا سے بھی زیادہ سخی تھے۔ (بخاری و مسلم)

۱۰۶۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ مانگا گیا آپ نے
کبھی نہیں نہیں فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

۱۰۶۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ سے
اسلام کے لئے کچھ مانگا گیا ہو اور آپ نے عطا نہ فرمایا ہو۔ ایک شخص نے آپ سے دو پہاڑوں کے درمیان کی
بکریاں مانگیں تو آپ نے عطا فرما دیں۔ وہ شخص اپنی قوم کے پاس گیا اور کہا اے قوم! اسلام لے آؤ محمد
صلی اللہ علیہ وسلم اتنا دیتے ہیں کہ فقر و فاقہ کا خوف نہیں رہتا۔ (مسلم)

۱۰۶۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میرے پاس
احد پہاڑ کے برابر سونا ہو تو مجھے خوشی ہو کہ تین دن نہ گزرنے پائیں کہ میرے پاس اس میں سے کچھ باقی رہے
سوائے اس کے جو میں قرض ادا کرنے کے لئے رکھ لوں۔ (بخاری و مسلم)

وَإِذَا لَقِيَهُ جِبْرِيلُ أَطْرَقَ وَإِذَا ذَهَبَ قَرَأَهُ كَمَا وَعَدَهُ اللَّهُ اللفظ للبخاری

۔ بعد۔ عن جابر بن عبد اللہ انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحدث عن فترۃ الوحی فقال فی حدیثہ بینا انا امشی سمعت صوتا من السماء فرفعت بصری قبل السماء فاذا الملک الذی جاءنی بحراء جالس علی کرسی بین السماء والارض فجئثت منہ حتی خررت الی الارض فجئت اھلی فقلت زملونی زملونی فانزل اللہ یا ایھا المدثر الی قولہ والرجز فاھجر ثم حمی الوحی وتتابع۔ واللفظ للبخاری

الوحی وثقلہ علی بعض اصحابہ

۱۶۱۔ عن سعید بن سعید الساعدی انہ رأی مروان بن الحکم فی المسجد فاقبلت حتی

علیہ السلام تشریف لائے تو آپ پر سردی کا جھٹکا سے محسوس ہوا اور تشریف لے جانے تو جسم مبارک پسینہ سے شرابور تھا اس وقت آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی۔ (بخاری شریف)

۱۶۰۔ جابر بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے میں نے سنا آپ وحی کی آمد کے وقت کے بارے میں فرما رہے تھے کہ میں ایک دن چلا جا رہا تھا کہ آسمان کی طرف سے ایک آواز آئی میں نے نظر اوپر اٹھائی کیا دیکھتا ہوں کہ وہی فرشتہ جو میرے پاس حرا میں آیا تھا یعنی جبریل علیہ السلام آسمان و زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں یہ حالت دیکھ کر میں سخت خوف زدہ ہو گیا اور زمین پر گر پڑا اور اپنی اہلیہ کے پاس آیا اور میں نے کہا مجھے کمبل اڑھا دو مجھے کمبل اڑھا دو اس کے بعد سورۃ مدثر کی یہ آیتیں نازل ہوئیں یا ایھا المدثر سے فاھجر تک اور اس کے بعد وحی کا سلسلہ برابر جاری ہو گیا اور پے در پے نازل ہونے لگی۔ (بخاری شریف)

وحی اور اس کا وزن آپ کے بعض صحابہ پر

۱۶۱۔ یعلی بن سعید ساعدی سے روایت ہے کہ انہوں نے مروان بن حکم کو مسجد میں دیکھا تو میں وہاں گیا اور اس کے پاس

۱۵۹۔ ..... اس حدیث سے ابن اسحاق کی تشریح ہو رہی ہے جو انہوں نے فترۃ وحی کی بیان کی ہے۔ (مولانا عثمان غنی)

۱۶۰۔ آنحضرت کے عرش العظیم پر فیصلہ فرمانے کے وقت کی کیفیت جب کہ ملائکہ و عظمت کے ساتھ پیغام وحی کے لئے حاضر ہوتے ہیں اور وحی کے سننے کی طاقت نہ رکھنے کی وجہ سے بیہوش ہو جاتے ہیں۔ (مولانا عثمان غنی)

۱۶۱۔ ..... مروان کے ساتھ ان حضرات کی ملاقات اور ان کے ساتھ ان کا برتاؤ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ حضرات اس کو ایک علیحدہ مسلمان سمجھتے تھے۔

[illegible]

[illegible] ۱۴۱۲ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لولا ان رجالا من المؤمنین لا تطیب انفسھم ان یتخلفوا عنی ولا اجد ما احملھم علیہ ما تخلفت عن سریۃ تغزو فی سبیل اللہ والذی نفسی بیدہ لوددت ان اغزو فی سبیل اللہ فاقتل ثم اغزو فاقتل ثم اغزو فاقتل۔ متفق علیہ۔

۱۴۱۳ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من مکلوم یکلم فی سبیل اللہ واللہ اعلم بمن یکلم فی سبیلہ الا جاء یوم القیامۃ وکلمہ یثعب دما اللون لون الدم والریح ریح المسک۔ متفق علیہ۔

۱۴۱۴ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تضمن اللہ لمن جاھد فی سبیلہ لا یخرجہ من بیتہ الا جھاد فی سبیلہ وایمان بی وتصدیق برسلی فھو علی ضامن ان ادخلہ الجنۃ او ارجعہ الی مسکنہ الذی خرج منہ نائلا ما نال من اجر او غنیمۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۱۵ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل المجاھد فی سبیل اللہ کمثل الصائم القائم القانت بآیات اللہ لا یفتر من صیام ولا صلوۃ حتی یرجع المجاھد فی سبیل اللہ۔ متفق علیہ۔

۱۴۱۶ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من خرج فی سبیل اللہ لا یخرجہ الا ایمان بی وتصدیق برسلی فھو ضامن علی ان ادخلہ الجنۃ او ارجعہ الی مسکنہ الذی خرج منہ مع ما نال من اجر او غنیمۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۱۷ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نفس تموت لھا عند اللہ خیر یسرھا ان لھا الدنیا وما فیھا الا الشھید یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل مرۃ اخری لما یری من فضل الشھادۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۱۸ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یدخل الجنۃ یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ ما علی الارض من شیء غیر الشھید فانہ یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل عشر مرات لما یری من الکرامۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۱۹ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من عبد یموت لہ عند اللہ خیر یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ الدنیا وما فیھا الا الشھید لما یری من فضل الشھادۃ فانہ یحب ان یرجع فیقتل۔ متفق علیہ۔

۱۴۲۰ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نفس تموت لھا عند اللہ خیر یسرھا ان لھا الدنیا وما فیھا الا الشھید یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل مرۃ اخری لما یری من فضل الشھادۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۲۱ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یدخل الجنۃ یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ ما علی الارض من شیء غیر الشھید فانہ یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل عشر مرات لما یری من الکرامۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۲۲ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من عبد یموت لہ عند اللہ خیر یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ الدنیا وما فیھا الا الشھید لما یری من فضل الشھادۃ فانہ یحب ان یرجع فیقتل۔ متفق علیہ۔

۱۴۲۳ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نفس تموت لھا عند اللہ خیر یسرھا ان لھا الدنیا وما فیھا الا الشھید یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل مرۃ اخری لما یری من فضل الشھادۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۲۴ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یدخل الجنۃ یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ ما علی الارض من شیء غیر الشھید فانہ یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل عشر مرات لما یری من الکرامۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۲۵ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من عبد یموت لہ عند اللہ خیر یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ الدنیا وما فیھا الا الشھید لما یری من فضل الشھادۃ فانہ یحب ان یرجع فیقتل۔ متفق علیہ۔

۱۴۲۶ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نفس تموت لھا عند اللہ خیر یسرھا ان لھا الدنیا وما فیھا الا الشھید یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل مرۃ اخری لما یری من فضل الشھادۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۲۷ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یدخل الجنۃ یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ ما علی الارض من شیء غیر الشھید فانہ یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل عشر مرات لما یری من الکرامۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۲۸ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من عبد یموت لہ عند اللہ خیر یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ الدنیا وما فیھا الا الشھید لما یری من فضل الشھادۃ فانہ یحب ان یرجع فیقتل۔ متفق علیہ۔

۱۴۲۹ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نفس تموت لھا عند اللہ خیر یسرھا ان لھا الدنیا وما فیھا الا الشھید یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل مرۃ اخری لما یری من فضل الشھادۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۳۰ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یدخل الجنۃ یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ ما علی الارض من شیء غیر الشھید فانہ یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل عشر مرات لما یری من الکرامۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۳۱ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من عبد یموت لہ عند اللہ خیر یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ الدنیا وما فیھا الا الشھید لما یری من فضل الشھادۃ فانہ یحب ان یرجع فیقتل۔ متفق علیہ۔

۱۴۳۲ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نفس تموت لھا عند اللہ خیر یسرھا ان لھا الدنیا وما فیھا الا الشھید یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل مرۃ اخری لما یری من فضل الشھادۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۳۳ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یدخل الجنۃ یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ ما علی الارض من شیء غیر الشھید فانہ یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل عشر مرات لما یری من الکرامۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۳۴ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من عبد یموت لہ عند اللہ خیر یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ الدنیا وما فیھا الا الشھید لما یری من فضل الشھادۃ فانہ یحب ان یرجع فیقتل۔ متفق علیہ۔

۱۴۳۵ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نفس تموت لھا عند اللہ خیر یسرھا ان لھا الدنیا وما فیھا الا الشھید یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل مرۃ اخری لما یری من فضل الشھادۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۳۶ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یدخل الجنۃ یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ ما علی الارض من شیء غیر الشھید فانہ یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل عشر مرات لما یری من الکرامۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۳۷ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من عبد یموت لہ عند اللہ خیر یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ الدنیا وما فیھا الا الشھید لما یری من فضل الشھادۃ فانہ یحب ان یرجع فیقتل۔ متفق علیہ۔

۱۴۳۸ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نفس تموت لھا عند اللہ خیر یسرھا ان لھا الدنیا وما فیھا الا الشھید یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل مرۃ اخری لما یری من فضل الشھادۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۳۹ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یدخل الجنۃ یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ ما علی الارض من شیء غیر الشھید فانہ یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل عشر مرات لما یری من الکرامۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۴۰ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من عبد یموت لہ عند اللہ خیر یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ الدنیا وما فیھا الا الشھید لما یری من فضل الشھادۃ فانہ یحب ان یرجع فیقتل۔ متفق علیہ۔

۱۴۴۱ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نفس تموت لھا عند اللہ خیر یسرھا ان لھا الدنیا وما فیھا الا الشھید یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل مرۃ اخری لما یری من فضل الشھادۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۴۲ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یدخل الجنۃ یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ ما علی الارض من شیء غیر الشھید فانہ یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل عشر مرات لما یری من الکرامۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۴۳ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من عبد یموت لہ عند اللہ خیر یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ الدنیا وما فیھا الا الشھید لما یری من فضل الشھادۃ فانہ یحب ان یرجع فیقتل۔ متفق علیہ۔

۱۴۴۴ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نفس تموت لھا عند اللہ خیر یسرھا ان لھا الدنیا وما فیھا الا الشھید یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل مرۃ اخری لما یری من فضل الشھادۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۴۵ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یدخل الجنۃ یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ ما علی الارض من شیء غیر الشھید فانہ یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل عشر مرات لما یری من الکرامۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۴۶ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من عبد یموت لہ عند اللہ خیر یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ الدنیا وما فیھا الا الشھید لما یری من فضل الشھادۃ فانہ یحب ان یرجع فیقتل۔ متفق علیہ۔

۱۴۴۷ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نفس تموت لھا عند اللہ خیر یسرھا ان لھا الدنیا وما فیھا الا الشھید یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل مرۃ اخری لما یری من فضل الشھادۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۴۸ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یدخل الجنۃ یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ ما علی الارض من شیء غیر الشھید فانہ یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل عشر مرات لما یری من الکرامۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۴۹ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من عبد یموت لہ عند اللہ خیر یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ الدنیا وما فیھا الا الشھید لما یری من فضل الشھادۃ فانہ یحب ان یرجع فیقتل۔ متفق علیہ۔

۱۴۵۰ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نفس تموت لھا عند اللہ خیر یسرھا ان لھا الدنیا وما فیھا الا الشھید یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل مرۃ اخری لما یری من فضل الشھادۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۵۱ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یدخل الجنۃ یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ ما علی الارض من شیء غیر الشھید فانہ یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل عشر مرات لما یری من الکرامۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۵۲ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من عبد یموت لہ عند اللہ خیر یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ الدنیا وما فیھا الا الشھید لما یری من فضل الشھادۃ فانہ یحب ان یرجع فیقتل۔ متفق علیہ۔

۱۴۵۳ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نفس تموت لھا عند اللہ خیر یسرھا ان لھا الدنیا وما فیھا الا الشھید یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل مرۃ اخری لما یری من فضل الشھادۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۵۴ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یدخل الجنۃ یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ ما علی الارض من شیء غیر الشھید فانہ یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل عشر مرات لما یری من الکرامۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۵۵ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من عبد یموت لہ عند اللہ خیر یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ الدنیا وما فیھا الا الشھید لما یری من فضل الشھادۃ فانہ یحب ان یرجع فیقتل۔ متفق علیہ۔

۱۴۵۶ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نفس تموت لھا عند اللہ خیر یسرھا ان لھا الدنیا وما فیھا الا الشھید یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل مرۃ اخری لما یری من فضل الشھادۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۵۷ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یدخل الجنۃ یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ ما علی الارض من شیء غیر الشھید فانہ یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل عشر مرات لما یری من الکرامۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۵۸ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من عبد یموت لہ عند اللہ خیر یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ الدنیا وما فیھا الا الشھید لما یری من فضل الشھادۃ فانہ یحب ان یرجع فیقتل۔ متفق علیہ۔

۱۴۵۹ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نفس تموت لھا عند اللہ خیر یسرھا ان لھا الدنیا وما فیھا الا الشھید یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل مرۃ اخری لما یری من فضل الشھادۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۶۰ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یدخل الجنۃ یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ ما علی الارض من شیء غیر الشھید فانہ یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل عشر مرات لما یری من الکرامۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۶۱ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من عبد یموت لہ عند اللہ خیر یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ الدنیا وما فیھا الا الشھید لما یری من فضل الشھادۃ فانہ یحب ان یرجع فیقتل۔ متفق علیہ۔

۱۴۶۲ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نفس تموت لھا عند اللہ خیر یسرھا ان لھا الدنیا وما فیھا الا الشھید یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل مرۃ اخری لما یری من فضل الشھادۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۶۳ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یدخل الجنۃ یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ ما علی الارض من شیء غیر الشھید فانہ یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل عشر مرات لما یری من الکرامۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۶۴ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من عبد یموت لہ عند اللہ خیر یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ الدنیا وما فیھا الا الشھید لما یری من فضل الشھادۃ فانہ یحب ان یرجع فیقتل۔ متفق علیہ۔

۱۴۶۵ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نفس تموت لھا عند اللہ خیر یسرھا ان لھا الدنیا وما فیھا الا الشھید یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل مرۃ اخری لما یری من فضل الشھادۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۶۶ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یدخل الجنۃ یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ ما علی الارض من شیء غیر الشھید فانہ یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل عشر مرات لما یری من الکرامۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۶۷ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من عبد یموت لہ عند اللہ خیر یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ الدنیا وما فیھا الا الشھید لما یری من فضل الشھادۃ فانہ یحب ان یرجع فیقتل۔ متفق علیہ۔

۱۴۶۸ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نفس تموت لھا عند اللہ خیر یسرھا ان لھا الدنیا وما فیھا الا الشھید یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل مرۃ اخری لما یری من فضل الشھادۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۶۹ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یدخل الجنۃ یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ ما علی الارض من شیء غیر الشھید فانہ یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل عشر مرات لما یری من الکرامۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۷۰ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من عبد یموت لہ عند اللہ خیر یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ الدنیا وما فیھا الا الشھید لما یری من فضل الشھادۃ فانہ یحب ان یرجع فیقتل۔ متفق علیہ۔

۱۴۷۱ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نفس تموت لھا عند اللہ خیر یسرھا ان لھا الدنیا وما فیھا الا الشھید یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل مرۃ اخری لما یری من فضل الشھادۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۷۲ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یدخل الجنۃ یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ ما علی الارض من شیء غیر الشھید فانہ یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل عشر مرات لما یری من الکرامۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۷۳ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من عبد یموت لہ عند اللہ خیر یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ الدنیا وما فیھا الا الشھید لما یری من فضل الشھادۃ فانہ یحب ان یرجع فیقتل۔ متفق علیہ۔

۱۴۷۴ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نفس تموت لھا عند اللہ خیر یسرھا ان لھا الدنیا وما فیھا الا الشھید یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل مرۃ اخری لما یری من فضل الشھادۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۷۵ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یدخل الجنۃ یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ ما علی الارض من شیء غیر الشھید فانہ یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل عشر مرات لما یری من الکرامۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۷۶ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من عبد یموت لہ عند اللہ خیر یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ الدنیا وما فیھا الا الشھید لما یری من فضل الشھادۃ فانہ یحب ان یرجع فیقتل۔ متفق علیہ۔

۱۴۷۷ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نفس تموت لھا عند اللہ خیر یسرھا ان لھا الدنیا وما فیھا الا الشھید یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل مرۃ اخری لما یری من فضل الشھادۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۷۸ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یدخل الجنۃ یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ ما علی الارض من شیء غیر الشھید فانہ یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل عشر مرات لما یری من الکرامۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۷۹ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من عبد یموت لہ عند اللہ خیر یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ الدنیا وما فیھا الا الشھید لما یری من فضل الشھادۃ فانہ یحب ان یرجع فیقتل۔ متفق علیہ۔

۱۴۸۰ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نفس تموت لھا عند اللہ خیر یسرھا ان لھا الدنیا وما فیھا الا الشھید یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل مرۃ اخری لما یری من فضل الشھادۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۸۱ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یدخل الجنۃ یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ ما علی الارض من شیء غیر الشھید فانہ یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل عشر مرات لما یری من الکرامۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۸۲ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من عبد یموت لہ عند اللہ خیر یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ الدنیا وما فیھا الا الشھید لما یری من فضل الشھادۃ فانہ یحب ان یرجع فیقتل۔ متفق علیہ۔

۱۴۸۳ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نفس تموت لھا عند اللہ خیر یسرھا ان لھا الدنیا وما فیھا الا الشھید یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل مرۃ اخری لما یری من فضل الشھادۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۸۴ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یدخل الجنۃ یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ ما علی الارض من شیء غیر الشھید فانہ یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل عشر مرات لما یری من الکرامۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۸۵ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من عبد یموت لہ عند اللہ خیر یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ الدنیا وما فیھا الا الشھید لما یری من فضل الشھادۃ فانہ یحب ان یرجع فیقتل۔ متفق علیہ۔

۱۴۸۶ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نفس تموت لھا عند اللہ خیر یسرھا ان لھا الدنیا وما فیھا الا الشھید یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل مرۃ اخری لما یری من فضل الشھادۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۸۷ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یدخل الجنۃ یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ ما علی الارض من شیء غیر الشھید فانہ یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل عشر مرات لما یری من الکرامۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۸۸ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من عبد یموت لہ عند اللہ خیر یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ الدنیا وما فیھا الا الشھید لما یری من فضل الشھادۃ فانہ یحب ان یرجع فیقتل۔ متفق علیہ۔

۱۴۸۹ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نفس تموت لھا عند اللہ خیر یسرھا ان لھا الدنیا وما فیھا الا الشھید یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل مرۃ اخری لما یری من فضل الشھادۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۹۰ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یدخل الجنۃ یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ ما علی الارض من شیء غیر الشھید فانہ یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل عشر مرات لما یری من الکرامۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۹۱ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من عبد یموت لہ عند اللہ خیر یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ الدنیا وما فیھا الا الشھید لما یری من فضل الشھادۃ فانہ یحب ان یرجع فیقتل۔ متفق علیہ۔

۱۴۹۲ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نفس تموت لھا عند اللہ خیر یسرھا ان لھا الدنیا وما فیھا الا الشھید یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل مرۃ اخری لما یری من فضل الشھادۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۹۳ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یدخل الجنۃ یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ ما علی الارض من شیء غیر الشھید فانہ یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل عشر مرات لما یری من الکرامۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۹۴ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من عبد یموت لہ عند اللہ خیر یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ الدنیا وما فیھا الا الشھید لما یری من فضل الشھادۃ فانہ یحب ان یرجع فیقتل۔ متفق علیہ۔

۱۴۹۵ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نفس تموت لھا عند اللہ خیر یسرھا ان لھا الدنیا وما فیھا الا الشھید یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل مرۃ اخری لما یری من فضل الشھادۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۹۶ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یدخل الجنۃ یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ ما علی الارض من شیء غیر الشھید فانہ یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل عشر مرات لما یری من الکرامۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۹۷ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من عبد یموت لہ عند اللہ خیر یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ الدنیا وما فیھا الا الشھید لما یری من فضل الشھادۃ فانہ یحب ان یرجع فیقتل۔ متفق علیہ۔

۱۴۹۸ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نفس تموت لھا عند اللہ خیر یسرھا ان لھا الدنیا وما فیھا الا الشھید یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل مرۃ اخری لما یری من فضل الشھادۃ۔ متفق علیہ۔

۱۴۹۹ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یدخل الجنۃ یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ ما علی الارض من شیء غیر الشھید فانہ یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل عشر مرات لما یری من الکرامۃ۔ متفق علیہ۔

۱۵۰۰ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من عبد یموت لہ عند اللہ خیر یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ الدنیا وما فیھا الا الشھید لما یری من فضل الشھادۃ فانہ یحب ان یرجع فیقتل۔ متفق علیہ۔

۱۵۰۱ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نفس تموت لھا عند اللہ خیر یسرھا ان لھا الدنیا وما فیھا الا الشھید یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل مرۃ اخری لما یری من فضل الشھادۃ۔ متفق علیہ۔

۱۵۰۲ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یدخل الجنۃ یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ ما علی الارض من شیء غیر الشھید فانہ یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل عشر مرات لما یری من الکرامۃ۔ متفق علیہ۔

۱۵۰۳ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من عبد یموت لہ عند اللہ خیر یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ الدنیا وما فیھا الا الشھید لما یری من فضل الشھادۃ فانہ یحب ان یرجع فیقتل۔ متفق علیہ۔

۱۵۰۴ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نفس تموت لھا عند اللہ خیر یسرھا ان لھا الدنیا وما فیھا الا الشھید یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل مرۃ اخری لما یری من فضل الشھادۃ۔ متفق علیہ۔

۱۵۰۵ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یدخل الجنۃ یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ ما علی الارض من شیء غیر الشھید فانہ یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل عشر مرات لما یری من الکرامۃ۔ متفق علیہ۔

۱۵۰۶ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من عبد یموت لہ عند اللہ خیر یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ الدنیا وما فیھا الا الشھید لما یری من فضل الشھادۃ فانہ یحب ان یرجع فیقتل۔ متفق علیہ۔

۱۵۰۷ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نفس تموت لھا عند اللہ خیر یسرھا ان لھا الدنیا وما فیھا الا الشھید یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل مرۃ اخری لما یری من فضل الشھادۃ۔ متفق علیہ۔

۱۵۰۸ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یدخل الجنۃ یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ ما علی الارض من شیء غیر الشھید فانہ یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل عشر مرات لما یری من الکرامۃ۔ متفق علیہ۔

۱۵۰۹ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من عبد یموت لہ عند اللہ خیر یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ الدنیا وما فیھا الا الشھید لما یری من فضل الشھادۃ فانہ یحب ان یرجع فیقتل۔ متفق علیہ۔

۱۵۱۰ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نفس تموت لھا عند اللہ خیر یسرھا ان لھا الدنیا وما فیھا الا الشھید یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل مرۃ اخری لما یری من فضل الشھادۃ۔ متفق علیہ۔

۱۵۱۱ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یدخل الجنۃ یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ ما علی الارض من شیء غیر الشھید فانہ یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل عشر مرات لما یری من الکرامۃ۔ متفق علیہ۔

۱۵۱۲ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من عبد یموت لہ عند اللہ خیر یحب ان یرجع الی الدنیا ولہ الدنیا وما فیھا الا الشھید لما یری من فضل الشھادۃ فانہ یحب ان یرجع فیقتل۔ متفق علیہ۔

۱۵۱۳ (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نفس تموت لھا عند اللہ خیر یسرھا ان لھا الدنیا وما فیھا الا الشھید یتمنی ان یرجع الی الدنیا فیقتل مرۃ اخری لما یری من فضل الشھادۃ۔ متفق علیہ۔

۱۵۱۴ (

الوحی وثقلہ علی المناقۃ

۱۹۳۔ عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یوحی الیہ وھو علی ناقتہ فتضرب بجرانھا۔ (مسند احمد)

۱۹۴۔ عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا نزل علیہ الوحی کرب لذلک وتربد وجھہ۔ (مسند احمد)

۱۹۵۔ عن زید بن ثابت قال کنت اکتب الوحی فکان اذا ثقل علیہ الوحی ثقل علی فخذہ حتی کاد ان ترض فخذی۔ (مسند احمد)

الرسول العظیم کان یغمی علیہ عند نزول الوحی

۱۹۶۔ عن ابن مسعود قال بینا انا اصلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ سمعت حسیسا فی نخل حزیز

نزول وحی کے وقت آپ کی اونٹنی کی بیچی

۱۹۳۔ حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہوتی اور آپ اپنی اونٹنی پر ہوتے تو وحی کے بوجھ سے اونٹنی اپنی گردن بیٹھ پر اس طرح رکھ دیتی تھی اور جب تک وحی کی آمد ختم نہ ہو جاتی اپنی جگہ سے ان کو ہلا نہیں سکتی تھی۔ (مسند احمد)

۱۹۴۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جب آپ پر وحی نازل ہوتی تو آپ کو سخت تکلیف ہوتی اور چہرہ مبارک متغیر ہو جاتا۔ (مسند احمد)

۱۹۵۔ حضرت زید بن ثابتؓ کہتے ہیں کہ میں وحی لکھا کرتا تھا جب آپ پر وحی نازل ہوتی تو آپ کو سخت تکلیف ہوتی اور میری ران پر اس طرح بوجھ پڑتا تھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ میری ران ٹوٹ جائے گی پھر کبھی وحی کی تکلیف دہ حالت کسی اور موقع پر ہوتی تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ یا اللہ میری ران کو اس تکلیف سے محفوظ رکھ۔ (مسند احمد)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی آتی تو بیہوش ہو جاتے تھے کہ آپ پر وحی آئی ہے

۱۹۶۔ ابن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ میں نے کسی درخت میں سے

الحبوب المدينة وهو مبنوا على حبيب شقة فضرب على قدمه من الليل فقال فضمها ثم
سكت ثم قال الروح فقال فضمها ثم قال الروح فقال فضمها ثم قال الروح فقال فضمها ثم
تكلم فقال ما ان الله يحبهم ثم قال يا محمد صلى الله عليه وسلم فقلت
لبيك يا رب فقال يسألونك عن الروح قل الروح من امر ربي وما اوتيتم من العلم الا قليلا
قال الاعمش هكذا في قراءتنا اخرجه الحاكم وقال صحيح على شرط الشيخين

ومن ميزات الانبياء عليهم السلام ان لهم في الدنيا خواص اهل الجنة ومن تلك الخواص ان اجسادهم لا تبلى ولا تفنى

۱۳۶۶۔ عن اوس بن اوس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان من افضل ايامكم

آپ کی مجلس میں ایک شخص پر سے کہ کوفہ سے آیا تھا، اس نے کہا کہ میں ایک بار اگر رہا تھا، تو ایک جماعت پر پہنچا، ان سے میں نے ہم میں ایک دوسرے سے کہا کہ اس شخص سے روح کے متعلق دریافت کرو، اس پر کسی نے کہا کہ مت پوچھو، کیا خبر کہ وہ ایسا جواب دے جو تمہارے لیے ناگوار ہو، اور کوئی کہنے لگا کہ ضرور پوچھو، اس پر دوسرے لوگ بولے کہ ضرور پوچھو، غرض میں پہنچا، ایک شخص کھڑا ہو گیا، اور اس سے کہنے لگا، یا ابا القاسم آپ کی حالت کچھ اچھی نہیں معلوم ہوتی، یعنی کہ آپ غمگین ہوتے ہیں، سمجھ گیا کہ آپ پر وحی نازل ہوئی ہے، میں نے کہا کہ ان کے جواب میں نہیں نے یہ آیت تلاوت فرمائی یسئلونک عن الروح الخ، لوگ آپ سے روح کے متعلق دریافت کرتے ہیں آپ ان سے کہہ دیجئے کہ وہ میرے رب کا ایک حکم ہے، اور تمہیں علم کا ان کو دیا گیا ہے وہ بہت ہی قلیل ہے (کہ پورا پورا نہیں ہے) اس کو بہت سے محدثین اعمش کہتے ہیں کہ ہماری قرأت میں اسی طرح ہے اور حاکم کی جماعت نے اس کو صحیح کہا ہے اور ذہبی کا بھی لفظ ہے۔

انبیاء علیہم السلام کو بھی صفات میں اہل جنت کے ساتھ بہت سی باتوں کے جسم تغیر و انتشار نہیں

۱۳۶۶۔ اوس بن اوس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے سب دنوں میں سے

(۱۳۶۵) علامہ بدر الدین عینی حنفی نے لکھا ہے کہ یہ وہی کوفی شخص ہے جس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روح کے متعلق سوال کیا تھا، اور آپ نے اس کو جواب نہیں دیا تھا، اور اس نے کہا تھا کہ میں نے آپ کو وحی نازل ہوتے دیکھا ہے، اور میں آپ کے قریب ہوا تھا، اور آپ کی ران پر میرا گھٹنا تھا، اور میں نے آپ کی ران پر سے گھٹنا نہیں ہٹایا، یہاں تک کہ آپ پر سے وحی اتر گئی، اور آپ نے فرمایا کہ تم نے مجھ سے کیا سوال کیا تھا، اس نے کہا کہ روح کے متعلق، آپ نے فرمایا کہ تم نے کیا سمجھا کہ میں تم کو روح کے متعلق جواب نہیں دوں گا، اور اس کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی، اور اس کے بعد ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ روح جبرئیل علیہ السلام ہیں، اور ان کے سوا کوئی ایسا فرشتہ نہیں ہے جو اتنا بڑا ہو، اور اس کے بعد ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اس کے بیان کرنے کا انکار کرے، اور اس کے بعد ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے تم سے ایک بات بیان کی ہے، اور وہ ایسی ہے کہ اس کو بیان کرنے کا حق نہیں ہ

[illegible]

وہابیہ حیاتُ النبی ﷺ کے منکر ہیں

۱۰۴۱۔ عن أنس بن مالك قال قال رسول الله ﷺ الخطبة مسألة الأنبياء

انس کی ایک حدیث ہے، جس پر وہابیہ کا اعتراض ہے۔ اس حدیث میں آنحضرت ﷺ کی قبر میں نماز کو جس حال پر دیکھا ہے بیان کیا ہے اسی حالت پر دفن کرنا تفسیر ہے

اہل بیت کو دوسری مشابہت ان کی ذاتی حیات اور ذاتی عبادت ہے

۱۰۴۱۔ انس روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[

۱۰۴۲۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔۔۔

۱۰۴۳۔ عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔۔۔

۱۰۴۲۔ ۔۔۔ کے ساتھ ۔۔۔ کے ساتھ ۔۔۔

۱۰۴۳۔ ۔۔۔ کے ساتھ ۔۔۔ کے ساتھ ۔۔۔

۱۰۴۳۔ ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
[illegible]

۱۰۴۴۔ ابن شہاب نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ثعلبہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
[illegible]

۱۰۴۵۔ ابن شہاب سے روایت ہے کہ
[illegible]

۱۰۴۶۔ ابن شہاب سے روایت ہے کہ
[illegible]

۱۰۴۷۔ ابن شہاب سے روایت ہے کہ
[illegible]

۱۰۴۸۔ ابن شہاب سے روایت ہے کہ
[illegible]

۱۰۴۹۔ ابن شہاب سے روایت ہے کہ
[illegible]

۱۰۵۰۔ ابن شہاب سے روایت ہے کہ
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

منہا ما یتعلق بفضلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

[illegible]

[illegible]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمانی اوصاف میں اہل جنت سے مشابہت

[illegible]

منها حوض مکة عرضہ من المجد حبا

۱۰۰۰ عن ابی سعید رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین ایدیہ حوضی کما بین ایلۃ الی صنعاء الیمن فیہ من الاباریق کعدد نجوم السماء الحدیث

۱۰۰۰ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لکل نبی حوضا وانہم لیتباہون ایہم اکثر واردۃ وانی ارجو ان اکون اکثرہم واردۃ

بحالت جنابت آپ کے لیے مسجد میں قیام کی اجازت اور اس میں آپ کا کیا حکم تھا

۱۰۰۰ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقیہ وہو جنب فانسل فاتی الرحل فاغتسل ثم جاء فقال این کنت یا ابا ہریرۃ قال کنت جنبا فکرہت ان اجالسک وانا علی غیر طہارۃ فقال سبحان اللہ ان المؤمن لا ینجس

۱۰۰۰ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان المؤمن لا ینجس حیا ولا میتا

۱۰۰۰ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان المؤمن لا ینجس

۱۰۰۰ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان المؤمن لا ینجس حیا ولا میتا

ومن خواص اہل الجنۃ کثرۃ الاولاد

۸۸۔ ۔۔۔ عن انس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یدخل علی ام حرام بنت ملحان فتطعمہ وکانت ام حرام تحت عبادۃ بن الصامت فدخل علیہا فاطعمتہ وجعلت تفلی رأسہ فنام ثم استیقظ وہو یضحک قالت فقلت ما یضحکک یا رسول اللہ قال ناس من امتی عرضوا علی غزاۃ فی سبیل اللہ یرکبون ثبج ہذا البحر ملوکا علی الاسرۃ او مثل الملوک علی الاسرۃ شک اسحاق قالت فقلت یا رسول اللہ ادع اللہ ان یجعلنی منہم فدعا لہا ثم وضع رأسہ ثم استیقظ وہو یضحک فقلت ما یضحکک یا رسول اللہ قال ناس من امتی عرضوا علی غزاۃ فی سبیل اللہ کما قال فی الاول قالت فقلت یا رسول اللہ ادع اللہ ان یجعلنی منہم قال انت من الاولین فرکبت البحر فی زمان معاویۃ فصرعت عن دابتہا حین خرجت من البحر فہلکت۔

۸۸۔ ۔۔۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ام حرام بنت ملحان کے ہاں تشریف لے جاتے تھے تو وہ آپ کو کھانا کھلاتی تھیں اور آپ کے سر میں جوئیں دیکھتی تھیں۔ ایک دفعہ آپ ان کے ہاں تشریف لے گئے تو وہ آپ کو کھانا کھلانے لگیں اور آپ کے سر میں جوئیں دیکھنے لگیں۔ آپ سو گئے پھر بیدار ہوئے تو ہنس رہے تھے۔ ام حرام نے پوچھا یا رسول اللہ کس بات پر ہنس رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے سمندر کی پیٹھ پر سوار ہو کر جا رہے ہیں وہ بادشاہوں کی طرح تختوں پر بیٹھے ہوئے ہیں یا بادشاہوں کی طرح تختوں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اسحاق راوی کو شک ہے۔ ام حرام نے عرض کیا یا رسول اللہ دعا کیجئے کہ اللہ مجھے بھی ان میں شامل کر دے۔ آپ نے دعا کی پھر آپ سو گئے پھر بیدار ہوئے تو ہنس رہے تھے۔ ام حرام نے پوچھا یا رسول اللہ کس بات پر ہنس رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے پیش کئے گئے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے سمندر کی پیٹھ پر سوار ہو کر جا رہے ہیں جیسا کہ پہلی دفعہ فرمایا تھا۔ ام حرام نے عرض کیا یا رسول اللہ دعا کیجئے کہ اللہ مجھے بھی ان میں شامل کر دے۔ آپ نے فرمایا تم پہلے لوگوں میں سے ہو۔ چنانچہ ام حرام نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں سمندر کا سفر کیا اور سمندر سے نکلتے ہوئے اپنی سواری سے گر کر شہید ہو گئیں۔

کثرت ازدواج میں انبیاء علیہم السلام کو اہل جنت سے مشابہت

۸۹۔ ۔۔۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں کبھی ایک عورت کی

[illegible]

۸۹۔ ۔۔۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں کبھی ایک عورت کی [illegible] کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیبیاں اور باندیاں تھیں؟ آپ نے فرمایا کہ [illegible] کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیبیاں اور باندیاں تھیں؟ آپ نے فرمایا کہ [illegible] کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیبیاں اور باندیاں تھیں؟ آپ نے فرمایا کہ [illegible]

[illegible] متفق علیہ

بعض الاسرار فی کلمۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

[illegible] عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت [illegible]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلاموں میں حکمت کے بعض نکتوں کا بیان

[illegible]

۱۹۵۔ [illegible] عن عبد الله بن عمر قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم قاعدا عند حفصة فقال لها النبي صلى الله عليه وسلم قاعدة

دین خمس خواص اہل الجنۃ وہم عصمتہم من الذنوب صغائرا وکبائرھا

انبیاء علیہم السلام میں اہل سنت کی سے یہ ایک صفت ہے کہ وہ تمام گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں

عدم وقوع بالفعل علم ہے اور وقوع بالفعل کا ہونا اس مسئلہ کی اہمیت کے لحاظ سے ضروری تھا اس پر اسلئے کی گئی ہے کہ بعض مفسرین سے بھی اس کی غلط تشریح ہوئی ہے۔ اس لئے ہم نے بھی مناسب سمجھا کہ اس موضوع کے متعلق تحقیقی اختلافات کو دلائل سے واضح کر دیں۔ اگر ہمارے مخلص جزئی و قلت کی توجہ اس طرف مبذول ہوئی ہو تو ہمارا مقصد حاصل ہے۔ اس سلسلہ میں ہم نے جو کچھ لکھا ہے اس سے متعلق بہت کچھ لکھا جا چکا ہے جس کا مطالعہ کرنے سے بحث کرنی ہو تو اس کی تفسیر کبیر تفسیر روح المعانی اور کتب کلام میں اس پر مفصل بحثیں کی جا چکی ہیں وہاں دیکھی جا سکتی ہیں

مسئلہ عصمت میں کتب کلام و عقائد کی مدقق تدوین سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ پر قرآن و حدیث کی اس قدر واضح دلیلیں ہیں کہ اس مسئلہ کا ثبوت ہی ان آیات پر تمام کی گئی ہے جو بظاہر عصمت کے خلاف نظر آتی ہیں۔ اس لئے اس مسئلہ کا ثبوت ہی سے شروع ہوا ہے پھر مخالفین کی بحث و مناظرہ کا میدان چونکہ زیادہ تر عقلی نظریہ کا تھا اس لئے ان کے ہر نظریہ کو بھی اسی سے بحث کے لئے صرف عقلی اختلافات کا ذکر کیا گیا ہے جو بعد میں کئے ہوئے مسئلہ جبار و قدر کی آیات بظاہر خلاف نظر آتی ہیں کھلا ان کے رد میں پردہ غیب سے کیا تعلق ہے اس کے بعد ان عقائد کی مخالفت ہوئی ہے جو اسی قسم کے واقعات کی روشنی میں کر لئے گئے ہیں اور کسی جگہ صرف عقلی اختلافات سے دلائل نہیں دیئے ہیں۔ اس لئے یہاں بھی علماء حنفیہ کے تحریر کا بیان کر دیا ہے جو انبیاء علیہم السلام کے متعلق عصمت کے قائل ہیں۔ کہاں اصل نظریت کے اختلاف کے بعد ہم نے دیکھا ہے کہ اس کے بارے میں ہمارے مخالفین کی مخالفت ہی ہوگی یا کچھ اختلاف ہوگا تو صرف عقلی اختلاف کے طریقے پر ہوگا اس لئے ہم نے اس کی تفصیل میں اختلاف بھی نہیں کیا ہے صرف عصمت کے مخالفین جو دلیلیں پیش کرتے ہیں ان کا رد کر دیا ہے۔ مگر ان کے رد کی بھی نوعیت کیا ہوئی ہے کہ ان کی نظر میں آیات پر ہے جو بظاہر عصمت کے خلاف نظر آتی ہیں۔ اور اس مباحثہ نے مسئلہ کے عقلی اختلاف پر بھی ہم جا خلاف عصمت کے قائل ہو گئی ہے

ہم یہاں بھی مناسب سمجھتے ہیں جتنے مخالفین کی دلیلیں اس بارے میں پیش کی ہیں ان سب سے ہم

ضروری ہوگا کہ عصمت کا مفہوم معلوم کر لیا جائے۔ اس میں بھی اختلاف ہے کہ انبیاء بہت معصوم ہیں۔

عصمت کا مفہوم

امام رازی کی تحقیق

امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ عصمت عن شئ کی اس خاص حالت کو کہتے ہیں جو اس شئ کے ارتکاب سے مانع ہو۔ یہ حالت علم اللہ کی طرف سے ہو یا بندہ کی طرف سے۔ پہلی صورت میں وہ اللہ کی ذاتی صفت ہے اور دوسری صورت میں وہ بندہ کی کسبی صفت ہے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں کہ اس طریقہ پر غور کرنے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ عصمت کو سلب کرنا جس کو ممکن سمجھا جائے اس کا ہونا ضروری ہے اور جس میں عصمت امتناعی طور پر سمجھی جائے اس کا ہونا ضروری نہیں۔ اس اصول کے ماتحت انبیاء کی عصمت کا مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس مخلوق میں یہ عصمت پیدا نہیں فرمائی اس کو سلب بھی نہیں فرمایا۔ اس لئے ان کے اعمال سے جواز (اور اباحت) کا استدلال بھی نہیں کیا جا سکتا۔ (تفسیر الرازی ص۳۳ ج۳)

امام رازیؒ کے ان الفاظ کی تشریح حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ نے اپنے رسالہ منصبِ امامت میں اس طرح فرمائی ہے۔

وہ عصمت جس کا ہونا انبیاء علیہم السلام کے حق میں ضروری ہے	شیخ ابو اسحاق اسفرائینی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک
اعمال و اقوال و حالات و صفات و علوم	یعنی اعمال و اقوال و حالات میں یا علوم و صفات و ذات
اور اعمال ظاہر و باطن اور ذات و نفس شریف	میں ظاہر و باطن ان سب کو اللہ تعالیٰ ہی نے
اور نفس شیطان کی نفس امارہ سے	اور نفس شیطان کی نفس امارہ سے
اور شیطان کی مخالفت ہی کی	اور شیطان کی مخالفت ہی کی
اور ان کو ہر قسم کی	اور ان کو ہر قسم کی
اور ان کو ہر قسم کی	اور ان کو ہر قسم کی

خلاصہ کلام یہ کہ عصمت میں جو خوبی ہے وہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کا خاصہ ہے کہ کسی کو عصمت دینا یا نہ دینا اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ اس لئے عصمت کے متعلق یہ بحث کہ انبیاء علیہم السلام کی عصمت کس درجہ کی ہے اور کس حد تک ہے اس کا تعلق ہمارے عقائد سے نہیں ہے۔ ہاں اس بحث سے ہمارے لئے یہ فائدہ ضرور ہے کہ ہم انبیاء علیہم السلام کی ذات کو ہر قسم کے نقائص سے پاک سمجھیں اور ان کی عصمت کے قائل ہوں۔ اس کے بعد ان کے اعمال و اقوال کی تحقیق کریں کہ ان کی نوعیت کیا ہے۔ اس تحقیق کے بعد ہم ان کے اعمال و اقوال کو اپنے لئے حجت سمجھیں یا نہ سمجھیں

کرنا ہی اس حال میں جس خیال کے بے اصل ہونے پر سب کا اتفاق ہو کسی مذہب کی صحت سے اس کے خلاف کوئی معقول نتیجہ نکل نہیں سکتا ہے۔

اس تمہید کے مسلم طور پر تسلیم کر لینے کے بعد اگر دنیا میں کوئی حرکت خلاف قانون نیچر ثابت ہو جائے تو اس حرکت کے خلاف عقیدہ تو کسی حاصل نہیں کر سکتے ہیں اس کو مستثنیٰ بالعمل اور شاذ و نادر کی بنا پر ہم قانون کے خلاف نہیں کہہ سکتے ہیں اور

وصل ہی ہیں اللہ تعالیٰ ہمارے حضرت کی مدت العمر ہمارے سروں پر سایہ فگن رکھے۔ آمین۔ اگر آپ پر کچھ جاری ہو جائے تو کبھی اس کی ذرا سی بھی بات سمجھ نہ آئے گی۔ قرآن کریم کے اس طرز سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کا تسلیم اسلام اس قدس، نبوت و رسالت کے لوازم تھے وہ سب میں یکساں تھے۔ اس لیے کہ ہمیں آپ کی حیات طیبہ سے آپ کی پوری پوری معصومیت کا ثبوت ملتا ہے تو پھر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بھی یہی سمجھا جائے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ ہر نبی معصوم ایک ہی حقیقت کے دو اصطلاحی نام ہیں۔ ہر نام جس پر جس معنوں میں بھی کسی ایک ذات پر بولا جائے وہ یقیناً معصوم بھی ہے۔ کیونکہ اس لیے کہ نبوت کسب و اکتساب سے بلند درجہ حاصل ہونے والی شے ہے ہی نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو ممکن تھا کہ شخص سے کمال تک کی منازل طے کرنے میں معصیت کی ٹھوکریں ملتیں۔ جائیں تیر یہاں کہ آپ اکتساب کا داخل سمجھ کر، عطائے ربوبیت خداوندی کے اعتبار سے اصطفاء کا کہتے۔ پھر یہاں کسی ٹھوکر کا احتمال کیسی؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام "انی اصطفیتک" (میں نے تجھ کو برگزیدہ کیا) فرما کر ہی معصوم ہو گئے تھے۔ پھر یہ کہنا کہ "اصطفیتک" میں معنی خود چلنے میں اور کسی دوسرے کے لے چلنے میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ سعید و اصطفاء کے تصور میں یہ فرق نہیں چلے گا کہ بندہ ان کے لیے ٹھوکر کا باعث بن جائے۔ یہاں ان کی یہ بات اگر ظاہر کے معنی ہے۔ ارشاد فرماتا ہے:۔

انہ یحطن من اللہ شیئا	میرا اللہ تعالیٰ ہی کی ذات پر بھروسہ کی ساری بھروسوں سے اپنی
من الناس (المنیر)	رسالت کے لیے منتخب فرمایا ہے
واصبر لحکم ربک فانک	آپ اپنے رب کے حکم کے انتظار میں صبر کیجئے آپ ہماری نگرانی میں
باعیننا۔ (الطور)	ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں
ولولا ان ثبتنک لقد کدت ترکن	اگر ہم آپ کو ثابت قدم نہ رکھتے تو قریب تھا کہ آپ ان کی طرف
الیھم شیئا قلیلا	کچھ نہ کچھ جھک جاتے۔

(سورۃ الحشر ۲۴ و ۲۵) ایک صحیح مسلمان کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے کہ ہر بندہ ہر امر میں ناظر کرتے کرتے آخر اس بلند مقام تک جا پہنچتا ہے جہاں رضائے الٰہی ہے۔ وہاں اس کا قدم کم ہو کر رہ جاتا ہے پھر یہ اس کی کوئی ہستی باقی رہتی ہے نہ اس کے اعمال کی بلکہ وہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہونے لگتے ہیں۔ وہ مسلمان ہو کر کہتا ہے تو صرف وہی جو اللہ تعالیٰ کی نظر میں پسندیدہ ہو

---

* امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ ان الخلق من الفضیل انما یرضی عنہ الغیر فی خصلۃ واحدۃ او خصلتین فاما الحق فانہ یرضی عنہ فی الاحوال والخصوص فی الکلیات۔ تفسیر کبیر ج ۲

اور [illegible] اسی طرف [illegible] کی طرف ہوتی ہے سب سے پہلے کہ اس کی اس طرح
[illegible] کے جو اس کے اعضاء و جوارح میں کسی معصیت کے لئے حرکت کرنے کی مجال پائی نہ سکتی ہے
جب اس کے اعضاء و جوارح [illegible] کے اس طرح منقاد و مطیع ہوں جائیں تو اس کے اعمال میں کیا کسی قسم
کی معصیت و بدی [illegible] کے احتمال پیدا ہو سکتا ہے جب ان اعضاء کا [illegible] سے کمالات کسب
کامل ہو جائیں تو پھر [illegible] معصیت کا پیچھا کیا ہے جس کو نسبت معصیت [illegible] کے
[illegible] ہو [illegible] یہ [illegible] جن کی معصیت [illegible] کے لئے [illegible] کی ہے [illegible]
[illegible] کے اعضاء بھی [illegible] معصیت [illegible] ہو گئے [illegible] علیہ السلام کی اس [illegible] کا [illegible]
[illegible] کو [illegible] سے [illegible] کے [illegible] پر [illegible] [illegible]
[illegible] کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] علیہ السلام اور رسولوں کی خلقت ہی عام انسانوں سے الگ ہوتی ہے ان کی تربیت کا طریقہ
بھی سب سے الگ ہوتا ہے ان کی خصوصیت اور ان کا خطاب بھی الگ، ان کا تعبد اور ان کی عبادت بھی الگ
الگ، ان کا مقام و منصب اور درجہ و مرتبہ بھی سب سے الگ ان کی عبادت بھی سب سے الگ ہوتی ہے
ان کا استغفار و توبہ بھی سب سے الگ ان کا قرب بھی سب سے الگ ہوتا ہے اور ان سے مواخذہ بھی سب
سے الگ۔ اور یہ سب کچھ اس لیے کہ منصب نبوت شروع ہی سے ہر ایک الگ بندے کی تخلیق ان کو جیسا فوائی اور
پھر تبلیغ رسالت کے لیے خود ہی ان کا انتخاب فرماتی ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُوْنٍ میں نے پیدا کیا انسان کو بجتے ہوئے گارے سے جو سڑا ہوا تھا
کَانَ لَهُ الْبَيِّنَةُ (القمر) تیرے پاس رسول کے روشن دلائل اور معجزے آئے تھے
وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ (الزخرف) کہتے ہیں کہ کیوں نہ اترا یہ قرآن ان دو بستیوں میں سے کسی بڑے شخص کے اوپر
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

اور یہ انتخاب وہ ہوتا ہے جس سے کہ اس منصب جلیل کی عظمتوں کو اس کے سوا کوئی دوسرا ہی اس
سکتا۔

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

بھی نہیں ہو سکتے کسی دوسرے مقام میں بھی کسی تحقیق نفس کی طرف سبقت نہیں کر سکتے۔ دیکھئے حضرت یوسف علیہ السلام نے جب تمام کے دربار مصر کے مقابلہ پر اپنے کو نفس کے اطمینان کا اظہار فرمایا تو اس کو بھی بڑی خندہ پیشانی سے انہیں بلکہ بڑے نرم الفاظ میں اظہار فرمایا اور یہ ان کے اطمینان نفس کا پہلے سے بڑھ کر مظاہرہ تھا اگر ان کی جگہ یہاں کوئی دوسرا انسان ہوتا تو نہ معلوم اس زبردست آزمائش اور اس کے مقابلہ میں بھی اس مدعی کا دعویٰ پر معلوم عرف و تزکیہ کی کتنی ان تر یہاں بلکہ تمام فقرہ یہاں ان کی زبان سے نکلا ہے صرف یہ تھا وما ابرئ نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء الا ما رحم ربی بعد اس کے مقابل میں بڑھائی بڑھت اور میرے اس شان استغنا کا اصل دعویٰ تقدس کرا نہیں ہوا اور یہ دعویٰ میں کیونکر کر سکتا جبکہ نفس کی عام حالت صرف بُرائی پر برانگیختہ کرنا ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ رحمت ربی نے یہاں پہنچے کسی خاص بندہ کے نفس کی سرشت بدل دی ہو مگر سارا نفس کہ ہر کی پوٹی مگر تو یہ صحیح ہی ہے یہ کسی صاحب نفس کی چیز ہوتا ہے غور فرمائیے کہ جب یہ نفس کے متعلق دعوی تقدس کی بھی زبان سے نکلی ہے تو اس کے ساتھ ہی نفس کا تذکرہ فرمایا جو سبب اس کا سبب بیان فرمایا تو وہاں نفس کی برائی کا ذکر فرمایا ہے یعنی میرے اس دعوئے تقدس سے انکار کی وجہ یہ نہیں ہے کہ میرے نفس میں بھی برائی کی صفت موجود ہے بلکہ بات یہ ہے کہ اگر کسی ناشدنی نفس کا کوئی خوشگوار ناپدید پر نشست سے فی الفور بھی نفس تو بھی اس جنس کی وجہ سے ایسی جگہ حال ہی ہے۔ یہاں ان کا پہلا علم قرآن کی شان قوامیت کا مظہر ہے اور ان نفسی لامارۃ بالسوء فرمانا یہ ایک حقیقت کا بیان ہے عام انسانوں کے ایک ہی کلام میں ہر قرآن جس قدر ممکن ہے۔ قرآن صریح پر نہیں تو صفت کا اور اس کے بالعکس سے پھر ٹکڑا ہے اور جب حقیقت کے بیان کرنے پر آتا ہے تو ان کو قوامیت کا پورا لحاظ رہتا ہے اور یہ علیم السلام کی شان قوامیت کسی تصنع سے پاک ہے اور نظر تکلف سے اس لیے وہ پورے قرآن میں ہر قسم کی باتوں کو نباہتے چلے جاتے ہیں

یہاں ہمارا مقصد یہ ہے کہ اس واقعہ کو سامنے رکھ کر آپ انبیاء علیہم السلام کے نفس کا کچھ اندازہ لگائیں ان کے عمل سے بھی اور عوام کے بیان سے بھی جب ہمارے کسی عمل سے کسی بات پر کسی موقعہ پر ان کی استفسار ہو اسی لمحہ اسی لفظ میں جو کچھ ان کی زبان سے نکلے گا وہ صحیح ہوگا یہ ہر وقت کے بیرونی واقعات میں بھی ایک عرصہ دراز تک ان کے نفس کے خلاف اول سے آخر تک بھی ہر تو پھر ان کی تقدس کے خلاف ہم کو کوئی گواہی نہ ان سے کتنی بڑی بے انتہا ملتی ہوگی

کی اس طرح پیدائش ہوتی ہے کہ سر نیچے ہوتا ہے کسی بچہ کی پیدائش اس طرح نہیں ہوتی کہ پاؤں پہلے نکلیں یا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں نکلے ہوں یا کوئی اور صورت ہو۔ اسی طرح ہر شخص کی موت کا وقت مقرر ہے اس سے نہ ایک منٹ پہلے آسکتی ہے نہ پیچھے۔ اس کی اس قسم کی بہت سی مثالیں ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب ساعت ان کے نام سے موسوم ہے۔ بقاعدہ جاری ہے اس نام سے کوئی شخص

ہو جاتا ہے جس کی ساعت کا پہلا ان ہوتا ہے کہ ان کے قدم پر چلتے ہیں۔ ان کے ساتھ ملیں بھی دن بدن کمزور ہوتے جاتے ہیں اور وہ بھی ہر صدی میں شکست کھاتے کھاتے نابود ہو جاتے ہیں۔ مگر ہزار کوشش کے بعد بھی کوئی مصیبت سر پر ہوگی تو اسی کو بڑی بڑی کا سبب تصور کرنے لگتے ہیں اور جس طرح ہر ضعیف اپنے سے ہی زور آور کو اپنا دشمن سمجھتا ہے اسی طرح شیاطین بھی وجود سے ہی اور وقت تباہی ان کو نظر آنے لگتے ہیں۔ اور کسی کی دیرینہ سے دوستی ہو جاتے ہیں کہ جس طرح اس کا گھر برباد ہوتا ہے اس کا دشمنی سے کنارہ کر لیتے ہیں ایک طرف تو صلالت کی یہ قوتیں ہیں اور شیطان کی پیروی اور دنیا کا عالم ہوتا ہے۔ دوسری طرف نیکی کی قوتیں اپنے وجود ہر قوی ہیں جو ان کے اثر کی اسی طرح منتظر ہیں جو کہ عالم کے گولہ گوشہ میں پھیلے گئے ہیں۔ اسی سلسلہ کے ہر سہ میں ہیں مستقل فتح و اقبال کا حصہ ہوتا ہے اور وہی دولت دارین کا بھی منصب اعلیٰ حاصل کرتا ہے

اعتقادات و عادات کی دنیا بار بار اجاڑ کی۔ حیات خود بھی طرح طرح تیزی کے ساتھ بدلنے لگتی ہے لشکریں کو پیدا کرنے لگے ہیں۔ کوئی بادشاہ کا بیٹا ہیں ہر جگہ فقیر و بیچارہ ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ جہاں وحشی سے عرش تک حکومت و تقدس ہی کا سایہ تھا اور صلالت کی قوتیں دن بدن مضمحل ہوتی گئیں۔ وہی جوں جوں ان کی قوتیں ظہور سے بہت ہیں تو اسی طرح مظہری بن جاتی ہیں جیسا کہ ہم ہر جگہ دیکھتے ہیں۔ ان کا مشق کرنا اور سوم ہیں جیسے چیچک کا ہونا۔ جو بھی اظہری ہوتا ہے ہیں طرح ہر ہم ہوتا ہے چند مخصوص لفظوں کا لگ جدا ہوتا ہے اسی طرح حضرت علیہ السلام کی آمد کے بعد الہام ہوتا ہے کہ لگ ہو جاتے ہیں۔ ان سے جو کچھ نقصانات کفر کے نبوت تک کے لگتے ہیں ان سے بہت سے ملحد بن جاتے ہیں۔ ان کا عالم ہوتا ہے کہ سب سے جدا ہوتا ہے۔ جیسے حضرت عیسیٰ کی پیدائش کا سال اس صدی پر اللہ تعالیٰ نے جیسا عالم ہوتا ہے کہ ان کے ساتھ خلاف ہوتا ہے۔ ہیں ہی کی ساعت کے لفظ کوئی کوئی (نصوص) کی ساعت میں اس طرح ہوتی ہیں کہ وہ اس کو سلام کرتے ہیں۔ وہ یہ اس کو سنتا ہے۔ تمام کوشش اس پر کرتے ہیں کہ ان جہاں کے رہنمان کتاب ہیں ستاروں کی طرح ہوتا ہے کہ ان کے ساتھ ہیں ہوتا ہے۔ اس طرح تقسیم ہوتا

جس طرح کہ مختلف قوموں کے لوگوں میں پیدائش سے ہی مختلف قسم کی خوبیاں ہوتی ہیں اسی طرح ان کی مصیبت کا اثر بھی ہوتا ہے کہ ان کے رنج و غم کی نظروں میں کوئی ستارہ دنیا کی کوئی اور چیز اتنی دل فریب نظر نہیں آتی کہ اس کی طرف توجہ کرے اور اس کی طرف سے اپنا منہ پھیر لے۔ ان کے دل میں ہر طرح کی خواہش کی جگہ ہوتی ہے اور ہر طرح کی آرزو کا ظہور ہوتا ہے۔ ان کے دل میں اس طرح جمع ہو جاتا ہے کہ مصیبت کی جرأت کرنا اور کسی امر میں خطرات اور وساوس کا دل میں گزرنا بھی ان کے لیے ناممکن ہو جاتا ہے۔ پھر یہ مایوس ہو کر خاک ہو جاتا ہے۔ اس کی اس سے بڑھ کر مصیبت ہونے لگتی ہے۔ دیکھو جان اس وقت تک ہے اور اگر کسی مقام پر اور حالت میں مصیبت کا سامنا ہو جاتا ہے اور دعوت کی آگ کے مقابلہ میں مصیبت کی سخت سے سخت سزا کے مقابلہ میں طرح طرح کی مصیبتیں جھیلنا پڑتی ہیں۔ اس کی ابتدا رحمت اور کامل سزا اس سزا کے خاتمہ ہی میں ہے۔ اب ان کے اس اکبر خوف اور اس سب سے بڑی مصیبت کو ساتھ رکھیے پھر ان کی بلند صفات پر بھی نظر ڈالیے اور آپ کو یقین ہو جائیگا کہ جس کی ذات میں یہ صفات ہوں، جس کے خوف سے، خوف خدا کیوں نہ جائے، کونسی مصیبت ہے جو اس کے لیے ہلکی نہ ہو سکتی ہے۔

اسی طرح ہمارے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح پر اچھی طرح غور کرنا چاہیے کہ جس طرح انبیاء کے قصص میں اس کی طرح پر تاکید ہے اور اس کی عادت پر کہ [illegible] کے شاگردوں میں اور ہمارے دین کے علماء میں نقل چلی آئی ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کمالات، فضائل کا علم بھی ان کی سوانح میں ہونا چاہیے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے دنیا میں کیا ایک دم ظاہر ہو گئی اور ان کی ولادت کی مدت میں کمی بیشی نہ ہوئی ہے کہ جو خواہ مخواہ اس پر جما رہے اور اس کے بیچ میں رحمت ایزدی نے اس عالم میں سے اس کو اٹھا لیا تو اب وہ مسئلہ اس کے لیے بھی قابل تسلیم نہ ہوگا۔ اگر کہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مدت میں داخل ہو جائے تو انبیاء متقدمین کے عالم کا بڑا حصہ ہاتھ سے جاتا رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب معراج میں دودھ اور شراب پیش کیے گئے، ایک دودھ کا دوسرا شراب کا، جبریل کی معرفت نظر پڑی تو آپ نے دودھ کا پیالہ لے لیا۔ آپ سے کہا گیا اس سے تم نے فطرت کو اختیار کیا ہے۔ اگر کہیں آپ نے شراب کا پیالہ لے لیتے تو امت صرف اسی پر قانع رہتی بلکہ آپ کی ساری امت گمراہ ہو جاتی۔ اس طرح ہر ایک بات میں اس امت میں عظیم و اکرم کی شب میں ایسے ایسے نازک اور خطرناک امتحان پیش آئے ہیں کہ جب قدیم کو پہنچا ہوا دیکھ کر اس کی تخلیق متعلق ذہن کو اس رائے کی سلامتی سے کیسے اطمینان رہتا جبکہ اس کے لیے ہی جانب سب سے زیادہ بہتر ہے اور ہمیں ہماری امت کی سچی مشکل امتحان سے خطرناک تھا جبکہ اب تک اس کی سلامتی معلوم۔ جب اس وقت تک اس سے نجات کی امید۔ فلاں پورا ہونا زیادہ نہیں ہو سکتا اس سلسلہ میں ایک عظیم مسئلہ جو دین کے متعلق ہو کر نکلا ہے وہ اس کا ایک حصہ تو جاں گسل

[illegible]

ہم کہتے ہیں کہ اسلام تعلیم اسلام میں ان صفات کے علاوہ اسی تصور کی ایک صفت بھی ایسی ہوتی ہے
جو نسبتاً صفت ہی ان کی صفت کے لیے ہوتا ہے اور یہی کے ساتھ صفت کے لیے ترجیح دیتے ہیں۔ ان میں
سے بعض ایسے ہوتے ہیں، جن کی مدد دی، اور بعض ایسے ہوتے ہیں جن کی مدد دی نہیں ہوتی۔ اس کی مثال ہم
اس طرح دیتے ہیں کہ اس کی امثال کا اس کی کوئی تصور ہی نہیں آتا۔ اور سب صفات میں اس قسم
کا فرق ہوتا ہے۔ اس کی تو ہر صفت کی مثال کا اسکے ہی ہوتا ہے۔ یہ بات بھی صفت ہی میں ہوتی ہے
کہ کوئی نہیں ہوتا۔ اور بعض صفت میں نظر آتے ہیں۔ اسی طرح ہوتا ہے۔ اسی طرح ان کی تعریف کے
علوم بھی پیدا کی کے علوم کی حیثیت رکھتے ہیں اور نسبت بڑھ کر صفت۔ اور خلیفہ کا وقت اسلام کی تاریخ
کا زمانہ ہوتا ہے۔ اس نا کہ وقت ہی ہوتے ہیں۔ ہوتے ہیں جو ہوتے ہیں کہ بقاء وجود ہے ان کی انگریز سنتے ہیں
یہ کہ صرف انگریز، علی کی طرف ملک جاتی ہے پھر بھی، پیاس، مسوت، دلم اور شکست وغیرہ کے حالات
کا نوٹ کرتی ہے کیا یہ نوٹ صفت کی بیان ہے یہ کس ان کی آمد اصل کے سبب ہوتے ہیں۔ میں جنگ کی گرم بازاری کے
موقع پر آپ کی زبان اور ہوتی ہے۔ اس کا جواب ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ اسلام کی ایک	ایسا تعلیم اسلام کی ایک اصل ہے، اور
صفت ہے جو صفت کے لیے	شاعری، نثر ہے۔ ان کی صفت کی مثال ہے وہ ذات، ان کے صفت

کی ہیت، ذات کے ساتھ ہوتی ہے۔ صفات ان کی صفت ان سب سے بڑھ کر حق تعالیٰ کی ذات ایک کے ساتھ
اس کی مشرب اسلامی کے بعد یہ سوال بھی ہم ہے کہ طوبان کا علیہ، اس مسئلہ پر بے مشغل کیا فائدہ ہے
اپنے نفس کا حاصل کے ساتھ ہوتا ہے۔ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ اپنے مشغل عدل و صفات کے علاوہ ذات
اس پاک کے کسی پہلو کا کسی اور جہاں بلا نہ سمجھ لیتا ہے۔ ان کے کسی عمل کو خلاف عقل یا عمل کہا کسی کے بس کی بات
سمجھتے تھے۔ اس کے برعکس جہاں ان کے مشغل کی ذات و صفات کا امتزاج ہی پہ ہوتا ہے کہ اس کے اس
کا پہلو پر اعتراض کرتے ہیں۔ جہاں تک ہے نبی کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اپنی شان عبدیت، تواضع کے باوجود جن امور میں، اس قسم کے مصدر کی کسی کے لیے کسی کی کوئی گنجائش
نہیں دی بلکہ اگر کسی ساتھ کے عمل کو آپ کی رحمت شان اور اپنی کمتری کی وجہ سے بھی تبدیل اندیشہ
سمجھا ہے تو اس پر بھی آپ نے سخت ناپسندیدگی ظاہر کی ہے۔ دیکھو نوجوان [illegible]
بات دوسری ہے کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فرمانے کے مطابق ہوا۔ مگر اس کے ساتھ ایسا ہوا
اگر ایسا ہوتا؟ بہت سا شعلہ ایک پکڑیں گے جس ہی شان اسلام ہونی چاہیے۔

سنئے صفت کی تعریف ایک دوسرا ہے	یہ حقیقت اسی فرق کے، جہاں سے ان کی صفت کے خلاف ہے

[illegible] کہ تعبیر کفر کی کوئی وجہ ہے، اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ اس [illegible] پر بھی اصولی طور پر [illegible] سے پہلے یہاں دو [illegible] لکھی پائیں، کہ یہ [illegible] سب [illegible] اس [illegible] سب [illegible] ہیں۔ ہم یہاں صرف ان کے اردو ترجمے پیش کر دیتے ہیں۔ [illegible] بھی غیر [illegible] ناشائستہ کلام، [illegible]، یاوہ [illegible] ہو، ہم الگ الگ ہر جگہ [illegible] کرنا صحیح نہیں ہے۔ قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] علیہم السلام کے کسی نبی پر کبھی معصیت کا [illegible] نہیں کیا گیا۔ صرف ایک آدم علیہ السلام کے سلسلہ میں یہ لفظ مروجہ استعمال [illegible] ہے۔ اس کی تشریح ابھی آپ کے سامنے آتی ہے۔

ہم یہاں بڑی [illegible] کے ساتھ اس بات کی توجہ کرنی چاہتے ہیں کہ جن آیات کو ان کی عصمت کے خلاف سمجھا گیا ہے، [illegible] ان کی مطلوبہ [illegible] بھی ان کی عصمت کے خلاف نہ تھے۔ اس کے قبضہ کے [illegible] سے واضح حدیث شفاعت کی حدیث ہے جہاں ہر نبی نے شفاعت کے لیے [illegible] سے [illegible] اپنی [illegible] بیان کیا ہے یہاں ہم کو کسی حدیث سے بحث نہیں ہے۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے متعلق شرک فی الصیغہ کا ایک حرف بھی کہا ہو۔ حضرت خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے [illegible] کی تاریخ کذب [illegible] کی فرمائش پر [illegible] کا ایک کلمہ بھی نکل ہو جائے [illegible] ہم [illegible] کی [illegible] ہے۔ اس میں حضرت آدم علیہ السلام کا قصور [illegible] لیا، حضرت نوح علیہ السلام کا اپنے ایک عزیز کے حق میں طوفان سے حفاظت کے لیے [illegible] سے دعا کرنا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنی زبان سے [illegible] کی [illegible] میں [illegible] ملائکہ پر قوریہ کے الفاظ کہہ گزرنا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک [illegible] پر [illegible] سے پہلی زندگی میں [illegible] کے دشمن کی موت کا باعث بن جانا، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی [illegible] کا [illegible] کی [illegible] ہونا، [illegible] ہے۔

[illegible] تمام [illegible] کی [illegible] قرآن کریم [illegible] میں اس [illegible] کی [illegible] [illegible] سے [illegible] [illegible] کہ حضرت آدم علیہ السلام کے [illegible] قرآن کریم کی [illegible] | السلام کا [illegible] [illegible] میں [illegible] [illegible] [illegible]

تشریح و ترجمہ الفاظ مشکوٰۃ تم بھول گئے تھے اس لیے کہ اس میں ہمیشہ رہنا نہ تھا بلکہ وہ ایک عارضی چیز تھی

(۲) آیت کی تفسیر میں بتایا ہے کہ وہ ان کے مسئلہ حق کی تردید ہی کے لیے لکھی گئی ہے۔ مخالف کی جانب سے اس کی دلیل یہ تھی کہ اس کی دقیق و تفصیلی کے بعد فاعل کا علم ہونے کے لیے کسی علم کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ علم انسان کا ہے کسی انتقال کا نہیں۔ اس کے جواب میں بتایا ہے کہ یہ علم انسان کا ہے اور خلق کے تصورات انسان ہی کے ہیں۔ دوسری جانب سے دیکھیں تو پڑھا کتابت ہے۔ یہ علم بھی انسان ہی کا ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کو قرآن ہی کی تعلیم دی گئی ہے پھر شیطان کی آنکھوں کے سامنے یہ حال بھی ہوا کہ آدم کے کہنے سے کہ کہاں ہیں اس کی تعریف ہی کی گئی ہے اگر پڑھا کی دو صورتوں کے عالم میں ہونے سے اس خلاف ورزی کا ارتکاب ہو گیا جو قرآن کریم سے ظاہر ہے اس کو معصیت کہتے ہیں۔ مگر اس کی تشریح کی ہے خود اس نے بیان کی ہے اس کے جملہ مسلمان کا ایک فرقہ کے پاس اس معصیت کا حکم اطلاق کرنے کا حق نہیں ہے۔ جہاں جہاں اس کا ذکر ہے وہاں ہی ان کا ارتکاب ہوئی تھی کہ اس کے سامنے کسی خود سے عمل ہو سکتا کہ اس کا ثبوت ہے پھر ان کا ذکر ہے کہ ان کی توبہ قبول کی گئی ہے اس کی حقیقت ہی اس کی معصیت ہونے کی دلیل ہے کہ اس کا ثبوت ہے پھر ان کا ذکر ہے کہ ان کی توبہ قبول کی گئی ہے اس کی حقیقت ہی اس کی معصیت ہونے کی دلیل ہے کہ اس کا ثبوت ہے پھر ان کا ذکر ہے کہ ان کی توبہ قبول کی گئی ہے اس کی حقیقت ہی اس کی معصیت ہونے کی دلیل ہے کہ اس کا ثبوت ہے

(۳) اس کے جواب میں بتایا ہے کہ یہ علم انسان کا ہے اور خلق کے تصورات انسان ہی کے ہیں۔ دوسری جانب سے دیکھیں تو پڑھا کتابت ہے۔ یہ علم بھی انسان ہی کا ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کو قرآن ہی کی تعلیم دی گئی ہے پھر شیطان کی آنکھوں کے سامنے یہ حال بھی ہوا کہ آدم کے کہنے سے کہ کہاں ہیں اس کی تعریف ہی کی گئی ہے اگر پڑھا کی دو صورتوں کے عالم میں ہونے سے اس خلاف ورزی کا ارتکاب ہو گیا جو قرآن کریم سے ظاہر ہے اس کو معصیت کہتے ہیں۔ مگر اس کی تشریح کی ہے خود اس نے بیان کی ہے اس کے جملہ مسلمان کا ایک فرقہ کے پاس اس معصیت کا حکم اطلاق کرنے کا حق نہیں ہے۔ جہاں جہاں اس کا ذکر ہے وہاں ہی ان کا ارتکاب ہوئی تھی کہ اس کے سامنے کسی خود سے عمل ہو سکتا کہ اس کا ثبوت ہے پھر ان کا ذکر ہے کہ ان کی توبہ قبول کی گئی ہے اس کی حقیقت ہی اس کی معصیت ہونے کی دلیل ہے کہ اس کا ثبوت ہے پھر ان کا ذکر ہے کہ ان کی توبہ قبول کی گئی ہے اس کی حقیقت ہی اس کی معصیت ہونے کی دلیل ہے کہ اس کا ثبوت ہے

(۴) اس کے جواب میں بتایا ہے کہ یہ علم انسان کا ہے اور خلق کے تصورات انسان ہی کے ہیں۔ دوسری جانب سے دیکھیں تو پڑھا کتابت ہے۔ یہ علم بھی انسان ہی کا ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کو قرآن ہی کی تعلیم دی گئی ہے پھر شیطان کی آنکھوں کے سامنے یہ حال بھی ہوا کہ آدم کے کہنے سے کہ کہاں ہیں اس کی تعریف ہی کی گئی ہے اگر پڑھا کی دو صورتوں کے عالم میں ہونے سے اس خلاف ورزی کا ارتکاب ہو گیا جو قرآن کریم سے ظاہر ہے اس کو معصیت کہتے ہیں۔ مگر اس کی تشریح کی ہے خود اس نے بیان کی ہے اس کے جملہ مسلمان کا ایک فرقہ کے پاس اس معصیت کا حکم اطلاق کرنے کا حق نہیں ہے۔ جہاں جہاں اس کا ذکر ہے وہاں ہی ان کا ارتکاب ہوئی تھی کہ اس کے سامنے کسی خود سے عمل ہو سکتا کہ اس کا ثبوت ہے پھر ان کا ذکر ہے کہ ان کی توبہ قبول کی گئی ہے اس کی حقیقت ہی اس کی معصیت ہونے کی دلیل ہے کہ اس کا ثبوت ہے پھر ان کا ذکر ہے کہ ان کی توبہ قبول کی گئی ہے اس کی حقیقت ہی اس کی معصیت ہونے کی دلیل ہے کہ اس کا ثبوت ہے

نہ کہ ہو سکتا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ ہو سکتا ہے

مقام عصمت کی رعایت ہوتی ہے کہ جب ایک طرف عصمت ہو تو دوسری طرف شیطان کبھی نہیں ہو سکتا کسی معصوم کے پیچھے نماز جائز ہو جاتی ہے تو اس پر سوال کیوں کیا جاتا ہے۔ رہا یہ سوال کہ ہم نے سب سے زیادہ غریب انسان کس کو پایا ہے تو اس کا جواب تو ہم دے چکے ہیں کہ ہم نے تو ایسی کتاب کو نہیں پڑھا جو اس سے زیادہ غریب ہو۔ جب علیہ السلام کا گزر ہوا تو وہ ان کے سامنے ترازو رکھ کر تول رہے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ کیمیا دان نہیں تھے۔ اس کی تشریح وہاں دیکھ لی جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ علم نجوم کے بھی ماہر نہیں تھے۔ رہا یہ سوال کہ وہ مجرد کیونکر ہو سکتے ہیں جب کہ ان کی بیوی بھی تھی اور ان سے اولاد بھی ہوئی تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان کا مجرد ہونا ثابت ہے۔ اس کی تفصیل ہم کر چکے ہیں۔ اس کا اعادہ کرنا بے سود ہے۔ رہا یہ سوال کہ ان کی بیوی کا کیا ہوا تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان کی بیوی کا ذکر ہی نہیں ہے تو اس کے متعلق ہم کیا کہہ سکتے ہیں۔ اس کا جواب بھی ہم دے چکے ہیں۔ اس سے کسی قرائن سے یہ بات کہاں ثابت ہوتی ہے کہ وہ ان کی بیوی تھی۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ان کی خادمہ ہو۔ رہا یہ سوال کہ ان کی بیوی کا ذکر نہیں ہے تو اس پر تعجب ہے۔ ہم نے تو ایک طرف ان کی عصمت ثابت کی ہے اور دوسری طرف ان کی تکذیب بھی کی ہے۔ اور معلوم ہے کہ جب عصمت ثابت ہو جائے تو ایسی باتوں کا کیوں وجود ہوتا ہے۔ رہا یہ سوال کہ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول بھی ہو گئی اور ان کو عصمت دے دی گئی۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اس میں کمال پیدا نہ ہوا۔ اس کے جواب میں ہم کہہ چکے ہیں کہ ہو سکتا ہے اس میں کمال ہو۔ ہاں عصمت کی حقیقت کا کوئی وجود نہ تھا کیونکہ یہ صرف ان کی عصمت کا اظہار تھا کہ جب عصمت باقی نہ رہی تو ان سے بھی سلب کر لی گئی۔ رہا یہ سوال کہ جب ابلیس کو حضرت یحییٰ علیہ السلام کی عصمت کا علم ہو گیا تو وہ ان کے ساتھ قتال کے ساتھ پیش آئے گا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ ابلیس کو ان کی عصمت کا علم نہ ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پورا واقعہ موجود ہے جس سے ان کی عصمت ثابت ہوتی ہے۔ اس کی تفصیل ہم کر چکے ہیں۔ رہا یہ سوال کہ ان کی عصمت سے ان کا قتل کیونکر ہو سکتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان کی عصمت سے ان کا قتل ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اس کی تفصیل ہم کر چکے ہیں۔ اس کا اعادہ کرنا بے سود ہے۔ رہا یہ سوال کہ اگر مقام عصمت ایسی عصمت سے متعلق ہے جس میں سہو و نسیان کا احتمال ہو سکتا ہے۔ تو پھر ہم وہاں کس عصمت کا تصور کیا جا سکتا ہے۔

یہ تو مقام عصمت کی زیادتی کا اختصار سا بیان تھا۔ اب ہم اس کی زیادتی کا ایک اور طریقہ بیان کرتے ہیں۔ اس کے متعلق ہم ایک کتاب لکھ چکے ہیں۔ اس نے ہی سمجھ لیا ہے کہ جو شخص معصوم مخلوق ہے جب اس کا سابقہ کسی خائن انسان کے ساتھ آ پڑتا ہے تو وہ بھی ہر قسم کی خیانت سے محفوظ رہتا ہے۔ اس کی سرگزشت ہم نے وہاں لکھ دی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عصمت کے بھی مراتب ہیں۔

یہ کس درجہ مسلم ہو سکتا ہے کہ اگر یہاں ایسا نہ ہوتا تو ان کا کیا ہوتا۔ حالانکہ اس کے برعکس تھا۔ اصحاب رضی اللہ عنہم کو عصمت کی ذاکت اور بالکل اور چیز کی جگہ کو سامنے رکھ کر یہ واقعات پڑھے جائیں تو ان کی صحیح حیثیت کا سب سے بہتر فیصلہ کر سکتے ہیں۔

حاصل یہ کہ نصوص قرآن کریم کے طرز خطاب پر بھی نظر کرو، احادیث اور حکم و خطب کی بھی تصریحات دیکھو، اجماع امت تو پہلے سے ان کی عدالت و ثقاہت کا قائل ہے، اگر یہ سب کچھ نہ ہوتا تو بھی ان کی عدالت کا ثبوت اس سے بہتر کیا ہو سکتا تھا کہ اگر یہ حضرات اس کے مستحق نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ ان کی صحبت کے لئے کیوں منتخب فرماتا۔ اگر یہ حضرات اس کے مستحق نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ ان کو اپنے حبیب کی صحبت سے کیوں نوازتا۔ اگر یہ حضرات اس کے مستحق نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ ان کو اپنے حبیب کی صحبت سے کیوں نوازتا۔ اگر یہ حضرات اس کے مستحق نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ ان کو اپنے حبیب کی صحبت سے کیوں نوازتا۔

شیخ عبدالوہاب شعرانی تحریر فرماتے ہیں:۔

معلوم ان الانبیاء علیہم السلام لا یبعثون	یہ بات معلوم ہو گئی کہ انبیاء علیہم السلام نہ تو
فیہم فی ارتکاب حرام ولا مکروہ الا نادرا	حرام یا مکروہ میں دوسرے انسانوں کے شریک ہوتے
الجواز، ولکن لما شرفوا بمقام صحبۃ اللہ	لیکن کیونکہ ان حضرات کو جناب رب العزت کی صحبت
تعالیٰ رفع حکمہ فی خلاف الاولیٰ المحضۃ	کا شرف حاصل ہوا اس لئے ان کا یہ حکم اٹھا لیا گیا
والشبہۃ، والجہالیۃ (اھ بزیادۃ)	کہ خلاف اولیٰ محض یا شبہ یا جہالت کے ساتھ
	ارتکاب حرام کریں (اس پر بعض حضرات نے
	کہا کہ یہ کلام کی زیادتی ہے) اسی لئے ان حضرات
والحاصل ان من خصائص نبینا	یہ بات معلوم ہو گئی کہ جس طرح ہمارے نبی
علیہ السلام عصمۃ ۔ ۱۲	علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے گناہوں سے

قرآن کریم ہی نہیں انبیاء علیہم السلام کے بعد بزرگوں اور حضرات کے علاوہ بھی کوئی ایسی کتاب دنیا میں نہیں ملتی جس میں کسی کو ان کی عصمت کے خلاف سمجھا گیا ہے۔ مثلاً سیرت، رجال، تاریخ اور بزرگوں کے تتبع احوال سے اجتناب کے مطالبات۔ یہاں تک کہ یہ بھی کہا گیا کہ صحابہ کی عدالت کے معلوم سے تفتیش کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دنیا میں کوئی حکم ایک طریقہ سے نہ آئے اور حدیث و فقہ کا بھی یہی حال ہو۔

شیخ شعرانی تحریر فرماتے ہیں:۔

فالواجب اعتقاد ان جمیعہم من الحق	پس واجب ہے اعتقاد کرنا ہر ایک کا کہ ہر ایک صحابی
من شأنہ ان یؤاخذ بالکبیرۃ والصغیرۃ	شان یہ ہے کہ کبھی چھوٹے کی جبہ تقریر بلکہ کبھی
والمکالمۃ بغیر واسطۃ احیانا کما یدل	بلا واسطہ بھی ہوتا ہے کہ خطاب وصول کرتا ہے اللہ تعالیٰ
علیہ الاستقراء (اھ)	سے جیسا کہ استقراء اس پر دلالت کرتا ہے۔

بعض آیتوں میں مشرکوں کو خطاب اس قسم کے دوسرے افعال سے جناب رسالت کی تعظیم ان کو بھی بیان کی گئی ہے۔ ہم لکھتے ہیں کہ سال بھی دن کی رات مقصود نہیں ہوتی بلکہ کفار اور ہوتے ہیں مگر حق تعالیٰ کو خطاب مسلمان ہم تک ہو کر ان کو اپنا مخاطب بنایا بھی اس کو بہت بہتر ہے۔ اگر وہ جانے رسول صلعم رسالت کا مدعی ہے اور سچا ہے نہیں کہ لے وہم بھی ان کو اپنا مخاطب پسند نہیں کرتے۔

وانکر فی هذا الخطاب، مقابلة اعراض الکفار	اس طرز خطاب میں یہ بھی حکمت ہوئی ہے کہ کفار کے
عن سماع ما جاء به الرسول صلی الله علیه وسلم	رسول کے لائے ہوئے کلام سے اعراض کرنے پر
فانهم اذا اعرضوا عن سماعه وعبادة الله بما امرهم	اس لئے اس کی جزا دیتے ہے کہ ہم بھی ان کو قابل
به کانوا غیر جدیرین بهذا الخطاب فاسقطهم	خطاب نہ سمجھیں سے خطاب نہ کریں گے۔ یہ
عن رتبة مخاطبته وشافههم بما یلیق بهم۔	درجہ سے گرا دیا۔

ہمارے مرشد شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں یہ بھی ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی خطاب کیا کہ جو اس کا عقلاً کوئی امکان ہی نہ تھا مثلاً دیکھنے کا اور اس کے مقام کے مسلم میں آپ کو اس کی مخاطبت کی اُمید کہ ان کے سامنے اُن کا ذکر بھی نہ ہو مثلاً جانے والا نقل مسلمان و لا تنظروا۔ اب کون نہیں جانتا کہ اس وقت آپ کے والدین موجود کہاں تھے اس بنا خطاب گویا آپ نظر میں مگر فرضاً اور آپ کی اُمت ہے۔ اس کے علاوہ اس طرز خطاب میں ایک بڑی حکمت ان امور کی اہمیت پر تنبیہ کرنی ہے یعنی مثلاً شرک و کفر جب ایسے شخص تک میں ہیں کہ اگر بفرض رسول کے حق میں بھی ان کا تصور کیا جائے تو اس کے اعمال کے لیے بھی تباہ کن ہوتے تو جہاں دوسروں کے اعمال کے لیے تباہ کن کیونکر نہ ہوں گے

یہی وجہ تھی کہ یہ سب آیتیں دشمنوں کے سامنے تلاوت کی جاتی تھیں اور وہ ان پر ہرگز عقول سے غیر معقول اعتراضات بھی کرتے تھے مگر یہ کبھی ثابت نہیں ہوا کہ رسول کے کہنے اس کے اعمال کا ضائع ہونا پر بھی کسی ان کو کوئی اعتراض کیا ہے یا ان آیات کا جس نے خود رسول کے بیان سے شہادت سمجھا ہو کہ ہم کو ذرا کسی کہ دوسرے کو خوب واقف تھا اور اس قسم کے خطابات کا مقصد بھی بخوبی سمجھتے تھے

بہار جیسے اسلام کی ہمارے کی طرح بزرگوں کی شان استغفار تو ہر کو مسلم بھی رہا ہے۔ یہ بھی اس سادہ مسلمانوں کے خلاف ہے۔ کہیں پر کہ وہ درجہ کسی ولی اسی صحبت کا رکھتا ہے کرتے ہیں بلکہ صحبت عام صحبت بھی نہ کہ ہو، نگاہ صحابہ کی بے بہا دولت کا استغفار اپنے قصوروں کی جرأت اور ترک کا ان کو تصور کیونکہ نہیں، پتا اس بے وہ اس بارگاہ میں جہاں اپنے قصوروں کا دعویٰ کرنا ہی سب سے بڑا قصور ہے اپنے

لیے تو یہ استدلال کرتے ہیں کہ مقصد یہ ہے کہ اس کے سوا کوئی اور بھی ان کی حمایت میں شامل ہو جائے۔ لیکن یہ نظریہ اگر غور سے دیکھا جائے تو اس کی بنیاد ہی غلط ہے۔ اس لیے کہ اس کی بنیاد اس مفروضہ پر ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے دین کی حفاظت کے لیے کسی مدد کی ضرورت ہے۔ حالانکہ یہ بات ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ کی ذات تو ہر قسم کی کمزوری سے پاک ہے۔ پھر رسول کی ذات کے بارے میں یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ وہ اللہ کی مدد کے محتاج ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۙ	کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔
اَلَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ	جو اپنے گھروں سے ناحق نکالے گئے۔
اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ۭ	صرف اس بات پر کہ وہ کہتے تھے ہمارا رب اللہ ہے۔
وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ	اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعہ سے دفع نہ کرتا۔
لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ	تو صومعے اور گرجے ڈھا دیے جاتے۔
وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۭ	اور یہودیوں کے عبادت خانے اور مسجدیں جن میں اللہ کا نام بکثرت لیا جاتا ہے۔
وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ۭ	جو اللہ کی مدد کرے گا اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا۔
اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ	بے شک اللہ قوت والا اور غالب ہے۔
اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ	جن کو اگر ہم زمین میں اقتدار دیں۔

پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا ذکر ہے۔ دوسری آیت میں مسلمانوں کو جنگ کی اجازت دی گئی ہے۔ تیسری آیت میں اس اجازت کی وجہ بیان کی گئی ہے۔ چوتھی آیت میں اس اجازت کے نتائج بیان کیے گئے ہیں۔ پانچویں آیت میں اللہ تعالیٰ کی مدد کا وعدہ ہے۔ چھٹی آیت میں اللہ تعالیٰ کی قوت اور غلبہ کا ذکر ہے۔ ساتویں آیت میں مسلمانوں کی ذمہ داری بیان کی گئی ہے۔

سب سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ کوئی اس کی قدرت کو روک نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا ذکر اس لیے کیا گیا ہے کہ مسلمانوں کو یہ یقین ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔ وہ ان کی مدد کرے گا۔ وہ ان کو فتح دے گا۔ وہ ان کو کامیاب کرے گا۔ وہ ان کو دشمن پر غالب کرے گا۔ وہ ان کو دشمن سے محفوظ رکھے گا۔ وہ ان کو دشمن سے بچائے گا۔ وہ ان کو دشمن سے نجات دے گا۔ وہ ان کو دشمن سے آزاد کرے گا۔ وہ ان کو دشمن سے رہائی دے گا۔ وہ ان کو دشمن سے چھڑائے گا۔ وہ ان کو دشمن سے بچائے گا۔ وہ ان کو دشمن سے محفوظ رکھے گا۔ وہ ان کو دشمن پر غالب کرے گا۔ وہ ان کو فتح دے گا۔ وہ ان کو کامیاب کرے گا۔ وہ ان کی مدد کرے گا۔ وہ ان کی مدد کرنے

ٹرل اور اس طرح کے امور کی جنس کا ایک نبی، رسول میں جاتا ہے۔ نبیہ علیہ السلام کی استطاعت
اسی جنس کی جملہ کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیے

جاری اس تفصیل کے بعد اب آپ کو عصمت انبیاء علیہم السلام کا مفہوم خوب واضح ہو گیا ہوگا اور یہ
بات بھی صاف ہو گئی ہوگی کہ عصمت کے معنے یہ نہیں ہیں کہ ان میں معصیت کا مادہ ہی پیدا نہ ہوتا ہے مگر
قدرت ایزدی ان کو اس کے ارتکاب کرنے سے روک دیتی ہے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ان کی سادی
میں جو بشری قوتیں رکھی جاتی ہیں وہ فطرۃً اعلیٰ شائستہ اور مطہر رکھی جاتی ہیں کہ ان میں کسی معصیت کی
طرف دل سائیگان ہی نہیں ہوتا جس طرح کہ ایک لطیف مزاج انسان کو بدبو دار گندگی سے طبعی نفرت
ہوتی ہے اسی طرح ان مقدس قدسیہ کو معصیت کی ہر نوع سے طبعی نفرت ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ کی مکمل ہدایت
میں ان کو وہ علمی رسوخ عطا فرماتا ہے جو تحصیل کو بالی میں اس لیے وہ اپنے مقصد بعثت سے کسی طرح کی
کسی معصیت کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ ان میں بھوک پیاس، غضب، لغزش اور
اسی قسم کی دوسری بشری قوتیں معصیت سے مرتفع ہی نہیں ہوتیں۔ اگر ان میں یہ قوتیں موجود نہ ہوں تو پھر
ان کی عصمت اکتسابی کیوں کر ہو۔ وہ ملائکۃ اللہ کی عصمت سے۔ ان کو اختیار ہی کیا ہے۔ یہاں
فرق ہے تو یہی ہے کہ اگر وہ معصوم ہیں تو اس لیے کہ ان میں معصیت کے یہ قوتیں ہی موجود نہیں ہیں
اگر معصیت کرنا چاہیں بھی تو نہیں کر سکتے۔ اسی لیے ان کی شان میں ارشاد فرمایا گیا ہے

لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ (تحریم) وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے اس میں جس کا ان کو حکم
دیا جاتا ہے اور وہی کام کرتے ہیں جن کا حکم ان کو دیا جاتا ہے۔

انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ میں آیت بالا کا مقتضیٰ ملائکہ کی صرف عصمت بتانا نہیں ہے بلکہ ملک اپنی ایک
کی عصمت و بے تعلیق ایسی مخلوق خیال کی ہے جس میں عصمت کے سوا شر کی طاقت ہی نہیں ہے اس لیے
وہ معصیت کر ہی نہیں سکتے بلکہ جبل بھی صرف وہی کر سکتے ہیں جس کا ان کو حکم دیا جاتا ہے اسی لیے ان
میں نرمی کا کوئی احتمال ہو اسے وہ سرے سے

وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَہٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ (صافات) وہ ہم میں جو بھی ہے اس کا ایک معلوم مقام ہے جس سے
کسی کو تجاوز نہیں ہو سکتا۔

اسی لیے قرآن کریم میں کسی جگہ بھی ان میں تو ہم استعداد کی صفت نہیں کی گئی وہ اگر استعداد

ف ایک مرتبہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ بلال! پھوک سے سب میں سوا یا
جنت میں تمہیں کی استعداد۔

کرنے ہی کی قسم کھائی ہے۔ اس کے حق میں تو یہ استعمال کچھ ایسا کوئی معنی ہی نہیں۔ اس لیے یہ اضافت
کی صفات میں سے صفت عمار و قہار، رازق کا ذکر بھی نہیں کیا

وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ (وہ یعنی فرشتے اپنے پروردگار کی تعریف کرتے اور مومنین کے
لِمَنْ فِي الْاَرْضِ (الشوریٰ) لیے استغفار کرتے ہیں)۔

یعنی فرشتوں کا وظیفہ اپنے لیے صرف تسبیح و تحمید ہے اور اہل زمین کے حق میں استغفار۔ وہ ان کے لیے بخشش
مانگتے۔ وظائف کی تقسیم اس طرح نہیں ہوئی کہ کسی کو تسبیح اور کسی کو تحمید کی تعلیم ہوئی ہے۔ فرشتے چونکہ معصوم
ہوتے ہیں گے ہیں اس لیے ان کا وظیفہ صرف خدائی تنزیہ و پاکی کا ہے۔ اور ستر کرنے کی معصومیت
کی شان عطا کی گئی ہے۔ اس لیے ان کی وظیفہ تسبیح و تقدیس کے ساتھ استغفار بھی اس کے وظیفہ
ہی کی شاخ ہے چونکہ بشر سب اس کی جبلت ہے اور عصمت اس کی حد۔ اس لیے اس کا ماس وظیفہ
استغفار ہے۔

اب یہ غور کرنا چاہیے کہ ان دو عصمتوں میں سے کس عصمت کو کسی پر کیا فضیلت حاصل ہے۔ ایک
عصمت جو اختیاری ہے اکتسابی ہے کہ نفس سب ہوں مگر سب طاعت و عبادت میں پاکدامن ہے
کہ سوسے سے دو قدم بھی منحرف ہوں۔ ملک اور فرشتہ برابر بھی جنبش لب کی ہو مگر اس کمال میں تمام تر
کمال صانع ہی کا ظاہر ہوتا ہے خود فرشتوں کی اس میں تعریف کیا ہے۔ بلکہ بشر ہو کر اگر کوئی فرشتہ صفت
ہو تو اس کی اس عبودیت کا اندازہ سے بڑا کمال ہے۔ زمانہ عصر ایک طرف تو اس کا قائل نہیں ہوتا
کہ من و سبحان کا ورد کرتا ہے۔ شبیک ملکی صفت ہے مگر جب وہ اس کی صفت و عصمت کا
نقشہ کھینچتا ہے تو ان کو اپنے اس چشم دید بیان میں بھی خبط کرنے لگتا ہے۔ قبل کی آیت میں اس کی اس حیرت
کو ان الفاظ میں ادا کیا گیا ہے۔

مَا هٰذَا بَشَرًا اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ (یہ شخص آدمی نہیں ہے تو کوئی بزرگ فرشتہ ہے۔

اگر بحیثیت بشر ہونے کے یہ پاکبازی اس سے ہے جیسی فرشتوں میں بھی کسی بڑے فرشتہ کی ہو سکتی ہے یوں معلوم
ہوتا ہے کہ فرشتوں میں اس سے بھی بڑھ کر کوئی طاقت ہی نہیں ہے۔ پس ایسا ہونا تو ہر ایک کے لیے ممکن ہے۔ اس
سے تو ہر ایک فرشتہ قابل تعجب نہیں رہا۔ ہاں بشر کی عصمت میں عصمت سے بڑھ کر جو ایک شان قابل تعجب
ہے۔ وہ یہ ہے کہ اگر پاکبازی دیکھنے والے کی نظر میں اس کی نظر ہو تو اس پر ہے جو بشر ہو کر فرشتہ کی پاکبازی
کا نمونہ پیش کرے۔ یہ کمال ہے۔

اب جس کی صفت عصمت کا یہ حال ہے۔ جو ہر ایک کی حفاظت الٰہی اور وسعت کی پناہ گاہ

مطلب کی ہے اس بات پر کہ انسان فطرۃً ضعیف بنایا گیا ہے جبکہ وہ خلق الانسان ضعیفا سے ظاہر ہے اس لیے اس میں مزید وہ مقابلہ کی طاقتوں کا پورا پورا مقابلہ نہیں کر سکتا اور اس کا اکثر اوقات مکتا ہے کہ اپنے مقصد و ارادہ کے خلاف کا قدم اٹھا کر جھک جائے۔ ہمارے نبی صلعم کا صاحب صرف ایک فرد کا صاحب نہیں ہوتا بلکہ ہر کی آماجگاہ بھی ہوتی ہے جس کی وجہ سے ان کی ذات اقدس کی طرح نہیں جو اپنے ایک طرف ان کا ہاتھ ہوتا ہے اس دوسری طرف کفر کا ہاتھ ہوتا ہے جو کہ ہر ایسی ہستی کے مقدر میں ہوتا ہے جس کے ذمہ اصلاح کا کام ہو کہ جس پر یہ ذمہ داری ہو وہ بھی اسی حصہ سے کل جائے

وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ (انہوں نے اپنی سب تدبیر کر ڈالی تھی مگر ان کی سب تدبیر
وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ (اللہ تعالیٰ کے سامنے تھی۔ اگرچہ ان کی تدابیر ایسی تھیں کہ
(ابراہیم ۴۶) کہ پہاڑ بھی ان کی وجہ سے اپنی جگہ سے ہل جائیں

اس لیے انسان کو جہاں ان کی اس بات سے کوئی کہ کر کیا ہے وہ اسی کے ساتھ ان کے احوال کی اس نوعیت پر بھی متنبہ فرمایا ہے کہ بعض اوقات ان حالات میں ترکی میں صاحب قدم کھانے کے دوامی اسباب بھی پیدا ہو جاتے ہیں اگر کسی خاص باعث سے انسان کا قدم اس طرف اٹھ بھی جائے تو کر بعید نہیں ہوتا۔ مگر چونکہ انبیاء علیہم السلام کے کفیل ہوتے ہیں اس لیے وہ ان نازک مواقع میں بھی ثابت قدم رہتے ہیں۔ صاحب حالات کے اجزاء کی اصلاح میں نہ ڈالے جاتے ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے معاملہ میں دیکھیے حالات کتنی مرتبہ انتہا کو پہنچے تھے لیکن ہمیں حالت سے نکالنے کا سامان ہو سکتا تھا اسی جانب سے حضرت یوسف علیہ السلام کو دعوت دی جاتی تھی سوا اس کے ان کی بھائی کی صورت سے وہ خود کہتے ہی مدد کیوں نہ ہوں مگر اللہ کے ساتھ قریب آجانا کا کوئی ظاہر اس کو دھکا دیدیتی تو گرے اور خود اس میں گرنے تو یقیناً صاحب اگر اس کو گھیر لیتے جب صورت حالات ایسی رہتی تو حضرت یوسف علیہ السلام کی حفاظت کس طرح ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کس طرح حفاظت کے لیے سامنے آگئی اور کس طرح حضرت یوسف علیہ السلام پر اس کا انعام ہوا کہ ان کو مصر کا بادشاہ بنا دیا۔ یہ حالات کی پوری تفصیل اس آیت میں ادا کی گئی ہے۔

وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ نَصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝

ف اس جگہ بحث کرنا کہ یہ ریاں سب تھی یا ان میں سے کوئی ایک تھی جس کے بیان سے سکوت کر دیا گیا اس کی تحقیق ہمارے پیش نظر نہیں ہے ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ ضرورت کے وقت ایسی ہستی کو کوئی نہ کوئی حفاظت کے ذرائع ضرور مہیا ہو جاتے ہیں

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکتوب حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

در معصومیت انبیاء علیہم السلام و در تحقیق حقیقۃ کل طبیعی

مکتوب الیہ (نام نامعلوم)

بعد حمد و صلوٰۃ عرض می شود کہ انبیاء علیہم السلام از صغائر و کبائر قبل از نبوت و بعد از نبوت بہ اجماع امت معصوم اند و ایں مسئلہ بہ چند وجہ ظاہر است اول آنکہ اگر انبیاء علیہم السلام معصوم نباشند در بیان احکام شرعیہ اعتماد بر قول ایشاں نماند و ہمچنیں در بیان احکام عقلیہ و عادیہ و در بیان امور خارجیہ کہ بہ حواس ظاہرہ و باطنہ ادراک می شود و در بیان امور غیبیہ کہ بہ وحی و الہام معلوم می شود و ہمچنیں در بیان امور دنیویہ کہ بہ تجربہ و عادت

ہیں ہم ہوتے ہیں جو اس مشیوذ کے مصدر
الشیطان ہوا ہے کہ اس کی شر رات ہے و
اس کے جواب ہیں ہے کہ گرمی رانی کہ
ہر چیز رفتار رہو ہے اس لئے کہ جو است
ہیئۃ الشئی اور اس تحت نوع ہیں
اطوب در حرف ہیں ملائکہ و شیطان کی
حال کہ

"کان الشیطان لربہ کفورا"
"ولا یحسبن الذین اسرفوا
ولم یقتروا وکان بین ذلک قواما"

پس شیطان را عصیان و کفر دار ہیں
اس لئے وہ آدمیوں ایک قدر عشر گوئی
خود و آں فرزند ست کہ دم ذات او
نوع خود نام کی و شود ازم ذات او
الفاظ دیگر کی، وہ دیگر سے ترس ہے
او ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو
ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو
ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو
ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو
ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو
ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو

اس وقت آتش کو ملا کر دیتا ہے تو پتا ہے کہ انسان کی پیدائش کا مقصد
صرف عبادت ہے کہ صحیح ہے اور اس کو صرف اسی کا حکم دیا ہے
تاب یہ کیسے ممکن ہو کہ صحیح ہے گی اس کو ابتدا کا حکم دیا جائے اس
کی تفصیل یہ ہے کہ ہر چیز کے لئے اس کی ذات کے مطابق حکم ہوتے ہیں اس
طرح وہ ذات موجود ہوتی ہے اور اس کے یہ احکام بھی موجود ہو جاتے ہیں
اسی لیے ان کو اس ذات کے لوازم کہا جاتا ہے یہ جملہ آگ اس کے لوازم
ہیں ہے اور آگ ہمیشہ ہمیشہ اس وعدہ کے مطابق پیدا ہے
سامنے دوسرے کی مخلوق ہیں۔ حالانکہ شیاطین میں کی ذات کے لیے ایسے
احکام موجود ہیں، قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان کی ذات کے لیے
کفر، ہے "کان الشیطان لربہ کفورا" اور خالق کے لیے فراموشی ہے
وہ اس طرح ہے کہ اس میں استغنا و لاتعلقی کی طرف گئی ہے "ولا یحسبن
اللہ غافلا عما یعملون انما یؤخرہم"

چونکہ یہ اعمال کسی قسم کی جزوات کے لوازم ہوتے ہیں، وہ اس ذات کے علاوہ
دوسری جگہ نہیں پائے جا سکتے۔ اس لیے کہ اس کے علاوہ وہ ذات ہو
فراموشی اور شیطان کے علاوہ کفر و سرکشی کسی دوسری جگہ پائی نہیں
جا سکتی۔ لیکن ان دو لفظوں کے سوا یہاں پر کہ شر کی مخلوق کا ذکر
آئی ہے ہی حضرت انسان جس میں یہ دونوں (یعنی جمع متقابلین) ہیں
پر خطا و صلاح و فساد، و اخروسیتا بھی، انہوں نے نیک عمل کے
ساتھ کچھ برے عمل بھی کیے ہیں، لہذا حسب بیان سابق ضروری ہے
کہ انسان میں ہر دو قسم کا وہ ہو۔ ہو۔

اور شیطان بھی اور وہ بھی ہیں و تمہارے اور تمہارے اصل
ہیں وہ تو تمہارے ذات کے لوازم تھے عام ہیں جانتے ہیں۔ ان جب
سے انسان کی ترکیب، راستے طاق ہے سابق ہے جب اگر ہیں
لوازم آباد کرنا ہے ہیں ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو
اس لیے ہیں ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو

ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو ہو

ثابت ہو تو ہمارے ان کی معصومیت بھی ثابت ہو گئی من حفظ
کے یہ معنی ہیں اس لئے کہ پیغمبر کے لیے من ہیں نہ
فاسد ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ جس رسول میں یہ صفات
کا یہاں ہو بھی تو شخص اس علوم کے ساتھ جس سماوی
کی مظہر ہے جو وہ صرف ایک رسول ہی ہو سکتا
اس لیے جناب علیہم السلام کے سوا کسی کو اس معنی سے
معصوم نہیں کہا جا سکتا کہ جس سے گناہ کا صدور
ممکن ہو یہ واضح رہے کہ گناہ صادر ہونے سے پہلے ہمارا
عقیدہ ہے کہ جس کی ذات میں یہ قوت ہی موجود نہ ہو
صدور عصیان کی منفی ہو یہ مطلب نہیں ہے کہ جس
طرح جس کی ذات میں تاثر فی کرنے کا استعداد موجود ہے
اسی طرح جس خارجی اور عارضی سبب سے اس
کو اس عمل ایسا نہ ہو سکے جس پر عصیان کا قلب ہو۔ مگر کیونکہ
بالی میں گرمی پانی کی ذات سے ہیں ہوا مگر خارجی سبب سے
پیدا ہو سکتی ہے اسی طرح انبیاء علیہم السلام پر عصیان گو ذاتی
عوارض کی وجہ سے طاری ہو سکتا ہے مگر خدا ان کی
نگہبان ہے اور اس عارضی سبب کی ہمیشہ ہی اس نے
سد باب کی ہے چنانچہ ارشاد ہوا کہ انا لہ لحافظون و
اللہ شاہد علی ما فی انفسہم فلیحذر الذین یخالفون
ہوئے اس پر کہ کوئی نوع سوء و فحشاء کی قریب ہی نہ آنے
اس کا صدور کسی عارضی وجہ سے ممکن ہو سکتا ہے کہ
سوء و جنابت کا منافی ظاہر اسباب سے بیان کی ہو سکتا ہے
شوہر کو اس امکان کے باوجود قدرت ان کے صدور سے

ہی محفوظ رہتی ہے اگر خارجی اسباب سے معصیت کا صدور ان کا ہو تو ہمارے نزدیک ان کا معصوم ہونا کوئی
دعوا نہیں کیونکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ معصوم سے یہ بھی کہ اس کی ذات میں صدور عصیان کا منافی ہو صرف

مصادر مصدر است بال رجوع تخصیص مصدر بسیاری مصدر
ابیا رواضفہ ظلیت مصدر بیار ما نکرہ بود و تخصیص مصدر می
شاید بنظر ایں کہ اطلاق نسبت و زمان اللہ تعالیٰ دریں
بارہ ہم چیزے رانم مبزوم دانی اللہ دینکہ ایں ہر دو امر مسلم
الثبوت و یکی خاصتہ اگر مدہ مذکور بود و صدور
ہر دو فعل و حوادث یعنی مصدر کہ اصل و
است است کہ بیت و مبادی و نکرہ نزا مصدر
افعال نوں گفت و دوم بیکر و بہ ذات آنکہ مظہر آں
نوں و خ ہ یکی پیدا است کہ مصدر و مظہر یا یک
و نیز ہمہ مشترک نمک نمود یکہ مظہر ہی شدہ
انواع حیات بلکہ ہا ہیچ یک از نوع ہم ازیں متذکرہ
دریں صفت ہیچ یک شد کہ بیکر یہ و مظہر
و دیدہ گر مصادر و شش و شد ہاں، رہی قدما انکار
خوب کرد کہ بعض مطابق ہزار خط طبعی یا جعلی مصادر
و زندہ ہا ازیں ہست و بعضے مصدر ہا، از مصدر
ہو گر سیتہ و ہ الفاظ ہا و دو خود ہا مصدر و گر ہا و
شش پیکر صلۃ اصلی یہ ہر صورت خاصہ از کوچ
ہجور علاقہ طبیعی، مصدر خاص کہ اخلاص است

اس بنا پر ہر افعال کی مصدر صیت بھی ثابت ہو گئی لیکن
علمائے ادبیات کے حق میں مصدر صیت کی بحث کا فائدہ
لحاظ مستعمل زبان سب کچھ ہے۔ اس وقت اس بحث
میں ان دونوں کے فرق پر (جس کو ذیل میں جامعی بحث
ہوئی تو اس کے متعلق کچھ تحریر کریں گے) اب رہا یہ سوال کہ
جب تمام علم اسلام میں سامعی کا مشابی مصدر تھا
تو پھر ان سے قبل افعال کا مصدر کیسے ہو جس کی بہت
قرآن کریم کی تصریحات موجود ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے
کہ افعال ہی وہ جنس ہوتی ہیں یکساں کی ست مبادی
جن کو مصادر افعال کہتے ہیں۔ روم ان کے تراجم
ہوئے افعال ہیں کو مطابق بہت قبیلہ کیا جاتا ہے۔ یہ ظاہر
ہے کہ مصدر و مصدر افعال دونوں ایسے کیسے نہیں ہیں
بلکہ ایک ہی فعل کا مظہر ہونا افعال اپنے مبادی ہیں ثبات کے
اعتبار سے مختلف ہو سکتے ہیں بلکہ ایک ہی فعل کی نسبت
ہی بھی جیسا کہ مواقع پیدا ہو سکتے ہیں اس بنا پر جو بحث
کہ فعل کی صورت سے مظہر ہونا ہیر کیا ہے نظر نے گوس
کہ کس ہی جنس ہوتی ہے مصدر میں زمین و آسمان کا فرق
ہے۔ اس کے ساتھ رہ حقیقت بھی ظاہر ہو گئی کہ اس
افعال کی صورتوں کو بعض مصادر کی ہیئت کے ساتھ تطبیق

1 ربط پر۔ ہر اس سابقہ لاحقہ کی مدد سے کسی دوسرے مصدر اور کسی دوسری مدت سے جو اس کے ساتھ اس
کی تطبیق ہو جائے اصل ہو جو تجھے کو یہ اس مناسبت لگ جاتا ہے اور وہ اس طبعی ربط کی وجہ سے یہاں بھی
مصادر کے اختیار کا حکم لگا دیتے رہتے ہیں جاتا ہے لغۃ کا کی خاص جہات کا رکھنا اور جو صدر کہ اس کا خلاص ہے

ہے حضرت مولانا مرحوم کی اس تحقیق سے جو اس قسم کے مقامات میں آتا ہے اس کی طرف توجہ نہیں دلائی گئی ہے جس مصدوم اور
مصدر مانگ ہوں ہے مصدوم ہونے میں تو دو رائے نہیں لیکن مصدوم ہونے کے باوجود ہی ہے ہیں جو اس سے اس
سے مناسبت کا مصدر ہونا بھی ہے اور اسی وجہ سے اس کو مصدر کہتے ہیں۔ اس مرتبہ میں ہوتی ہے اس مناسبت کا مصدر ہونا بھی ہے
اور اسی وجہ سے مصدوم ہونے کی بھی ہے۔ (مدیر)

صفار، یا جسم سالمہ اور دیگر اہل نیابت ماسوہ سیر
کا پنے خود ای مہاوہ دیر ہم بیت دیگر مسل دیا ہ
صدری رقد لیکن بوجہ ان ظلمہ ہی کہ دیگر
شدہ اور ہادی ہتھ یہ خلاص کریں فیدیہ کر
ہیشہ وہیں است کہ در حق مثاقان صبا یہ صبا
اوس شدہ وزیر کھوڑ شاں ہیں کی ہو کہ ب
خود امنہ تخفیفہ ہیں خود ہی بیکہ تعالیٰ
اموال راصل سبب ہم وہ ہیں بل جہان
اگر ان حدود کے بدگو ہے ہو رہا تعالیٰ
خلاص ہیں ہیں ست کر کہ بگاہ صدر
چیز ہے گر شدہ باشد۔ تقاضا ہو در کشت
صدر ہر چند ہر گ یک رگ ہے لیکن چونکہ
ہیں قصد ناخدا ہو صدر اتحادی است طبعی کو
اصل فی اشد ہ مظہر فات بزرگوار فدہیں
است کہ بیا ہے ہ ہیں ہو ست قی ہو
ظلم ہم اگاہ شدہ دل از حقیقت دیا سلام ہو
وہ چوں ہیں صدر ہو شدہ ہیں رگ کہ ہم
سر ہیں ہا ہیں ہیں کہ ہم ہ الاحتمال
خلاص اللہ لا یظلم ہی صدر کی اعمالکم ولکن
اللہ یظلم الا ظلم یکدو ہا شکر و کان ان
صدر اعمالکم کہ ہاری آدم ہر صدر ہی تو ہ
ساری اس عہد ہو در ہ ہیں کہ در ذات
دو ہیت خدا ہو ہاں حساب خود ہر در ہو
صدر ہ ہو ہ ہیں ہیں صدر
ظاہر ہو ہ ہو ہم اس ہیں ہیں صدر

صفار باب ہیں ہاہا صل ہر ہیں کی وجہ سے ہاز صلی کے
اخلاص کے ہے ہر ہاں ہیں ہی ہے ہا ہیں ہر ہیں ہو صدر
فاسد ہے بھی ہو اور کی ہو اسکتی ہے ہیں اس ہیں ہ ہ ہ ہ
بھی ہو سکی ہے لیکن اس ہی ہی صلی ہو ہ ہ ہ ہ ہ ہ
غالب ہیں ہوتا ہے کہ ہ ہیں ہو ہیں ہو ہی
نے حق ہیں ہیں کہ ہیں ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ
کے ہیں ہاں ہ ہیں ہو ہ ہ ہ ہ ہ ہ
ہ ہیں کے بلکہ بعض اشخاص ہ ہ کو ہی بعض صدر ہی کے
صدر طبعی ہو ہا ہو ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ
غایت ہیں ہو ہر ہی ہیات کے تفاوت کی وجہ سے ہاں صدر
کے صیت ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ
اس ہیں رجال کی وجہ سے صدر ہ ہ ہ ہ ہ ہ
جدا کی صورت ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ
دکھی ہو اور کشت وخون کر ہا دہ ہا کے ساتھ طبعی ہو
وصل ہو اس ہے ہو ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ
حالانکہ بعض ہی اشخاص کا ہ ہ ہ ہ ہ ہ
ان کے غالب ہو کیسا ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ
ہو ہی اشتباہ کی وجہ سے بعض کو ہا ہ ہ ہ ہ
ہ ہشو ہیت حقانیت ا سلام کے سمجھ ہیں شکا ہ ہ
بن گئی ہو ہ ہی صدر کے ساتھ ہی ہیں صدر ہا ہا ہو ہ
صفت ہے ہا ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ
نزل ہیں ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ
افعال کے ساتھ ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ
ہاں ان کے ہصدر ہی ہیں ہ ہ ہ ہ ہ ہ

ہ نام است و دال مقابل جہاد ہی باشد
اگر صاد آید نیچ اثبات و ہ ہ حضرت یوسف
علیہ السلام است مثل مجد و عفو و کبریا و
ہیولی آنرا گویند و ہیولی چیزے صاد
ہ ہ جس بالذات مکروہ و قبیح است
آن قسمے است کہ آنرا دفع طبعی صادر
نمیشود، صدا است و دال مقابل صاد است
یکے از کلمات اضافی است کہ ہر یک
گفتہ کہ ایں بگیرد ناں دوست است ناں دا
علامت اضافی ہ یدگفت و دوم آنکہ علامت
اضافی دوم ہ یدگفت و ہ ہ ہ ہ ہ ہ
ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ ہ

انسان جنا ہوتا ہے، جیسا کہ خود رسول کا اخلاص کے
سی سنر اور بھیلنے کے بیں اس پر دلالت کرتا ہے)
اب رہا یہ سوال کہ صغیر صغیرہ گناہ خواہ کبیرہ یا صغیرہ
یک ہی ٹھہریں تو شیطانی تو پھر خواہ مخواہ ان دونوں کے
صغیرہ بیں حضرت آدم علیہ السلام کے حق میں تعریف
کیوں کی ہے مگر اس میں کوئی شیطانی نہیں ہے تو پھر ان
پر دونوں کا صغیرہ ہونا ثابت ہوا، چلیے۔ اور اس زنبیت
اور بعد از توبہ کی کوئی تفصیل بھی بیان کی ہے تو اس کا
جواب یہ ہے کہ کہا نہ دہ گناہ، جن کی بابت خود مقصود حق
ہیں اور صغائر وہ ہیں کہ بدست خود مقصود نہیں ہوتے
بلکہ کسی کبیرہ کے ارتکاب کے وقت ہو جاتے ہیں اس لیے کہ
کا حق صغائر کی نسبت بہت تاکید فرمایا ہے، صغائر کا عرض ہونا
کیونکر کہا جائے بیت تاکید کے سوائے کوئی اور دوسری
نیت ہی نہیں ہوتی اور ان کے وقائع بیٹھ صغائر ہیں مختلف
نہا سابی ہو سکتی ہیں اور ان بعض کے اختلافات سے کون
اصال کا حکم ہی مختلف ہو سکتا ہے دیکھو زنا کبائر میں ہے
مطلق ہے خواہ وہ کسی کے ساتھ ہو اور ہیں ہو کہ اگر
صغائر میں شمار ہے اگر اجنبی عورت کے ساتھ ہو تو حرام ہے
تو ای بیوی کے ساتھ حرام نہیں بلکہ مطلوب و محمود ہے پس
صغائر میں تنوع مانع ہی ہو سکتا ہے کبیرہ ہونے کا، نقاں کا
تنوع بھی کبائر کی طرح کھلا ہوا ظاہر اور ظاہر میں ہو گا اس
لیے یہاں وہی کی اخلاع کے جواب یکم (۱) میں ملکہ تنوع
کس طرح ہے اور کہاں اصلی ان صغائر کی تعریف سوا ایک
حکم کے کہیں کا حق ہی نہیں کہ اگر اس حقیقت کی اطلاع ہوتی
تو صغائر کی بھی ہوتی۔

۱۰۹۸۔ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما خلق اللہ من آدم الی قیام الساعۃ خلقا اکبر من الدجال وانہ لم یکن نبی الا حذر امتہ الدجال وانا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم وھو خارج فیکم لا محالۃ فان یخرج وانا فیکم فانا حجیج کل مسلم وان یخرج من بعدی فلیحج کل امرئ نفسہ واللہ خلیفتی علی کل مسلم رواہ ابو داؤد

الرسول المعظم وعصمتہ فی عھد طفولیتہ

۱۰۹۹۔ عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتاہ جبریل وھو یلعب مع الغلمان فاخذہ فصرعہ فشق عن قلبہ فاستخرج منہ علقۃ فقال ھذا حظ

۱۰۹۸۔ یہ حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہ حضور نے فرمایا کہ دجال سے بڑا فتنہ آدم کے پیدا ہونے سے قیامت تک نہیں ہوا ہے اور ہر نبی نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا ہے اور میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو اور وہ تم میں ضرور نکلے گا پس اگر وہ میرے سامنے نکلا تو میں اس کا مقابلہ کروں گا اور اگر میرے بعد نکلا تو ہر شخص کو اپنی جان کی خود حفاظت کرنی چاہیے اور اللہ میرا خلیفہ ہے ہر مسلمان کا۔ (ابو داؤد)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معصوم عہد طفولیت

۱۰۹۹۔ حضرت انس سے روایت ہے کہ جبریل امین علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اس وقت آپ بچوں کے ساتھ کھیل تماشہ دیکھنے میں مشغول تھے آپ کو پکڑ کر پچھاڑا اور شق صدر کیا پھر دل مبارک کو چیر کر اس میں سے ایک ٹکڑا علیحدہ کیا اور کہا کہ آپ میں یہ حصہ شیطان کا تھا جو میں نکال کر

۱۰۹۹۔ حدیث کی روایت [illegible] نے کی ہے [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible] اس حدیث کو [illegible] نے بیان کیا ہے اور [illegible] پر کیے ہیں۔ اس حدیث سے [illegible] کا [illegible] فرشتہ اور شیطان کی [illegible] ہوا تھا [illegible] ساتھ [illegible] ہوا [illegible] ہوا [illegible] ہوا

[illegible] من قتل أبي أسرع الطريق صلبه. رواه مسلم

الرسول العظيم صلى الله عليه وسلم بالمنظر العام

۱۱۔ عن علي بن أبي طالب قال: [illegible] صلى الله عليه وسلم [illegible] صلى الله عليه وسلم [illegible] يقولون [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الرسول اللہ ظہر فی سطر تحت صفحہ فی الصلاۃ الوسطی

۱۰۴۔ عن ابی بکرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما یسارون من استہ ذہب الی اللہ عز وجل یوم القیامۃ رواہ ابن ماجہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بلند کا رعب سے بہادر گمراہی کی طاقتوں کا اس کے سامنے پیوند ریزہ ہو جانا

۱۰۴۔ ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تم میں سے کسی شخص کو اپنے اصحاب کے متعلق کوئی تکلیف دہ بات نہ پہنچائے کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ جب میرا انتقال ہو تو میرے پاس سے صاف دل لے کر جاؤں۔ (ابوداؤد)

۱۰۴۔ [illegible] کیا اس [illegible] کا نام [illegible] ہے۔

[illegible]

[illegible]

الرسول العظیم وعصفہ من تمن لسیف مع صور ملونہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مثل غیر سایہ نور کا عاجز ہونا

تَسَمَّوْا بِكُنْيَتِي وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي وَمَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ فِي صُورَتِي

مگر ہی کنیت رکھا کرو، جس شخص نے مجھ کو خواب کی حالت میں دیکھا بلاشبہ اس نے مجھ کو ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت نہیں بن سکتا

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] کی تفسیر میں [illegible] کوئی حدیث بیان کی ہو یا کسی [illegible] کے لئے کوئی نماز پڑھی ہو یا کسی [illegible] کی تعریف کی ہو یا کسی [illegible] کی مذمت کی ہو یا کسی [illegible] کو کوئی [illegible] دی ہو یا کسی [illegible] کو کوئی [illegible] دی ہو یا کسی [illegible] کو کوئی [illegible] د

الرسول العظیم علی الشیاطین وبعض اصحابہ

۱۰۔۱۔ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جالسا وعندہ اصحابہ اذ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ کا شیطانوں پر رعب اور ڈر

۱۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے، اتنے میں ایک شخص

(حضرت عمر رضی اللہ عنہ)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الرسول العظیم یئس الشیطان من جمیع الاقطار فی العرب

آپ کے کنار عمل بشریت میں شیطان کی مایوسی

ان یبدہ المصورون فی خزینۃ الغرب یدلی فی النار حتی یتم روہ مسلم وصاحب المشکوٰۃ فی باب الوسوسۃ۔

الوصول العظیم والعطاء فطرتہ السلیمہ

۱۱۱۳۔ عن شیبۃ بن ابی مروح عن رجل من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی صلوٰۃ الصبح قرء الروم فالتبس علیہ فلما صلی قال انما یلبس علینا اقوام یصلون معنا یحسنون الطہور وانما یلبس علینا الذین یاتون الصلوٰۃ احدہم جنبا رواہ النسائی۔

ہر بچہ کی فطرت کسی گذشتہ حرکت عرب میں اس کی عبادت کو بیچ اس نے ف وہ صرف ایک دوسرے کو آپس میں بری راہ پر لگاتا ہے۔ مسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فطرت سلیمہ کی پاکیزگی

۱۱۱۳۔ شیبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے، نقل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صبح کی نماز پڑھائی اور اس میں سورۂ روم پڑھی آپ اس میں کسی جگہ جب ساری ملتبس ہوئے تو فرمایا لوگوں کا بھی کیا حال ہوگا کہ ہمارے ساتھ پڑھتے ہیں اور پھر وضو ٹھیک طور سے کرتے نہیں یہی لوگ ہیں جو ہمارے قرآن پڑھنے میں رکاوٹ کا باعث ہو جاتے ہیں۔ (نسائی شریف)

یہ اور یہ تمام اس اتفاق سے نہیں ہوئی کہ ان سے کوئی غلطی نہیں ہوئی بلکہ صرف شیطان کی اپنی بدبختی کا ذکر کرنے میں یا بہت سے حدیث کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ایسا جملہ نکلے جو آپ کے حق میں سراسر مضر ہو مگر قدرت کا ہاتھ شیطان بھی وہاں لگے خاص معنوں میں پوری کرنے سے باز رہے ہر چند کہ اگر شیطان کا بس چلتا تو وہ ضرور کوشش کرتا کہ آپ کی زبان مبارک سے کوئی ایسا جملہ نکلوا دیتا جو آپ کے حق میں مضر ہوتا خواہ وہ فعل جو شیطان نے آپ سے پوری کرانا چاہا ہو یا قول جو آپ کی زبان سے نکلوانا چاہا ہو۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو ہر طرح شیطان کے شر سے محفوظ رکھا اور دوسرے لوگوں کے حق میں بھی جتنے مضر جملے ہوئے ہیں ان کا بھی اثر زائل کر دیا گیا ہے

۱۱۱۳۔ حدیث کے آخر میں ہر مرتبہ کی سلامتی کی دعا ہے وہ بے وضو نماز پڑھنے کی ممانعت کے تمام وضو رکھنے کی تاکید ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فطرت کا تقدس تو دیکھئے کہ دوسروں کا تقصد کیا ہے اس پر بھی اظہار فرمایا کہ ہر بچہ کی فطرت کی طرف قرآن کسی بھی فعل کا باعث نہیں ہوا ہے نہیں دوسروں کا ہے۔

نفس کی فطرت سے لیے تا بادہ ہو سکے کیا یہ دستور ہو گیا
یہ کرنی کہاں تک ہی کسی کی ہے سعیب کا ذکر کیا ہے

۱۱۱۴ (۱۱) ... عن ... قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ... فقال ... يا رسول الله ... فقال ... فقال ... فقال

الرسول العظیم صلی اللہ علیہ وسلم عزوجل

۱۱۱۴۔ عن مطرف عن ابیہ قال آتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو یصلی ولجوفہ ازیز کازیز المرجل من البکاء یعنی صلی اللہ علیہ وسلم۔ رواہ ابوداؤد والنسائی والدارمی وصححہ ابن حبان۔

۱۱۱۵۔ عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی قد رأیت ما لا ترون واسمعت ما لا تسمعون اطت السماء وحق لھا ان تئط ما فیھا موضع اربع اصابع الا وملک واضع جبھتہ ساجدا للہ واللہ لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلا ولبکیتم کثیرا وما تلذذتم بالنساء علی الفرش ولخرجتم الی الصعدات تجأرون الی اللہ عزوجل لوددت انی شجرۃ تعضد۔ رواہ الترمذی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر الٰہی طوفانِ جوش کا اثر

۱۱۱۶۔ مطرف بن شخیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ نماز پڑھ رہے تھے میں نے آپ کے سینہ مبارک سے گویا ہانڈی کی آواز اس طرح نکلتی سنی جب ابلنے کے جوش سے آواز نکلا کرتی ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ میں نے آپ کو رقت طاری ہونے کی وجہ سے آپ کے سینہ مبارک میں چکی کی سی آواز سنی۔ (ابوداؤد، نسائی)

۱۱۱۷۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ میں دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھتے اور جو کچھ میں سنتا ہوں تم نہیں سنتے۔ آسمان چرچرا رہا ہے اور اسے چرچرانا ہی چاہیے۔ اس میں چار انگشت جگہ بھی ایسی نہیں جہاں کوئی فرشتہ اپنی پیشانی اللہ کے سامنے سجدہ میں نہ رکھے ہوئے ہو۔ اللہ کی قسم اگر تم جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم بہت کم ہنستے اور بہت زیادہ روتے اور عورتوں سے لطف اندوز ہونے کے لیے بستروں پر نہ سوتے اور جنگل میں نکل کر اللہ سے فریاد کرتے۔ کاش میں درخت ہوتا جسے کاٹ دیا جاتا۔ (ترمذی)

۱۱۱۴۔ یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ اس کے راوی سب کے سب ثقہ ہیں۔ ابن حبان نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

۱۱۱۵۔ یہ حدیث صحیح ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔ ابن حبان نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ حاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ ذہبی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ ابن کثیر نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ ابن حجر نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ سیوطی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ شوکانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ البانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ ارناؤط نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ شعیب نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ احمد شاکر نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ عبدالقادر نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ محمد فؤاد نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ عبدالباقی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ عبدالعزیز نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ عبدالرحمن نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ عبداللہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ عبدالرحیم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ عبدالکریم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ عبدالحمید نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ عبدالمجید نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ عبدالحق نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ عبدالغفار نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ عبدالستار نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ عبدالوہاب نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ عبدالرزاق نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ عبدالقیوم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ عبدالحفیظ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ عبدالمعید نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ عبدالمقیت نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ عبدالمغیث نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ عبدالمعز نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ عبدالمعطی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ عبدالمعین نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ عبدالمعید نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ عبدالمعیت نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ عبدالمعیط نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ عبدالمعیف نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ عبدالمعیق نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ عبدالمعیل نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ عبدالمعیم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ عبدالمعین نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ عبدالمعیو نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ عبدالمعیہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ عبدالمعیی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ عبدالمعیک نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ عبدالمعیل نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ عبدالمعیم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ عبدالمعین نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ عبدالمعیو نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ عبدالمعیہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ عبدالمعیی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ عبدالمعیک نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

الرسول العظیم وقوسین او ادنیٰ من صفۃ الیقین

۱۱۱۸۔ عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف انتم وصاحبۃ الصور یعنی اسرافیل واضع صورتہ علی فیہ ینتظر متی یؤمر بالنفخ فینفخ قالوا یا رسول اللہ ما نقول قال قولوا حسبنا اللہ ونعم الوکیل رواہ الترمذی

۱۱۱۹۔ عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یجری الماء بینہ وبین الناس فاعوزہ الماء فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرش یقول یا زید ابنی تعین فوضأ منہ رواہ فی مسند الحارث بن اسامۃ والحموری فی کتاب الوضاء

۱۱۲۰۔ عن علی الفتوانی قال مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بناد انی نطفتین سنیخ فقال ما عہد ما عہد ما عہد فقلت سنی بکسر فقال الاکرم الاکرم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم آخرت کا مشاہدہ اور اس کا یقین

۱۱۱۸۔ ابوسعید خدری روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں (دنیا کی) نعمتوں سے کیونکر لطف اندوز ہوں جبکہ رکھے ہوئے ہیں صور کو منہ میں اور کان لگائے ہوئے ہیں منتظر کہ کب حکم ہو صور کی پھونک کا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ فرمایا کہو حسبنا اللہ ونعم الوکیل (اللہ ہمارے لیے کافی ہے اور وہی بہتر کارساز ہے)۔ ترمذی

۱۱۱۹۔ ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ ایسا ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب سفر میں تھے کہ پانی کم ہو گیا۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ پانی لاؤ۔ لوگوں نے عرض کیا کہ ہمارے پاس پانی بہت تھوڑا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تھوڑا پانی لاؤ۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ پانی میں رکھا اور انگلیاں کشادہ کیں اور فرمایا کہ آؤ وضو کرو۔ سب نے وضو کیا۔ (بخاری و مسلم)

۱۱۲۰۔ علی فتوانی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک گھر پر ہوا جس کی دیوار گر رہی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ کس کا گھر ہے۔ عرض کیا گیا کہ فلاں کا۔ آپ نے فرمایا کہ کب بنا تھا۔ عرض کیا گیا کہ فلاں وقت۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ کریم کو کریم ہی پسند ہے۔

۱۱۲۰۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر چیز کا علم تھا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کو غیب کے علم کا دعویٰ نہ تھا۔ اگر کسی کو غیب کا علم ہوتا تو آپ کو ضرور معلوم ہوتا کہ یہ دیوار کب بنی تھی۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کریم کی صفت کریم ہے اور اس کی شان کریمی کے لائق یہ ہے کہ جو چیز بنائے اچھی بنائے۔

حیات رواہ احمد والترمذی وقال ھذا حدیث غریب۔

الرسول العظیم کون الدنیا أھون عندہ من جناح بعوضۃ

۱۱۳۱۔ عن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر بجدی اسک میت فقال ایکم یحب ان ھذا لہ بدرھم فقالوا ما نحب انہ لشیء قال فواللہ للدنیا اھون علی اللہ من ھذا علیکم۔ رواہ مسلم

۱۱۳۲۔ عن سھل بن سعد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کانت الدنیا تعدل عند اللہ جناح بعوضۃ ما سقی کافرا منھا شربۃ ماء۔ رواہ احمد والترمذی وابن ماجۃ

ترجمہ:۔ (احمد۔ ترمذی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں متاع دنیا کی حقیقت

۱۱۳۱۔ جابر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ بکری کے چھوٹے سے بچے کے پاس سے گزرے جس کے کان کٹے ہوئے تھے آپ نے فرمایا تم میں سے کون اس کو ایک درہم میں لینا قبول کرے گا لوگوں نے کہا ہمیں تو یہ کسی طرح بھی پسند نہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ بخدا متاع دنیا تم کو اس سے بھی زیادہ ذلیل نظر آنی چاہیے (اللہ تعالیٰ کے سامنے دنیا کی متاع اس سے زیادہ ذلیل ہے۔ (مسلم)

۱۱۳۲۔ سہل بن سعد کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر اللہ تعالیٰ کے یہاں دنیا کی قدر مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو وہ اس کا ایک گھونٹ بھی نہ پینے دیتا۔ (احمد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ)

اس حدیث کے ساتھ حضرت جابر کی اس روایت کو بھی ملا لیجئے جس میں آنحضرت کے نام سامی سے بچہ لڑکا پیدا ہونے پر اس کے ننھیال و ددھیال کو مبارکباد دینے کا ذکر ہے۔ تو معلوم ہوا کہ اسلام میں نام کی کیا اہمیت ہے۔

۱۱۳۲۔ حدیث سے ظاہر ہے کہ دنیا کی حقیر سے حقیر چیز کی مثال دینے کے لئے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مچھر کے پر کی مثال دی ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا مثال ہو سکتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظروں میں دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں کی حقیقت کیا ہے۔ اس کا اندازہ لگانا بھی ہمارے بس کی بات نہیں۔ ہم تو صرف اس قدر جانتے ہیں کہ دنیا اور اس کی تمام چیزیں ہمارے لئے بہت بڑی اور بہت اہم ہیں۔ ہم ان کے لئے جیتے ہیں۔ ان کے لئے مرتے ہیں۔ ان کے لئے ہر حرام و حلال کرنے کو تیار ہیں۔ ان کے لئے ہر ظلم و ستم کرنے کو تیار ہیں۔ ان کے لئے ہر ذلت و رسوائی برداشت کرنے کو تیار ہیں۔ ان کے لئے ہر قسم کی بے ایمانی کرنے کو تیار ہیں۔ ان کے لئے ہر قسم کی بے غیرتی کرنے کو تیار ہیں۔ ان کے لئے ہر قسم کی بے شرمی کرنے کو تیار ہیں۔ ان کے لئے ہر قسم کی بے حیائی کرنے کو تیار ہیں۔ ان کے لئے ہر قسم کی بے دینی کرنے کو تیار ہیں۔ ان کے لئے ہر قسم کی بے مروتی کرنے کو تیار ہیں۔ ان کے لئے ہر قسم کی بے وفائی کرنے کو تیار ہیں۔ ان کے لئے ہر قسم کی بے رحمی کرنے کو تیار ہیں۔ ان کے لئے ہر قسم کی بے انصافی کرنے کو تیار ہیں۔ ان کے لئے ہر قسم کی بے ضمیری کرنے کو تیار ہیں۔ ان کے لئے ہر قسم کی بے حسی کرنے کو تیار ہیں۔ ان کے لئے ہر قسم کی بے شعوری کرنے کو تیار ہیں۔ ان کے لئے ہر قسم کی بے عقلی کرنے کو تیار ہیں۔ ان کے لئے ہر قسم کی بے وقوفی کرنے کو تیار ہیں۔ ان کے لئے ہر قسم کی بے ہودگی کرنے کو تیار ہیں۔ ان کے لئے ہر قسم کی بے حیائی کرنے کو تیار ہیں۔ ان کے لئے ہر قسم کی بے شرمی کرنے کو تیار ہیں۔ ان کے لئے ہر قسم کی بے غیرتی کرنے کو تیار ہیں۔ ان کے لئے ہر قسم کی بے ایمانی کرنے کو تیار ہیں۔ ان کے لئے ہر قسم کی بے دینی کرنے کو تیار ہیں۔ ان کے لئے ہر قسم کی بے مروتی کرنے کو تیار ہیں۔ ان کے لئے ہر قسم کی بے وفائی کرنے کو تیار ہیں۔ ان کے لئے ہر قسم کی بے رحمی کرنے کو تیار ہیں۔ ان کے لئے ہر قسم کی بے انصافی کرنے کو تیار ہیں۔ ان کے لئے ہر قسم کی بے ضمیری کرنے کو تیار ہیں۔ ان کے لئے ہر قسم کی بے حسی کرنے کو تیار ہیں۔ ان کے لئے ہر قسم کی بے شعوری کرنے کو تیار ہیں۔ ان کے لئے ہر قسم کی بے عقلی کرنے کو تیار ہیں۔ ان کے لئے ہر قسم کی بے وقوفی کرنے کو تیار ہیں۔ ان کے لئے ہر قسم کی بے ہودگی کرنے کو تیار ہیں۔

۱۱۳۲۔ اس حدیث میں دنیا کی وسعت اور اس کی نعمتوں کی فراوانی کی طرف اشارہ ہے۔ اس کے غرب کافروں سے متعلق ہونے کی وجہ سے یہ بات کہی ہے کہ دنیا کی وسعت کا سبب یہ کافر کی قدر و منزلت نہیں بلکہ محض متاع دنیا کی بے قدری ہے۔ (مظاہر حق)

اسلامی کردار اور ملک دولت و ثروت کی کثرت بلکہ اس سے بڑھ کر بھی بہت کچھ ہونے کے باوجود آج ہم [illegible]

۱۲۴۲۔ عن المستورد بن شداد قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول واللہ ما الدنیا فی الآخرۃ الا مثل ما یجعل احدکم اصبعہ ھذہ فی الیم فلینظر بم ترجع رواہ مسلم۔

۱۲۴۳۔ عن عائشۃ انہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدخل علی بعض نسائہ بعد العصر فدخل علی حفصۃ فاحتبس عندہا اکثر مما کان یحتبس فغرت علیہ فسألتہا فقالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دخل علی اثر ما انصرفت فأرسلنی فی حاجۃ فأبطأت علیہ فلما جئت قال أین کنت قلت أرسلتنی فأبطأت علیہ فقال اقضیت حاجتک قلت نعم فقال لی شیئا قلت لا قال فما سألتک عنہ قلت ما کان لی أن أخبر بسر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أحدا متفق علیہ۔

۱۲۴۲۔ مستورد بن شداد بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ دنیا کی مثال آخرت کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنی انگلی دریا میں ڈبو کر دیکھے کہ اس میں کتنا پانی لگا ہے (مسلم)

۱۲۴۳۔ حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الوفات میں میرے پاس آپ کے کچھ دینار امانت کے طور پر رکھے ہوئے تھے آپ نے فرمایا تھا کہ میں ان کو تقسیم کر دوں۔ مگر آپ کی بیماری میں مجھ کو اس کا خیال نہ رہا۔ آپ نے ایک بار پھر وہی ارشاد فرمایا۔ اس میں نے عرض کی اللہ کی قسم تقسیم نہیں ہو سکے۔ اور صرف آپ کی علالت کی فکر کی وجہ سے مجھ سے یہ غلطی ہو گئی۔ آپ نے ان دینار کو منگا کر اپنے ہاتھ پر رکھا اور فرمایا اللہ کے اس نبی کے متعلق کیا گمان ہے اس کی ملاقات کا وقت آگیا ہو جو وہ اس حالت میں جائے کہ یہ دینار اس کے پاس موجود ہوں (احمد)

(۱۲۴۲) اس کی مثل دوسری روایت حضرت انس سے بھی آئی ہے۔ اس میں یہ اضافہ ہے کہ دنیا کے مقابلہ میں آخرت کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص اپنی انگلی دریا میں ڈبو کر دیکھے کہ اس میں کتنا پانی لگا ہے۔ اس کی مثل دوسری روایت حضرت انس سے بھی آئی ہے۔ اس میں یہ اضافہ ہے کہ دنیا کی مثال آخرت کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسے کوئی شخص اپنی انگلی دریا میں ڈبو کر دیکھے کہ اس میں کتنا پانی لگا ہے۔

۱۲۴۳۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امانت کے طور پر رکھی ہوئی چیز کو اس کے مالک کی اجازت کے بغیر خرچ کرنا جائز نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی شخص کے پاس کسی کی امانت ہو اور اس کو اس بات کا خوف ہو کہ اس کی بیماری کی وجہ سے امانت ضائع ہو جائے گی تو اس کو چاہیے کہ وہ امانت کو اس کے مالک تک پہنچا دے۔ اس کی مثل دوسری روایت حضرت انس سے بھی آئی ہے۔ اس میں یہ اضافہ ہے کہ دنیا کی مثال آخرت کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسے کوئی شخص اپنی انگلی دریا میں ڈبو کر دیکھے کہ اس میں کتنا پانی لگا ہے۔ اس کی مثل دوسری روایت حضرت انس سے بھی آئی ہے۔ اس میں یہ اضافہ ہے کہ دنیا کی مثال آخرت کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسے کوئی شخص اپنی انگلی دریا میں ڈبو کر دیکھے کہ اس میں کتنا پانی لگا ہے۔

۱۲۴۳۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امانت کے طور پر رکھی ہوئی چیز کو اس کے مالک کی اجازت کے بغیر خرچ کرنا جائز نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی شخص کے پاس کسی کی امانت ہو اور اس کو اس بات کا خوف ہو کہ اس کی بیماری کی وجہ سے امانت ضائع ہو جائے گی تو اس کو چاہیے کہ وہ امانت کو اس کے مالک تک پہنچا دے۔

۱۱۲۵۔ عن ابی امامۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی یتغنی بالقرآن ۔ وفی روایۃ ما اذن لعبد فی شیء ما اذن لنبی ان یتغنی بالقرآن ۔ متفق علیہ

۱۱۲۶۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس منا من لم یتغن بالقرآن ۔ رواہ ابوداؤد

۱۱۲۷۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۲۸۔ عن ابی موسیٰ قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد اوتیت مزمارا من مزامیر آل داؤد ۔ متفق علیہ

۱۱۲۹۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۳۰۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۳۱۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۳۲۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۳۳۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۳۴۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۳۵۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۳۶۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۳۷۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۳۸۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۳۹۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۴۰۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۴۱۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۴۲۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۴۳۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۴۴۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۴۵۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۴۶۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۴۷۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۴۸۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۴۹۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۵۰۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۵۱۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۵۲۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۵۳۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۵۴۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۵۵۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۵۶۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۵۷۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۵۸۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۵۹۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۶۰۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۶۱۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۶۲۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۶۳۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۶۴۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۶۵۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۶۶۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۶۷۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۶۸۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۶۹۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۷۰۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۷۱۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۷۲۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۷۳۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۷۴۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۷۵۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۷۶۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۷۷۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۷۸۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۷۹۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۸۰۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۸۱۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۸۲۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۸۳۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۸۴۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۸۵۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۸۶۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۸۷۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۸۸۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۸۹۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۹۰۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۹۱۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۹۲۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۹۳۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۹۴۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۹۵۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۹۶۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۹۷۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۹۸۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۱۹۹۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۰۰۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۰۱۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۰۲۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۰۳۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۰۴۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۰۵۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۰۶۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۰۷۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۰۸۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۰۹۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۱۰۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۱۱۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۱۲۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۱۳۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۱۴۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۱۵۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۱۶۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۱۷۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۱۸۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۱۹۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۲۰۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۲۱۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۲۲۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۲۳۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۲۴۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۲۵۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۲۶۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۲۷۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۲۸۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۲۹۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۳۰۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۳۱۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۳۲۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۳۳۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۳۴۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۳۵۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۳۶۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۳۷۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۳۸۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۳۹۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۴۰۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۴۱۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۴۲۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۴۳۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۴۴۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۴۵۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۴۶۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۴۷۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۴۸۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۴۹۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۵۰۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۵۱۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۵۲۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۵۳۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۵۴۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۵۵۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۵۶۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۵۷۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۵۸۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۵۹۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۶۰۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۶۱۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۶۲۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۶۳۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۶۴۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۶۵۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۶۶۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۶۷۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۶۸۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۶۹۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۷۰۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۷۱۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۷۲۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۷۳۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۷۴۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۷۵۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۷۶۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۷۷۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۷۸۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۷۹۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۸۰۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۸۱۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ متفق علیہ

۱۲۸۲۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اذن اللہ لشیء ما اذن لنبی حسن الصوت یجہر بقرآنہ ۔ مت

وَمَا مَالِي وَلِلدُّنْيَا إِلَّا كَرَاكِبٍ اسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا ۔ رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ
اور ابن العباس بسند صحیح ۔

۲۸ وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لبعض جسدی کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل وعد نفسک فی اصحاب القبور رواہ البخاری

الرسول العظیم والبعاد عن الاثام

۲۹ عن عائشۃ قالت ما خیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین امرین قط الا اختار ایسرھما ان کان اثما کان ابعد الناس منہ وما انتقم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لنفسہ فی شیء قط الا ان تنتھک حرمۃ اللہ فینتقم للہ بھا متفق علیہ

۳۰ وعن عائشۃ قالت ما ضرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ شیئا قط بیدہ

ہیں دنیا سے دور ہو اس مسافر سوار کی سی جو دوپہر کے سایہ کے لیے کچھ دیر پیڑ کے نیچے ٹھہرے پھر اس کو چھوڑ کر چل دے ۔ (احمد، ترمذی، ابن ماجہ، بروایت ابن عباس)

۲۸ ابن عمر بیان فرماتے ہیں کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے جسم کے بعض حصہ کو پکڑ کر فرمایا کہ دنیا میں اس طرح بسر کرو جیسے تم ایک مسافر، اور مسافر بھی وہ جو منزل طے کر رہا ہو اور اپنے نفس کو ایسا سمجھو جیسے قبر کا مردہ (بخاری شریف)

حرفِ گناہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ابدی نفرت و بیزاری

۲۹ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دو باتوں میں سے کسی ایک بات کو اختیار دیا گیا جو زیادہ سہولت کی ظاہر تھی آپ اسی کو اختیار فرماتے بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو، اور اگر کہیں گناہ کا معاملہ آجاتا تو پھر آپ سے بڑھ کر کوئی شخص اس سے دور رہنے والا نہ ہوتا۔ آپ نے اپنے نفس کی خاطر کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا۔ ہاں اس صورت کے کہ جس میں اللہ کی حرمت پر کوئی زد پڑتی ہو پھر تو اللہ تعالیٰ کے واسطے آپ اس کا انتقام لیتے تھے۔ (متفق علیہ)

۳۰ حضرت عائشہ بیان فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی خدمت کے لیے کسی بے جان سے کسی کو

(۱۳۱) حج کرنے والے کے لئے جس کی جائے نماز پر کوئی جانور بیٹھا ہو اس کی طرف دیکھنا مکروہ ہے۔ (مسلم)

(۱۳۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی کام کے لئے کسی کو بلائے اور وہ نہ آئے تو اس کو اس کام کے کرنے والے کا گناہ ہوگا۔ (مسلم)

صلوٰۃ والسلام کی ذات پر ہے۔ (۱۳۲۰) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نبی من الانبیاء الا وقد اعطی من الآیات ما مثلہ اٰمن علیہ البشر وانما کان الذی اوتیتہ وحیا اوحاہ اللہ الی فارجو انی اکثرہم تابعا یوم القیامۃ۔ رواہ البخاری و مسلم۔ (۱۳۲۰) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کو اتنے معجزات عطا ہوئے کہ جن کو دیکھ کر لوگ ان پر ایمان لے آئے اور مجھ کو جو معجزہ عطا ہوا وہ قرآن ہے جو اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کیا ہے پس میں امید کرتا ہوں کہ قیامت کے دن سب نبیوں سے زیادہ میرے متبع ہوں گے۔ (بخاری و مسلم)

الرسول العظیم یرجو بالکون کلہ ظل الحق الغمام الرکب فاق بعد

(۱۳۲۱) عن انس قال طلع احد فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھذا احد یحبنا ونحبہ اللھم ان ابراھیم حرم مکۃ وانی احرم ما بین لابتیھا۔ رواہ البخاری و مسلم۔ (۱۳۲۱) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک بار احد پہاڑ نظر آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں اے اللہ ابراہیم نے مکہ کو حرم بنایا تھا اور میں مدینہ کے دونوں پتھریلے میدانوں کے درمیان کی جگہ کو حرم بناتا ہوں۔ (بخاری و مسلم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حرم وہ ہیں کہ آنحضرت ہی کے سوا کسی کو حرم نہیں

(۱۳۲۲) عن ابی جحیفۃ قال قلت لعلی ھل عندکم شیء من الوحی مما لیس فی القرآن فقال لا والذی فلق الحبۃ وبرأ النسمۃ ما اعلمہ الا فھما یعطی رجل فی القرآن وما فی ھذہ الصحیفۃ قلت وما فی الصحیفۃ قال العقل وفکاک الاسیر وان لا یقتل مسلم بکافر۔ رواہ البخاری۔ (۱۳۲۲) حضرت ابوجحیفہؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ کیا آپ کے پاس کوئی ایسی چیز ہے جو قرآن میں نہیں ہے۔ اس پر انہوں نے قسم کھا کر کہا کہ نہیں ہے بجز اس کے جو قرآن کی سمجھ ہے اللہ تعالیٰ کسی کو عطا فرماتا ہے اور جو کچھ اس صحیفہ میں ہے۔ میں نے پوچھا کہ اس صحیفہ میں کیا ہے۔ فرمایا کہ دیت کے احکام اور قیدیوں کی رہائی کے مسائل اور یہ کہ مسلمان کافر کے بدلہ میں قتل نہ کیا جائے۔ (بخاری)

إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أَلْقَى رَبِّي وَلَيْسَ أَحَدٌ يَطْلُبُنِي بِمَظْلِمَةٍ مِنْ دَمٍ وَلَا مَالٍ رواہ ابوداؤد والنسائی

وابن ماجہ والدارمی

۳۳۳۳ عن أبي بكرة رضي الله عنه قال قال النبي صلى الله عليه وسلم إذا التقى المسلمان بسيفيهما فالقاتل والمقتول في النار قلت يا رسول الله هذا القاتل فما بال المقتول قال إنه كان حريصا على قتل صاحبه متفق عليه

۳۳۳۳ حضرت ابوبکرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو مسلمان اپنی اپنی تلوار لے کر آپس میں لڑیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں جائیں گے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ قاتل تو ٹھیک ہے مقتول کا کیا قصور ہے فرمایا وہ بھی تو اپنے مدمقابل کو قتل کرنے کی حرص رکھتا تھا

متفق علیہ

۱۔ حدیث کی یہ عبارت ابوداؤد کی ہے اس میں اتنا اور زیادہ ہے کہ ہر ایک کو دوسرے کے خون کا حرام ہونا اور اس کے مال کا بغیر کسی حق کے لینا حرام ہونا اور اس کے ساتھ بدظنی کرنا حرام ہونا اور اس کی عزت کا حرام ہونا اور اس کے ساتھ حسد کرنا حرام ہونا اور اس کے ساتھ بغض رکھنا حرام ہونا اور اس کے ساتھ قطع تعلق کرنا حرام ہونا اور اس کے ساتھ بدسلوکی کرنا حرام ہونا اور اس کے ساتھ دھوکہ کرنا حرام ہونا اور اس کے ساتھ ٹھٹھا کرنا حرام ہونا اور اس کے ساتھ بدکلامی کرنا حرام ہونا اور اس کے ساتھ بدکلامی کرنا حرام ہونا اور اس کے ساتھ بدکلامی

۳۳۴۔ عن عائشة قالت ما رأيت أحداً أشبه سمتاً ودلاً وهدياً برسول الله صلى الله عليه وسلم من فاطمة كانت إذا دخلت على النبي صلى الله عليه وسلم قام إليها فأخذ بيدها وقبلها وأجلسها في مجلسه وكان النبي صلى الله عليه وسلم إذا دخل عليها قامت إليه فأخذت بيده وقبلته وأجلسته في مجلسها۔ رواه أبو داود

۳۳۵۔ عن عائشة قالت ما رأيت أحداً أشبه سمتاً ودلاً وهدياً برسول الله صلى الله عليه وسلم من فاطمة كانت إذا دخلت على النبي صلى الله عليه وسلم قام إليها فأخذ بيدها وقبلها وأجلسها في مجلسه وكان النبي صلى الله عليه وسلم إذا دخل عليها قامت إليه فأخذت بيده وقبلته وأجلسته في مجلسها۔ رواه أبو داود

۳۳۶۔ عن عائشة قالت ما رأيت أحداً أشبه سمتاً ودلاً وهدياً برسول الله صلى الله عليه وسلم من فاطمة كانت إذا دخلت على النبي صلى الله عليه وسلم قام إليها فأخذ بيدها وقبلها وأجلسها في مجلسه وكان النبي صلى الله عليه وسلم إذا دخل عليها قامت إليه فأخذت بيده وقبلته وأجلسته في مجلسها۔ رواه أبو داود

۳۳۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کسی کو سمت اور دل اور ہدی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنا مشابہ نہیں دیکھا جتنا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا مشابہ ہیں۔ جب وہ آپ کے پاس آتیں تو آپ ان کے لئے کھڑے ہو جاتے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے اور جب آپ ان کے پاس جاتے تو وہ آپ کے لئے کھڑی ہو جاتیں اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔ (ابوداؤد)

۳۳۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کسی کو سمت اور دل اور ہدی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنا مشابہ نہیں دیکھا جتنا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا مشابہ ہیں۔ جب وہ آپ کے پاس آتیں تو آپ ان کے لئے کھڑے ہو جاتے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے اور جب آپ ان کے پاس جاتے تو وہ آپ کے لئے کھڑی ہو جاتیں اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔ (ابوداؤد)

۳۳۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کسی کو سمت اور دل اور ہدی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنا مشابہ نہیں دیکھا جتنا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا مشابہ ہیں۔ جب وہ آپ کے پاس آتیں تو آپ ان کے لئے کھڑے ہو جاتے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے اور جب آپ ان کے پاس جاتے تو وہ آپ کے لئے کھڑی ہو جاتیں اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔ (ابوداؤد)

كانت تكاتبه وكان في صحيفته أن لا يتزوج حتى يخبرها فذكر الحديث وفيه فخيرها فاختارته وهذا يدل على أن التخيير من الإحسان فتدبره

۱۳۸۷ عن أبي سعيد قال جاء رجل إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال إن فلانا يعذب في قبره فسمعت الغنم وكان قريبا منه فما زالت تنطح حتى فرغ النبي صلى الله عليه وسلم من حديثه وقال إن فلانا يعذب في قبره فقال رجل يا رسول الله فلان فقال فلان فقال النبي صلى الله عليه وسلم نعم فلان

جس کو خدا فقال إنا وفقنا لما يحبون الخ وغیرہ اور ہو۔

الرسول العظیم کان اسوۃ حسنۃ لکل مسلم ومن اللہ سبحانہ وتعالیٰ

۳۴۱۔ عن عقبۃ بن وہب کل سنۃ الخ عن عمر عن رجل ذکرہ بالنسب فی غیر واحد عن عطاء بن السائب فی غیر واحد عن ابی عبد الرحمٰن السلمی فی غیر واحد عن ابی البختری فی غیر واحد عن ابی اسحاق السبیعی فی غیر واحد عن الحارث فی غیر واحد عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم فی خطبتہ ایہا الناس ان اللہ تعالیٰ ادبنی فاحسن تادیبی ثم امرنی ان آخذ الناس بسبعۃ امرنی بمداراۃ الناس کما امرنی باقامۃ الفرائض وامرنی ان لا اداری فی دین اللہ ولا اخاف فی اللہ لومۃ لائم وامرنی بہجر القبائح وکراہیۃ افعالہا ومقتہا وامرنی ان اقول الحق فی الرضا والسخط وامرنی بالعدل فی الغضب والرضا وامرنی ان آمر بالمعروف وانہی عن المنکر وامرنی ان لا اخاف فی اللہ لومۃ لائم وامرنی ان اصل من قطعنی وان اعطی من حرمنی وان اعفو عن ظلمنی وامرنی ان اکون ناطقا عند الغضب والرضا وامرنی ان اکون مہیبا من غیر فظاظۃ وامرنی ان اکون متواضعا من غیر مذلۃ وامرنی ان اکون جوادا من غیر سرف وامرنی ان اکون حلیما من غیر ضعف وامرنی ان اکون عاملا من غیر سرعۃ وامرنی ان اکون حییا من غیر خور وامرنی ان اکون صبورا من غیر عجز وامرنی ان اکون شکورا من غیر کفران وامرنی ان اکون مؤثرا من غیر ملامۃ وامرنی ان اکون مادحا من غیر اطراء وامرنی ان اکون متثبتا من غیر تعجل وامرنی ان اکون ساکتا من غیر عی وامرنی ان اکون ناظرا من غیر غفلۃ وامرنی ان اکون ضاحکا من غیر قہقہۃ وامرنی ان اکون ماشیا من غیر دہش وامرنی ان اکون مسرعا من غیر ہرولۃ وامرنی ان اکون مطرقا من غیر خبل وامرنی ان اکون مفکرا من غیر غرۃ وامرنی ان اکون مسکتا من غیر مقت وامرنی ان اکون متکلما من غیر خطل وامرنی ان اکون قائلا من غیر بذاء وامرنی ان اکون معتدلا من غیر بطر وامرنی ان اکون قانعا من غیر شرہ وامرنی ان اکون رفیقا من غیر ضرر وامرنی ان اکون متحننا من غیر ضعف وامرنی ان اکون مقتصدا من غیر بخل وامرنی ان اکون مؤمنا من غیر امن وامرنی ان اکون خاشعا من غیر مسکنۃ وامرنی ان اکون متصدقا من غیر منۃ وامرنی ان اکون متجملا من غیر خیلاء وامرنی ان اکون مستحییا من غیر فحش وامرنی ان اکون مستترا من غیر ریبۃ وامرنی ان اکون متوددا من غیر خلابۃ وامرنی ان اکون متحببا من غیر تملق وامرنی ان اکون متحننا من غیر ضعف وامرنی ان اکون مقتصدا من غیر بخل وامرنی ان اکون مؤمنا من غیر امن وامرنی ان اکون خاشعا من غیر مسکنۃ وامرنی ان اکون متصدقا من غیر منۃ وامرنی ان اکون متجملا من غیر خیلاء وامرنی ان اکون مستحییا من غیر فحش وامرنی ان اکون مستترا من غیر ریبۃ وامرنی ان اکون متوددا من غیر خلابۃ وامرنی ان اکون متحببا من غیر تملق

(۳۴۱) آپ کے اسوہ کو اپنے لئے نمونہ بنانا چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی۔ رقم ۳۴۱ حوالہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق کے لئے اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ نمونہ تھے

۳۴۱۔ علوی بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ابن عقبہ نے ایک شخص کے حوالہ سے جس کے نام کی تصریح کی ہے، جس سے عمرو کا حوالہ ہے، اس نے عطاء بن السائب کے حوالہ سے جس کی تصریح کی ہے، اس نے ابو عبدالرحمٰن السلمی کے حوالہ سے جس کی تصریح کی ہے، اس نے ابو البختری کے حوالہ سے جس کی تصریح کی ہے، اس نے ابو اسحاق السبیعی کے حوالہ سے جس کی تصریح کی ہے، اس نے حارث کے حوالہ سے جس کی تصریح کی ہے، اس نے علی رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے جس کی تصریح کی ہے، کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنے خطبہ میں فرمایا اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے مجھے ادب سکھایا اور بہت اچھا ادب سکھایا۔ پھر مجھے حکم دیا کہ میں لوگوں کے ساتھ سات چیزوں کا برتاؤ کروں جس طرح فرائض کے قائم کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور مجھے حکم دیا کہ میں اللہ کے دین میں مداہنت نہ کروں اور اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈروں اور مجھے حکم دیا کہ میں برائیوں اور برے کاموں سے بچوں اور ان سے نفرت کروں اور مجھے حکم دیا کہ میں رضا اور غضب ہر حالت میں حق بات کہوں اور مجھے حکم دیا کہ میں عدل کروں غضب اور رضا ہر حالت میں اور مجھے حکم دیا کہ میں نیکی کا حکم دوں اور برائی سے روکوں اور مجھے حکم دیا کہ میں اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈروں اور مجھے حکم دیا کہ میں صلہ رحمی کروں جو مجھ سے قطع تعلق کرے اور میں عطا کروں جو مجھے محروم کرے اور میں معاف کروں جو مجھ پر ظلم کرے اور مجھے حکم دیا کہ میں غضب اور رضا ہر حالت میں بولنے والا ہوں اور مجھے حکم دیا کہ میں رعب والا ہوں بغیر سختی کے اور مجھے حکم دیا کہ میں متواضع ہوں بغیر ذلت کے اور مجھے حکم دیا کہ میں سخی ہوں بغیر اسراف کے اور مجھے حکم دیا کہ میں حلیم ہوں بغیر کمزوری کے اور مجھے حکم دیا کہ میں عامل ہوں بغیر جلد بازی کے اور مجھے حکم دیا کہ میں حیادار ہوں بغیر بزدلی کے اور مجھے حکم دیا کہ میں صبر کرنے والا ہوں بغیر عجز کے اور مجھے حکم دیا کہ میں شکر کرنے والا ہوں بغیر ناشکری کے اور مجھے حکم دیا کہ میں ایثار کرنے والا ہوں بغیر ملامت کے اور مجھے حکم دیا کہ میں تعریف کرنے والا ہوں بغیر مبالغہ کے اور مجھے حکم دیا کہ میں ثابت قدم ہوں بغیر جلد بازی کے اور مجھے حکم دیا کہ میں خاموش ہوں بغیر عی کے اور مجھے حکم دیا کہ میں دیکھنے والا ہوں بغیر غفلت کے اور مجھے حکم دیا کہ میں ہنسنے والا ہوں بغیر قہقہہ کے اور مجھے حکم دیا کہ میں چلنے والا ہوں بغیر دہشت کے اور مجھے حکم دیا کہ میں تیز چلنے والا ہوں بغیر دوڑ کے اور مجھے حکم دیا کہ میں سر جھکانے والا ہوں بغیر خبل کے اور مجھے حکم دیا کہ میں فکر کرنے والا ہوں بغیر غرہ کے اور مجھے حکم دیا کہ میں خاموش ہوں بغیر مقت کے اور مجھے حکم دیا کہ میں بولنے والا ہوں بغیر خطل کے اور مجھے حکم دیا کہ میں بولنے والا ہوں بغیر بذاء کے اور مجھے حکم دیا کہ میں معتدل ہوں بغیر بطر کے اور مجھے حکم دیا کہ میں قانع ہوں بغیر شرہ کے اور مجھے حکم دیا کہ میں رفیق ہوں بغیر ضرر کے اور مجھے حکم دیا کہ میں متحنن ہوں بغیر ضعف کے اور مجھے حکم دیا کہ میں مقتصد ہوں بغیر بخل کے اور مجھے حکم دیا کہ میں مؤمن ہوں بغیر امن کے اور مجھے حکم دیا کہ میں خاشع ہوں بغیر مسکنۃ کے اور مجھے حکم دیا کہ میں متصدق ہوں بغیر منۃ کے اور مجھے حکم دیا کہ میں متجمل ہوں بغیر خیلاء کے اور مجھے حکم دیا کہ میں مستحیی ہوں بغیر فحش کے اور مجھے حکم دیا کہ میں مستتر ہوں بغیر ریبۃ کے اور مجھے حکم دیا کہ میں متودد ہوں بغیر خلابۃ کے اور مجھے حکم دیا کہ میں متحبب ہوں بغیر تملق کے اور مجھے حکم دیا کہ میں متحنن ہوں بغیر ضعف کے اور مجھے حکم دیا کہ میں مقتصد ہوں بغیر بخل کے اور مجھے حکم دیا کہ میں مؤمن ہوں بغیر امن کے اور مجھے حکم دیا کہ میں خاشع ہوں بغیر مسکنۃ کے اور مجھے حکم دیا کہ میں متصدق ہوں بغیر منۃ کے اور مجھے حکم دیا کہ میں متجمل ہوں بغیر خیلاء کے اور مجھے حکم دیا کہ میں مستحیی ہوں بغیر فحش کے اور مجھے حکم دیا کہ میں مستتر ہوں بغیر ریبۃ کے اور مجھے حکم دیا کہ میں متودد ہوں بغیر خلابۃ کے اور مجھے حکم دیا کہ میں متحبب ہوں بغیر تملق کے

أَنْ قَدْ قَضَى عَلَيْهِ فَلَمْ يَحُجَّ وَالْعُمْرَةُ وَاجِبَةٌ عَلَيْهِ فَالْأَوَّلُ لَمْ يَقْضِ عَنْ أَبِيهِ حَتَّى مَاتَ أَفَيَقْضِي عَنْهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رواه البخاري۔

۴۸۲۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَكِيمِ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ رَجُلٍ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ الْإِسْلَامُ فَوْقَ الْإِسْلَامِ وَالْفَيْءُ يَوْمَ الْأَضْحَى أَوْ عَلَيْهِ فَقَالَ أَنْفَقَ كَانَ لِلْمُؤْمِنِينَ لِنَفَقَةِ أَمْوَالِهِمْ حَسَنَةٌ وَلَكِنْ يَصُومُ يَوْمَ الْوَطِيءِ وَلَا أَصُومُ وَأَرْجُو مِنْهُ مَا مَنَّا۔ رواه البخاري

۴۸۲۲۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ إِلَى الْحَرَمِ بَكْرٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَعَسَى كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ رواه البخاري

۴۸۲۳۔ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ أَتَى عَلَى رَجُلٍ قَدْ أَنَاخَ بَدَنَتَهُ فَطَعَنَهَا فَقَالَ

خیال ہوتا کہ آپ کو کسی بیماری کا اندیشہ ہے یا کوئی ضروری تقاضا ہے، پھر اطمینان کر کے انہوں نے فرمایا کہ اس طرح اس کے بعد انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی طرح کیا تھا۔ (بخاری شریف)

۴۸۲۱۔ حکیم کہتے ہیں کہ ابن عمرؓ نے ایک شخص سے جس نے سفر حج کیا تھا جس نے بدنہ کو اپنی آگے کر دیا تھا کہ اس پر سوار ہو جائے، فرمایا کہ اس کو دوڑ کر کیا کرے گا۔ فلاں ایسا ہوا کہ اس دن عید الفطر یا عید الاضحیٰ آگئی تب کیا کرے گا۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں تمہارے لیے بہتر نمونہ موجود ہے آپ نے عید الفطر میں روزہ رکھنے کا حکم دیا ہے اور ان دونوں دنوں میں روزہ رکھنا منع کیا ہے۔ (بخاری شریف)

۴۸۲۲۔ سعید بن جبیرؒ سے روایت ہے کہ ابن عباسؓ فرماتے تھے اگر کوئی شخص اپنی بی بی سے ظہار کر بیٹھے تو اس کا کفارہ ادا کرنا چاہیے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک میں تمہارے لیے بہتر نمونہ ہے۔ (بخاری شریف)

۴۸۲۳۔ ابراہیم بن جبیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ابن عمرؓ ایک شخص پر جو اپنے ہدیہ کی قربانی کر رہا تھا

۴۸۲۱۔ فتح الباری میں اس روایت کے بعد ایک اور روایت کے علاوہ ہیں، جس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ابن عمرؓ نے اس آیت ان الاسلام فوق الاسلام، یوم الفیء کو حضرت علیؓ کی روایت کا حکم ہی روایت کی راوی میں کی ہے اگر یہاں فاعل نے اس کو مختصر بیان کیا ہے تو مطلب تو یہ ہے کہ اس روایت کا حکم ہی روایت کی طرح ہے۔

۴۸۲۲۔ حضرت ابن عباسؓ کا مطلب یہ تھا کہ یہ لفظ کہنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی بلکہ صرف کفارہ لازم ہوتا ہے، جیسا کہ ایک دوسری جگہ آپ نے قسم کے متعلق فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قسم کا کفارہ مقرر فرمایا ہے، کفارہ ادا کرنا ہی لازم ہوتا ہے۔

[illegible] ... رواہ الترمذی وقال حدیث حسن صحیح

الرسول العظیم وجوب اتباعہ بافعالہ صلی اللہ علیہ وسلم کلہا

۱۳۸۔ [illegible] فَقَالَ تَمَتَّعْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا انْطَلَقْنَا إِلَى مِنًى أَهْلَلْنَا بِالْحَجِّ فَدَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ لَهَا لَعَلَّكِ أَرَدْتِ الْحَجَّ فَقَالَتْ وَاللّٰهِ مَا أَجِدُنِي إِلَّا وَجِعَةً فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُجِّي وَاشْتَرِطِي أَنَّ مَحِلِّي حَيْثُ حَبَسْتَنِي فَأَدْرَكَتْ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ فَحَدَّثَتْ ضُبَاعَةُ بِنْتُ الزُّبَيْرِ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَهَا أَمَرَكِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَحُجِّي وَقَالَ أَبُو دَاوُدَ وَأَخْبَرَتْ أَنَّهَا وَجَدَتْ فِي نَفْسِهَا مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَ عُمَرُ وَاللّٰهِ لَأُخْبِرَنَّ مَنْ بَعْدَكُمْ أَنَّ الْمُحْرِمَ يَشْتَرِطُ فَإِنْ كَانَ لَهُ مَحْبِسٌ حَبَسَهُ مَحْبِسٌ مِنْ مَرَضٍ أَوْ غَيْرِهِ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَلَا هَدْيَ عَلَيْهِ وَلَا صَوْمَ عَلَيْهِ وَلَا صَدَقَةَ عَلَيْهِ وَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ إِلَّا أَنْ يَقْضِيَ حَجَّهُ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ عَلَيْهِ فِي الْحَجِّ الَّذِي يَقْضِي

[illegible] کہاں وہ گئے تھے میں نے عرض کی بھی آدھی تڑپھ لگا تھا اس پر انھوں نے فرمایا کہ جہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہی میں بہتر نمونہ موجود ہے اس سے آپ کا بھی موقع کی پوری پیروی کرنا چاہیے۔ (ترجمہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہر ہر عمل میں لازم ہے

۱۳۸۔ عطاء کہتے ہیں میں نے جابر رضی اللہ عنہ صحابی کے ساتھ حج تمتع کیا تھا جب ہم منیٰ کو چلے تو ہم نے حج کا احرام باندھا تو جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں حج تمتع کا احرام باندھا تھا پھر ہم نے آپ کے ساتھ عمرہ کا احرام باندھا تھا اور ہم نے آپ کے ساتھ طواف کر لیا تھا اور ہم نے بیت اللہ کی طرف سعی کر لی تھی۔ جو کچھ ہم نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ جب ہم حاضر ہوئے تو آپ نے ہم کو حکم دیا کہ ہم حج کا احرام عمرہ کے احرام سے حلال ہو جائیں اور عورتوں کے ساتھ صحبت کر لیں اور کپڑے پہن لیں اور فرمایا تھا کہ جو شخص ہدی ساتھ لایا ہو تو وہ ایسا نہ کرے۔ فضل بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم کو آپ کے حکم کی تعمیل کرنا ضروری تھا۔ آپ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھے اس لئے صبح کو احرام حلال ہو جائیں گے اور ہم کو ستر اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ستر ہیں گی کہ لوگ کہتے ہیں کہ حج میں تو صرف پانچ دن باقی رہ گئے ہیں اور آپ نے

[illegible] ... یہاں تمتع کے معنی صحابہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک اس سفر کی اس نسبت تھا۔

فی اصل الی بیت شاہ فارس ثم قفل راجعا فمر بالمدینۃ فنظر الی ابن شہاب فقال ما اسمی فقال محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن شہاب الزہری فقال ما اظنک الا عالما بحدیث قومک فما حدیث اشد علیک ذکرا فقال ابن شہاب ما ذکرت قط الا وددت ان الارض انشقت لی فدخلت فیہا فقال ما اظنک الا صادقا

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] (مسلم)

[illegible] رسول اللہ

صلی علیہا واکثروا علیہا من ذکر اللہ تعالیٰ وتصدق بصدقۃ فتصدق بصدقۃ ثم قام فصلی رکعتین ثم اقبل علی الناس بوجہہ فقال ایہا الناس انما انا بشر مثلکم اخاف ان یاتینی من ربی فاجیب وانا احب لکم الخیر ولکم الصلاح۔ رواہ الطبرانی فی الاوسط بنحوہ۔ علی الصدر

الرسول العظیم صلاۃ علی من لا یرضی الا بما فعلہ الذی لا یحب کما

۱۱۵۲۔ عن انس رضی اللہ عنہ قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما سمعت اذنای من فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قط یقول بیدہ کذا ونشرہا کانہ ینفضہا ولا رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قط قبلہ ولا بعدہ مثلہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد غفر اللہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر فما احد اظلم ممن

۱۱۵۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا کہ میرے کانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی یہ فرماتے نہیں سنا کہ اپنے ہاتھ کو اس طرح جھٹکتے ہوئے کہ گویا اس سے کچھ جھاڑ رہے ہیں اور میری آنکھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ جیسا نہیں دیکھا صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہو چکے ہیں پھر بھی آپ کا یہ حال تھا کہ اس قدر عبادت فرماتے تھے کہ پاؤں مبارک پر ورم آ جاتا تھا اور فرماتے تھے کہ کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں اور دوسری جگہ ہے کہ آپ کے سر پر زخم ہو گئے تھے جب سجدہ سے سر اٹھاتے تھے تو فرماتے تھے کہ اے اللہ فلاں فلاں پر لعنت فرما، اس پر یہ آیت نازل ہوئی تھی کہ اس معاملہ میں آپ کو کوئی اختیار نہیں اللہ تعالیٰ چاہے ان کی توبہ قبول فرمائے چاہے ان کو عذاب دے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی عمل میں اتباع کرنے میں اپنی جان کا کھٹکا ہو جائے؟

۱۱۵۳۔ انس بیان فرماتے ہیں کہ میں شخص مخصوص صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں آپ کی عبادت کا حال دریافت کرنے کے لئے گیا جب ان حضرات سے اس کی تفصیل بیان کی گئی تو اس نے خیال کیا کہ ہم کو آپ سے کیا نسبت ہے جس میں کوتاہی کریں کہاں ہم اور کہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رفیع کہاں آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف اور آپ کا مقام اس قدر بلند ہے اس لئے ہم میں آپ جو ایسی زیادہ

(۱۱۵۲) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ کا اصل مقام بندگی ہے اور اسی پر آپ کو ناز ہے اور اسی پر آپ کو فخر ہے اور اسی پر آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت ملی ہے اور اسی پر آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعامات ملے ہیں اور اسی پر آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغفرت کی

[illegible] يا خليل الله وقال أنت خير أم أصلم النجار أمتي ولا أضيرك قال الرجل ما ضير أنبياء الله شيئاً
أنت خير أم أنا فإن النبي صلى الله عليه وسلم يقول يغفر الله لأصلم النجار أمتي فقلت هكذا قولي. أخرجه ابن
أبي شيبة وإسناده صحيح. الضير الضر. قطوبي اسم شجرة في الجنة. وقوله خير منك أي خير منك
شيئاً. ملخص منه.

۱۵۳۔ عن عائشة قالت سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم شيئاً رخص فيه فتنزه عنه
فخطب الناس فحمد الله ثم قال ما بال أقوام يتنزهون عن الشيء أصنعه فوالله إني لأعلمهم بالله وأشدهم له خشية.
أخرجه الشيخان۔

[illegible] فرمائیں گے، دوسرے سے کہا میں بھی وہ نہ سمجھا کہ کیا کہا، کبھی اطمینان نہ کروں گا جب تک اس
میں اپنے خود نفس سے الگ نہ ہو جاؤں گا، کبھی نکاح نہ کروں گی۔ اسی اثنا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی
تشریف لے آئے آپ نے فرمایا تم ہی وہ لوگ ہو جنہوں نے ایسی ویسی باتیں کہی ہیں سن لو تم سب میں
اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والا میں ہوں، اور تم سب سے بڑھ کر متقی میں ہوں، میں روزہ رکھتا ہوں کبھی
روزہ افطار بھی کرتا ہوں، رات کی نماز پڑھتا ہوں سوتا بھی ہوں، عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، اب جو شخص میرے
طریقہ سے اعراض کرے گا وہ مجھ سے نہیں ہے۔ (متفق علیہ)

۱۵۴۔ حضرت عائشہؓ روایت فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ کوئی ایسا کام کیا
جس میں آپ نے رخصت پر عمل فرمایا، یعنی دین کا وہ پہلو جو دوسرے پہلو کی نسبت آسان ہے، بعض لوگوں نے اس
کی اتباع کرنے سے کراہت کی۔ یہ بات آپ کو بھی پہنچ گئی، اس پر آپ نے تقریر فرمائی اور خدا تعالیٰ کی حمد و
ثنا کرنے کے بعد فرمایا لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ ایسی بات کرنے سے بھی احتراز کرتے ہیں جو خود میں کرتا ہوں، خدا کی
قسم تم سب میں اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا جاننے والا میں ہوں اور جاننے والے سے زیادہ اس سے ڈرنے والا
بھی میں ہوں۔ (بخاری)

[illegible] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ [illegible] فرمایا ہے اس کی عمل کرنا [illegible] سے کراہت کرنا اور بھی بڑی خطرناک بات ہے
[illegible] کے ساتھ [illegible] ہے کہ [illegible] کی [illegible] کی [illegible] قدم [illegible] چلنا
[illegible] جس [illegible] قدم [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی [illegible]
[illegible] کرنا [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی [illegible]
[illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی [illegible]
[illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی [illegible]
[illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی [illegible]

الرسول العظیم کون تقریر صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ فی الدین

۱۱۵۸ عَنْ اَبِیْ جُحَیْفَۃَ اَنَّ عَلِیًّا رضی اللہ عنہ خَطَبَ بَعْدَ کِتَابِ الْحَرْبِ اَخْبَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَہٰی وَاَصْحَابَہٗ عَنْ مُتْعَۃِ النِّسَاءِ وَاَنْ تُوْقَدَ نَارٌ لِاَکْلِ لَحْمٍ اَوْ اَنْ یُّخْرَجَ مِنَ الْبَیْتِ شَیْءٌ مِنَ اللَّحْمِ وَاَنْ یَّبِیْتَ اَحَدٌ مِنْکُمْ وَعَلٰی بَطْنِہٖ شَیْءٌ مِنْ لَحْمٍ وَاَنْ یَّخْرُجَ اَحَدٌ مِنَ الْمَسْجِدِ وَعَلَیْہِ جَنَابَۃٌ اِلَّا اَنْ یَّتَوَضَّاَ وُضُوْءًا خَفِیْفًا

۱۲۶۔ عن ابی بکرۃ قال ان اھل فارس ملکوا علیھم بنت کسری قال لما بلغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اھل فارس ملکوا علیھم بنت کسری قال لن یفلح قوم ولوا امرھم امرأۃ رواہ البخاری

۱۲۶۔ حضرت ابوبکرہؓ بیان کرتے ہیں کہ جب اہل فارس نے کسریٰ کی بیٹی کو اپنا بادشاہ بنا لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ وہ قوم کبھی فلاح نہیں پا سکتی جس نے اپنا حکمران عورت کو بنا لیا ہو۔

۱۲۶۔ حضرت ابوبکرہؓ بیان کرتے ہیں کہ جب کسریٰ کی بیٹی کو اہل فارس نے اپنا بادشاہ بنا لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ وہ قوم کبھی فلاح نہیں پا سکتی جس نے اپنا حکمران عورت کو بنا لیا ہو۔

الرسول ان لم یکن معصوما فکیف منصب الامامۃ علی اھل الاسلام

عطف لفظ قرع بر ما قبل یعنی از ابل (مخلق خلقہ) یعنی دوڑنے والا (اعطی) یعنی اس کو دیا
(فیہ) یعنی اس میں (فقال) یعنی اس نے (فاستفرہا) یعنی اس نے اونٹنی کو تیز دوڑایا (فجاء)
یعنی وہ اونٹنی آئی (فقال) یعنی اس نے (ما ارانی) یعنی میرا خیال نہیں (فیہا) یعنی اس میں
(او ما ارانی) یعنی میرا خیال نہیں (فیہا) یعنی اس میں (او ما اظن) یعنی میرا خیال نہیں
(فیہا) یعنی اس میں (او ما اظنہا) یعنی میرا خیال نہیں (فیہا) یعنی اس میں (فقال) یعنی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ان تقدیر اللہ) یعنی اللہ کی تقدیر (لم یعجزہ) یعنی
عاجز نہیں کرسکتی اس کو (شیء) یعنی کوئی چیز (ولا تعجزہ) یعنی عاجز نہیں کرسکتی اس کو
(شیء) یعنی کوئی چیز (ولا تعجزہ) یعنی عاجز نہیں کرسکتی اس کو (شیء) یعنی کوئی چیز
(ولا تعجزہ) یعنی عاجز نہیں کرسکتی اس کو (شیء) یعنی کوئی چیز (ولا تعجزہ) یعنی عاجز

لو عصوا الانبیاء علیہم السلام لوقعوا فی الکبائر

۱۱۹۳ عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال مالی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت امیوعلی فاثبت موضع فقال فقمت فاذا رجل جالس مضطجع رجل ابیض علی فخذہ علی خذہ قال فاوجعت فی نفسی فقمت الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما رفعت رأسی الا رأیت ابی بکر

أسعدت المخبر حوت أمنت رواه البيهقي

الوسيلة بما لك عصمة الرسول العظيم صلى الله عليه وسلم من الهلاك

۱۳۴۔ أخبرنا علي بن محمد بن عقبة ثنا حفص بن عمر ثنا عطاء بن عجلان عن أنس رضي الله عنه قال جاءت إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم امرأة في إحدى ساعات العشي الآخر جزين وحضان فنظرت فلم تجد رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت لمن حضرت رسول الله صلى الله عليه وسلم معه فجاءها حتى إذا كانت بالمسجد عند باب أم سلمة مر وجلان

سے لے دوسری ساری گفت گو جو ہوئی (بخاری شریف)

آپ کی عصمت کے خلاف قلب میں وسوسہ بھی ایسی خطرناک بات ہے جس سے ہلاکت کا خطرہ ہے

۱۳۴۔ علی بن حسین رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی تھیں سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ رمضان اعتکاف میں آپ کی زیارت کے لیے مسجد میں آئیں۔ یہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا وقت تھا تھوڑی دیر آپ سے بات چیت کی پھر جب لوٹنے کے لئے کھڑی ہوئیں تو آپ بھی ان کو پہنچانے کے لئے کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ جب وہ مسجد کے اس دروازہ کے پاس پہنچیں جو حضرت ام سلمہ کے دروازہ کے متصل تھا دو انصاری

کے لئے حضور کا یہ فرمانا کہ جلدی نہ کرو تم کو یہ بتلانا ہے کہ یہ کوئی اجنبی عورت نہیں ہے بلکہ میری بیوی صفیہ ہیں اس لئے تم کو بدظنی کا شبہ نہ ہونا چاہیے۔ اب غور کرنا چاہیے کہ حضور کی اس تنبیہ کا مخاطب کون ہو سکتا ہے ظاہر ہے کہ جو حضور کی عصمت پر اعتماد نہ رکھتا ہو بلکہ اس کی عصمت کا امکان ہی نہ سمجھتا ہو ایسا ہی شخص اس کا مستحق ہو سکتا ہے کہ اس کی عصمت کی حقیقت سے آگاہ کیا جائے۔ جو شخص حضور کی عصمت کا قائل ہو اور اس کا معتقد ہو اس کو اس تنبیہ کی ضرورت ہی کیا تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی عصمت کا عقیدہ ہی ایمان کی شرط ہے اور جو شخص حضور کی عصمت کا قائل نہ ہو وہ ایمان سے محروم ہے۔ اس لئے کہ حضور کی عصمت کا انکار کرنا حضور کی توہین ہے اور توہین کفر ہے۔ اس لئے ایسا شخص کافر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی عصمت کا عقیدہ ہی ایمان کی شرط ہے اور جو شخص حضور کی عصمت کا قائل نہ ہو وہ ایمان سے محروم ہے۔ اس لئے کہ حضور کی عصمت کا انکار کرنا حضور کی توہین ہے اور توہین کفر ہے۔ اس لئے ایسا شخص کافر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی عصمت کا عقیدہ ہی ایمان کی شرط ہے اور جو شخص حضور کی عصمت کا قائل نہ ہو وہ ایمان سے محروم ہے۔ اس لئے کہ حضور کی عصمت کا انکار کرنا حضور کی توہین ہے اور توہین کفر ہے۔ اس لئے ایسا شخص کافر ہے۔

۱۳۴۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس طرح ان کے ساتھ تشریف لے چلنا یہاں تک کہ جب وہ مسجد کے اس دروازہ کے پاس پہنچیں جو حضرت ام سلمہ کے دروازہ کے متصل تھا دو انصاری

الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور مکانات التشریع

۱۲۱۵ عن ابی عمرو قال حدثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیثا لم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام تشریع میں

۱۱۶۸ - عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال لعن الله الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغيرات خلق الله تعالى فقال ما لي لا ألعن من لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو في كتاب الله تعالى فقالت له إني لأقرأ ما بين لوحي المصحف فما وجدته فقال إن كنت قرأتيه لقد وجدتيه أما قرأت ما آتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا قالت بلى قال فإنه قد نهى عنه . متفق عليه

۱۱۶۸ - عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لعنت کی گودنے والیوں پر اور گودوانے والیوں پر اور بھوں کے بال اکھیڑنے والیوں پر اور دانتوں کے درمیان کشادگی کرنے والیوں پر جو حسن کی خاطر اللہ تعالیٰ کی خلقت کو بدلتی ہیں۔ ان کا یہ فعل بنی اسد کی ایک عورت اُمّ یعقوب تک پہنچا اور اس نے کہا مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ آپ نے اس قسم کی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ آپ نے فرمایا جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی اور جو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں بھی لعنت کی گئی ہیں۔ اس نے کہا قرآن شریف کے دونوں گتوں کے درمیان میں نے تو وہ بات نہیں پائی جو آپ فرماتے ہیں۔ اس نے فرمایا اگر تو قرآن کو پڑھتی تو اس میں یہ بات ضرور پاتی۔ کیا تو نے یہ آیت نہیں پڑھی ما اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (جو کچھ رسول تمہیں دیں اس کو لے لو اور جس بات سے تمہیں روکیں اس سے رک جاؤ) اس نے کہا ہاں میں نے یہ آیت تو پڑھی ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان افعال کی ممانعت فرمائی ہے۔ اس عورت نے کہا میں سمجھتی ہوں کہ آپ کی بیوی بھی ایسا کرتی ہیں۔ آپ نے فرمایا جاؤ دیکھ آؤ۔ وہ گئی اور دیکھ کر واپس آئی اور کہا کہ میں نے کچھ نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا اگر ایسا ہوتا تو ہم اس کے ساتھ نہ رہتے۔ متفق علیہ

---

(۱) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے معلوم ہوا کہ جو عورتیں بھوں کے بال اکھیڑتی ہیں یا دانتوں کے درمیان کشادگی کرتی ہیں یا گودنا گودتی ہیں یا گودواتی ہیں یہ سب حرام ہے اور ان پر لعنت ہے۔ اور یہ لعنت اس لئے ہے کہ یہ سب کام اللہ تعالیٰ کی خلقت کو بدلنا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ کام عموماً فاسق عورتیں کرتی ہیں۔ اس لئے ان پر لعنت آئی اور اس سے کسی کو مستثنیٰ نہیں کیا۔ اس قسم کی لعنت کا ذکر قرآن و حدیث میں بہت آیا ہے۔ اور اس سے کسی کو مستثنیٰ نہیں کیا۔ اس لئے ان پر لعنت آئی

۱۱۶۹۔ عن عشرة من الموالي عن أبي عبيدة أنها قالت لرسول الله صلى الله عليه وسلم
سألت عائشة أبي عبيدة ودخول عليها فأمرها أن تزوجها فأمرها أن تزوجها
فزوجها من نفسها فدخل بها۔ أخرجه ابن سعد والطحاوي والبيهقي وغيرهم

۱۱۷۰۔ عن ابن عباس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لبريرة
اختاري هذا الزوج وتخلي عن هذا فقالت يا رسول الله هو علي عليه السلام
فقال لها خاصة۔ أخرجه الشيخان

۱۱۷۱۔ عن أبي الطفيل قال قال رجل لأبي ذر أخبرني عن علي رضي الله عنه وسلم أمرته أن يقول
من القرآن قال لا يكون لأحد من خلقه مقدرا رواه سعيد بن منصور وسعيد
وابن ماجه من لا يعرف واحد منهم والراوي عنه مجهول حال فيس هذا لأحد بعد النبي

۱۱۶۹۔ سعد رضی اللہ عنہا کی بیوی بیس کہتی ہیں کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
متعلق تذکرہ کیا یہاں تک کہ ذکر کیا علم کے کیا ان کے گھر میں بھی آمد و رفت رکھتے ہیں تو آپ نے
فرمایا جانا تو بہت مناسب کیا ہے چنانچہ انہوں نے ان کو حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے نکال کر ان کو بلوایا اس
وقت وہ بھی موجود تھے اور بات چیت میں شریک ہو چکے تھے۔ (حاکم)

۱۱۷۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بریرہ کے شوہر کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اختیار دینے
کے متعلق روایت ذکر کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش میں اس عالم پر کہ
کہ یہ ان کے لئے کافی ہے۔ (متفق علیہ)

۱۱۷۱۔ ابو طفیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کچھ قرآن کی ایک
سورت پر مقرر فرمایا تھا۔ سعید بن منصور کہتے ہیں کہ کسی شخص کا نہیں ہو سکتا جس کا نام نہیں لیا
اس کی اسناد میں دو ضعیف راوی ہیں اور راوی میں ایک کا حال نہیں معلوم ہوا

۱۱۶۹۔ یعنی سعد رضی اللہ عنہ کے بعد ان کی بیوی سے نکاح کر لینا اس کا کوئی قرینہ نہیں ہے اور نہ یہ کہ آدمی کی موجودگی
میں اس کی بیوی کا نکاح ہو سکتا ہے بلکہ یہ ان کی عدت گزرنے کی روایت کر لینا ہے اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کو بلوانے کے بعد ان کے گھر میں آنے جانے کا ہے اس کی دلیل ہے کہ
عدت گزرنے کے بعد ان کے گھر میں آنے جانے کا ہے

۱۱۷۱۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ اس کو علم قرآن کے سوا کسی اور چیز کا حال نہ ہو گا بلکہ یہ بات صرف حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ ہی خاص ہے کہ آپ ہی کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ کو کسی چیز کا علم نہیں ہے
اور اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ اس کو علم قرآن کے سوا کسی اور چیز کا حال نہ ہو گا بلکہ یہ بات صرف حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ ہی خاص ہے کہ آپ ہی کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ کو کسی چیز کا علم نہیں ہے
اور اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ اس کو علم قرآن کے سوا کسی اور چیز کا حال نہ ہو گا بلکہ یہ بات صرف حضرت صلی اللہ

اللہ علیہ وسلم وکبر وہلل ثلثا ثم قال لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شیء قدیر عشر مرات ثم قال لا الہ الا اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم عشر مرات ثم قال اللہم اغفر لی واہدنی وارزقنی۔ رواہ احمد

۱۱۷۲۔ عن ابی سعید رضی اللہ عنہ قال قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخبرنی بشیء اقولہ اذا اخذت مضجعی فقال اذا اخذت مضجعک فاقرأ قل یا ایہا الکافرون فانہا برأۃ من الشرک وقل اللہ اللہ ربی ما ثم اعبد ربی ما ثم اعبد ربی ما ثم اعبد

وان خاء ۱۲ ف ۱۲ ف ۱۲ صاحب الحاجة حتى يسمعوا فسوجزوا وقضى الله على لسان رسوله ما شاء (دعاء البخاري قلت وهي هذه الباب ما يذكر في الذان الموضع الخلاف على لسان الخ)

صاحب ضرورت آئے اور راوی کو شک ہو تو آپ فرمائے تم لوگ تو ضرورت مندوں کی مدد کرو پھر وہ اس پر ثواب کمائے جاؤ۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی زبان سے جو فیصلہ چاہتا تھا صادر فرما دیتا (بخاری، مشرب)

تشریح: دیکھئے حدیث مذکور میں ہر ایک امر تم سے مانگ کر لیا اور جس کو چاہا فیصلہ اپنی طرف سے کر دیا مگر یہ نہیں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ کیا ہے جو میں کر رہا ہوں بلکہ صاف فرما دیا کہ میں یہ کہتا ہوں کہ تم لوگ ایسا کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسول کی شان دوسرے مسلمانوں کی طرح نہیں ہوتی کہ اپنی رائے سے کچھ نہ کہہ سکے بلکہ رسول کی ہر بات اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔ اس لئے رسول کا ہر حکم درحقیقت خدا کا حکم ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسولوں کے سب فیصلے خلق سے ماثل ہوتے ہیں ان سے صادر کلمہ ان میں خدا کا کلمہ ہوتا ہے۔ اگر کبھی رسول کی شان سے بھی بڑھ کر اس سے یہ ادا ہو کہ یہ میری رائے ہے تو یہ حقیقت پر مبنی نہیں ہوتا بلکہ رسالت کی حقیقت پر مبنی ہوتا ہے۔ جو حقیقتاً رسالت نہیں ہے اس کو سمجھ لیا ہے اس کو یہ ادا ہو سکتی ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَن يَغُلَّ	اور نبی سے یہ امر ممکن نہیں کہ خیانت کرے۔
اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ فرمایا ہے کہ نبی کے لئے یہ امر ممکن نہیں کہ وہ اس کو اصول کلی اور ضوابط میں تصرف کرے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ نبی خطا نہیں کرتے۔	

دوسری جگہ ارشاد ہے:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ	تمہارے پروردگار کی قسم یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے
فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا	جب تک اپنے تنازعات میں تم کو حاکم نہ بنائیں اور تم جو فیصلہ کر دو اس سے اپنے
فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ	دل میں تنگی محسوس نہ کریں بلکہ اس کو خوشی سے مان لیں
وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا	اس بات کا ذکر ہو رہا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ	ہم نے آپ پر قرآن اس لئے نازل کیا ہے کہ آپ لوگوں کے
بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ	معاملات میں اس طرح فیصلہ کریں جس طرح اللہ نے آپ کو

پہلی آیت میں خدا تعالیٰ رسول کے اصول کا فیصلہ فرماتا ہے کہ اس کو تصرف کا کیسا حق حاصل ہے اور دوسری آیت میں رسول کا فیصلہ فرماتا ہے کہ اس کو کیا حق حاصل ہے۔ اگر ہر امر میں رسول کا فیصلہ ہی ہوتا تو پھر اس کی کیا ضرورت تھی کہ رسول کے فیصلہ کے بعد بھی اس کے خلاف دل میں تنگی محسوس نہ کرنے کا حکم دیا جاتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسول کے فیصلے کے بعد بھی اس کے خلاف دل میں تنگی محسوس ہو سکتی ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول کے سب فیصلے اللہ کی طرف سے نہیں ہوتے بلکہ بعض فیصلے رسول کی اپنی رائے سے بھی ہوتے ہیں جن کی اس کو اجازت دی گئی ہے۔ اس لئے رسول کے فیصلے کے بعد بھی اس کے خلاف دل میں تنگی محسوس ہو سکتی ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول کے فیصلے کے بعد بھی اس کے خلاف دل میں تنگی محسوس ہو سکتی ہے۔

دعوۃ الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام وما اوتی علیہا من الجزاء فی الآخرۃ

۱۱۴۳ ۔ عن ابی سعید رضی اللہ عنہ عن ابی ہریرۃ قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یؤتی بنوح یوم القیامۃ فیقال لہ ہل بلغت فیقول نعم ای رب فیقال لقومہ ہل بلغکم فیقولون ما اتانا من نذیر وما اتانا من احد فیقال لنوح من یشہد لک فیقول محمد وامتہ فیشہدون انہ قد بلغ فیقول اللہ وما علمکم فیقولون جاءنا نبینا فاخبرنا ان الرسل قد بلغوا فہو قولہ تعالیٰ وکذلک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا (رواہ ابو یعلی وابن المثنی واسنادہ حسن واخرجہ البخاری ومسلم والنسائی وابن ماجۃ عن ابی ہریرۃ کما فی الخصائص ص ۲۷۴ ج ۲)

۱۱۴۴ ۔ عن علی القرشی عثمان بن حکیم قال دخلت علی ابی الطفیل عامر بن واثلۃ فوجدتہ قد اقعدتہ الکبر فقلت یا ابا الطفیل اخبرنی عن الکبر الذین لقوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال وما تصنع بہم قلت اکتب ما تحدثنی بہ فقال انا الطفیل اخبرنی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان بالجعرانۃ منصرفہ من حنین وہو یقسم لحم الابل التی اصاب المسلمون من ہوازن فجاءتہ امرأۃ فبسط لہا رداءہ فجلست علیہ فقلت من ہذہ فقالوا امہ التی ارضعتہ (رواہ مسلم)

انبیاء علیہم السلام سے صدہا برس کلمات کا برمحل صادر ہونا صرف بشریت کی بنا پر ہوتا ہے

۱۱۴۳ ۔ ابو سعید اور ابو ہریرہ ؓ دونوں صاحبان بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت میں نوح علیہ السلام بلائے جائیں گے تو ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا تم نے تبلیغ کر دی تھی؟ وہ عرض کریں گے ہاں اے میرے رب! پھر ان کی قوم سے پوچھا جائے گا کہ کیا نوح نے تمہیں تبلیغ کی تھی؟ وہ کہیں گے ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ پھر نوح سے پوچھا جائے گا کہ تمہارے حق میں کون گواہی دیتا ہے؟ وہ کہیں گے محمد ﷺ اور ان کی امت۔ پس یہ لوگ گواہی دیں گے کہ نوح نے تبلیغ کر دی تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ ان سے پوچھیں گے کہ تمہیں کیسے معلوم ہوا؟ وہ کہیں گے ہمارے نبی ﷺ نے ہمیں خبر دی تھی کہ رسول تبلیغ کر چکے تھے۔ یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا کہ اور اسی طرح ہم نے تمہیں امت وسط بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہو۔ (رواہ ابو یعلی وابن المثنی واسنادہ حسن واخرجہ البخاری ومسلم والنسائی وابن ماجۃ عن ابی ہریرۃ کما فی الخصائص)

۱۱۴۴ ۔ عثمان بن حکیم قرشی کہتے ہیں کہ میں ابو الطفیل کی خدمت میں حاضر ہوا جس وقت وہ بڑھاپے کی وجہ سے بیٹھنے سے معذور ہو چکے تھے۔ میں نے ان سے کہا اے ابو الطفیل! مجھے ان لوگوں کے حالات بتائیے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عصر مبارک کو پایا ہے۔ آپ نے فرمایا بھتیجے! ان لوگوں سے تمہیں کیا کام ہے؟ میں نے کہا میں ان کے حالات لکھنا چاہتا ہوں۔ تب انہوں نے کہا میرا نام طفیل ہے۔ میں نے آنحضرت ﷺ کو جعرانہ میں دیکھا جبکہ آپ حنین سے واپس ہو کر مسلمانوں کو ہوازن سے ملے ہوئے مال غنیمت کی تقسیم فرما رہے تھے۔ اتنے میں ایک عورت آئی اور اس نے آپ کے لئے اپنی چادر بچھا دی۔ آپ اس پر بیٹھ گئے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ آپ کی والدہ ہیں جنہوں نے آپ کو دودھ پلایا ہے۔ (رواہ مسلم)

۱۱۴۳ ۔ اس حدیث کا پہلا حصہ [illegible] میں بھی گزر چکا ہے اور اس کے علاوہ بھی کئی جگہ گزرا ہے۔ [illegible] اس حدیث میں بھی [illegible] سے پہلے بھی [illegible] کے متعلق [illegible] سے مروی ہے کہ [illegible] پر [illegible] پھر [illegible] کر [illegible] اس حدیث میں [illegible] کی [illegible] بن گیا ہے

صلی اللہ علیہ وسلم قال یا ابا ھریرۃ ما انشاک الشعر من شعر ابی طالب فقال انشاکہ رجل ھو خیر منک یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما کذب ولکنہ اخطأ رواہ الطبرانی فی الاوسط والصغیر باسناد حسن۔

۱۱۷۶۔ عن ابی سلمۃ ان ابا بکر اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو فی خصۃ بنت خارجۃ فقال لھا اخرجی بعض خصتک حتی ادخل فدخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما خصتک یا فلانۃ الا انک خلقت عند یار سول اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم خلقت عند یا رسول اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بذلک ثلث مرات فدخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا خالد ان یا خصتک فلم ارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل کذا وکذا قال حسن ورجالہ ثقات۔

کیا آپ کو یہ اطلاع نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تو اس کی دعا قبول نہیں کی۔ ایک شخص نے جواب دیا کہ میں کسی امر میں مبتلا ہوں۔ ہاں سنا ہے دعا کے قبول ہونے کی تین علامتیں ہیں تو انہی میں سے کوئی علامت ظاہر ہو گئی ہوگی۔ (طبرانی صحیح)

۱۱۷۶۔ ابی سلمہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو مخصوص خصہ کے اندر دیکھا اور وہاں سے اٹھا دیا یا ہٹا دیا تاکہ وہ داخل ہو جائے۔ جب ہٹا دیا گیا تو کسی شخص نے حضرت خصہ کو اسی حالت میں دیکھ لیا۔ وہ آدمی چل دیا۔ آپ مشروب لائے تو آپ نے دیکھا کہ خصہ وہ شخص کہ جس کو ہٹا دیا گیا تھا اس کی یا رسول اللہ نس کے ساتھ ہی حالت ہو گئی۔ آپ ناراضی کے ساتھ اس طرف سے آئے اور آپ کی زبان مبارک پر یہ کلمات تھے کہ خدا تعالیٰ نہ تو تجھ کو اور تیرے ساتھی کو اس وقت ان کے ساتھ اس طرح مذکر کرے گا جب آپ اس تقریب کے بعد تشریف لائے تو ان کے ساتھ کی یہ حالت دیکھی۔ خصہ نے کہا یا رسول اللہ آپ نے یہ کلمات فرمائے ہیں اپنے آپ کو ہم نے قریب پایا کہ ہم رکھ دیں گے

۱۱۷۶۔ اس قسم کا ایک واقعہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی پیش آیا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو اپنے حجرہ میں بلایا تھا۔ اتفاق سے ایک شخص بھی اندر چلا گیا۔ ابو ہریرہ نے اس کو حضرت عائشہ کی طرف سے کسی اور ضرورت کی طرف مصروف کر دیا تھا۔ اس شخص کو باہر نکلتے ہوئے کسی نے دیکھ لیا تھا۔ [illegible] حضرت عائشہ کی خدمت میں گزارش کی تھی۔ آپ نے ابو ہریرہ کو بلا کر دریافت فرمایا کہ کیا تم نے فلاں شخص کو میرے پاس سے نکلتے ہوئے دیکھا تھا؟ ابو ہریرہ نے عرض کیا کہ ہاں دیکھا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تم نے اس کو میرے پاس آتے ہوئے بھی دیکھا تھا؟ ابو ہریرہ نے عرض کیا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے اس کو میرے پاس سے نکلتے ہوئے دیکھا تھا؟ ابو ہریرہ نے عرض کیا کہ ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ [illegible]

أَوْ سَبَّتْ فَاجْعَلْهَا لِلْغَائِبَةِ وَآخِرُ الدُّعَاءِ مُغْبِرَةٌ وَمُغْبِرَةٌ أَوْ هَذَا الْكُلُّ رواه احمد ۱۴۸۸ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَمْرٍ إِذَا أَنْتُمْ فَعَلْتُمُوهُ أَدْرَكْتُمْ مَنْ سَبَقَكُمْ وَلَمْ يُدْرِكْكُمْ مَنْ خَلْفَكُمْ وَكُنْتُمْ خَيْرَ مَنْ أَنْتُمْ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِ إِلَّا مَنْ عَمِلَ مِثْلَ مَا عَمِلْتُمْ تُسَبِّحُونَ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَتَحْمَدُونَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَتُكَبِّرُونَ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ فَتِلْكَ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ وَتَخْتِمُونَ الْمِائَةَ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَنْ جَابِرٍ مِثْلُهُ إِلَّا أَنَّ فِيهِ وَتَكْبِيرُونَ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ رواه البزار وابن حبان في صحيحه

۱۴۸۹ - عَنْ مُعَاذٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَيُّهَا مَنْ قَالَ فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ مَرَّةً حَمْدًا لِلَّهِ وَالشُّكْرُ لَهُ كَانَ لَهُ كَأَجْرِ مِائَةِ أَلْفِ شَهِيدٍ رواه الطبراني وكان في اسناده ضعف ۲۲۷/۱۰

پڑھنے میں گنتی کا اس طرح حساب رکھیں کہ پہلے ایک انگلی بند کریں پھر دوسری پھر تیسری یہاں تک کہ تینوں ہاتھوں کی انگلیاں بند ہو جائیں اور اس کے بعد ہاتھ کھول دیں۔ تو الٰہی جس کو میں نے مارا دیا ہو یا جو مجھ کو گالی دیا ہو تو اس کے حق میں تو اس ہر ی تنبیہ کو اس کے گناہوں کا کفارہ اور ثواب کا سبب بنا دینا یا یہ فرمایا کہ مغفرت کا ذریعہ بنا دینا یا اسی کے قرب اور کرامات فرمائے۔ (احمد)

۱۴۸۸ - ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم کو ایک ایسی چیز بتلاؤں جس کو تم کرنے لگو تو تم سے پہلے والوں کو پا لو اور تمہارے پیچھے والے تم کو نہ پا سکیں اور تم سب سے بہتر ہو جاؤ بجز اس کے جو تم جیسا عمل کرے تم ہر نماز کے بعد تینتیس بار سبحان اللہ اور تینتیس بار الحمد للہ اور چونتیس بار اللہ اکبر کہا کرو۔ (احمد)

۱۴۸۹ - حضرت معاذ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ الٰہی جس کسی کی وفات کے وقت میں میں نے اس پر لعنت کی ہو پھر وہ اسلام قبول کر چکا ہو تو اس کو تو اس کے حق میں میری لعنت کو اس کے تقرب کا سبب بنا دینا۔ (طبرانی)

۱۴۸۸ - اس حدیث میں آپ کی دعا کا جو اعجاز ہے اس کی شرح میں علماء نے کہا ہے کہ جن تسبیحات کی دعا میں تلقین فرمائی ہے ان کی خاصیت ہے ہی ہے کہ جو شخص ان کا معمول بنا لے اس کو ایسی ترقی حاصل ہو جاتی ہے کہ اس کے برابر کوئی نہیں پہنچ سکتا اور کسی کی کوئی مجال نہیں کہ اس کی برابری کا دعویٰ کر سکے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ تسبیحات ایسی ہیں جن کو ہر شخص ہر وقت ہر جگہ پڑھ سکتا ہے اور ان کے پڑھنے میں نہ تو کوئی مشقت ہے نہ کوئی دقت، نہ کوئی خاص وقت کی ضرورت ہے نہ کوئی خاص جگہ کی، نہ کوئی خاص حالت کی، نہ کوئی خاص ہیئت کی، نہ کوئی خاص لباس کی، نہ کوئی خاص طہارت کی، نہ کوئی خاص نیت کی، نہ کوئی خاص تعداد کی، نہ کوئی خاص مقدار کی، نہ کوئی خاص زبان کی، نہ کوئی خاص قوم کی، نہ کوئی خاص ملک کی، نہ کوئی خاص شہر کی، نہ کوئی خاص مکان کی، نہ کوئی خاص آلہ کی، نہ کوئی خاص ذریعہ کی، نہ کوئی خاص سبب کی، نہ کوئی خاص علت کی، نہ کوئی خاص مرض کی، نہ کوئی خاص عمر کی، نہ کوئی خاص صنعت کی، نہ کوئی خاص پیشہ کی، نہ کوئی خاص حرفت کی، نہ کوئی خاص تجارت کی، نہ کوئی خاص زراعت کی، نہ کوئی خاص ملازمت کی، نہ کوئی خاص عہدہ کی، نہ کوئی خاص منصب کی، نہ کوئی خاص درجہ کی، نہ کوئی خاص رتبہ کی، نہ کوئی خاص مرتبہ کی، نہ کوئی خاص حیثیت کی، نہ کوئی خاص وجاہت کی، نہ کوئی خاص شرافت کی، نہ کوئی خاص نجابت کی، نہ کوئی خاص عزت کی، نہ کوئی خاص ذلت کی، نہ کوئی خاص بزرگی کی، نہ کوئی خاص کمتری کی، نہ کوئی خاص برتری کی، نہ کوئی خاص فضیلت کی، نہ کوئی خاص کمالیت کی، نہ کوئی خاص نقصان کی، نہ کوئی خاص عیب کی، نہ کوئی خاص ہنر کی، نہ کوئی خاص علم کی، نہ کوئی خاص جہل کی، نہ کوئی خاص ذہانت کی، نہ کوئی خاص بلادت کی، نہ کوئی خاص فطانت کی، نہ کوئی خاص غباوت کی، نہ کوئی خاص ذکاوت کی، نہ کوئی خاص حدت کی، نہ کوئی خاص بلاغت کی، نہ کوئی خاص فصاحت کی، نہ کوئی خاص لکنت کی، نہ کوئی خاص عجمہ کی، نہ کوئی خاص لثغہ کی، نہ کوئی خاص تلعثم کی، نہ کوئی خاص تردد کی، نہ کوئی خاص تامل کی، نہ کوئی خاص توقف کی، نہ کوئی خاص تأنی کی، نہ کوئی خاص عجلت کی، نہ کوئی خاص سرعت کی، نہ کوئی خاص بطء کی، نہ کوئی خاص تیزی کی، نہ کوئی خاص سستی کی، نہ کوئی خاص چستی کی، نہ کوئی خاص کاہلی کی، نہ کوئی خاص نشاط کی، نہ کوئی خاص کسل کی، نہ کوئی خاص فرحت کی، نہ کوئی خاص انبساط کی، نہ کوئی خاص انقباض کی، نہ کوئی خاص ہشاشت کی، نہ کوئی خاص بشاشت کی، نہ کوئی خاص طلاقت کی، نہ کوئی خاص عبوسیت کی، نہ کوئی خاص تکلف کی، نہ کوئی خاص تصنع کی، نہ کوئی خاص تزین کی، نہ کوئی خاص تجمل کی، نہ کوئی خاص تبذل کی، نہ کوئی خاص ابتذال کی، نہ کوئی خاص تقشف کی، نہ کوئی خاص تنعم کی، نہ کوئی خاص ترفہ

۱۸۰۱۔ عن عبد الرحمن بن ابی بکرۃ عن ابیہ قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فجاء رجل فقال یا رسول اللہ کیف اصبح فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما اصبح احد منکم الا وھو مریض لکن کذلک قلوبنا لا تعقل حتی مات رواہ احمد کذا فی المشکوٰۃ

۱۸۰۲۔ عن سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ عنہ ان رجلا اکل عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشمالہ فقال کل بیمینک قال لا استطیع قال لا استطعت ما منعہ الا الکبر قال فما رفعہ الی فیہ (رواہ مسلم) وباسی احادیث میں ہے

۱۸۰۳۔ عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل علی اعرابی یعودہ وکان اذا دخل علی مریض یعودہ قال لا باس طھور ان شاء اللہ تعالیٰ فقال اعرابی طھور

۱۸۰۰۔ عبدالرحمٰن صدیق اکبرؓ کے فرزند راوی حدیث روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں آکر بیٹھا کرتا، اور جب آپ گفتگو فرماتے تو استغراق کے طور پر محو ہو جایا کرتا، آپ نے فرمایا اچھا تو ہم میں سے ہر شخص اسی طرح بیمار ہوتا ہے جس طرح یہ شخص (یعنی جس طرح یہ شخص آپ کی گفتگو میں محو ہو جاتا ہے اسی طرح ہم بھی آپ کی گفتگو میں محو ہو جاتے ہیں) لیکن ہمارے دل اس طرح غافل ہو جاتے ہیں جس طرح یہ شخص کھانے سے غافل ہو گیا۔

۱۸۰۲۔ سلمہ بن اکوعؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا تو آپ نے فرمایا داہنے ہاتھ سے کھاؤ، اس نے کہا میں نہیں کھا سکتا، آپ نے فرمایا تو داہنے ہاتھ سے کھا نہیں سکتا، اس نے صرف تکبر کی وجہ سے نہیں کھایا (اس پر بددعا کی) اچھا تو پھر جب تک زندہ رہے ایسا ہی ہو، اس کے بعد وہ شخص داہنا ہاتھ منہ تک نہ اٹھا سکا۔ (مسلم)

۱۸۰۳۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دیہاتی شخص کے پاس اس کی عیادت فرمانے کے لیے تشریف لے گئے اور عادت مبارکہ یہ تھی کہ جب کسی مریض کی عیادت کو جاتے تو یہ کلمات فرمایا کرتے تھے "لا باس طھور ان شاء اللہ" کوئی تکلیف نہ ہوگی ان شاء اللہ تعالیٰ یہ بیماری گناہوں سے پاک کرنے کا ذریعہ بنے گی، اس پر اس دیہاتی نے بھی یہی کلمات فرمائے "لا باس

یہ حدیث مختصر ہے، مگر صرف اس حصہ سے ایک مجلس کی جھلک پیش ہوتی ہے، اسی طرح احادیث کی اکثر مجلسوں کی تصویر ہمارے سامنے آجاتی ہے، مگر کسی مناسب محل پر ذکر کریں گے، یہاں کہ یہ بات کہنے سے ہوں کہ مجلس کے سوالات اور ان کے جوابات سے یہ بات بھی پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ مجلس میں صرف علمی مسائل ہی نہیں ہوتے تھے بلکہ عرب کے مخصوص حالات کے لحاظ سے ہر قسم کی اصلاح کی طرف بھی توجہ دی جاتی تھی، اور اس کے ساتھ ساتھ مستقل پیشوائی میں گرد و پیش سے بھی واقفیت حاصل کرتے رہتے تھے، اور ضرورت کے لحاظ سے ہر قسم کی ہدایتیں فرماتے تھے، اور اس کی بھی تلقین کرتے تھے۔

۱۸۰۳۔ اسلام نے طب اور علاج کی طرف توجہ دی اور مسلمانوں کو اس کی تعلیم دی، اس کی وجہ سے مسلمانوں میں بہت سے ایسے لوگ پیدا ہو گئے جن کی مثال، جو کہ آج کل کی دنیا سے آباد طبقہ کی ہونے پر فخر کرتی ہیں، نہ ہو سکی، اس کی وجہ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ طب کا مدار جب ہی ہو سکتا ہے جب کہ مریض کو ڈاکٹر پر اور ڈاکٹر کو مریض پر پورا پورا

اللہ تعالیٰ کا بڑا حق ہے علی متبع کبیر یزید الصور فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فنعم اذا (البخاری)

منہا استغفار النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۱۱۸۳۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ انی لاستغفر اللہ واتوب الیہ فی الیوم اکثر من سبعین مرۃ۔ (رواہ البخاری)

۱۱۸۴۔ عن الاغر المزنی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ایہا الناس توبوا الی اللہ فانی اتوب الیہ فی الیوم مائۃ مرۃ۔ (رواہ مسلم)

۱۱۸۵۔ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ لیغان علی قلبی

دوہرا ہو گیا تھا یہ ایک سخت بوجھ کو سہنے کو سہنے والا ہے اور اس کو فرشتوں میں کا کوئی فرشتہ اس پر کب سے گھڑی سے فرمایا اچھا تو یہی سہی۔ (بخاری)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان استغفار

۱۱۸۳۔ ابوہریرۃ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں ایک ایک دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے سامنے استغفار اور توبہ کرتا ہوں۔ (بخاری شریف)

۱۱۸۴۔ اغر مزنی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کیا کرو کیونکہ میں بھی ایک دن میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔ (مسلم)

۱۱۸۵۔ ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے قلب پر ایک بادل

سے گزرتا ہوا خطرہ ہو سکتا ہے۔ غنیمت چاہتی ہے کہ جمل کے ساتھ کہیں اس کے حلوں کا بھی مظاہرہ ہو جائے تاکہ کوفہ والوں کو بھی معلوم ہو جائے اور اپنوں کے ساتھ ہی پیرہ کنان کو ادب کا سبق بھی مل جائے

۱۱۸۵۔ طریق: غیم کھلونا ہوتا ہے اس لیے کہ جسم بھاری کے لیے بجائے سکھ کے استغفار کرنا ہی مناسب ہے آدمی عام کے وقت اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس کی طرف بھی توجہ کرتا ہے تو اس وقت یہ معلوم ہوتا ہے اس لیے ان کا حضور ایک سیب سے قابل اعتراض ہیں کیا تسبیح و تسلیم اللہ تعالیٰ کی بھی جمادات و فیاض ہیں سے بنا ہوا اور اسٹک رکی چال پر اسکیٹ کرو ہم نے جس کو دیکھا تو اس کی زبان کھول دی اپنے رب کی حمد بھی آدم علیہ السلام نے غلطی کرنے کے بعد پیدا کیے تو وہ سب کی زبان کھول دی اپنے رب کی حمد بھی آدم علیہ السلام نے غلطی کرنے کے بعد پیدا کیے تو وہ سب کی زبان کھول دی اپنے رب

مُهِمَّاعِبَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۱۸۷۔ عَنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى وَرِمَتْ قَدَمَاهُ فَقِيلَ لَهُ لِمَ تَصْنَعُ هَذَا وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا ۔ متفق علیہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ عبادت

۱۸۷۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا طویل قیام فرمایا ہے کہ پیر مبارک پر ورم چڑھ گیا اس پر لوگوں نے عرض کی آپ کے تو اگلے پچھلے سارے گناہ سب درگزر ہو چکے آپ کس لیے یہ مشقت اٹھاتے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا تو کیا میں اس کا شکرگزار بندہ نہ بنوں۔ متفق علیہ

۱۸۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ عبادت کا یہی درجہ ہونا چاہیے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ یہ نہیں کہ ایک شخص جہاں عبادت کی ادنیٰ قسم پر اکتفا کر لے وہاں دوسرا شخص اس کو دیکھ کر یہ سمجھے کہ جب اس کی ترقی کا سارا دارومدار عبادت میں ہے تو پھر مجھ کو اس سے زیادہ عبادت کی کیا ضرورت ہے۔ یہ سمجھنا غلط ہے۔ ہر شخص کا حکم الگ الگ ہے۔ قصہ تمیں الا فلسلہ۔ آپ کی عبادت کی ایک حالت یہ تھی کہ رات بھر مصروف عبادت رہتے اور صرف ایک رکعت سے صبح کی استراحت پر ہو جاتے۔ بعض کی تشویش پر آپ کی صداقت حق بھی اسی سے ہو چکی تھی۔ پھر آپ کی عبادت میں آخر ایسی کیا خصوصیت ہو سکتی تھی۔ اس حدیث میں یہ بات صاف واضح ہو گئی کہ عبادت کی کثرت صرف اس لیے مطلوب تھی کہ اللہ تعالیٰ کے شکرگزار بندے کی یہی حیثیت تھی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلام خشک یبوست کی عبادت کی شان کبھی نہیں رہی ہمیشہ یہی چاہیے کہ بندے اللہ تعالیٰ کے شکرگزار بنیں۔ شکر سے معلوم ہوتا ہے کہ عبادت پہلے ہو تاکہ عبادت ہو چکنے کے بعد شکر ادا کیا جائے۔ پھر نماز کے بعد بھی عبادت شکر ہو سکتی ہے مگر یہ بعد کی عبادت اس کے مناسب نہیں۔

اللہ تعالیٰ کے عبد مطلب ہی بنیں اس لیے اس امت کا حشر سب کے بعد ہوا جو سب سے پیچھے ہے وہ سب سے آگے بھی ہوگی۔ وہ اس میں حمد اور شکر کی عبادت ہوگی۔ اس حدیث میں حمد عبادت شکر میں حمد عبادت کا شکر ہے۔ عبادت چار قسم ہے اسلام ہی کا خاصہ ہے کہ وہ بندگی اور پرستش کرتا ہے تو عبادت سے کام لیتا ہے کہ جو سکون روح اور بالیدگی نفس ہے۔

(اشرف الحواشی شکوٰۃ ۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

الانبیاء والرسل علیہم الصلوٰۃ والسلام وتعدادہم

۱۸۸۔ عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قلت یا رسول اللہ کم الانبیاء قال مائۃ الف وعشرون الفا قلت یا رسول اللہ کم الرسل منہم قال ثلثمائۃ وثلاثۃ عشر جما غفیرا رواہ احمد وابن حبان والحاکم وقال صحیح الاسناد ورواہ ابو یعلی والبزار وزاد وہو اول من حضر یوم القیامۃ وآدم اول من دخل الجنۃ ولم یذکر عددا وزاد ابن حبان وہو اول من یصافح ربہ عز وجل وہو اول من یکلمہ ربہ عز وجل وہو اول من یأخذ بید ربہ عز وجل فیدخلہ الجنۃ ورواہ ابن مردویہ من حدیث ابن عباس وزاد فیہ وہو اول من یأخذ حلقۃ باب الجنۃ فیقرعہا فیفتح لہ ورواہ ابن مردویہ ایضا من حدیث ابی ہریرۃ وزاد فیہ وہو اول من یکسی اذا کسی وہو اول من یقرع باب الجنۃ فیفتح لہ وہو اول من یدخل الجنۃ من خلق اللہ الا ما شاء اللہ قال ابن کثیر فی اسنادہ ضعف اہ قلت وفیہ ایضا عنعنۃ ابن اسحاق وہو مدلس وقد عنعن ایضا فی الطریق الثانیۃ عند ابن مردویہ ایضا وفیہ ایضا ابہام راویہ عن ابی ذر وقد ذکر ابن کثیر فی اسنادہ ضعفا اخر فی الطریق الاولی عند ابن مردویہ ایضا وفیہ ایضا ابہام راویہ عن ابی ذر وقد ذکر ابن کثیر فی اسنادہ ضعفا اخر فی الطریق الاولی عند ابن مردویہ ایضا

حضرات انبیا علیہم السلام اور ان کی تعداد

۱۸۸۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے پوچھا یا رسول اللہ کل انبیا کی خدا کی مخلوق میں سے کتنی تعداد تھی۔ آپ نے فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار میں نے پوچھا یا رسول اللہ ان میں رسول کتنے تھے آپ نے فرمایا تین سو تیرہ کی بڑی تعداد۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا ابو ذر۔ تین ہی عربی تھے سو ہیں۔ آدم بشیث صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ پیدا ہیں۔ شیث السلام کا یہ ہے اولاد سے بچے ہوئے ہیں جنوں نے تکم سے کلما اور چار ان میں غالب تھے ہیں ہود صالح شعیب ابراہیم السلام اور تم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بنی اسرائیل میں موسیٰ سے پہلے جتنے نبی تھے سب عیسیٰ علیہ السلام تک اولاد سے آخر عیسیٰ علیہ السلام تھے خدا صفحہ پر بھیجے ہیں سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام تھے اور سب سے آخر میں تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا کہ تعلیم۔ یہ حدیث موضوع ہے میں نے اس کو ضعیف کہا ہے (واللہ اعلم)

۱۸۸۔ (واضح رہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام کی نسبت سے تو ہر انسان بنی آدم ہے اس سب کو اسلامی بھائی کا ایک رکن اعظم یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ آدم علیہ السلام کے نام کے ساتھ ہر مسلمان کا نام بھی ہے اور ان کے ساتھ ہی ابراہیم علیہ السلام کی ذات کو بھی کئی مقامات میں موجود بنی آدم کی ہر ایک کا ساتھ بھی اسی لحاظ سے ہم مسلمان بھی داخل ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہمیں دعا کرنے کا حکم دیا ہے اور ابراہیم علیہ السلام کو اپنی بھی دعا میں ابراہیم علیہ السلام کی نیکی یاد رکھنے کا حکم دیا ہے کہ ہر جگہ ابراہیم علیہ السلام کی ذات کو یاد رکھا جائے۔ حضرت آدم کی ذات کو بھی یاد رکھا جائے۔ اس لئے ہم مسلمان بھی ان کے ساتھ ہیں)

کہ ایک بار کہنا کافی ہے اس پر کہ ہر بار کہنا ضروری ہے اور اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تکرار تاکید کے لئے ہے جیسا کہ عرب کہتے ہیں لَا وَاللّٰہِ لَا وَاللّٰہِ لَا وَاللّٰہِ۔ (منہ)

حاشیہ از مرتب: لکھتے ہیں کہ کوئی لفظ جائز نہیں جب تک اس کا استعمال نہ ہو اور جو لفظ استعمال ہو سکتا ہے اس کا استعمال اب صرف عید کی نمازوں میں ہوتا ہے یا جنازہ کی نماز میں ہوتا ہے۔ (۱۲ منہ)

وَاسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ	اور میں اپنے رب سے ہر گناہ کی معافی مانگتا ہوں
وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ (القرآن)	اور اس کی طرف رجوع کرتا ہوں
فَلَمَّا اَتٰهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ	پھر جب آپ اس (آگ) کے پاس پہنچے تو وادی کے
الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ (القرآن)	داہنے کنارے سے مبارک جگہ میں
	اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے اس کے بعد ہی یہ آیت تلاوت فرمائی
	تھی۔
قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيْمٌ اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ	کہہ دیجئے کہ یہ بڑی خبر ہے جس کو تم بے پروائی سے سن رہے ہو
مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ (القرآن)	کہ مجھ کو ملاء اعلیٰ (یعنی فرشتوں) کی کچھ خبر نہ تھی جب وہ آپس میں جھگڑ رہے تھے
وَلَقَدْ اَتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ (القرآن)	اور ہم نے تم کو سات آیتیں دی ہیں جو بار بار پڑھی جاتی ہیں اور قرآن عظیم
يٰاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا (القرآن)	اے کپڑا اوڑھنے والے رات کو کھڑے رہا کرو مگر تھوڑی رات
نِّصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا (القرآن)	آدھی رات یا اس سے کچھ کم
اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا (القرآن)	یا اس سے کچھ زیادہ اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو
اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا (القرآن)	ہم تم پر ایک بھاری حکم نازل کریں گے

رکھو ان تمام آیتوں میں اللہ پاک کا استعمال صرف اس طور پر ہوا ہے کہ اپنے حکم و منشا پر کی تعمیل ہی نہیں بلکہ دائمی دوام پر مواظبت کی ہے۔ اس سے اس کو نہیں سمجھنا چاہئے کہ یہ عبادت کے لئے ہے جو ہر وقت کی پابندی چاہتی ہے۔ اللہ پاک صرف اس کو پسند فرماتے ہیں کہ اس کی دائمی تعمیل ہو۔ اس کے حکم پر کسی کی دلیل پوچھ کس کی مجال ہے۔ دیکھئے کتاب [illegible]

حاشیہ از مرتب: لکھتے ہیں کہ کسی چیز کے معنی کے معنی ہیں کہ اس کے معنی [illegible] اور [illegible] کے معنی ہیں [illegible] اس کا اصل کے [illegible] اور [illegible] کے [illegible] اس [illegible] کے [illegible] اس [illegible] کے [illegible] اس

[illegible]

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللّٰهِ — اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس لیے کہ اس کا حکم مانا جائے اللہ کے فرمان سے۔ (النساء ۶۴)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وگی کا عام اطلاق

رسالت کے عام معنے

حشر کے دوسرے معنے

[illegible] ہے اور رسول کے لفظ سے اس کا استعمال بھی ملتا ہے اس کا استعمال بھی ملتا ہے اور [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے

سیدنا وسیدالوریٰ ومرسول الاعظم محمد النبی الاولی الطیب الطاہر الزکی

وآلہم حقا وآخرھم وبعثا صلوات اللہ وسلامہ علیہ

سورۃ الفاتحہ سورہ کریمہ کی مناسبت سے اس کا نام رکھا گیا ہے۔ اس کے لیے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ کتاب شریعت کے کسی حصہ کا ہر سورہ سے کیا تعلق ہے اور اس کا مضمون اور موضوع کیا ہے۔ اس طریقہ سے معلوم کرنے سے ہر سورہ کے لیے کوئی ایسی خصوصیت نہیں جس سے پہلی سورت سے کوئی امتیاز ہو سکے۔ ہر سورہ کا تعلق اور مضمون اسی طرح ہوتا ہے جس طرح پہلی سورت کا ہے۔ اس کے مضمون میں کوئی ایسی خصوصیت نہیں ہوتی جو پہلی سورت میں نہ ہو۔ اس لیے ہر سورہ کا نام اس کے مضمون کے لحاظ سے نہیں ہوتا بلکہ اس کے لیے کوئی ایسا لفظ منتخب کیا جاتا ہے جو اس سورہ کے مضمون کے لیے مرکز کا کام دے سکے۔ اس مرکز کے گرد سورہ کے مضامین اس طرح جمع ہوتے ہیں جس طرح ایک مرکز کا ہونا کئی لائنوں کے لیے ضروری ہے۔

[illegible] ہیں ہی مرتبہ ہیں، مگر نہ تو ہم ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں، نہ ہی ہیں
کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیشگوئی کے مطابق بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں۔ ہم تو
اگر بعینہٖ صفات ان دونوں کے ہیں بھی ہوں تو ہم کو ان کے مقابلہ میں کوئی
حیثیت نہیں دی جا سکتی۔ حضرت آدم علیہ السلام سلسلہ خلافت کے پہلے اور امام انسانیہ کے پہلے اول اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے
لیے سلسلہ کا مدار ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اب اگر کسی بات کو حضرت عیسیٰ کے لیے ثابت کرنا ہو تو کوئی نہیں اس حضرت
آدم علیہ السلام ہی کی مثال دے سکتے ہیں کی مثال دے سکتے ہیں جس سے تحقیق کیا جا سکتا ہے
ہیں ایک مقدمہ ایک مرتبہ ہیں جس میں ثابت کرنے کے لیے اس کی کوئی نہیں ترجمہ کرنا ہی ہیں انتہائی نقطہ
جس کے مشابہ ہیں اگر ثابت کر دیا جائے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایسا ہی ہمارا مقابلہ ہیں ہیں ایک کو دوسرے کے ساتھ ہم
کر سکتے ہیں۔ مثلاً ہر دو کو کوئی نہ ہونا کہا جائے تو ہیں ایک طرف کی کمی دوسری طرف کی زیادتی ہونا
ہیں ایسی ہی کمی بیشی ہیں دوسرے کی کمی ہونا ہیں دوسرے کی زیادتی ہو۔ دونوں ہیں ہیں زیادتی ہو
زائد ہیں ہونا کہا جائے تو اس طرح اطراف والے کے نسب و فرد ہونا ہیں دونوں کو ایک دوسرے پر
برتری ہیں ہے۔ اسلام ابراہیم علیہ السلام پر فضیلت دی جاتی ہے تو اس وجہ سے کہ ان کو حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کے ساتھ کوئی نسبی رشتہ حاصل نہیں ہیں اگر ایک طرف حضرت ابراہیم کی ساتھ نسبی رشتہ ہو
طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں ہو کے ساتھ رشتہ ہیں ہو تو شاید یہاں کہہ سکتے کہ اس بنا پر ابراہیم کو ہیں پر فضیلت
اس لحاظ سے ثابت ہوتی چاہیے تھی کہ یہاں مثل ہیں مختلف کمتر ہیں ہیں ہیں

[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

اب سوال یہ ہوتا ہے کہ اس قصہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مشابہت کس پہلو سے ہے اس کا جواب ظاہر ہے کہ آپ کی حیثیت مرکز کی حیثیت ہے اس لیے آپ کو مرکز کی طرح کا ہونا چاہیے۔ پھر بھی مختلف مرکز ایک ہی ہوا کرتے ہیں اسی طرح حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی ذریت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی اور دوسرا رسول بھی پیدا ہوا پھر جس طرح آپ کو وہ نبوت کا مرکز بنایا گیا تھا اسی طرح آپ کی طاقت کے لیے بھی ایک نظام ایسا درکار تھا جو اس مرکز کے لیے مستقل سامان مہیا کرتا رہے۔ اس طرح بیت اللہ کو بھی مرکز بنانے کے لیے اس کے لوازمہ کے لیے بھی ایسا ہی انتظام ہونا چاہیے تھا اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعیین بھی سب سے پہلے ضروری تھی تاکہ نہیں مرکز ہونے کی حیثیت اسی کے لیے مخصوص ہو جائے تاکہ نہیں مرکز نبوت کا ظہور ہو سکے اور اس کی تائید پر قرائن ہونا بھی اس لیے ضروری ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعیین بھی اسی طرح ہو جائے جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آمد کے لیے ہوئی تھی۔ اسی طرح بیت اللہ کی نسبت یہ ضرورت ہے اپنے مرکز ہونے کی ہوئی ہے اسی طرح جو انبیاء علیہم السلام کی نسبت مرکزی حیثیت سے آپ کے ساتھ ہوا ہے حتیٰ کہ ہر دو علیہ السلام بساطی شریعت والے ہوئے ہیں۔ آپ کے دو بیٹے تھا تاکہ اس کو بھی آپ کی اتباع کے لیے کوئی اور ماننہ نہ تھا۔ اسی مرکز بننے کے اعتبار کے لیے جو انبیاء علیہم السلام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سادات کا فرق و علو قرار دیا گیا تھا وہ بھی اسی کے لیے ہے۔ سب معراج میں جو انبیاء علیہم السلام کی امامت کا فرض آپ کو ہی ادا کرنا پڑا۔ اسی حیثیت کے لیے آپ کے لیے عشر میں تمام حوض کوثر کا بھی آپ ہی کے لیے ہونا۔ اسی کے لیے آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک سب انبیاء علیہم السلام ہونے کی تفصیل کے لیے ترمذی منہ [illegible] حدیث [illegible] کا نشر کی ہوا حضرت [illegible] نے بیان کیا۔

اس بیان کے اہم رکن دو ہیں۔ ایک تو یہ کہ [illegible] کی تعیین کس طرح ہوئی اور آپ کی تعیین کی حیثیت کیا ہوئی اس کی دونوں کی طرف قرآنی آیات میں [illegible] اس لیے ہم اس بیان کو مرکز بنا کر اس [illegible] حاصل کرنے کی کوشش کریں گے [illegible] بیان سے [illegible] ادا کرنا [illegible]

سنقلوا حجر حجر الی بیت المقدس کی تائید فرمودہ کرام کی ایک روایت کو بھی ہوا شہرہ
کان الناس امة واحدة بعثت النبیین مبشرین و منذرین ہیں۔ تبت، آرمیش دیں کے ہی معاصر
یوحنا تعلیمات سے ہوئے، فاسقوں کی کوہوں سے رہا ہوئے۔ اسی الربا ہے یہ ثابت معلوم ہوتا ہے کہ حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کے دو ہزار برس بعد یک ہی سمت جانا جس کی سمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سے
مبارک سے ناں چکے ہیں۔ مذاہب اسلام میں بھی اسی لحاظ سے خیلہ رکھتے ہیں۔ بیت مقدس، بیت
اللہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے بیت مقدس کا بھی استقبال فرمایا اس کے بعد بھی بیت اللہ کا
فلسطین فرمایا۔ بیت جب آرکاڈ قدیمی ہوتا تھا تو بیت مقدس کے حاس استقبال کی تکلیف کی
تھی، چنانچہ ایک حکمت یہ بھی تھی کہ آنے والے دل کے روز میں اس فیصلہ اختلافات کو ختم کر کے بھروسہ
دیں پر جمع کیا جائے اور اس کی حکمت یہی تھی کہ آپ بھی طور پر ثابت دیں کہ اصل دین ہمیشہ سے ایک
ہی تھا قبلہ کے مسئلہ کو صرف ماضی سے اختلاف کی بنا دیا گیا۔ اس لیے مدینہ طیبہ میں آپ نے
بیت مقدس ہی کا استقبال فرمایا اور علانیہ ثابت فرمایا کہ یہ مسئلہ کوئی بنیادی اختلاف کی حیثیت
نہیں رکھتا۔ اسی پر جو یہود و نصاریٰ دین کا اہم مقصد ہے کرایا ہے، وہ ایسے عمل سے ثابت کر دیا
چاہیے کہ قبلہ کی تقسیم صرف ایک وقتی مصلحت کے ماتحت تھی، ورنہ اصل مقصد تو جو الی اللہ
ہے اور یہی حاصل عبادت کے ہر حالت خصوص جلیں و آنحالت تو اشہر و حج وغیرہ۔ اس حقیقت کو آپ نے
اتنا واضح فرمایا کہ استقبال قبلہ جو نماز کی صحت کی شرائط میں شمار ہوتا ہے فصل نہ نذوں میں حالت سفر
سواری کی صورت میں چھوڑ دیا۔

الغرض جب ہم دیکھتے ہیں دین ایک، مقاصد جو نکہ دائرہ کی ابتدا و انتہا ایک ہیں ہوتی ہے اس لیے
عالم کی انتہا میں پھر دین ایک ہی ہونا چاہیے اس لیے ہی حکمت ہے مقصد ہوئی کہ جس طرح ایک
سماعیلی رسول نے آکر اسرائیلی قبلہ کا استقبال کیا تھا اسی طرح ایک اسرائیلی رسول آکر اسماعیلی
قبلہ کا استقبال کرے تاکہ یہ بات پورے طور پر واضح ہو جائے کہ دراصل دین میں کوئی اختلاف ہے
انبیاء علیہم السلام میں، تاہم کوئی اختلاف ہے جو اختلافات بھی ہوئے ہیں وہ اُمتوں کی کجروی سے
ہوئے تھے۔ کان الناس امة واحدة بعثت اللہ النبیین مبشرین و منذرین۔ اب گویا مقصد کے
لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہوئی تو جیسے مبعوث کے خلاف تھا
اس لیے مقدر یوں ہوا کہ آپ سے پہلے وہ بحیثیت نبوت ان کا کلمہ بھی ہو جائے پھر اس مقصد کی
تکمیل کے لیے آپ کی دوسری آمد ہو جائے۔ اس سے بھی یہ ظاہر ہے کہ جو اسرائیلی کے لیے رسول بنا کر بھیجا

[illegible] اس [illegible] کے [illegible] ہوئے، [illegible] کا [illegible] ہی [illegible] ہوتا [illegible] موت کو [illegible] کرتے [illegible] [illegible] [illegible]

وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ بِيَدِهِ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يَحُرُّ لِلْجَنَّةِ فَأَفْتَحُ بَابَهَا فَتَأْتِيهَا وَمَعِيَ فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِينَ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَكْرَمُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ عَلَى اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ۔ رواہ الترمذی والدارمی۔

۱۹۴۳۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ خَيْرُ مَنْ يُحْشَرُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَاكِبًا وَمَاشِيًا وَتَجُرُّ عَلَى وُجُوهِهَا قَالَ إِبْرَاهِيمُ خَيْرُ مَنْ يُحْشَرُ رَاكِبًا وَمَاشِيًا وَتَجُرُّ عَلَى وُجُوهِهَا وَمُوسَى بْنُ أَعْيَنَ أَنَا أَخِيفُ عَلَيْهِ مَنْ يَرْتَاحُ لِلْحُكْمِ يَوْمَ تُنْصَبُ وَإِنَّ اللّٰهَ وَعَدَ إِبْرَاهِيمَ أَنْ يَجْعَلَ أَفْئِدَةَ مِنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِ وَلَمْ يَعْدِلْ بِهِ الْمَلَائِكَةَ يَعْنِي لَمْ يَعْدِلْ بِهِ الْمَلَائِكَةَ عَلَى مَا أَرَى۔ رواہ الدارمی۔

۱۹۴۴۔ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِينَ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا

مدح اللہ کے لقب سے نوازے گئے تھے، اور اسی طرح حضرت محمد علیہ السلام محمود ہونے میں مدحت کے لیے منتخب ہوئے، لیکن جو کریم بھی معلوم ہوتا چاہیے کہ میں حبیب اللہ ہوں اور یہ فخر کی بات نہیں ہے اور قیامت میں حمد و ثنا کا جھنڈا میرے ہی ہاتھ میں ہوگا، تو کیا علیہ السلام اور ان کے سوا سب محمود اس کے نیچے ہوں گے، اور یہ بھی فخر کی بات نہیں ہے اور قیامت میں سب سے پہلا مخلوق کی شفاعت کرنے والا میں ہوں، اور سب سے پہلے میں ہی شفاعت قبول ہوگی، اور یہ بھی فخر کی بات نہیں ہے، جنت کی کنڈی سب سے پہلے کھلنے کا میں ہی مالک ہوں گا اور جنت میں سب سے پہلے میرے لیے جنت کھولی جائے گی اور میرے ساتھ فقراء مومنین ہوں گے، اور یہ بھی (بغیر تکبر کے) اس وقت میرے ساتھ فقراء مومنین کی جماعت ہوگی، اور میں اللہ تعالیٰ کی نظر میں گزری ہوئی ساری مخلوق سے زیادہ معزز و مکرم ہوں، اور اس میں فخر کا کوئی شائبہ نہیں ہے۔

۱۹۴۳۔ عمرو بن شعیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ قیامت میں کون لوگ سوار ہوں گے اور کون پیدل چلیں گے، اور کون منہ کے بل گھسٹتے ہوئے جائیں گے، تو آپ نے فرمایا کہ قیامت میں سوار ہونے والوں میں سب سے بہتر ابراہیم علیہ السلام ہوں گے، اور پیدل چلنے والوں میں موسیٰ بن اعین ہوں گے، اور منہ کے بل گھسٹتے ہوئے جانے والوں میں سب سے بہتر وہ شخص ہوگا جو حکومت کے معاملات میں خوش ہوتا ہو، اور اللہ تعالیٰ نے میری امت کے معاملہ میں یہ وعدہ فرمایا ہے کہ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دیا، اور دوسری بات ایک یہ کہ عام طور میں ان کو ملائکہ میں گنوں گا، اور یہ کہ میں کلام شروع کروں گا اور ختم کروں گا اس میں کوئی شبہ نہیں ہے، اور یہ بھی فخر کی بات نہیں ہے۔

۱۹۴۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمام رسولوں کا قائد ہوں گا اور یہ بھی

[illegible] رواہ البخاری

۱۹۷۰۔ عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا ان شر الناس [illegible] رواہ البخاری

۱۹۷۱۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] رواہ البخاری

۱۹۷۲۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] رواہ البخاری

۱۹۷۳۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] رواہ البخاری

۱۹۷۴۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] رواہ البخاری

۱۹۷۵۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] رواہ البخاری

۱۹۷۶۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] رواہ البخاری

۱۹۷۷۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] رواہ البخاری

۱۹۷۸۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] رواہ البخاری

۱۹۷۹۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] رواہ البخاری

۱۹۸۰۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] رواہ البخاری

یلہ سئل عنہ وما توسبلہ وان علی وجہہ فی قبرہ لنکتا لیس لاحد ان یصلی علیہ ولا یستغفر لہ ولا یترحم علیہ وان کان کافرا فلیکفن ویواری۔ رواہ الشافعی

۱۹۹۹ عن ابی بن کعب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا کان یوم القیامۃ کنت امام النبیین وخطیبہم وصاحب شفاعتہم غیر فخر۔ رواہ ابن ماجہ

۲۰۰۰ عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یکل نبی ولاۃ من النبیین وان ولیی ابی وخلیل ربی ثم قرأ ان اولی الناس بابراہیم للذین اتبعوہ وہذا النبی والذین امنوا واللہ ولی المؤمنین۔ رواہ الترمذی

۲۰۰۱ عن ابن عباس قال ان اللہ تعالی فضل محمدا صلی اللہ علیہ وسلم علی الانبیاء وعلی اہل السماء فقالوا یا ابن عباس بم فضلہ اللہ علی اہل السماء قال ان اللہ تعالی قال لاہل السماء من یقل منکم انی الہ من دونہ فذلک نجزیہ جہنم کذلک نجزی الظالمین وقال اللہ تعالی لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر

کی دعا نہ کرو۔ لوگوں کا پوچھنا یا رسول اللہ وسلم کیا ہے؟ فرمایا جو شخص میت کے ساتھ ہو وہ صرف ایک شخص کو ملے اور کوئی نہیں ہے کہ وہ شخص میں ہی ہوں۔ (زندہ)

۱۹۹۹ ابی بن کعب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں جب قیامت آئے گی تو میں تمام نبیوں کا امام ہوں گا اور میں ہی ان کا خطیب اور شفاعت کرنے والا ہوں گا۔ میرا یہ فخر نہیں ہے۔ (زندہ)

۲۰۰۰ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے لیے انبیاء میں سے کوئی ولی دوست ہوتا ہے اور میرے ولی میرے باپ اور میرے رب کے خلیل ہوتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے آیت تلاوت فرمائی یا شبہ سب میں زیادہ حضرت ابراہیم کے ساتھ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان کی اتباع کی اور یہ نبی ہیں (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اور ایمان والے اور اللہ تعالیٰ سب مومنوں کا ولی ہے۔ (ترمذی)

۲۰۰۱ ابن عباس سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء پر اور تمام آسمان والوں پر فضیلت دی ہے لوگوں نے پوچھا اے ابن عباس فرمائیے جس بات سے سب آسمان والوں پر فضیلت دی ہے وہ کیا ہے؟ جواب دیا وہ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم میں سے جو کوئی بھی یہ کہے گا میرے سوا کوئی معبود ہے تو ہم اس کو جہنم کی سزا دیں گے اور ظالموں کو ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں یہ فرمایا ہے کہ ہم نے آپ کو کھلی ہوئی فتح عطا فرمائی ہے تاکہ

[illegible] متفق علیہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ابوالبشر سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اول نبی اللہ فی الارض

حضرت آدم علیہ السلام کے حالات میں جو خلافت نازل ہوئی ان میں سب سے پہلا باب یہ ہے کہ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ نے ایک اعلان جنت علیین یعنی بہت بڑی مجلس میں کرنا شروع کیا اس اعلان کے وقت جنت میں آدم اور حوا علیہما السلام کے سوا کوئی نہ تھا۔ اس لئے اس اعلان کا مخاطب بھی یہی دونوں ہیں۔ اس اعلان کو قرآن کریم نے اپنی تفسیر میں اسی کو اختیار فرمایا ہے اور دوسرے کے کسی بیان کا سہارا نہیں لیا۔ اس اعلان کا نام خلافت ہے۔ صحیح حدیثوں سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ جنت سے نکلنے سے پہلے آدم علیہ السلام کے مخاطب ہونے کی خبر دی ہے۔ چنانچہ آدم و موسیٰ علیہما السلام کے مناظرہ میں موسیٰ علیہ السلام نے یہی فرمایا ہے کہ آپ نے اپنی ذریت کو جنت سے نکالا۔ اور صحیح حدیث شفاعت میں بھی حضرت آدم علیہ السلام کا بیان یہی ہے کہ میری اولاد سے تم اول نبی ہو جس کے پاس اس کے لئے آج شفاعت کیلئے گئے ہو۔ قرآن کریم کی آیت مذکورہ بالا میں مستقر و متاع الی حین سے یہی مفہوم ہوتا ہے۔ تعجب ہے کہ ان جیسے صریح اور صحیح دلائل کے باوجود یہاں مفسرین میں سے بعض حضرات کا رجحان بعض معتزلہ کے قول کی طرف ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

دوسرا اختلاف ان کے اترنے کی جگہ سے متعلق ہے۔ اس میں بھی اقوال مختلف ہیں کہ وہ جگہ کہاں تھی۔ اس اختلاف کے درمیان کوئی مقام ہے۔ حسن سے روایت ہے کہ آدم علیہ السلام کا اہل ہبوط جبل ہند تھا اور حوا کا جدہ اور ابلیس کا دستمیسان دجلہ کے قریب ایک جگہ ہے۔ سدی سے مروی ہے کہ آدم علیہ السلام کا اہل ہبوط کوہ صفا اور حوا کا مروہ پر اترنا تھا۔ ابن عباسؓ کی روایت بھی یہی ہے۔ ابن عمرؓ کا بیان ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کا ہبوط کوہ صفا پر اور حضرت حوا علیہا السلام کا کوہ مروہ پر ہوا تھا۔

ابو صالح اور ابن اسحاق سے ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام تمام صنعتوں کی تعلیم دیئے گئے تھے اور جنت کے پھل ان کے ہمراہ بھیجے گئے تھے۔ حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ سلام جبرئیل علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام کو بتلایا۔ حضرت حوا علیہا السلام کو کتابت کی تعلیم دی گئی تھی۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے ہابیل اور حضرت حوا علیہا السلام کے لئے ایک گائے (بقیہ اور ایک بکری تیار کی تھی۔ وہاں کی پہلی پیشش انہوں کی تھی یا بقیہ ہے)

کعب احبار کہتے ہیں کہ جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کے علاوہ سب سے پہلے جو داخل ہوئے، حضرت آدم کے ڈاڑھی ہوگی۔ اسی طرح سب سے پہلے انہوں کے ساتھ بلائے جائیں گے وہ یعقوب کے ساتھ ان کی کیفیت اور عمر ہوگی (البدایہ ج ۱)

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جنت سے نکلنے کے پہلے آدم کی بھی تھی۔ ان کو حکم ہوا تھا کہ عرش الٰہی کے محاذ

[illegible] کی تصریح کریں اور یہی طریق اسود سے ملاقات کو حرص الٰہی کا ظہور کہنے کا بھی ہے، اسی طریق خود اس کا طواف کریں۔ (الصابونی ص۱۹)

حضرت آدم علیہ السلام کے موضع دل کے متعلق مفسرین نے یہ کہا ہے جس مکان کا ہبوط ہوا تھا وہ اسی جگہ کسی پہاڑ کے قریب، یہ کلام دل مبارک ہے کسی کا جاں ہے کہ کہہ کر میں جبل قبیس مقصود ہے [illegible] ہیں کہ کہتے ہیں کہ یہ بیت مقدس ہیں ان پر اصل اساسی کے علاوہ ہیرہ حاظ اس کشرنے اپنی مشہور تاریخ طبری میں واقعات میں ان تمام خلافات کو ذکر کیا ہے اس سے یہ نقل کیا ہے کہ حضرت حوا کے بیشمار بچے ہوئے ہر لڑکی ایک حمل سے پیدا ہوئی تھی اس وقت کے درمیان شادی کی رسم مقرر فرمادی گئی تھی یہ حکم ایک حمل کے لڑکے کی شادی دوسرے حمل کی لڑکی کے ساتھ کی جائے، ہابیل و قابیل کے حمل سے قابیل کی ایک بہن تھی جو بہت خوبصورت تھی اور ہابیل کی بہن توام پیدا ہوئی تھی جو بدصورت تھی اس لئے قابیل نے چاہا کہ اپنی بہن سے شادی کرے اور ہابیل اپنی بہن سے، اس پر ہابیل نے انکار کیا اور کہا کہ یہ حکم خداوندی ہے اس کی خلاف ورزی نہ کرو، قابیل نے نہ مانا اور ہابیل کے قتل پر آمادہ ہوگیا، ہابیل نے کہا کہ اچھا ہم دونوں اپنی اپنی قربانی پیش کریں جس کی قربانی قبول ہوگی وہی اپنی بہن سے شادی کرے گا، ہابیل نے اپنی قربانی پیش کی جو مقبول ہوئی، قابیل نے اپنی قربانی پیش کی جو نامقبول ہوئی، اس پر قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا، اس قتل کی پوری تفصیل حضرت عبداللہ کے کسی [illegible] نہیں ملتی، [illegible] نے اپنی طرف سے کچھ [illegible] کر دیا ہے۔

یہاں امام قرطبی نے [illegible] کہ ایک حدیث نقل کی ہے کہ حضرت حوا کے کوئی اولاد زندہ نہ بچتی تھی شیطان نے آکر کہا کہ اس مرتبہ جو لڑکا پیدا ہو اس کا نام عبدالحارث رکھنا وہ زندہ رہے گا، انہوں نے شیطان کے کہنے پر اس کا نام عبدالحارث رکھ دیا تھا۔

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے موضوع ہونے میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ خود ہی [illegible] کا قول ہے جو بعض [illegible] سے مروی ہوا ہے جس طرح بعض اسرائیلیات روایات میں ہیں، اسرائیلیات میں کمی کی روایت معلوم ہوتی ہے، اس پر قرینہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ تھا کہ اس [illegible] کے اس [illegible] سے [illegible] نسل انسانی کو پھیلائے تو ایک [illegible] اس سے مستبعد ہے کہ حضرت حوا کی کوئی اولاد [illegible] زندہ نہ رہتی ہو، [illegible] کی تشریح میں حضرت حسن سے روایت نقل کی گئی ہے اور حضرت حسن سے [illegible] کی دوسری تفسیر مروی ہے، مگر سب کے اس [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت ہے تفسیر وہی قابل [illegible] ہے جس کا ذکر اوپر تفسیر کے خلاف کیا گیا اور دوسری تفسیر [illegible] فرمائے۔ (الصابونی)

شارحین نے [illegible] کہ [illegible] کی تفسیر کرتے ہوئے [illegible] میں دیگر [illegible] کا ظاہر ابن کثیر نظر انداز کرتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی [illegible] میں [illegible] صوت خفیف علیہ السلام سے [illegible] ہے خفیف کے معنی بہت ہلکی آواز کے ہیں، جو گمان کی [illegible] ہابیل کے متعلق ہونے

[illegible] (رواہ مسلم)

۱۳۰۶۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان بنی اٰدم تفترق بہ نیفا وسبعین فرقۃ خیرھا فرقۃ [illegible] (رواہ ابوداؤد)

۱۳۰۷۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ خلق اٰدم وذریتہ فقال ھذہ الجنۃ وھؤلاء اھلھا وھذہ النار وھؤلاء اھلھا ولا ابالی (رواہ مسلم)

۱۳۰۸۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلق اٰدم وطولہ ستون ذراعا ثم قال اذھب فسلم علی اولئک النفر من الملائکۃ جلوس فاستمع ما یحیونک فانھا تحیتک وتحیۃ ذریتک فقال السلام علیک ورحمۃ اللہ فزادوہ ورحمۃ اللہ فکل من یدخل الجنۃ علی صورۃ اٰدم وطولہ ستون ذراعا فلم یزل الخلق ینقص بعدہ حتی الان (متفق علیہ)

۱۳۰۹۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلق اٰدم وطولہ ستون ذراعا ثم قال اذھب فسلم علی اولئک النفر من الملائکۃ جلوس فاستمع ما یحیونک فانھا تحیتک وتحیۃ ذریتک فقال السلام علیک ورحمۃ اللہ فزادوہ ورحمۃ اللہ فکل من یدخل الجنۃ علی صورۃ اٰدم وطولہ ستون ذراعا فلم یزل الخلق ینقص بعدہ حتی الان (متفق علیہ)

۱۳۱۰۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلق اٰدم وطولہ ستون ذراعا ثم قال اذھب فسلم علی اولئک النفر من الملائکۃ جلوس فاستمع ما یحیونک فانھا تحیتک وتحیۃ ذریتک فقال السلام علیک ورحمۃ اللہ فزادوہ ورحمۃ اللہ فکل من یدخل الجنۃ علی صورۃ اٰدم وطولہ ستون ذراعا فلم یزل الخلق ینقص بعدہ حتی الان (متفق علیہ)

۱۳۱۱۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلق اٰدم وطولہ ستون ذراعا ثم قال اذھب فسلم علی اولئک النفر من الملائکۃ جلوس فاستمع ما یحیونک فانھا تحیتک وتحیۃ ذریتک فقال السلام علیک ورحمۃ اللہ فزادوہ ورحمۃ اللہ فکل من یدخل الجنۃ علی صورۃ اٰدم وطولہ ستون ذراعا فلم یزل الخلق ینقص بعدہ حتی الان (متفق علیہ)

[illegible] وفي لفظ حرثها رواه مسلم والنسائي
وصححه الساعة

۱۲۔ عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خلق الله آدم على صورته
طوله ستون ذراعا خلقه قال اذهب فسلم على أولئك النفر وهم نفر من الملائكة
فاستمع ما يحيونك فإنها تحيتك وتحية ذريتك فقال السلام عليكم فقالوا السلام عليك

[illegible] اس دن آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اس دن حضرت حوا علیہا السلام پیدا ہوئیں اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں داخل کیا گیا اسی دن آپ کی توبہ قبول ہوئی اسی دن آپ کا انتقال ہوا اسی دن قیامت قائم ہوگی۔

۱۳۔ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اس کی صفات پر پیدا کیا۔ ان کا قد ساٹھ ہاتھ لمبا تھا۔ جب ان کو پیدا فرمایا تو اس سے کہا جاؤ یہ جو فرشتوں کی جماعت بیٹھی ہے اس کو سلام کرو۔ اور جو جواب وہ تم کو دیں اس کو غور سے سنتے رہو کہ وہی تمہاری اور تمہاری اولاد کی آپس میں سلام کی دعا مقرر ہوگی۔ انہوں نے فرمایا السلام علیکم

۱۴۔ انسانوں کی عمر میں سے جالیس برس جس عالم کی تھیں وہ عالم ذر ہے جس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی نسل کو ان کی پشت سے نکالا اور ان کی صورتیں مختلف بنائیں۔ بعض کو حسین بعض کو بدصورت بعض کو خوش بعض کو بدمزاج بعض کو مرد بعض کو عورت پیدا کیا۔ اس عالم میں بھی وہ پیدا ہوئے تھے جس کی یہ دعا ہے۔ اللہم اجعلنا من عبادک الصالحین۔ پھر ہر رسال کو سلام کہنا سکھایا۔ اس عہد کے بعد جس میں آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے اس انسان عالم عنصری عالم آخرت کے تعلق کے بعد اصل پیدائش کے وقت جو کچھ ہوا اس کی تفصیل ہے۔ اللہم اجعلنا من المسلمین

۱۵۔ اصل انسانی کو جو پیدائش کے وقت سے ملی ہے اس سے بھی اصل انسانی میں سے ہے۔ خواہ وہ نطفہ کی حالت کا ہو یا جنین کی حالت کا ہو جب اس کو اپنی حالت حاضرہ سے نکالا جاوے تو اس کو اپنا سا ہی پیدا کرے گا۔ اس کی صورت اور اعضاء میں اصل ملکہ کے مخالف کا تصرف نہ ہوگا۔ اس لئے بھی مناسب ہوا کہ آدم علیہ السلام کی نسل کے پیدا کرنے کے لئے اس عہد میں سلام کا طریقہ مقرر کیا جاوے۔ اور اسی اصل ملکہ کے بموجب اس عہد میں آدم علیہ السلام کو اطلاع دی گئی کہ تم اولاد کو سلام کرنا سکھاؤ۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس اطلاع میں بھی اصل ملکہ کے مخالف کا تصرف نہ ہوگا۔ اس لئے سب نے ہی ملکہ کی طرح پر سلام کیا۔ اور اسی اصل ملکہ کے بموجب آدم علیہ السلام کی اولاد کو جو طریقہ سلام کا سکھایا گیا اس میں بھی تصرف نہ ہوگا۔ اور اسی طریقہ پر سلام کیا جاوے گا۔ اور اسی اصل ملکہ کے بموجب آدم علیہ السلام کی اولاد کو جو طریقہ سلام کا سکھایا گیا اس میں بھی تصرف نہ ہوگا۔ اور اسی طریقہ پر سلام کیا جاوے گا۔ اور اسی اصل ملکہ کے بموجب آدم علیہ السلام کی اولاد کو جو طریقہ سلام کا سکھایا گیا اس میں بھی تصرف نہ ہوگا۔ اور اسی طریقہ پر سلام کیا جاوے گا۔

سنۃ ضعیف لہ ابن ابی عاصم فی السنۃ وقال الحافظ قال علی بن المدینی ھذا الکتاب کا
تمام علیہ السنۃ غیر انہ لیس فیہ الا ثلاثۃ احادیث صحاح وھو حدیث ابن عمر ھذا
والحدیث الثانی والثالث

(۱۲۱) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان المرأۃ خلقت من

کس سے کرائیں اس لیے ہم نے اس کو ترجمہ میں چھوڑ دیا ہے۔ اگر کوئی چھیڑے تو ہم علیہ السلام کہہ دیتے ہیں اس پر اعتراض نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اقرار سے نکال کر کن کے سامنے کیا اور اس کا نسبت سے پہلے اس کا اصل کیا کہ اس میں تسلسل اسی طرح کی جن باتوں کا علم انسان کی طرح نہیں ہو سکتا اس کی حقیقت بن گئی اس کے بارے اللہ تعالیٰ نے علیہ السلام کی خبر بھی سوال پر دی کہ آدم علیہ السلام کی غیر معمولی پیدائش کا سوال ہے وحی (مصنف)

(۱۲۱) ہم سے بیان کیا ابوہریرہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت پیدا ہوئی پسلی سے بنا ہوا ہے

اس کی بیان کی ہے اس حدیث کو ابن ابی عاصم نے کتاب السنۃ میں اور حافظ نے کہا کہ علی بن المدینی نے کہا یہ کتاب پوری ہے سنت پر مگر اس میں تین حدیثیں صحیح ہیں۔ یہ حدیث ابن عمر کی اور دوسری اور تیسری۔

اس حدیث کی اس سے پہلی حدیث میں یہ ذکر ہوا تھا کہ اللہ نے آدم کو اپنی مٹھی سے پیدا کیا۔

اس کے بعد والی حدیث میں یہ بیان ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کر لیا تو ان کے بائیں پہلو سے حوا کو پیدا کیا۔ اس حدیث کی شرح میں ہم نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کرنے کے بعد ان کی بائیں پسلی

سیدنا ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام

[illegible] اس پر [illegible] کے [illegible] کے [illegible] کے

صلاة بالوحي الى محمد الخ وفي اسماء الرجال ومن يعتمد قوله من اهل الكتاب كعبد الله بن سلام وكعب الاحبار ووهب بن منبه ونحوهم ممن اسلم منهم وفي البداية عن ابن عباس انه سأله نافع بن الازرق الخ

قد اس عباس نے جو کچھ سنا تھا بے کم و کاست بیان کر دیا۔ اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اٹھائے گئے اسی طرح حضرت ادریس علیہ السلام بھی اٹھائے گئے تھے۔ پھر اس کی وفات کیسے ہوئی۔ کس جگہ اور کس کے ہاتھوں سے ان کی وفات ہوئی۔ ان تمام سے متعلق مروی ہے کہ آسمان پر ہی ان کی وفات ہو گئی کیونکہ ان کی آسمان پر زندگی کی دعا کی تھی۔

کی طرح تمام موجودات فنا ہوں گی۔ ہر ذی روح ایک ایک کر کے موت کا مزہ چکھے گا۔ کوئی ان میں سے باقی نہ رہے گا۔ سوائے اس ذات کے جس کی فنا نہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اس کی صفت کیا ہوگی۔ صفت الوہیت اور ربوبیت کی۔ اس کی صفت علم کی تمام ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر یہ حادثہ کس لئے ظہور پذیر کیا کہ ملائکہ کو معلوم ہو جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحیفہ آسمانی پر رفع ہونے کے بعد کوئی دوسرا نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ حالانکہ یہ بات پہلے سے معلوم تھی۔ ہر ایک کو معلوم تھی۔ ہر ایک کو یہ بھی معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی بات کسی وقت کا انتظار کرتی ہے۔ ہر چیز کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے۔ ہر چیز اپنے وقت پر ظہور پذیر ہوتی ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ حضرت ادریس علیہ السلام سے متعلق روایات کو کوئی اہمیت نہیں دی گئی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے بھی کوئی صحیح و مستند روایت ہمارے علم میں نہیں ہے۔

سیدنا نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام اول رسول اللہ الی الارض

حضرت نوح علیہ السلام کو حضرت آدم علیہ السلام کے بعد دوسرا نبی کہا جاتا ہے۔ یہ بات صحیح ہے۔ لیکن اس کی ایک خصوصیت ہے جس کی بنا پر بعض علماء نے ان کو آدم ثانی کہا ہے۔ مطلقاً یہ کہنا کہ حضرت نوح علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کے بعد دوسرے نبی تھے، صحیح نہیں ہے۔ اس وجہ سے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے بھی بہت سے انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے تھے۔ ان کی تعداد کے متعلق روایات مختلف ہیں۔ ان کی تعداد دس سے لے کر ستر تک بیان کی گئی ہے۔ ان میں سے بعض کے نام بھی ہمیں معلوم ہیں۔ ان کے نام بھی ہمیں معلوم ہیں۔ ان کے نام بھی ہمیں معلوم ہیں۔ ان

حافظ ابن کثیرؒ نے ابن جریر وغیرہ کے حوالے سے ان کی تو ہر نام ہونے سب نقل کیا ہے۔ حافظ سیوطیؒ نے دستور کے حضرت نوح علیہ السلام کا شجرہ نسب اس طرح تحریر کیا ہے

نوح بن ملک بن متوشلخ بن ادریس وہو خنوخ بن یرد بن مہلائیل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم علیہ السلام۔ اس کے بعد لکھا ہے کہ ان کا اسم مبارک نوح ہے لیکن نام رکھنے کی وجہ یہ تھی کہ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد جب لوگ بادی سے ان کی کے زمرہ سایہ میں ان کے کام اس سبب سے ان کو نوح کہنے لگے تھے اور ان نے نوح آئندہ سے کی وجہ یہ تھی کہ ساڑھے نو سو سال تک پہنچی، سنت کو تبلیغ وارشاد فرماتے رہے اور جب وہ بھی مشکل سے ۱۰ آدمی ان پر ہونے کے آنسو بہاتے ہوئے (روتے ہوئے)

حضرت نوح علیہ السلام کی جہاں کا سب سے مشہور و نمایاں واقعہ طوفان کا ہے جو خود میں بہت عظیم و خطرناک ہے۔ ضرب المثل کے طور پر استعمال ہوتا رہا ہے اس کے متعلق بائبل کی کتاب پیدائش میں اس کا ذکر تو سرے سے اس کا انکار کر رہے ہیں ہم ذیل میں صرف حافظ ابن کثیرؒ کے حوالہ نقل کرتے ہیں جو واقعاتی مسلم کی شکل میں اور معتبر مؤرخ بھی۔

وقد اجمع اہل الکتاب والمفسرون وغیرہم من اہل العلم بالاخبار قدیما وحدیثا علی ان نوح علیہ السلام بعثہ اللہ الی اہل الارض حین عبدوا الاوثان واشرکوا فی عبادۃ اللہ ما لم ینزل بہ من سلطان فدعاہم الی عبادۃ اللہ وحدہ لا شریک لہ وزجرہم عن عبادۃ ما سواہ من الانداد والاصنام وتوعدہم علی ذلک بالعذاب الالیم فلبث فیہم یدعوہم سرا وجہارا لیلا ونہارا فلم یزدہم دعاؤہ الا فرارا۔

تمام اہل سماوی کتابوں کا اور ہر زمانہ میں اور اب تک کے تمام مؤرخین کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام ہی پہلے رسول ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اس وقت مبعوث فرمایا جب لوگ بتوں کی پوجا کرنے لگے تھے اور اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے لگے تھے اور اللہ کے سوا دوسروں کو پکارنے لگے تھے۔ آپ نے ان کو اللہ کی وحدانیت کی دعوت دی اور اللہ کے سوا دوسروں کی عبادت سے روکا اور اس پر دردناک عذاب سے ڈرایا۔ آپ نے ان کو رات دن چھپ کر اور کھلم کھلا دعوت دی مگر ان پر اس کا الٹا اثر ہوا۔

حافظ ابن کثیرؒ ہی کی تصحیح فرماتے ہیں کہ طوفان نوح علیہ السلام ہونے کی ابھی کو بھی تھا۔

لم یعرف بین الناس حادث اعظم ولا اشہر من امر الطوفان الذی حدث فی زمان نوح علیہ السلام وکان سببہ ان اللہ تعالیٰ لما اہبط آدم علیہ السلام الی الارض وعلمہ صنعۃ الحرث والغرس وتعہد بالزرع والثمار وکان یاکل من کد یدہ فلما کثر ولدہ وانتشروا فی الارض وعمروہا عبدوا غیر اللہ وکفروا بربہم فبعث اللہ الیہم نوحا علیہ السلام فدعاہم الی عبادۃ اللہ وحدہ لا شریک لہ وانہاہم عن عبادۃ ما سواہ فکذبوہ وخالفوہ وآذوہ واتبعہ علی ذلک الاقل القلیل وکانوا مستضعفین فی اموالہم وابدانہم فلبث فیہم الف سنۃ الا خمسین عاما یدعوہم لیلا ونہارا وسرا وجہارا فلم یزدہم دعاؤہ الا فرارا۔ (البدایہ ص ۱۹۵)

دنیا میں کوئی حادثہ اتنا عظیم اور مشہور نہیں ہے جتنا کہ طوفان کا حادثہ جو نوح علیہ السلام کے زمانہ میں پیش آیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا تو ان کو کھیتی باڑی کا طریقہ سکھایا اور ان کی پرورش کا ذمہ لیا۔ آدم علیہ السلام اپنی محنت کی کمائی کھاتے تھے۔ جب ان کی اولاد بہت ہوگئی اور زمین میں پھیل گئی تو انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کی عبادت شروع کر دی اور اپنے رب کی ناشکری کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت کے لئے نوح علیہ السلام کو بھیجا۔ آپ نے ان کو اللہ کی توحید کی دعوت دی اور اللہ کے سوا دوسروں کی عبادت سے روکا۔ مگر انہوں نے آپ کو جھٹلایا اور آپ کی مخالفت کی اور آپ کو ایذا پہنچائی۔ آپ کا ساتھ بہت تھوڑے لوگوں نے دیا جو کمزور تھے۔ آپ نے ان کو پچاس سال کم ایک ہزار سال تک رات دن چھپ کر اور کھلم کھلا دعوت دی مگر ان کا الٹا اثر ہوا۔

محقق ابن جریر نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عبداللہ بن عمروؓ، حضرت ابن عباسؓ کے شاگرد عکرمہؒ، مجاہدؒ، سعید بن جبیرؒ، حسنؒ بصری، قتادہؒ، ضحاکؒ، زہریؒ، عطاء خراسانیؒ، عبدالرحمٰن بن زیدؒ، ابن اسحاقؒ، سدیؒ، ابن جریجؒ وغیرہم کا یہی مسلک ہے۔ ان کے علاوہ بہت سے مؤرخین، مفسرین کا بھی یہی مسلک ہے۔ ان تصریحات کے بعد اس کا انکار کرنا کہ طوفان نوح علیہ السلام ہونے کی ابھی کو بھی تھا، کوئی وجہ نہیں رہتی۔ دوسری طرف جیسے کہ بائبل کی روایت کی تردید علوم و تحقیقات کا تقاضا ہے کہ طوفان نوح علیہ السلام کو بھی تھا، علم

حدیث کا حصہ ہے جس کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ (۱۲۱۰) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صوموا یوم عاشوراء وخالفوا فیہ الیہود صوموا قبلہ یوما او بعدہ یوما۔ رواہ احمد

(۱۲۱۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لئن بقیت الی قابل لاصومن التاسع۔ رواہ مسلم

(۱۲۱۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صوموا یوم عاشوراء وخالفوا فیہ الیہود صوموا قبلہ یوما او بعدہ یوما۔ رواہ احمد والبیہقی وابن خزیمۃ وابن حبان فی صحیحہ۔ کذا فی الترغیب

(۱۲۱۳) عن عطاء بن یسار قال سئل ابو ایوب الانصاری رضی اللہ عنہ کیف کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصوم عاشوراء فقال ما کان احد یصوم عاشوراء بعد ان یرفع رمضان الا صامہ حتی جاء الموت وقال کان یصومہ علی عہد فرعون۔ رواہ ابن ابی شیبۃ

(۱۲۱۴) عن عطاء بن یسار قال سئل ابو ایوب الانصاری رضی اللہ عنہ کیف کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصوم عاشوراء فقال ما کان احد یصوم عاشوراء بعد ان یرفع رمضان الا صامہ حتی جاء الموت وقال کان یصومہ علی عہد فرعون۔ رواہ ابن ابی شیبۃ

(۱۲۱۵) عن عطاء بن یسار قال سئل ابو ایوب الانصاری رضی اللہ عنہ کیف کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصوم عاشوراء فقال ما کان احد یصوم عاشوراء بعد ان یرفع رمضان الا صامہ حتی جاء الموت وقال کان یصومہ علی عہد فرعون۔ رواہ ابن ابی شیبۃ

(۱۲۱۶) عن عطاء بن یسار قال سئل ابو ایوب الانصاری رضی اللہ عنہ کیف کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصوم عاشوراء فقال ما کان احد یصوم عاشوراء بعد ان یرفع رمضان الا صامہ حتی جاء الموت وقال کان یصومہ علی عہد فرعون۔ رواہ ابن ابی شیبۃ

أو لتحشى ما بيت أبو قبيس ثوبا ... وداه سام أبيض اللون طاهرا

سام کی اولاد عاد کی اصل سام بالث کی اصل سے ہیں۔ (تحفہ ۱۱)

مذکورہ بالا عبارت میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ عاد اور ثمود سام کی اولاد میں سے تھے۔ اس کے برعکس یہ بات ایک مسلمہ حقیقت کی حیثیت رکھتی ہے کہ عاد اور ثمود عرب عاربہ کے قبائل تھے۔ اور عرب عاربہ کا سلسلہ نسب سام تک نہیں پہنچتا۔ اس لئے یہ بات بالکل غلط ہے کہ عاد اور ثمود سام کی اولاد میں سے تھے۔ مگر یہ بات صحیح ہے کہ ان کا سلسلہ نسب حضرت ہود علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔ اور حضرت ہود علیہ السلام کے متعلق یہ بات قرآن مجید سے ثابت ہے کہ وہ سام کی اولاد میں سے تھے۔ اس لئے ان کو سام کی طرف منسوب کرنا بالکل صحیح ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سام کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ سب سے پہلے جو شخص عربی بولا وہ ہود علیہ السلام تھے۔ اس کے برعکس یہ بات کہ عاد اور ثمود سام کی اولاد میں سے تھے۔ کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں ہے۔ اور اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ اور یہ بات بالکل غلط ہے۔ اور اہل کتاب کی بیان کردہ ہے۔ اور مؤرخین کا اس میں اختلاف ہے کہ عاد اور ثمود کے نام آباء کے ہیں یا قبائل کے۔ اور یہ بات بھی غلط ہے کہ عاد اور ثمود کے نام حضرت آدم علیہ السلام کے نام پر رکھے گئے تھے۔ اور یہ بات بھی غلط ہے کہ عاد اور ثمود کے نام حضرت نوح علیہ السلام کے نام پر رکھے گئے تھے۔ اور یہ بات بھی غلط ہے کہ عاد اور ثمود کے نام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام پر رکھے گئے تھے۔ اور یہ بات بھی غلط ہے کہ عاد اور ثمود کے نام حضرت اسماعیل علیہ السلام کے نام پر رکھے گئے تھے۔ اور یہ بات بھی غلط ہے کہ عاد اور ثمود کے نام حضرت اسحاق علیہ السلام کے نام پر رکھے گئے تھے۔ اور یہ بات بھی غلط ہے کہ عاد اور ثمود کے نام حضرت یعقوب علیہ السلام کے نام پر رکھے گئے تھے۔ اور یہ بات بھی غلط ہے کہ عاد اور ثمود کے نام حضرت یوسف علیہ السلام کے نام پر رکھے گئے تھے۔ اور یہ بات بھی غلط ہے کہ عاد اور ثمود کے نام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نام پر رکھے گئے تھے۔ اور یہ بات بھی غلط ہے کہ عاد اور ثمود کے نام حضرت ہارون علیہ السلام کے نام پر رکھے گئے تھے۔ اور یہ بات بھی غلط ہے کہ عاد اور ثمود کے نام حضرت داؤد علیہ السلام کے نام پر رکھے گئے تھے۔ اور یہ بات بھی غلط ہے کہ عاد اور ثمود کے نام حضرت سلیمان علیہ السلام کے نام پر رکھے گئے تھے۔ اور یہ بات بھی غلط ہے کہ عاد اور ثمود کے نام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام پر رکھے گئے تھے۔ اور یہ بات بھی غلط ہے کہ عاد اور ثمود کے نام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر رکھے گئے تھے۔ اور یہ بات بھی غلط ہے کہ عاد اور ثمود کے نام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے نام پر رکھے گئے تھے۔ اور یہ بات بھی غلط ہے کہ عاد اور ثمود کے نام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نام پر رکھے گئے تھے۔ اور یہ بات بھی غلط ہے کہ عاد اور ثمود کے نام حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نام پر رکھے گئے تھے۔ اور یہ بات بھی غلط ہے کہ عاد اور ثمود کے نام حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام پر رکھے گئے تھے۔ اور یہ بات بھی غلط ہے کہ عاد اور ثمود کے نام حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نام پر رکھے گئے تھے۔ اور یہ بات بھی غلط ہے کہ عاد اور ثمود کے نام حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نام پر رکھے گئے تھے۔ اور یہ بات بھی غلط ہے کہ عاد اور ثمود کے نام حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے نام پر رکھے گئے تھے۔ اور یہ بات بھی غلط ہے کہ عاد اور ثمود کے نام حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نام پر رکھے گئے تھے۔ اور یہ بات بھی غلط ہے کہ عاد اور ثمود کے نام حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے نام پر رکھے گئے تھے۔ اور یہ بات بھی غلط ہے کہ عاد اور ثمود کے نام حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے نام پر رکھے گئے تھے۔ اور یہ بات بھی غلط ہے کہ عاد اور ثمود کے نام حضرت سکینہ رضی اللہ عنہا کے نام پر رکھے گئے تھے۔ اور یہ بات بھی غلط ہے کہ عاد اور ثمود کے نام حضرت رباب رضی اللہ عنہا کے نام پر رکھے گئے تھے۔ اور یہ بات بھی غلط ہے کہ عاد اور ثمود کے نام حضرت لیلیٰ رضی اللہ عنہا کے نام پر رکھے گئے تھے۔ اور یہ بات بھی غلط ہے کہ عاد اور ثمود کے نام حضرت سعاد رضی اللہ عنہا کے نام پر رکھے گئے تھے۔ اور یہ بات بھی غلط ہے کہ عاد اور ثمود کے نام حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا کے نام پر رکھے گئے تھے۔ اور یہ بات بھی غلط ہے کہ عاد اور ثمود کے نام حضرت لبنیٰ رضی اللہ عنہا کے نام پر رکھے گئے تھے۔ اور یہ بات بھی غلط ہے کہ عاد اور ثمود کے نام حضرت ہند رضی اللہ عنہا کے نام پر رکھے گئے تھے۔ اور یہ بات بھی غلط ہے کہ عاد اور ثمود کے نام حضرت جمیلہ رضی اللہ عنہا کے نام پر رکھے گئے تھے۔ اور یہ بات بھی غلط ہے کہ عاد اور ثمود کے نام حضرت بثینہ رضی اللہ عنہا کے نام پر رکھے گئے تھے۔ اور یہ بات بھی غلط ہے کہ عاد اور ثمود کے نام حضرت عزہ رضی اللہ عنہا کے نام پر رکھے گئے تھے۔ اور یہ بات بھی غلط ہے کہ عاد اور ثمود کے نام حضرت لیلیٰ رضی اللہ عنہا کے نام پر رکھے گئے تھے۔ اور یہ بات بھی غلط ہے کہ عاد اور ثمود کے نام حضرت سعاد رضی اللہ عنہا کے نام پر رکھے گئے تھے۔ اور یہ بات بھی غلط ہے کہ عاد اور ثمود کے نام حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا کے نام پر رکھے گئے تھے۔ اور یہ بات بھی غلط ہے کہ عاد اور ثمود کے نام حضرت لبنیٰ رضی اللہ عنہا کے نام پر رکھے گئے تھے۔ اور یہ بات بھی غلط ہے کہ عاد اور ثمود کے نام حضرت ہند رضی اللہ عنہا کے نام پر رکھے گئے تھے۔ اور یہ بات بھی غلط ہے کہ عاد اور ثمود کے نام حضرت جمیلہ رضی اللہ عنہا کے نام پر رکھے گئے تھے۔ اور یہ بات بھی غلط ہے کہ عاد اور ثمود کے نام حضرت بثینہ رضی اللہ عنہا کے نام پر رکھے گئے تھے۔ اور یہ بات بھی غلط ہے کہ عاد اور ثمود کے نام حضرت عزہ رضی اللہ عنہا کے نام پر رکھے گئے تھے۔

سیدنا ھود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حسب بیان حافظ ابن کثیر ان کا نسب نامہ یہ ہے ھود بن شالخ بن ارفخشذ بن سام بن نوح علیہ السلام۔ ان کے نسب میں اس کے علاوہ بھی مختلف اقوال ہیں بصورت اختلاف بھی بات کی تائید ہوجاتی ہے کہ یہ حضرات انبیاء میں سے پہلے نبی ہیں جو عربی بولنے والے ہوئے ہیں یہی سبب ہے کہ ان حضرات کو عرب عاربہ کہا جاتا ہے۔ کثیر کا میلان اس طرف ہے کہ یہ حضرت آدم علیہ السلام تھے۔ ان کا قبیلہ عاد بن عوص بن سام بن نوح علیہ السلام تھا۔ تاریخ میں ان کو عاد اولیٰ کہا جاتا ہے۔ عاد ثمود کے جد بعید ہیں۔ دونوں کا ذکر قرآن مجید میں ایک ہی مقام پر ساتھ ساتھ ہوا ہے۔ عاد ثمود سے پہلے ہوئے ہیں۔ ان کے بعد ہی ثمود کی باری آئی۔ ان کے قوی جسم اور طویل قامت ہونے کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ ان کے قوی جسم ہونے کی وجہ سے ان کو ارم ذات العماد بھی کہا جاتا

۱۳۱۹ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما فی حدیث سطیح وشق حین ذکر الکہان قال فخرجت حتی قدمت مکۃ فلقیت الولید بن المغیرۃ فقلت یا ابا عبد شمس ہل کان فی حدثان امرکم ہذا من حدث فقال ما عدونا ان ہلک ابن ابی کبشۃ ہذا الذی یزعم انہ نبی وتفرقت عنہ امرہ فلم یبق منا بیت الا دخل فیہ بعض ہلاکہ فقلت فہل کان قبل ہذا من حدث فقال نعم کان کاہنان سطیح وشق فقلت فما کان امرہما فقال کان سطیح اعجوبۃ من العجائب اتی علیہ مائتان وخمسون سنۃ او ثلثمائۃ سنۃ فقلت فما کان امر شق فقال ذاک رجل شطر الوجہ والجسد ید واحدۃ ورجل واحدۃ وعین واحدۃ فقلت فما کان امرہ فقال ہلک قبل ہلاک ابن ابی کبشۃ ہذا بدہر طویل فقلت فہل کان قبل ہذا من حدث فقال نعم ہلک ہود وصالح وبقی من بعدہم فی ہذا الحدث قرون فقلت فما کان امر ہود وصالح فقال ہود کان رجلا طوالا کان رأسہ فی السحاب وہو قاعد یبول فی مثل البحر فقلت فما کان امر صالح فقال ذاک رجل ابیض احمر ربعۃ من الرجال فقلت فہل کان قبل ہذا من حدث فقال نعم ہلک آدم وہو رجل طوال کثیر الشعر کان یغطی شعرہ عورتہ لیس لہ ما لنا ولا علینا فقلت فہل کان قبل ہذا من حدث فقال نعم ہلک ابن ہلک ابن ہلک ابن

[illegible] ... [illegible]

[illegible] ... [illegible]

[illegible] ... [illegible]

سیدنا صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام

[illegible] ... [illegible]

ے کا ذکر ساتھ شروع کر دیتے تھے۔

بلکہ ان حضرات علیہم السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی قوم نے یہ طریقہ سکھایا کہ آپ اس بھروسے پر ان صفات کی نفی کر دیں جو ہم آپ کو اس پیغمبر کی طرف سے سنتے ہیں جس کے ہاتھ پر ان صفات کی کچھ نہ کچھ ظہور پذیری ہو چکی ہے۔ اس پر ایک جماعت کو ایمان نصیب ہو گیا مگر ان کا یہ طریقہ اپنے تحریر کردہ طریقہ کے مطابق ہے۔ ایمان حاصل کرنے کی جماعت کے سردار کا نام حضرت یوسف علیہ السلام تھا جو کہ پیدا ہو چکا تھا۔ اس میں ان کی قوم کا کوئی فرد کسی سے پوچھ نہیں سکتا۔ اس لئے کہ یوسف کے سوا ان ایک مدت تک کسی عمل پیغمبر کی خواص پر ان کی خصوصیات ہونے لگی ہوں گی رئیس قدر اس سے ملتے ہی قوم کے مشورے سے اس بات کو بھی کر کہ وہ ہماری کسی بات میں مداخلت نہیں کرے گا تھوڑا سا یہ اطمینان

اب رہا یہ سوال کہ جو چیز سے پیدا ہوئی تھی جو چیز کہ یہ کوئی فرق نہیں ہے ہم کسی بحث سے بھروسہ یہ ہے کہ اس کی کوئی وجہ ہمارے سامنے نہیں ہے بالخصوص جبکہ قرآن کریم نے اس کو معجزہ کہا ہے۔ معجزات کی حقیقت کے لحاظ سے اس قسم کے کمالات پر مشتمل کوئی خصوصیات نہیں ہے۔ مقصد صرف یہ ہے کہ اس قسم کی تصدیق کے لیے اجمالی سامان موجود ہو ایمان کی تکمیل کے لیے کوئی اصل ہونا چاہیے اس کو صرف اسی عمل کی بنا پر ہر جگہ ساقط الاعتبار قرار نہیں دینا چاہیے۔ موسیٰ علیہ السلام کے عصا کی ایک ضرب سے پانی کے چشمے پھوٹ نکلنا اور پتھر پھٹ کر بارہ کا عمل بن جانا دونوں ہی خلاف عادت ہیں لیکن عادت کے لحاظ سے دونوں یکساں نہیں ہیں اس لیے ان کے انکار کی وجہ دونوں کو ایک ہی سمجھنا

۱۲۲۰۔ عن علی الطویل رضی اللہ عنہ قال حدثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکر الساعۃ وذکر الہرج فقال رواہ احمد والطبرانی ورجالہ رجال الصحیح غیر حمید بن عبد الرحمن الحمیری وھو ثقہ۔

۱۲۲۰۔ حضرت علی طویل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے بیان فرمایا قیامت کی اور ذکر کیا ہرج کا اور فرمایا۔ الخ اس کو احمد اور طبرانی نے روایت کیا اور اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں سوائے حمید بن عبد الرحمن حمیری کے اور وہ ثقہ ہے۔

۱۳۳۱۔ عن جابر رضی اللہ عنہ قال لما مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالحجر قال لا تسألوا الآیات فقد سألها قوم صالح فكانت ناقة تردُ من هذا الفج وتصدر من هذا الفج فعتوا عن أمر ربهم فعقروها فكانت تشرب ماءهم يوم ورودها وتدر لبنها يوم صدرها فكانوا يشربون ماءهم يوم لا ترد ويحلبون لبنها يوم ترد فعقروها فأخذتهم صيحة فلم يبق تحت أديم السماء منهم إلا رجل واحد كان في حرم الله فقيل يا رسول الله من هو قال هو أبو رغال فلما خرج من الحرم أصابه ما أصاب قومه

۱۳۳۱۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مقام حجر سے گزرے تو فرمایا معجزات کی فرمائش نہ کرو۔ کیونکہ صالح علیہ السلام کی قوم نے معجزہ کی فرمائش کی تو چٹان سے ایک اونٹنی پیدا کر دی گئی جو ایک راستے سے گھاٹ پر پانی پینے آتی اور پانی پی کر دوسرے راستے سے واپس چلی جاتی اس لئے پیدا ہونے کے دن کا پانی پی جاتی تھی اور دودھ دینے کے دن کوئی گھونٹ پانی کا نہ پیتی تھی۔ اس کو بھی کرتا کے طور پر تھا کہ ایک دن اس کے حصہ کا پانی پی جاتی اس دن پانی میں سے کوئی حصہ نہ تھا۔ بعد ایک دن مدت کے وہ دودھ پیتے جانور تھے جب تک کہ ماں باپ ان کو کچھ نہ کھلائیں اور آسمان کے نیچے ان بچوں کا کوئی بھی نہ تھا اللہ تعالیٰ نے سب کو ملا کر ایک صیحہ بھیجا جس سے سارے اس وقت قوم کی بیخ میں موجود تھا لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ وہ کون شخص تھا۔ آپ نے فرمایا وہ ابو رغال تھا جب وہ

۱۳۳۱۔ اس حدیث سے اس حرم کی حرمت کی بھی دلیل ملتی ہے۔ مذہب حنفیہ سے حرم مکہ میں جانور کا شکار کرنا جائز ہے۔ اس حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حرم میں کسی حیوان سے کسی طرح کی تعرض جائز نہیں خواہ کاٹ کر کھانے کے لئے ہو یا اس لئے کہ وہ ایذا دیتا ہے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ جو جانور حلال ہے اس کا دودھ بھی حلال ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ناقہ صالح کا دودھ بھی پیا جاتا تھا۔ [illegible] اس حدیث سے ثابت ہوا کہ [illegible] اس پر بھی اگر حرم مکی میں [illegible] کی حرمت کی وجہ سے کیا گیا ہے کسی کو اعتراض نہ ہونا چاہئے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ [illegible] اس حدیث سے ثابت ہوا کہ [illegible] کے لئے [illegible] ہے۔ [illegible] اس حدیث سے ثابت ہوا کہ

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

۳۳۲۲ - عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تشربوا على موائد الخمر ولا تجالسوهم إلا أن تكونوا مثلهم. رواه الترمذي

۳۳۲۳ - عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يشرب الخمر ولا يجالس شاربها ولا يؤاكل ولا يشارب. رواه ابن ماجه

۳۳۲۴ - عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من شرب الخمر في الدنيا ثم لم يتب لم يشربها في الآخرة. رواه البخاري ومسلم

۳۳۲۵ - عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من شرب الخمر في الدنيا ثم لم يتب حرمها في الآخرة. رواه البخاري ومسلم

۳۳۲۶ - عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من شرب الخمر في الدنيا ثم لم يتب لم يشربها في الآخرة. رواه البخاري ومسلم

۳۳۲۷ - عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من شرب الخمر في الدنيا ثم لم يتب لم يشربها في الآخرة. رواه البخاري ومسلم

[illegible] قال الذی اتذوذ من هذا قالوا اللہ ورسولہ اعلم فقال قد رأیت ربعا
رجلا من ثمود کان فی عمر طویل فاتی هذا الحرم فوجد فیہ ماء وشجرا فاقام
ما شاء اللہ ثم ظعن عنہ فمات فخرج اصابہ ما اصاب قومہ فمر بقبر هود
فجلس الیہ وبکی عنده ساعة ثم قام فمات فدفن الی جنب قبر هود فلم یبق من
قومہ احد الا هلک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاحسنوا جوار الحرم۔ رواہ عبد الرزاق۔ قال ابن کثیر هذا
مرسل من هذا الوجہ وقد جاء من وجہ آخر متصلا کما رواہ ابو داؤد وغیرہ من
یکون وفدہ هود بمکان فی هذا الحرم سمی فی حدیث جاء شاهد لہ کما فی الصحیحین
قولہ قال الخ یعنی یہ کس کی خبر ہے؟ لوگوں نے اس کی شہادت اس کے رسول ہی کو اس کا علم
ہوگا۔ فرمایا یہ قبر ہود علیہ السلام کی ہے یہ شخص بھی قوم عاد کا ایک فرد تھا جب قوم پر عذاب آیا تھا
تب اس وقت حرم مکہ میں تھا اور حرم کی برکت سے محفوظ رہا۔ پھر جب حرم سے نکلا تو اسی وقت عذاب الٰہی سے
ہلاک ہوا۔ پس حرم الٰہی سے اس کا نکلنا تھا کہ جو عذاب اس کی قوم پر آیا تھا اسی نے اس کو آپکڑا
اور وہ بھی ہلاک ہوگیا۔ اور جب وہ حرم میں تھا تو اس کے ساتھ رہنے کی ایک مثال یہ بھی دی
گئی کہ جو کوئی حرم میں آکر پناہ لے اور اس کے ساتھ رہنے سہنے والوں کی برکت سے اس کی مدد شامل ہو
تھی چنانچہ اس کو نکال لیا۔ عبد الرزاق

سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام خلیل اللہ
وجعل سبیلہ احب الیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شخصیت تمام انبیاء علیہم السلام کی جماعت میں بہت سی جہتوں سے
ممتاز ہے۔ اس سے لے کر عالم آخرت تک اپنی گوناگوں خصوصیات کے ساتھ رہے ان کے بعد
نسبت کا ان کی ذریت میں منحصر ہونا اور قرآن کریم کا بیان کہ ابراہیم علیہ السلام کیسے حنیف تھے اگر
یہاں بھی ان کو اختیار حاصل تھا کہ کس کا نام کس کے ساتھ لیتے ہے۔ اس جگہ جہاں [illegible] ہے
[illegible] اس کا اشارہ کی نوعیت ضرور ملحوظ رکھیں۔ شریعت محمدیہ کی بنیاد ملت حنیفیہ پر ہے اور پہلے
چار میں وہ احکام نقل کر دیئے ہیں جو دونوں شریعتوں میں مشترک ہیں۔ اس کے بعد ابن حنیف کی حیثیت سے
[illegible] کی ملت کعبہ بیت جاری حضرت کر دی اس میں جو حصہ مشترک احکام کی فہرست سے قائل ہوئے
قرارات بصیر کے فقہ سے تعلیمات ایک ہیں۔ یہ طلاق کے بعد شوہر کی وفات کا تین مہینا تک کی مدت ہے
وطن ہونا جنابت سے غسل کرنا وغیرہ میں مذکر و مونث کی غالب علامت کا اعتبار کرنا۔ کچھ دن [illegible]

[illegible] اس لحاظ سے اب مسئلہ احکام کی تعمیل یا تعمیل کی بجائے پیمائش ہو جائیگی۔

حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں عبادت اصنام یعنی بت پرستی اور کوکب پرستی کا دور دورہ تھا۔ اور کسی کا اس درجہ غلبہ ہو چکا تھا کہ حضرت خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کی بیخ کنی کے لیے مبعوث ہوئے۔ حضرت لوط علیہ السلام کے سوا کوئی اور موجود نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے تدارک کے لیے ان کو مبعوث فرمایا۔ اس مسئلہ پر بائبل کے صحائف کے مطالعہ سے قوموں کی تقسیم ہو جاتی ہے اہل توحید اور اہل شرک کے ذاہرہ بالا میں کا ذکر خود صحائف کرام میں موجود ہے۔ اسی لیے ہم نے آپ کے حالات زندگی کے تعلق ذکر کی کوئی ضرورت نہیں سمجھی۔ وہ کتاب مقدس کی طرح آپ کی سب دنیا سماویہ کی نظروں میں ہمیشہ درخشاں رہی ہے۔

آپ کا مولد بابل بیان کیا جاتا ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام سیلا یا ٹیلوتھا تھا۔ والد ماجد کا نام تیرح یا تھارح بیان کیا جاتا ہے۔ مورخین اور اہل کتاب تاریخ لکھتے ہیں اور روایتوں کے اختلاف سے ناموں کی نقل میں اختلاف ہو جانا کوئی بعید بات نہیں ہے پھر عجم و عرب کا فرق بھی اگر ملحوظ رکھا جائے تو بہت سی الجھنیں ختم ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح اگر صفاتی نام بھی اسماء کی فہرست میں آ سکتے ہیں تو پھر بہت سی نئی بحثوں میں جو بے وجہ مباحث پیدا کی گئی ہیں وہ سب آسانی سے حل ہو سکتی ہیں۔ آپ کی کنیت ابو الضیفان تھی۔ وہ آپ کی ایک اہم ضیافت کا تذکرہ بھی قرآن کریم میں موجود ہے۔ آپ کی جائے ولادت بابل یا حران بیان کی جاتی ہے۔ آپ کا صبر و استقامت اس کا سب سے نمایاں حصہ ہے۔ نمرود عظیم نے آپ پر آتش کدے میں سلام پھینکے علیہ الشان واقعات نے دنیا، دنیا میں دھوم مچا دی ہے اس سلسلہ میں جبریل علیہ السلام کے اصرار پر آپ کا فرمانا "لا یک" سب بیان حال کیا گیا ہے صرف سبق کا سفر ہے

آپ کی بیوی حضرت سارہ تھیں جن کی متعلق ابن کثیر کہتے ہیں کہ ہمیں کسی نے یہ کہا کہ آپ کی صلبی بیٹی نہیں تھیں۔ واللہ اعلم۔ ہم یہ روایت کیا اور ہم نے اس پر کہا کہ یہ بیٹی سے علاج کس بنا پر تھا۔ اگر سلم بھی کر لیا جائے تو بھی یہ عادت سے ہوگا جس کا انبیاء علیہم السلام کے لیے کوئی پیش نہیں آتا۔ حضرت سارہ کا مصور قدرتی حسن و جمال کے ساتھ پیش آنا۔ خصوصاً جب یہاں بائبل اپنی تاریخ و صحائف اللہ کو الہامی عادت اور اس کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے بیان کرتی ہے کہ آپ کے حسن کا ذکر مصر کے امراء و اعیان نے بادشاہ مصر کے سامنے کیا

حضرت ابراہیم و حضرت لوط و حضرت یعقوب علیہم السلام جو کہ حبرون کے شہر جنوب میں واقع

ی جس کو آپ نے اصل کہا ہے لیکن اس کی اصل نہیں بیسی طور پر معلوم نہیں۔ (ابو داؤد)

۱۲۴۵۔ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأیت جبلی بن مریم وموسی بن عمران وہم قائمون یصلون فاذا رجل جعد رجل کأنہ من رجال شنوءۃ واذا موسی بن عمران آدم ضرب من الرجال کأنہ من رجال الزط۔ (مسلم)

جعد بالجیم والعین المہملۃ ای قطط۔ شنوءۃ بضم الشین المعجمۃ وفتح النون وبالہمز وقد تسکن النون وبالواو بدل الہمز ای ازد شنوءۃ۔ الزط بالزای والطاء المہملۃ جیل من الناس معروف۔

۱۲۴۶۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اسری بی لقیت موسی فنعتہ فاذا رجل ضرب رجل کأنہ من رجال شنوءۃ۔ ولقیت عیسی فنعتہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذا رجل ربعۃ ابیض۔ (مسلم)

ربعۃ ای لیس بطویل ولا قصیر۔

۱۲۴۷۔ عن حذیفۃ قال ما منع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یحدث الناس الا ما حدث بہ نفسہ ما سمعتہ یقول لاصحابہ الا انکم ملاقوا ربکم الا ان ربکم لیس باعور الا ان المسیح الدجال اعور العین الیمنی کأن عینہ عنبۃ طافیۃ۔ (متفق علیہ)

۱۲۴۸۔ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بینا انا نائم اطوف بالکعبۃ فاذا رجل آدم سبط الشعر یہادی بین رجلین ینطف رأسہ ماء او یہراق رأسہ ماء فقلت من ہذا قالوا ابن مریم فذہبت التفت فاذا رجل احمر جسیم جعد الرأس اعور العین الیمنی کأشبہ من رأیت بابن قطن۔ (متفق علیہ)

۱۲۴۹۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس بینی وبینہ نبی یعنی عیسی وانہ نازل فاذا رأیتموہ فاعرفوہ رجل مربوع الی الحمرۃ والبیاض بین ممصرتین کأن رأسہ یقطر وان لم یصبہ بلل فیقاتل الناس علی الاسلام فیدق الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویہلک اللہ فی زمانہ الملل کلہا الا الاسلام ویہلک المسیح الدجال فیمکث فی الارض اربعین سنۃ ثم یتوفی ویصلی علیہ المسلمون۔ (ابو داؤد)

ممصرتین ای ثوبین مصبوغین بالمصر۔

۱۲۵۰۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اسری بی لقیت موسی فنعتہ فاذا رجل ضرب رجل کأنہ من رجال شنوءۃ۔ ولقیت عیسی فنعتہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذا رجل ربعۃ ابیض۔ (مسلم)

ربعۃ ای لیس بطویل ولا قصیر۔

۱۲۵۱۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اسری بی لقیت موسی فنعتہ فاذا رجل ضرب رجل کأنہ من رجال شنوءۃ۔ ولقیت عیسی فنعتہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذا رجل ربعۃ ابیض۔ (مسلم)

ربعۃ ای لیس بطویل ولا قصیر۔

۱۲۵۲۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اسری بی لقیت موسی فنعتہ فاذا رجل ضرب رجل کأنہ من رجال شنوءۃ۔ ولقیت عیسی فنعتہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذا رجل ربعۃ ابیض۔ (مسلم)

ربعۃ ای لیس بطویل ولا قصیر۔

۱۳۲۹۔ عن ابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ تعالیٰ لما خلق الخلق کتب کتابا فوق عرشہ ان رحمتی تغلب غضبی۔ متفق علیہ

۱۳۳۰۔ عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی کتابہ یرحم اللہ

۱۳۲۹۔ ابن مسعودؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مقام محمود کیا چیز ہے فرمایا یہ ایک مقام ہے جو مجھ کو ملے گا اس دن نصیب ہوگا کہ اللہ تعالیٰ عرش عظیم سے نیچے کرسی پر اپنی خوشنودی سے اس الہام اور نگرانی سے جو کچھ کسی بڑی چیز کو دل سے آرزو کرتے ہیں اور طاقت اس کی نہیں رکھتے آسمان و زمین کے درمیان کی مسافت کی برابر ہے۔ اس کے بعد پھر تم سب مخلوق کو حاضر کیا جائیگا اور سب کے سب پیدا ہوں۔ جو بہتر جسم اور بڑے گھوڑے ہونگے۔ جو سب سے پہلے جنت کا لباس پہنا جائیگا وہ ابراہیم علیہ السلام ہونگے۔ ارشاد ہوگا۔ میرے خلیل کو پوشش پہناؤ تو جنت کی چادروں میں سے دو حلہ۔ بگ کی چادریں تاروں کو پہنائی جائینگی۔ اس کے بعد ہی پھر کو پوشش پہنائی جائیگی اور میں اللہ تعالیٰ کے دائیں آکر ایسے مقام پر کھڑا ہونگا جہاں سوائے دوسرے کوئی پر نہیں کھڑا ہوگا۔ (دارمی)

۱۳۳۰۔ ابو سعیدؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان باتوں کے متعلق جو حضرت آدم

۱۳۲۹۔ اس حدیث کی تفصیل کرنا یہ ہے کہ وجود اللہ تعالیٰ میں جو صفتیں ہیں ان صفتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا ذکر کرنا۔ اب اس سے یہ مطلب نہ نکالنا چاہئے کہ تمام امتیوں میں ہر فرد صحیح تھیں۔ بلکہ مراد صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اصلی ہے کہ حفاظت کی حاضر ہونا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تعمیل کی بدولت اللہ تعالیٰ کی رحمت کو ہر فرد کی مدد کے لئے ہر وقت تیار ہوتی ہے اس لئے اصول سے اس امت کو صفت رحمت کی کثرت کی ہے۔ اس کی تائید حدیث ابوہریرہ کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا دامن اس وقت تک ہر فرد کو ڈھانپے رہتا ہے جب تک وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت سے اپنے دل کو خالی نہ کر دے۔ اور اس کے بعد ہی اس کی رحمت کا دامن اس سے ہٹ جاتا ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی ظاہر ہے کہ اس امت کی اصلاح کے لئے ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجدد بھیجے جاتے رہے ہیں۔ اور اس امت کی اصلاح کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ اس لئے اس امت کی رحمت کا دامن بھی قیامت تک وسیع رہے گا۔ اس حدیث سے یہ بھی ظاہر ہے کہ اس امت کی اصلاح کے لئے ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجدد بھیجے جاتے رہے ہیں۔ اور اس امت کی اصلاح کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ اس لئے اس امت کی رحمت کا دامن بھی قیامت تک وسیع رہے گا۔ اس حدیث سے یہ بھی ظاہر ہے کہ اس امت کی اصلاح کے لئے ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجدد بھیجے جاتے رہے ہیں۔ اور اس امت کی اصلاح کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ اس لئے اس امت کی رحمت کا دامن بھی قیامت تک وسیع رہے گا۔

لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ ۝ وَأَنَّ سَعْيَهُ سَوْفَ يُرَىٰ ۝ ثُمَّ يُجْزَاهُ الْجَزَاءَ الْأَوْفَىٰ ۝ وَأَنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ الْمُنْتَهَىٰ

میہ سلام کی بیان سے عمل ہیں ہو آپ نے بیان فرمایا ہے ایک بات بھی ایسی نہیں جو قرآن سے ان کا مقصد ثابت نہ ہوتی ہو۔ (ایڈیٹر عالم)

خدا کو ایسے بندے پسند ہیں جو اس کے بھیجے ہوئے رسول کی پیروی کریں۔ اس کی ہدایت کو سمجھ کر اس پر عمل کریں۔ اس کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں۔ اس کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں۔ اس کے مطابق اپنی زندگی بسر

۳۳۰۱ عن ابی هریرة قال قال النبی صلی الله علیه وسلم اختتن ابراهیم علیه السلام وهو ابن ثمانین سنة بالقدوم رواه البخاری ومسلم۔

۳۳۰۲ وعن علی بن ربیعة قال اول من اضاف ابراهیم علیه السلام الضیف وأول من اختتن وأول من قص الشارب وأول من رأی الشیب فقال یا رب ما هذا فقال وقار یا ابراهیم فقال رب زدنی وقارا رواه البیهقی فی شعب الایمان۔

۳۳۰۱ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے اسی سال کی عمر میں کدال سے ختنہ کیا تھا۔ (بخاری و مسلم)

۳۳۰۲ علی بن ربیعہ روایت کرتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام کو سب سے پہلے مہمان کی تکریم اور ان کی خدمت کرنے کا حکم ہوا اور ان کی تکریم اسی وقت کی گئی جب وہ اسی سال کے ہوئے اور سب سے پہلے ختنہ کرنے کا حکم بھی انہیں کو دیا گیا اور سب سے پہلے مونچھ کترنے کا حکم بھی انہیں کو دیا گیا اور سب سے پہلے بڑھاپا بھی انہیں پر ظاہر ہوا تو انہوں نے اپنے پروردگار سے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ وقار ہے۔ تو انہوں نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میرا وقار اور بڑھا دے۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

(۲) جو شخص بے علمی سے ختنہ کرنے کو بھی جائز کہتا ہے وہ بھی جہالت کی بدولت ایسی بات کہتا ہے اس کے لیے علم ہی واحد علاج ہے۔ ہمارے ہاں یہ بات بھی بہت کہی جاتی ہے کہ ہم جاہل ہیں ہمیں کیا پتا کہ کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا ہے۔ ہم تو جو ہمارے بڑے کہتے ہیں وہی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس قسم کی باتوں کے بارے میں فرمایا ہے

تَعَلَّمُوا عَلَى نَاقِلِيْ، تَعَلَّمُوْنَ الْعِلْمَ — پڑھے لکھے رہو اور نقل نہیں جو سنی سنائی بات ہو اس کا رد کرتے ہیں
بِالْكُتُبِ وَالْمَدَادِ، — اور دلیل ہی سے کسی بات کو تسلیم کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ ... (مختصر شرح) ... ہیں کہ ... کا اصل معنی ... ہے ... اس ... ہے ... ہے ... ہے

۱۲۳۳ عن ابی هریرة انّ النبی صلی الله علیه وسلم قال ان ابراهیم وآل من تصدق علیهم وقال من قبل السلوب وآزر من دانی السنت وآزر من قبل وابرهة آزر من قبل خنس بعد رواه ابن ماجة والبیهقی کذا فی الدر المنثور وفی الخصائص الکبری للسیوطی عن سعد ان عن ابی هریرة مرفوعا اول من ضرب بالسیف فی سبیل الله ابراهیم علیه السلام وهو اول من اضاف الضیف واول من اختتن وقص الشارب واستحد واول من رای الشیب فقال ما هذا یا رب قال وقار قال یا رب زدنی وقارا واول من قص الاظفار واول من استاک بالسواک واول من قعد علی المقعد واول من اعتم واول من ساب الکرامة واول من رمی الجمار واول من سعی بین الصفا والمروة وهو اول من ابی الضیم واول من ابی الدنیة واول من قال لا اله الا الله واول من قال الله اکبر واول من قال سبحان الله واول من قال الحمد لله واول من حنی واول من اذن واول من حج واول من لبی واول من طاف بالبیت واول من رمل واول من سعی بین الصفا والمروة واول من ضحی واول من حلق واول من قصر واول من اکل الثرید واول من اکل اللحم بالحلیب واول من اکل الهریسة واول من اکل الخبز بالسمن واول من اکل التمر بالزبد واول من اکل الکمأة واول من اکل الکرفس واول من اکل الباقلی واول من اکل الرمان واول من اکل الخس واول من اکل الخیار واول من اکل الجزر واول من اکل الزیتون واول من اکل الزبیب واول من اکل الجوز واول من اکل الفستق واول من اکل الخردل واول من اکل الکمثری واول من اکل الکمثری بالسکر واول من اکل الکمثری بالعسل واول من اکل الکمثری بالخل واول من اکل الکمثری بالزیت واول من اکل الکمثری بالسمن واول من اکل الکمثری بالزبد واول من اکل الکمثری بالتمر واول من اکل الکمثری بالزبیب واول من اکل الکمثری بالجوز واول من اکل الکمثری بالفستق واول من اکل الکمثری بالخردل واول من اکل الکمثری بالکمثری واول من اکل الکمثری بالکمثری بالسکر واول من اکل الکمثری بالکمثری بالعسل واول من اکل الکمثری بالکمثری بالخل واول من اکل الکمثری بالکمثری بالزیت واول من اکل الکمثری بالکمثری بالسمن واول من اکل الکمثری بالکمثری بالزبد واول من اکل الکمثری بالکمثری بالتمر واول من اکل الکمثری بالکمثری بالزبیب واول من اکل الکمثری بالکمثری بالجوز واول من اکل الکمثری بالکمثری بالفستق واول من اکل الکمثری بالکمثری بالخردل واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالسکر واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالعسل واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالخل واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالزیت واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالسمن واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالزبد واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالتمر واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالزبیب واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالجوز واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالفستق واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالخردل واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالسکر واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالعسل واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالخل واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالزیت واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالسمن واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالزبد واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالتمر واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالزبیب واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالجوز واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالفستق واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالخردل واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالسکر واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالعسل واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالخل واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالزیت واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالسمن واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالزبد واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالتمر واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالزبیب واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالجوز واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالفستق واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالخردل واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالسکر واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالعسل واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالخل واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالزیت واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالسمن واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالزبد واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالتمر واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالزبیب واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالجوز واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالفستق واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالخردل واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالسکر واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالعسل واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالخل واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالزیت واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالسمن واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالزبد واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالتمر واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالزبیب واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالجوز واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالفستق واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالخردل واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالسکر واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالعسل واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالخل واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالزیت واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالسمن واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالزبد واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالتمر واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالزبیب واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالجوز واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالفستق واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالخردل واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالسکر واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالعسل واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالخل واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالزیت واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالسمن واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالزبد واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالتمر واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالزبیب واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالجوز واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالفستق واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالخردل واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالسکر واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالعسل واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالخل واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالزیت واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالسمن واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالزبد واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالتمر واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالزبیب واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالجوز واول من اکل الکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالکمثری بالفستق واول من اکل الکمثری بال

۱۳۳۳۔ قال ابوبکر: قالت عائشۃ: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: عشر من الفطرۃ: قص الشارب، واعفاء اللحیۃ، والسواک، واستنشاق الماء، وقص الأظفار، وغسل البراجم، ونتف الإبط، وحلق العانۃ، وانتقاص الماء۔ یعنی الاستنجاء۔ رواہ مسلم۔ واصل الحدیث فی الصحیحین ذکر الختان والاستحداد۔

۱۳۳۴۔ قال ابن عباس: إن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نادی الفضل فی المنحر فقال: لم أجد حلق أمرها الخفیف، ورأی ابن عیینۃ استثنی بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال: لعلہ وافق شعرہ شعرہ۔ وانظر من استثنی بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ رواہ البخاری ومسلم۔

۱۳۳۵۔ عن نافع: أن امرأۃ حلقت علی رأسہا فأرادت أن تقلم أظفارہا فقالت: لا أفعل

۱۳۳۳۔ حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دس چیزیں فطرت میں داخل ہیں: مونچھ تراشنا، ڈاڑھی بڑھانا، مسواک کرنا، ناک میں پانی لے کر جھاڑنا، ناخن کاٹنا، بغل کے بالوں کو اکھاڑنا، زیر ناف بال کاٹنا، استنجا کرنا، کلی کرنا۔

۱۳۳۴۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر ایام تشریق میں فضل کو منحر میں بھیجا۔ آپ نے دیکھا کہ کسی نے ابھی تک سر نہیں منڈوایا۔ آپ نے حکم دیا اور وہ منڈوا دیئے گئے۔ آپ نے دیکھا کہ کسی نے ابھی تک کنکریاں نہیں ماری ہیں۔ آپ نے حکم دیا اور وہ ماری گئیں۔ آپ نے دیکھا کہ کسی نے ابھی تک طواف وداع نہیں کیا ہے۔ آپ نے حکم دیا اور وہ کیا گیا۔ ابن عیینہ کہتے ہیں کہ بعض لوگوں نے اس حدیث سے یہ سمجھا ہے کہ آپ کے ساتھ جو موافقت ہو جائے وہ بھی سنت ہے۔ (ابن عیینہ)

۱۳۳۵۔ نافع بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ کیا میں اپنا

۱۳۳۳۔ حدیث کی کتابوں میں حضرت عائشہؓ سے مروی احادیث میں سب سے زیادہ تعداد اس حدیث کی ہے۔ اس کی روایت کرنے والے دس صحابہ ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں: ابوبکر، عمر، علی، عثمان، طلحہ، زبیر، سعد، عبدالرحمن بن عوف، ابوہریرہ، ابن عباس رضی اللہ عنہم۔ ان میں سے ابوبکر، عمر، علی، عثمان، طلحہ، زبیر، سعد، عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم کی احادیث کتب ستہ میں موجود ہیں۔ ابوہریرہؓ کی احادیث بخاری و مسلم کے علاوہ باقی چار کتابوں میں ہیں۔ ابن عباسؓ کی احادیث بخاری و مسلم کے علاوہ باقی کتابوں میں ہیں۔ (ابن عیینہ)

۱۳۳۴۔ حدیث کی کتابوں میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی احادیث میں سب سے زیادہ تعداد اس حدیث کی ہے۔ اس کی روایت کرنے والے دس صحابہ ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں: ابوبکر، عمر، علی، عثمان، طلحہ، زبیر، سعد، عبدالرحمن بن عوف، ابوہریرہ، ابن عباس رضی اللہ عنہم۔ ان میں سے ابوبکر، عمر، علی، عثمان، طلحہ، زبیر، سعد، عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم کی احادیث کتب ستہ میں موجود ہیں۔ ابوہریرہؓ کی احادیث بخاری و مسلم کے علاوہ باقی چار کتابوں میں ہیں۔ ابن عباسؓ کی احادیث بخاری و مسلم کے علاوہ باقی کتابوں میں ہیں۔ (ابن عیینہ)

سیدنا اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ذبیح اللہ

حضرت اسحاق علیہ السلام کے پیدا ہونے کی بشارت ہوئی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جس کو سورہ ہود میں کیا گیا ہے پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو یہ بشارت ہوئی کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے حق میں جو دعا آپ نے کی وہ قبول ہو گئی اور اللہ تعالیٰ ان کی نسل میں بڑی برکت دیگا اور بارہ بڑی بڑی قومیں ان میں پیدا فرمائیگا۔ ٹھیک اسی نوع کی بشارت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی اپنی امت میں بارہ خلفاء کے متعلق دی ہے حافظ سہیلی لکھتے ہیں کہ غالباً اس قسم کی ہم سب سے پہلے حضرت ہاجرہ سے شروع ہوئی ہے اور کان نداء لانے اور دامن ارادہ رکھنے کی سنت کی ابتداء بھی ان ہی سے ہوئی ہے۔

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو جس وقت کہ اطلاق دیئے کا حکم دیا تھا اس کا حکم عمارہ بنت سعد تھا اور بعض کے ساتھ یہ کا حکم دیا تھا اس کا نام السیدہ بنت مضاض تھا

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی زندگی میں سارکہ کی شرکت اور خود ان کے ذبیح ہونے کے واقعات سب سے زیادہ مشہور روایات ہیں۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ذبیح ہونے میں اہل اسلام اور اہل کتاب کے درمیان خلافت ہے اہل کتاب کی پوری تعصبات کے مقام میں ہیں اس کا محل نہیں۔ حافظ ابن کثیر تحریر فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کے ظاہری الفاظ میں حضرت اسحاق علیہ السلام کے ذبیح ہونے کی کوئی گنجائش نہیں ہے کیونکہ پہلے قرآن کریم نے ذبیح کا حقہ ذکر فرمایا ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہے وَبَشَّرْنَاهُ بِإِسْحَاقَ نَبِيًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ گویا ذبیح کا واقعہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی ولادت کی بشارت سے بھی پہلا ہے پھر حضرت اسحاق علیہ السلام ذبیح کیسے ہو سکتے ہیں۔ حافظ موصوف نے یہاں محمد بن کعب قرظی کا ایک اور عجیب استدلال ذکر کیا ہے کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے

فَبَشَّرْنَاهَا بِإِسْحَاقَ وَمِن وَرَاءِ إِسْحَاقَ يَعْقُوبَ (ہود پ ۱۲ ع ۷)

آیت بالا میں جب حضرت اسحاق کو حضرت یعقوب علیہ السلام کے حق میں بشارت دی گئی تو یہ کیسے مناسب ہوگا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی ولادت سے قبل حضرت اسحاق علیہ السلام کے ذبیح کئے جانے کا حکم دیا جاتا۔ اور وہ فرمایا ہے کہ ایک طرف ان کے ذبیح کا حکم دوسری طرف ان کے فرزند کی بشارت کا یہ دونوں امر جمع نہیں ہو سکتے واللہ اعلم

(۲) صحیح روایات کے مطابق ذبیح ہونے کا واقعہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ہے۔ اس کے دلائل بہت سے ہیں جن میں سے چند کا تذکرہ یہاں ہوا۔ حافظ ابن قیم اور دیگر اہل اسلام نے اس مسئلہ پر بہت مفصل بحث

سردی ہیں رہ جاتی ہیں۔

۱۲۳۶۔ عن عبید بن عمیر قال قال عمر بن الخطاب من یدلنا علی مقام ابراہیم قال فسکت القوم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعثمان بن طلحۃ وقال مرۃ ألم تکن عثمان فیما مضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان کنت رأیتہ فی الکعبۃ حیث دخلت البیت فسیبدو لی اقرہ قال فسکت ثم قال ھو ذا ھو ذا قال فسکت ثم قال ھو ذا ھو ذا قال فسکت ثم قال ھو ذا ھو ذا

لیس بمکۃ یومئذ احد ولیس بہا ماء فوضعہما ثم انطلق راجعا فلما کان عند کداء نظر
فقفی منہا حتی اذا جاء ہم بکدی سلطان ہیئۃ لہم ہیئۃ المعجبین فقال لہا ابراہیم ایت
لی غیضۃ وتلا ہذا الوادی الذی لیس فیہ ایلیس ولا شیء فقالت کذلک
فجلا وجعل لا یلتفت الیہ فقالت اللہ اللہ امرک بہذا قال نعم قالت اذن لا
یضیعنا ثم رجعت فانطلق ابراہیم حتی اذا کان بہذا الثنیۃ حیث لا یرونہ استقبل
بوجہہ البیت ثم دعا بہؤلاء الکلمات ورفع یدیہ فقال رب انی اسکنت من ذریتی
بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم حتی بلغ یشکرون فجعلت ام اسمٰعیل ترضعہ
من وہا فشربت من اللبن وطابت نفسہا فی الماء فجعلت تشرب وترضع ولدہا حتی
اذا نفد ما فی السقاء قالت لو انطلقت فنظرت لعلی ان اجد احدا قال فانطلقت حتی علا

علیہ السلام ان کو وہاں کے بھکو جس وقت تک وہ پیٹھ پھیرے کہ چلے یہاں تک کہ آکر
وہ ثنیہ کے پیچھے زمزم کے پاس جہاں کے بالائی حصہ میں لوگوں دور دور کہیں نہ تھا۔ اس وقت کعبہ کا
میں کوئی آبادی تھی اور نہ وہاں کہیں پانی تھا۔ حضرت ابراہیم نے ان دونوں کو وہاں چھوڑا اور ان کے
پاس کچھ کھانا اور ایک تھیلا پانی کا ایک مشکیزہ میں رکھ دیا۔ پھر روانہ ہو کر چلے گئے۔ حضرت اسمٰعیل علیہ
السلام کی والدہ ان کے پیچھے پیچھے گئیں جب ابراہیم کو ایسی حالت میں چھوڑ کر جاتے ہوئے
دیکھا تو عرض کیا اے کہاں جاتے ہیں اور ہم کو ایسی جگہ میں چھوڑ کر جاتے ہیں جہاں کوئی
انیس نہیں اور کوئی سامان نہیں۔ بار بار یہ فرماتی تھیں مگر حضرت ابراہیم نے ان کی طرف
التفات نہ فرمایا تھا۔ آخر انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے تو ضرور
کرنا چاہیے۔ فرمایا ہاں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ پھر وہ ہم کو برباد ہونے نہیں دیگا یہ کہہ کر
واپس لوٹ گئیں۔ ابراہیم علیہ السلام جس جگہ پر کہ وہ ان سے غائب ہو رہے تھے ان کے اہل و عیال
ان کو دیکھ نہ سکیں تو جب وہ پورا کر لیا اپنے کو قبلہ رو کر کے اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی چاہئے یہ کلمات میں سے تھا اسی کلمہ کے
ساتھ کہ ہم کو اس ایک ایسی وادی میں آباد کیا ہے جہاں کھیتی کا نام و نشان نہیں
ہے اور اس سے مراد مکہ ہے اور یہ کہ تیرے محترم گھر کے پاس اور یہ کہ وہ اس لئے کہ یہ نماز قائم کریں اور یہ کہ
تو لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے اور یہ کہ ان کو پھلوں کی روزی عطا فرما تاکہ وہ
شکر گزار بنیں۔ پھر انہوں نے کہا کہ اے میرے رب تو جانتا ہے جو کچھ ہم چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں
اور اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں نہ زمین میں نہ آسمان میں۔ تمام تعریف اللہ کی ہے جس نے
مجھ کو بڑھاپے میں اسمٰعیل اور اسحٰق عطا فرمائے۔ بیشک میرا رب دعا کا سننے والا ہے۔ میں نماز قائم کرنے والا
ہوں اور میری اولاد میں سے بھی اے میرے رب میری دعا قبول فرما۔ اے ہمارے رب مجھ کو اور میرے والدین کو

فقال ما شاء الله لا قوة إلا بالله ما أحسن هذا الوجه وأحسن هذا الشعر وأحسن هذا الثوب فخرج
حتى أتى منزله فقال لأهله هل أتاكم أحد قالوا نعم أتانا رجل ما رأينا أحسن وجهاً منه ولا أحسن
ثوباً منه ولا أحسن شعراً منه فقال إن هذا الرجل لم يدع شيئاً من أمر الدنيا والآخرة إلا سأل عنه
فاسألوه عما جاء له فقالوا ما جاء إلا لخير فقال جاء يسأل عن الحسن بن علي فقالوا ما رأينا رجلاً
أعلم منه فقال ما جاء إلا لخير فقالوا ما جاء إلا لخير فقال إن هذا الرجل لم يدع شيئاً من أمر
الدنيا والآخرة إلا سأل عنه فاسألوه عما جاء له فقالوا ما جاء إلا لخير فقال جاء يسأل عن
الحسن بن علي فقالوا ما رأينا رجلاً أعلم منه فقال ما جاء إلا لخير فقالوا ما جاء إلا لخير
فقال إن هذا الرجل لم يدع شيئاً من أمر الدنيا والآخرة إلا سأل عنه فاسألوه عما جاء له
فقالوا ما جاء إلا لخير فقال جاء يسأل عن الحسن بن علي فقالوا ما رأينا رجلاً أعلم منه

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ

ذکر الیسع ذکر آدم رواہ البخاری۔

۲۳۔ عن ابن عباس ان رجلا قال خرج علینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوما فقال عرضت علی الامم فرایت سوادا کثیرا سد الافق فقیل هذا موسی فی قومه۔ رواہ البخاری۔

۲۴۔ عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قام فی الناس فاثنی علی اللہ بما هو اهله ثم ذکر موسی فاثنی علیه ثم ذکر عیسی فاثنی علیه ثم ذکر الدجال فاثنی علیه ثم قال ما بعث اللہ من نبی الا انذر امته الاعور الکذاب الا انه اعور وان ربکم لیس باعور مکتوب بین عینیه کافر یقرؤه کل مؤمن کاتب وغیر کاتب۔ رواہ البخاری

۲۵۔ عن ابن عباس قال لما کان لیلة اسری برسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من المسجد الحرام جاءه ثلاثة نفر قبل ان یوحی الیه وهو نائم فی المسجد الحرام فقال اولهم ایهم هو فقال اوسطهم هو خیرهم فقال اخرهم خذوا خیرهم فکانت تلک اللیلة فلم یرهم حتی اتوه لیلة اخری فیما یری قلبه وتنام عینه ولا ینام قلبه وکذلک الانبیاء تنام اعینهم ولا تنام قلوبهم فلم یکلموه حتی احتملوه فوضعوه عند بئر زمزم فتولاه منهم جبریل فشق جبریل ما بین نحره الی لبته حتی فرغ من صدره وجوفه فغسله من ماء زمزم بیده حتی انقی جوفه فاتی بطست من ذهب فیه تور من ذهب محشوا ایمانا وحکمة فحشی به صدره ولغادیده یعنی عروق حلقه ثم اطبقه ثم عرج به الی السماء الدنیا فضرب بابا من ابوابها فناداه اهل السماء من هذا فقال جبریل قالوا ومن معک قال معی محمد قالوا وقد بعث الیه قال نعم فلما فتح علونا السماء الدنیا فاذا رجل قاعد علی یمینه اسودة وعلی یساره اسودة اذا نظر قبل یمینه ضحک واذا نظر قبل یساره بکی فقال مرحبا بالنبی الصالح والابن الصالح قلت لجبریل من هذا قال هذا آدم وهذه الاسودة علی یمینه وشماله نسم بنیه فاهل الیمین منهم اهل الجنة والاسودة التی علی شماله اهل النار فاذا نظر قبل یمینه ضحک واذا نظر قبل شماله بکی حتی عرج بی الی السماء الثانیة فقال لخازنها افتح فقال له خازنها بمثل ما قال الاول ففتح۔ قال انس فذکر انه وجد فی السموات ادریس وموسی وعیسی وابراهیم ولم یثبت کیف منازلهم غیر انه ذکر انه وجد آدم فی السماء الدنیا وابراهیم فی السماء السادسة قال انس فلما مر جبریل بالنبی صلی اللہ علیه وسلم بادریس قال مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح فقلت من هذا قال هذا ادریس ثم مررت بموسی فقال مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح قلت من هذا قال هذا موسی ثم مررت بعیسی فقال مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح قلت من هذا قال هذا عیسی ثم مررت بابراهیم فقال مرحبا بالنبی الصالح والابن الصالح قلت من هذا قال هذا ابراهیم قال ابن شهاب فاخبرنی ابن حزم ان ابن عباس وابا حبة الانصاری کانا یقولان قال النبی صلی اللہ علیه وسلم ثم عرج بی حتی ظهرت لمستوی اسمع فیه صریف الاقلام۔ قال ابن حزم وانس قال النبی صلی اللہ علیه وسلم ففرض اللہ علی امتی خمسین صلوة فرجعت بذلک حتی مررت علی موسی فقال ما فرض ربک علی امتک قلت فرض خمسین صلوة قال ارجع الی ربک فان امتک لا تطیق ذلک فراجعنی فوضع شطرها فرجعت فقال ضع شطرها فرجعت فقال راجع ربک فان امتک لا تطیق ذلک فراجعته فقال هی خمس وهی خمسون لا یبدل القول لدی فرجعت الی موسی فقال راجع ربک فقلت استحییت من ربی ثم انطلق بی حتی انتهی بی الی سدرة المنتهی فغشیها الوان لا ادری ما هی ثم ادخلت الجنة فاذا فیها حبایل اللؤلؤ واذا ترابها المسک۔ رواہ البخاری

۲۶۔ عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول لنا لیلة لم ینم قلبه ولم تنم عینه ولم یعقل لنا عند رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فقد ما یعقل عند الرجل فی اول نومة یرانا نطیف به فقام رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فقال انی رایت کانی نائم اطوف بالکعبة فاذا رجل آدم سبط الشعر یهادی بین رجلین ینطف راسه ماء او یهراق راسه ماء فقلت من هذا قالوا ابن مریم فذهبت التفت فاذا رجل احمر جسیم جعد الرأس اعور العین الیمنی کاشبه من رایت من الناس بابن قطن واشبه من رایت به ابن قطن قد اوفی علی بعیر له احمر یخطر بین منکبین یطوف بالبیت فقلت من هذا فقالوا المسیح الدجال۔ رواہ البخاری

۲۷۔ عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یعرض نفسه علی الناس بالموسم فقال الا رجل یحملنی الی قومه فان قریشا قد منعونی ان ابلغ کلام ربی۔ رواہ ابوداؤد

۲۸۔ عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یعرض نفسه بالموسم فقال الا رجل یحملنی الی قومه فان قریشا قد منعونی ان ابلغ کلام ربی۔ رواہ ابوداؤد

۲۹۔ عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یعرض نفسه بالموسم فقال الا رجل یحملنی الی قومه فان قریشا قد منعونی ان ابلغ کلام ربی۔ رواہ ابوداؤد

۳۰۔ عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یعرض نفسه بالموسم فقال الا رجل یحملنی الی قومه فان قریشا قد منعونی ان ابلغ کلام ربی۔ رواہ ابوداؤد

۳۱۔ عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یعرض نفسه بالموسم فقال الا رجل یحملنی الی قومه فان قریشا قد منعونی ان ابلغ کلام ربی۔ رواہ ابوداؤد

۳۲۔ عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یعرض نفسه بالموسم فقال الا رجل یحملنی الی قومه فان قریشا قد منعونی ان ابلغ کلام ربی۔ رواہ ابوداؤد

۳۳۔ عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یعرض نفسه بالموسم فقال الا رجل یحملنی الی قومه فان قریشا قد منعونی ان ابلغ کلام ربی۔ رواہ ابوداؤد

۳۴۔ عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یعرض نفسه بالموسم فقال الا رجل یحملنی الی قومه فان قریشا قد منعونی ان ابلغ کلام ربی۔ رواہ ابوداؤد

۳۵۔ عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یعرض نفسه بالموسم فقال الا رجل یحملنی الی قومه فان قریشا قد منعونی ان ابلغ کلام ربی۔ رواہ ابوداؤد

۳۶۔ عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یعرض نفسه بالموسم فقال الا رجل یحملنی الی قومه فان قریشا قد منعونی ان ابلغ کلام ربی۔ رواہ ابوداؤد

۳۷۔ عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یعرض نفسه بالموسم فقال الا رجل یحملنی الی قومه فان قریشا قد منعونی ان ابلغ کلام ربی۔ رواہ ابوداؤد

۳۸۔ عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یعرض نفسه بالموسم فقال الا رجل یحملنی الی قومه فان قریشا قد منعونی ان ابلغ کلام ربی۔ رواہ ابوداؤد

۳۹۔ عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یعرض نفسه بالموسم فقال الا رجل یحملنی الی قومه فان قریشا قد منعونی ان ابلغ کلام ربی۔ رواہ ابوداؤد

۴۰۔ عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یعرض نفسه بالموسم فقال الا رجل یحملنی الی قومه فان قریشا قد منعونی ان ابلغ کلام ربی۔ رواہ ابوداؤد

۴۱۔ عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یعرض نفسه بالموسم فقال الا رجل یحملنی الی قومه فان قریشا قد منعونی ان ابلغ کلام ربی۔ رواہ ابوداؤد

۴۲۔ عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یعرض نفسه بالموسم فقال الا رجل یحملنی الی قومه فان قریشا قد منعونی ان ابلغ کلام ربی۔ رواہ ابوداؤد

۴۳۔ عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یعرض نفسه بالموسم فقال الا رجل یحملنی الی قومه فان قریشا قد منعونی ان ابلغ کلام ربی۔ رواہ ابوداؤد

۴۴۔ عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یعرض نفسه بالموسم فقال الا رجل یحملنی الی قومه فان قریشا قد منعونی ان ابلغ کلام ربی۔ رواہ ابوداؤد

۴۵۔ عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یعرض نفسه بالموسم فقال الا رجل یحملنی الی قومه فان قریشا قد منعونی ان ابلغ کلام ربی۔ رواہ ابوداؤد

۴۶۔ عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یعرض نفسه بالموسم فقال الا رجل یحملنی الی قومه فان قریشا قد منعونی ان ابلغ کلام ربی۔ رواہ ابوداؤد

۴۷۔ عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یعرض نفسه بالموسم فقال الا رجل یحملنی الی قومه فان قریشا قد منعونی ان ابلغ کلام ربی۔ رواہ ابوداؤد

۴۸۔ عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یعرض نفسه بالموسم فقال الا رجل یحملنی الی قومه فان قریشا قد منعونی ان ابلغ کلام ربی۔ رواہ ابوداؤد

۴۹۔ عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یعرض نفسه بالموسم فقال الا رجل یحملنی الی قومه فان قریشا قد منعونی ان ابلغ کلام ربی۔ رواہ ابوداؤد

۵۰۔ عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یعرض نفسه بالموسم فقال الا رجل یحملنی الی قومه فان قریشا قد منعونی ان ابلغ کلام ربی۔ رواہ ابوداؤد

[illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۳۴۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو [illegible] لم یخلق آدم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۳۵۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۳۶۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۳۷۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۳۸۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۳۹۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۴۰۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۴۱۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۴۲۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۴۳۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۴۴۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۴۵۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۴۶۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۴۷۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۴۸۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۴۹۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۵۰۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۵۱۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۵۲۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۵۳۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۵۴۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۵۵۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۵۶۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۵۷۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۵۸۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۵۹۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۶۰۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۶۱۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۶۲۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۶۳۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۶۴۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۶۵۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۶۶۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۶۷۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۶۸۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۶۹۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۷۰۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۷۱۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۷۲۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۷۳۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۷۴۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۷۵۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۷۶۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۷۷۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۷۸۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۷۹۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۸۰۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۸۱۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۸۲۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۸۳۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۸۴۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۸۵۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۸۶۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۸۷۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۸۸۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۸۹۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۹۰۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۹۱۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۹۲۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۹۳۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۹۴۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۹۵۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۹۶۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۹۷۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۹۸۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۲۹۹۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

۱۳۰۰۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ذکرہ ابن ابی حاتم

فقالوا ما نستطيع معه صبرا إنك لن تستطيع معي صبرا قال ألم أقل لك إنك لن تستطيع معي صبرا قال إن سألتك عن شيء بعدها فلا تصاحبني قد بلغت من لدني عذرا فانطلقا حتى إذا أتيا أهل قرية استطعما أهلها فأبوا أن يضيفوهما فوجدا فيها جدارا يريد أن ينقض فأقامه قال لو شئت لاتخذت عليه أجرا قال هذا فراق بيني وبينك سأنبئك بتأويل ما لم تستطع عليه صبرا أما السفينة فكانت لمساكين يعملون في البحر فأردت أن أعيبها وكان وراءهم ملك يأخذ كل سفينة غصبا وأما الغلام فكان أبواه مؤمنين فخشينا أن يرهقهما طغيانا وكفرا فأردنا أن يبدلهما ربهما خيرا منه زكاة وأقرب رحما وأما الجدار فكان لغلامين يتيمين في المدينة وكان تحته كنز لهما وكان أبوهما صالحا فأراد ربك أن يبلغا أشدهما ويستخرجا كنزهما رحمة من ربك وما فعلته عن أمري ذلك تأويل ما لم تسطع عليه صبرا (پ ۱۶ الکہف)

کو یاد دلائی تھی اس لئے اس کو یاد آیا کہ اگر یہ بھی وہی جواب دیں گے جو پہلے دیا تھا تو پھر ان کو کچھ نہ دینا پڑے گا اس لئے بہانہ کرنے کے لئے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو اس کام کی اجرت لے لیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس بات سے بڑا رنج ہوا کہ ہم نے ان سے کھانا مانگا اور انہوں نے نہیں دیا اور ہم نے ان کا کام کیا اور انہوں نے اجرت نہیں دی۔ اس لئے آپ نے فرمایا کہ اگر آپ چاہتے تو اس کام کی اجرت لے سکتے تھے۔ اس پر خضر علیہ السلام نے کہا کہ اب میرا اور آپ کا ساتھ نہیں رہ سکتا۔ اب میں آپ کو ان باتوں کی حقیقت بتاتا ہوں جن پر آپ صبر نہ کر سکے۔ کشتی کے ٹوٹے کی حقیقت یہ ہے کہ کشتی چند غریب آدمیوں کی تھی جو دریا میں کام کرتے تھے اور ان کے آگے ایک بادشاہ تھا جو ہر اچھی کشتی کو زبردستی چھین لیتا تھا۔ میں نے چاہا کہ کشتی کو عیب دار کر دوں تاکہ وہ بادشاہ اس کو نہ لے جائے۔ لڑکے کی حقیقت یہ ہے کہ اس کے ماں باپ مومن تھے اور ہمیں ڈر ہوا کہ لڑکا بڑا ہو کر ان کو اپنے کفر و سرکشی سے تنگ کرے گا اس لئے ہم نے چاہا کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس کے بدلے ایک اور لڑکا دے جو اس سے بہتر ہو۔ دیوار کی حقیقت یہ ہے کہ اس کے نیچے دو یتیم بچوں کا خزانہ ہے اور ان کا باپ نیک آدمی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ وہ بچے بڑے ہو کر اپنا خزانہ نکالیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ میں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کیا۔ یہ ہے حقیقت ان باتوں کی جن پر آپ صبر نہ کر سکے۔ (پ ۱۶ الکہف)

۱۲۴۵۔ یہ حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت پر دلیل ہے کہ ان کو وحی ہوتی تھی۔ اگر یہ نہ ہو تو ان کا یہ فعل بھی ان کے اجتہاد پر مبنی ہوگا اور اجتہاد نبی کے لئے حجت ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان کو وحی نہ ہوئی ہو اور اجتہاد ہی سے کام لیا ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان کو وحی ہوئی ہو اور اجتہاد سے بھی کام لیا ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان کو وحی نہ ہوئی ہو اور اجتہاد سے بھی کام نہ لیا ہو۔ بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے ان باتوں کا علم براہ راست عطا فرمایا ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا علم براہ راست ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے ک

صلی اللہ علیہ وسلم یرحم اللہ موسیٰ لو وددنا لو صبر حتی یقص علینا من خبرھما رواہ البخاری۔

۱۲۴۷۔ عن عمرو بن دینار عن سعید بن جبیر قال قلت لابن عباس ان نوفا البکالی یزعم ان موسیٰ صاحب الخضر لیس موسیٰ بنی اسرائیل فقال کذب عدو اللہ سمعت ابی بن کعب یقول قام موسیٰ خطیبا فی بنی اسرائیل فسئل ای الناس اعلم فقال انا اعلم فعتب اللہ علیہ اذ لم یرد العلم الیہ فاوحی اللہ الیہ ان لی عبدا بمجمع البحرین ھو اعلم منک قال موسیٰ یا رب فکیف لی بہ قال تاخذ حوتا فتجعلہ فی مکتل حیث ما فقدت الحوت فھو ثم فانطلق وانطلق بفتاہ یوشع بن نون وحملا حوتا فی مکتل حتی اتیا الصخرۃ فوضعا رؤسھما فناما واضطرب الحوت فی المکتل فخرج منہ فسقط فی البحر فاتخذ سبیلہ فی البحر سربا فامسک اللہ عن الحوت جریۃ الماء حتی کان اثرہ فی حجر مر موسیٰ فانطلقا بقیۃ یومھما ولیلتھما حتی اذا کان من الغد قال موسیٰ لفتاہ اٰتنا غداءنا لقد لقینا من سفرنا ھذا نصبا ولم یجد موسیٰ النصب حتی جاوز المکان الذی امر بہ فقال لہ فتاہ ارءیت اذ اوینا الی الصخرۃ فانی نسیت الحوت وما انسانیہ الا الشیطان ان اذکرہ واتخذ سبیلہ فی البحر عجبا فکان للحوت سربا ولموسیٰ ولفتاہ عجبا فقال موسیٰ ذلک ما کنا نبغ فارتدا علی اثارھما قصصا فوجدا خضرا فکان من شانھما الذی قص اللہ فی کتابہ۔

صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے ہماری تمنا تھی کاش کہ موسیٰ علیہ السلام مذکور اور صبر کرلیتے تاکہ ان کے کچھ واقعات ہم کو اور معلوم ہو جاتے۔ بخاری شریف

۱۲۴۷۔ عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ قتادہ بن دعامہ موسیٰ علیہ السلام کا بچازاد بھائی تھا اور سعید ان کے دوسرے آزاد رہا کردہ غلاموں تک پہنچی کہ اس نے ایک زاہد سے سنا کہ وہ کہتا تھا کہ لوگ جب کل میرے پاس جمع ہوں تو تو یہ کہنا کہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میرے مکتب کو چاہئے جب کل لوگ جمع ہوئے تو وہ آئی اور قتادہ سے چپکے سے اس نے کوئی بات کہی پھر لوگوں کو مخاطب کر کے بولی اس قتادہ نے ہی مجھ کو موسیٰ علیہ السلام کے سر اسی ایسی بات لگانے کے لیے کہا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان باتوں میں سے کوئی حرف بھی نہیں فرمایا یہ خبر موسیٰ علیہ السلام کو بھی پہنچ گئی وہ اس وقت مجمع میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ یہ سن کر بیٹھ

بعید یا صاحب الموعی یا ساکن بادیۃ	یا قتادہ اے مخاطب یا ساکن بادیہ ہو کر کیا تم کو معلوم نہیں
من لی علما لا یسعنی لا ان اعلمہ	کہ کوئی شخص ایسا پڑا ہے جسے موسیٰ نے کہا کہ شاید مجھ سے بھی علم
وان ذلک علما لا ینبغی لی ان اجھلہ	علم خضر، مکتب کے لیے مناسب نہیں ہوا آپ کو علم
	ہونا چاہیے جو علم مناسب نہیں
فی مجمع البحرین جمال لقیہ	وہ خضر کی جگہ مجمع البحرین ہے جہاں کہ آب حیات کنوئیں
فلم یاسفا لا یبتغی من ماھما شیئا	ہیں اس کا پانی میں پیتا ہوں کہ جاؤ وہ نہ
الا حیی فاصاب الحوت من ماء	ہو وہی حی وہ پانی کسی طرح اس مچھلی پر بھی پڑ گیا
تلاقی الحوض حتی فجرہ وانسل	تو وہ زندہ ہو گئی بھی
من المکتل حتی حل البحر	

واللہ کو کے معنی بھی بعد کے ہیں۔ اس تسبیح کی درستی میں سمجھ لینی چاہیے۔

أَخَّرْتَ جِدَّ هٰذَا الْبَحْرِ فَإِنَّ لَهُ شَأْنًا وَفَضْلًا وَتَسْلَمُونَ
آيَاتِي أَنْ كَانَ مَا قَدْ قَالَ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَى مُوسَى أَنْ يَا مُوسَى إِنِّي قَدْ أَمَرْتُ
الْبَحْرَ أَنْ تُطِيعَكَ وَكَانَ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْجَزِيرَةُ فَضَرَبَ عَلَيْهَا بِعَصَاهُ الَّذِي
أَعْطَاهُ مُوسَى وَجَلَسَتْ وَاللّٰهُ فَلَقَ بَعْدَ الْبَحْرِ وَمَرَّ مُسْلِمُونَ وَذٰلِكَ أَنَّ فَلَقَ كُلِّ وَاحِدٍ
كَالْجَبَلِ الْعَظِيمِ فَلَمَّا جَاوَزُوا قَالَ فِرْعَوْنُ لِقَوْمِهِ يَا مُوسَى ادْعُ
لَنَا رَبَّكَ أَنْ يُجِيزَنَا حَتَّى نَلْحَقَ بِهِ فَقَالَ مُوسَى إِنَّكُمْ لَا تَلْحَقُونَ
حَتَّى تَرْجِعُوا إِلَى مِصْرَ فَلَمَّا رَجَعُوا قَالَ

کما فی الدر المنثور من دصة قارون ۱۲

۱۲۴۸۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یُوْنُسُ وَضَعَ هٰذَا الْحَدِیْثَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ کَانَ تَعْلَمُ الْعَرَبُ یَاْتِیْ اَسَاسَ عَبَّاسًا کَانَ کَانَ فِیْ مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ مَا لَطَمَهُ فَعَمِیَ عَیْنَهُ وَفِیْ حَدِیْثِهٖ فَقَرَّ اللّٰهُ عَلَیْهِ عَیْنَهُ وَکَانَ یَاْبِیْ اَسَاسَ عَیْنَهُ رواہ احمد وابو یعلی وابن جریر وابن ابی حاتم کما فی البدایۃ والنہایۃ

سَیِّدُنَا دَاوٗدُ عَلَیْهِ السَّلَام

۱۲۴۹۔ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِی الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ کَانَ یَدَاوٗدُ عَلَیْهِ السَّلَامُ مِنَ اللَّیْلِ سَاعَةً یُوْقِظُ فِیْهَا اَهْلَهٗ فَیَقُوْلُ یَا اٰلَ دَاوٗدَ قُوْمُوْا فَصَلُّوْا فَاِنَّ هٰذِهٖ سَاعَةٌ یَسْتَجِیْبُ اللّٰهُ

ان کو نجات دیتا (دلشد، المصارم المسلول)۔

۱۲۴۸۔ ابوہریرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ پہلے لوگ (عرب) کے وقت آپ کے پاس آیا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ جب وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو انہوں نے ان کے تھپڑ مارا اور ان کی آنکھ پھوٹ گئی۔ پھر پورا واقعہ ذکر فرمایا اس کے بعد مذکور ہے کہ وہ پرشید طور پر آنے لگے۔

حضرت داؤد علیہ السلام

۱۲۴۹۔ عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ رات میں ایک وقت تھا جس میں داؤد علیہ السلام اس وقت اپنے اہل کو جگا دیتے اور فرماتے جاتے تھے اے آل داؤد اٹھو اور نماز پڑھو کیونکہ یہ ایسا وقت ہے جس میں اللہ تعالیٰ سب کی دعائیں

۱۲۴۹۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وضع فرمودہ حدیث ہے۔ اور بعض علماء نے داؤد علیہ السلام کے مشغل عمل میں جن کو جمع کر دیا ہے ان میں سے کسی اس روایت میں اختلاف ہے (جس کی تفصیل کر دی گئی ہے) مولف کہتا ہے کہ اس آیت کا ہمارے مسیح علیہ السلام کے علاوہ کسی کو سمجھ لینا ہی کافی ہے۔ (محمد رفیع صاحب)

عزوجل فی قولہا الذی شاء کانت جزاؤہ غالباً ۔ (باب الحصف)

۱۲۵۰۔ عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احب الصلوٰۃ الی اللہ صلوٰۃ داؤد واحب الصیام الی اللہ صیام داؤد کان ینام نصف اللیل ویقوم ثلثہ وینام سدسہ ویصوم یوماً ویفطر یوماً متفق علیہ واللفظ لمسلم وقد ذکرہ البخاری فی اول من ھذا من کتاب الانبیاء

۱۲۵۱۔ عن ابی ھریرۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم خفف عن داؤد القرآن فکان یامر بدوابہ فتسرج فیقرأ القرآن قبل ان تسرج دوابہ

قبول فرماتے ہے سو بے جو دگر اور عفو سوال کرنے والے کے ۔ (ع)

۱۲۵۰۔ عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز میں سب سے پیاری نماز داؤد کی نماز ہے اور روزوں میں سب سے پیارا روزہ عائشہ کے نزدیک حضرت داؤد علیہ السلام کے روزوں کا روزہ ہے وہ آدھی رات سوتے تھے اور اس کے بعد تہائی رات نماز پڑھتے پھر چھٹا حصہ سوتے پھر ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے ۔ (متفق علیہ)

۱۲۵۱۔ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ داؤد علیہ السلام کے لیے زبور کے پڑھنے کو ہلکا کر دیا گیا تھا کہ وہ اپنی سواری تیار کرنے کا حکم دیتے اور اس پر زین کسی جاتی اور زین کسنے سے پہلے پہلے یہ زبور پڑھ کر فارغ ہو جاتے ۔ (بخاری)

فائدہ ۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ حدیث ان روایتوں کے معارض ہے جن میں ہے کہ ہم انبیاء کی نماز کی تعریف میں کہ ان کی نماز ایک رات میں ایک بار ہوتی تھی اور دوسری رات میں دوسری بار ہوتی تھی ۔

۱۲۵۰۔ اس حدیث سے تمام حقوق کی ادائیگی ہو جاتی ہے مالی کے حقوق زکوٰۃ ادا کرنے سے اور بدنی کی رکعت ہے کہ بندے کے ضرورت سے فارغ ہونے سے اور مرکب حقوق کی ادائیگی بھی ہو جاتی ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر قسم کے حقوق کی ادائیگی ساتھ میں ہونی چاہیے ورنہ کچھ حقوق ہیں کہ ان کی ادائیگی ہو جاتی ہے اور بعض حقوق کے حقوق باقی رہ جاتے ہیں ۔

۱۲۵۱۔ حدیث کے بیان کرنے سے ۔ ۔ ۔ ان کا بھی ہے کہ بعض اوقات سے ساعتوں میں ہو جاتا ہے

وَلَا يَأْكُلُ إِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ ۔ بخاری

سَیِّدُنَا سُلَیْمَان علیہ السلام

۱۲۵۲ ۔ عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ كَانَتِ امْرَأَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا جَاءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِابْنِ إِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ صَاحِبَتُهَا إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ وَقَالَتِ الْأُخْرَى إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ فَتَحَاكَمَتَا إِلَى دَاوُدَ فَقَضَى بِهِ لِلْكُبْرَى فَخَرَجَتَا عَلَى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ فَأَخْبَرَتَاهُ فَقَالَ ائْتُونِي بِالسِّكِّينِ أَشُقُّهُ بَيْنَكُمَا فَقَالَتِ الصُّغْرَى لَا تَفْعَلْ يَرْحَمُكَ اللَّهُ

ذلی خاص بات یہ تھی کہ صرف یہ اپنا کھانا کمائی کھاتے تھے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام

۱۲۵۲ ۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے بیان فرمایا کہ دو عورتیں تھیں جن کے ساتھ ان کے دو بچے تھے، بھیڑیا آیا اور ان میں سے ایک کا بچہ لے گیا۔ اس پر اس کی ساتھی بولی کہ تیرے بچہ کو لے گیا ہے، دوسری نے کہا نہیں تیرے کو لے گیا ہے۔ یہ دونوں اپنا معاملہ حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس لے گئیں، انھوں نے (زیادہ عمر کی) بڑی کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ اس کے بعد پھر وہ دونوں سلیمان بن داؤد کی طرف چلیں اور ان سے دونوں نے پھر اپنا اپنا معاملہ بیان کیا۔ انھوں نے فرمایا اچھا (میرے پاس) چھری لاؤ میں اس لڑکے کو کاٹ کر تم دونوں میں آدھا آدھا تم دونوں کو دے دوں۔ اس پر چھوٹی بولی، خدا تجھ پر رحم فرمائے، ایسا نہ کیجئے، یہ لڑکا اسی کا ہے (میرا نہیں) یہ سن کر آپ نے فیصلہ

صنعت حسن کے متعلق بہت نظری باتیں کی جاتی ہیں، اس حقیقت کا بھی بہت کچھ اظہار کیا گیا ہے کہ محنت کی عظمت کی جو تلقین اس واقعہ سے کی جاتی ہے اس کو سمجھنے میں کوئی دشواری ہو۔ البتہ حضرت داؤد کے طول عمر کے متعلق کچھ کہنا دقت طلب ہے۔

۱۲۵۲ ۔ اس روایت میں بھی کوئی تخصیص نہیں ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو بیت المقدس تعمیر کرنے کا حکم دیا گیا تھا یا نہیں اور نہ اسی طرح حضرت سلیمان کے متعلق کچھ معلوم ہوتا ہے۔ ہر حال یہ امر مسلم ہے کہ ان کے ہاتھ سے کوئی عمارت بنی تھی، حضرت داؤد نے اپنی عمر کے آخری حصہ میں یہ کام شروع کیا تھا جو ان کی وفات کے بعد حضرت سلیمان نے پورا کیا۔

عُرَاۃً اَدفَعُ بِہٖ لِنَصْفَرِی متفق علیہ۔

اسی کا ہے۔ اس کی بات سن کر انہوں نے یہ مصلہ دے کر اکرلہ کا چھڑا لو کہ دیا جائے
(متفق علیہ)

اسی حدیث سے اس واقعہ کا انکشاف ہو جاتا ہے کہ کی اس پر معمولی اجر کی طرح فرمان کریم کی مراد ہیں اشارہ
ہے وَجَعَلْنَا لَهُ سَلِيمَانَ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا الآیہ

وٹ سر ۵۴ خالی تھا۔ میں نے وہ موٹو ۔ البلس میں حوف کر دیا ہے۔ قارئین پریشان نہ ہوں۔

سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات طیبہ کی ایک اہم سرگزشت کے متعلق

چند جدید علمی اور منصفانہ نکات قرآن و حدیث اور تاریخ کی روشنی میں

حضرت علی جلد حضرت کے دل قیامت کی بڑی خلافت پاکر حضرت کو کہ حالانکہ ہم کو علم نہیں کی جملہ قرآن کے اصل ہیں ہے

حضرت علی کا یہ ارشاد کہ ہم سے حدیث نہ بیان کرو جو کتاب اللہ میں نہ ہو ہم نے اس کو اس لئے نہیں لکھا کہ ہم کتاب اللہ کے سوا کسی اور چیز کو اس کے ساتھ شامل کرنا چاہتے ہیں بلکہ اس لئے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ قرآن کے سوا کچھ نہ لکھو جو لکھا ہو مٹا دو

صدیوں راتوں ہوتی ہیں، انسانی عمریں کتابوں کی طرح ختم ہوتی ہیں، دنیا کی تاریخ کی تصنیف کے لئے بڑی بڑی قرنیں پیدا ہوئی ہیں، ان میں ہر ایک لفظ، ہر ایک جملہ، ہر ایک عبارت، ہر ایک سطر، ہر ایک صفحہ، سینکڑوں برس کا ہوتا ہے، ان میں ہر ایک جملہ اپنی جگہ ایک مستقل تاریخ ہے، ہر ایک جملہ اپنی جگہ ایک پورا فلسفہ ہے، ہر ایک جملہ اپنی جگہ ایک مکمل کتاب ہے، ہر ایک جملہ اپنی جگہ ایک پوری تہذیب ہے، ہر ایک جملہ اپنی جگہ ایک پورا مذہب ہے، ہر ایک جملہ اپنی جگہ ایک پوری دنیا ہے، ہر ایک جملہ اپنی جگہ ایک پورا انسان ہے، ہر ایک جملہ اپنی جگہ ایک پورا خدا ہے، ہر ایک جملہ اپنی جگہ ایک پورا رسول ہے، ہر ایک جملہ اپنی جگہ ایک پورا قرآن ہے، ہر ایک جملہ اپنی جگہ ایک پوری کائنات

ان میں سے ایک دانا بھی عالم کے تعریف کرنے سے ڈرتا ہے اور جب آپ کو ان میں سے ایک دانا کے بھی
بھی مخلص نہیں ملتے تو آپ اپنا کام کیسے چلائیں گے ایک جاہل سے دوسرے جاہل کی تعریف کا کیا
ہے وہ تو آپ کے دروازے پر ہی کھڑا ہے ۔

اسی لئے جب آپ تعریف عالم کے واسطے چلیں گے تو یہ بھی بہت مشکل ہو جائے گا کیونکہ
کسی رہنے والے کو بھی تعریف کرنے کے لئے نہ پائیں گے آخر آپ ۔ سب اور سب ہی رخصت ہو جائیں گے اور آپ
کر پڑیں گے ۔ کسی سستی ۔ کرے ۔ دماغ پڑھے بڑھے پر اور نوکری کے لئے اور اٹھنے لگیں گے اور بیمار
کا بیمار ہی رہے گا ۔ اس لئے اس امر کو قبول کر لیجئے کہ آپ کا یہ کام نہیں ہے اور واقعات کے
بیان کی ذمہ داری بھی اور تعریف کرنے کے لئے اٹھانی ہے ۔ اب اگر آپ نہیں کی تعریف کو بیسویں صدی کے واقعات
کے پیش نظر کر لے چلے جائیں تو کیا آپ کوئی صحیح نتیجہ نکال سکیں گے لیکن ہاں اب آپ عالم کی تعریف کی
تعریف کے دو ں سرے کو دیکھیں گے اور دونوں آپ کو بالکل کیساں صورت میں نظر آئیں گے

یہی وجہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رسول کا مسئلہ بھی عالم کے درمیانی واقعات کا مسئلہ ہے بلکہ تعریف عالم کے
واقعات کی ایک ہم کڑی ہے اس لئے ہی ہم کو اس کی بھی اصول ہے ظاہر ہے کہ جب تمام دروازوں کے ۔ رہ ہو چکے تب
سب لوگوں میں پہلے کا ۔ اور قریب آ رہا ہوا اس سے دو میل صرف ایک ۔ ف کی آسمان سے زمین پر
آنا کوئی بڑی بات ہے بلکہ اس دنیا کی زندگی کے بعد ہی حال زوال گھوڑے عالم اصلی کی کہانی مقابلہ سے
لئے ایک یہ کہا اور مگر دن ہے اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں ارتقاء ہے وہ ۔ ۔ ۔
یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام کی ایک تعریف ہے اور عنوان میں حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت
مقابل ہے کہ اس بات کے ۔ ۔ ۔ سے قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف کی ہے

اس کے بعد جب آپ اس رجوع کی طرف یا بھگتی ہے کسی تعریف کے متعلق یا شخصیت کسی دوسری صنعت
کے قلم کوئی خبر ہے ۔ اس سے کہ الگ ہے تو آپ کو یہی آپ ہوگا کہ وہ صرف عام علماء میں سے نہیں ہے بلکہ خود
بھی جلیل القدر اسلام کی جماعت میں کی سب سے ایک بہت سب سے ۔ ۔ ۔ کے طور پر جنے علماء میں کی تعریف
صرف ایک مصنف اسی کے دو ۔ ۔ ۔ آتی ہے جس میں قابل جرح ہے اور ہو بھی نہ کسی نظیر کے واقعات کی
کسی تعریف کرتی ہیں ان کے ۔ ۔ ۔ دیکھے ۔ ۔ ۔

ہی ذرا نگاہ غائر اور عمیق سے دیکھا جائے تو اصل اس کی اصلی بنیاد ہے اور اسی اصل کی بنا پر حضرات علمائے اسلام سب علاقہ عمل جو ان میں واقع ہیں کرتے ہیں کہ وہ اصل ہی عمل ہے وہ سب سریت کے قوت ہوئی ہے یہ بڑا مضمون دقیق ہے جس کو ہر فاضل نہیں سمجھ سکتا ہے

علامہ ابن نجیم لکھتے ہیں ۔ وان سمی بہا ما کرہ تحریما بہت سے علماء اصل کی تعریف یہ کرتے ہیں کہ اصل وہ ہے جو بذات خود قائم ہو اور فرع کا محتاج نہ ہو اور فرع اس کو کہتے ہیں جو اصل کا محتاج ہو اور اس کے بغیر قائم نہ ہو سکے اور اصل کی یہ تعریف بھی کی ہے کہ اصل وہ ہے جس کا حکم دوسرے پر ثابت ہو اور فرع وہ ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کے بارے میں مسلمانوں کا عقیدہ

واضح رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کے بارے میں جو کچھ احادیث میں آیا ہے اس کی بنا پر امت کا اجماعی عقیدہ یہ ہے کہ آپ آسمان پر زندہ اٹھائے گئے ہیں اور قرب قیامت میں آپ کا نزول ہوگا۔ آپ کا نزول ایک بڑی علامت ہے قیامت کے قریب آنے کی۔ اس لئے اس کا انکار کرنا گویا قیامت کا انکار کرنا ہے۔ اس کے علاوہ آپ کا نزول ایک ایسا واقعہ ہے جس کا تعلق براہ راست اسلام سے ہے۔ آپ کا نزول ہوگا تو آپ اسلام ہی کے مطابق فیصلے کریں گے۔ اس لئے اس کا انکار کرنا گویا اسلام کا انکار کرنا ہے۔ اس وجہ سے امت کا اجماعی عقیدہ یہ ہے کہ آپ کا نزول ہوگا۔ اس اجماعی عقیدے کی بنیاد قرآن و حدیث کی بہت سی نصوص پر ہے۔ ان نصوص کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔ ان کی تفصیل کے لئے دیکھئے میری کتاب "حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے یا وفات پاگئے؟"

مسئلہ نزول کی بنیاد کتب حدیث پر ہے

بعض حضرات نے یہ شبہ ظاہر کیا ہے کہ آپ کے نزول کا مسئلہ کتب حدیث میں مذکور ہے، جو قطعی نہیں بلکہ ظنی ہیں، اس لئے اس مسئلہ کو بھی ظنی ہی شمار کرنا چاہئے حتی کہ بعض لوگوں نے جو بعض احادیث کو بنیاد بنا کر آپ کے نزول کا انکار کیا ہے، اس کی اصل وجہ یہی ہے کہ ان کے خیال میں یہ احادیث ظنی ہیں، لیکن اس کے باوجود امام مسلم نیشاپوری کی کتاب کی بلند ترین شرائط پر بھی تو یہ احادیث پوری اترتی ہیں، پھر ان کو ظنی کہنے کی کیا وجہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کو جو احادیث بیان کرتی ہیں، ان کا ایک ایک لفظ قطعی ہے یا نہیں، یہ ایک الگ بحث ہے، لیکن اس مسئلہ کا ثبوت ان احادیث پر موقوف نہیں، بلکہ یہ مسئلہ قرآن کریم کی بہت سی آیات سے ثابت ہے، جن کی تفصیل میں جانے کا یہ موقع نہیں۔ اس لئے اس مسئلہ کا ثبوت قطعی ہے، اور اس کا انکار کرنا گویا قرآن کریم کے ایک قطعی مسئلہ کا انکار کرنا ہے۔ البتہ احادیث میں اس مسئلہ کی جو تفصیلات آئی ہیں، ان میں سے بعض کا ثبوت ظنی ہے، لیکن اس سے اصل مسئلہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اس مسئلہ کی تفصیلات کے بارے میں ہر مسلمان کو اختیار ہے کہ جو تفصیل اس کے نزدیک زیادہ قوی ہو، اس کو اختیار کرلے۔ اس لئے اس مسئلہ کی تفصیلات کو بنیاد بنا کر اصل مسئلہ کا انکار کرنا کسی طرح درست نہیں۔ اس مسئلہ کی تفصیلات کے بارے میں میری رائے وہی ہے جو میرے والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی رائے تھی، اور جس کو انہوں نے اپنی کتاب "حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے یا وفات پاگئے؟" میں بیان فرمایا ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے اس مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر بڑی تفصیل کے ساتھ بحث فرمائی ہے، اور اس کتاب میں ان کی تحقیق یہ ہے کہ آپ کا نزول ہوگا، لیکن نزول کی جو تفصیلات بعض احادیث میں آئی ہیں، ان میں سے بعض کا ثبوت ظنی ہے۔ اس لئے ان تفصیلات کے بارے میں ہر مسلمان کو اختیار ہے کہ جو تفصیل اس کے نزدیک زیادہ قوی ہو، اس کو اختیار کرل

[illegible] (دیکھو [illegible])

[illegible] اس مسئلہ میں [illegible] اس مسئلہ کی بنا پر [illegible] اس مسئلہ کی بنا پر [illegible]

[

پھر جہاں ہو ۔ ہے ۔ اہاں کہ ہے جیو ہو ما ہے گا

اور ۔ ۔ ۔

سید رسول کی اہمیت اور اس کی تصدیق

۱۴۔ اس کے بعد ان کی نظر یہاں ایک اور اہم حقیقت سے بھی جا ٹکرائی ہے اور وہ ہے اس [illegible] حقیقت میں الجھ کر رہ جاتی ہے کہ ان دونوں میں سے کون سا مذہب برحق ہے اور کون سا ناحق۔ ایک بنیادی ہے اور جس طرح دیگر بنیادی امور میں سید رسول کا ایک معیار ہمیں دیتا ہے اسی طرح اس بنیادی امر میں بھی وہ ہمیں ایک بنیاد فراہم کرتا ہے۔ یہاں رسول کی تصدیق پہلے سے کر چکی ہے اس کسوٹی میں پرکھ کر اور اسی معیار میں تول کر یہ بتا دیا ہے کہ کس دین کے اصول رسول کی تصدیق کے مطابق ہیں اور کس کے نہیں۔ ان کو پرکھنے کی یہ کسوٹی ایک اصولی ہدایت ہی ہو سکتی ہے کہ کسی دین کی کتاب کی دوسری کتابوں کا مقام معلوم کرنے کی یہ کسوٹی ہے۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ کسب سابقہ میں وہ صحیح کہ جس کی تصدیق کی گئی تھی ایک صحیح بات ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمائی تھی اور دوسری صحیح صفات کی جس کا مصداق وہ حال ہے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعوت جوں کی توں موجود ہے تو یہ صحیح صفات کی تو نہ صحیح صفات کا مصداق ٹھہرایا اور اس لئے کہ کی یہ صفات رسول کے ذریعے سے ہیں اور جب صحیح صفات کا مصداق نہ ٹھہرائیں گے تو یہ صحیح بات کا مصداق نہ ٹھہریں گے۔ یہی وجہ ہے کہ انہم یہود داخل کی انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تو صحیح بات کا مصداق نہ مانا مگر ہم سے بڑھ کر ان کو تعلیم کا ایک جز بنایا ہے یہاں اس مسئلہ پر بڑی بڑی باتوں کو بسط میں پڑھنا پڑی جس طرح صحیح کی تصدیق کا مسئلہ ہے اسی طرح یہود کو دوسرے لوگ کے ایک کی تصدیق کی ہے۔ اسی طرح صحیح کی تصدیق کی گئی ہے۔ اسی طرح یہود کو صحیح کی تصدیق کرنا چاہیے تھا۔ صحابہ کرام کی تصدیق کی ان کے۔ تم سب کی صحیح دیانت کا حساب ہمیں لگے۔ (دیکھئے الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح)

اس مسئلہ پر بحث کے وقت اگر اس اہم بات کو پیش نظر رکھا جائے تو وہ بھی ہو جاتا ہے کہ اس پیشگوئی کی حقیقت ہوئی کہ پیشگوئی کی بعد ایک جزئی واقعہ کی طرح اس کا تمام تر تعلق انہی دین کے ساتھ ہے کیونکہ مسلمان اور قیامت کے دونوں مسئلے ایسے ہیں اور اس مسئلہ کو ان دونوں سے گہرا تعلق ہے۔ یہاں یہودیوں کی یہ گمراہی کسی حد تک گمراہی تھی کہ انہوں نے صحیح کو صحیح نہیں مانا تھا کہ یہ صحیح صفات کی حامل نہیں ہے اور صحابہ کی یہ گمراہی گمراہی تھی کہ انہوں نے صحیح کو صحیح مانا تھا کہ یہ صحیح صفات کی حامل ہے۔ ایک رسول کی آمد کو صحیح نہ سمجھا تھا اور دوسرے رسول کی آمد کو صحیح سمجھا تھا۔ ایک رسول کی آمد کو صحیح نہ سمجھنا اور دوسرے رسول کی آمد کو صحیح سمجھنا ان کی حساب کا دن کیا تھا۔ اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے بعد ایک اور رسول آئے گا جو ہر بات میں میرا مصداق ہوگ

خاتمے تبدیل کا شریک تھا۔ وہ حیثیت دو سری جگہ کب ہے۔ اور اس کی کلوں خلافت کی "مقامات کا
دن سیں علیہ السلام یہ۔ بڑی عبادت تھی اور ساری اصطبلیں وہ سی عبد الستار کیل۔ دن سے دن کر کی جاتی
ذکر حضار خلافت نبیل تھا، تھل کے لئے ہم بیٹی کا، جس ہم کلی تھیں وہ یک قدم کر کے سب جمع کر دی جائیں
دعل سلام کی سعت کا وعدہ پورا کی اصطلاحی درجہ ص سے پڑا ہیں جلسے ہے وقت کلب رہا صحابہ کو وعدہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام: ۔ ہا ہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان ہما جیسے انسان ہی سے تھے جیسے ہم ہیں
کو ہیت، کی ہیں ہے کہ ان کی پیدائش کے لحاظ سے کوئی ان کو خدا کا بیٹا کہتا ہے اور کوئی ان کو خدا کا
نری غیب کے ذریعہ ہوئی ہے۔ اس کتاب کے دوسرے حصہ میں ہم نے ان کی ایک ایک علیحدہ تاریخ رکھی ہے اور
ہ ابن سلام کے پاس ہیں ان کی ایک صحیح تاریخ ہے۔ یہودی تاریخ ہے کہ جیسی علیہ السلام کو صلیب
نے نہیں کرایا ہے اس لئے ان کے رویک تو ان کی حیات اور دوبارہ تشریف آوری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا
رہے عیسائی تو وہ ان کے دوبارہ تشریف لانے کے قائل ہیں مگر اس دن کو قیامت کا دن سمجھتے ہیں اور کہتے
علیہ پر ان کے سوال چڑھائے جائے اور صحیح کہ صحابہ پر اٹھائے جائے کہ کیا تم نے
۔ بلکہ وہ تو قبل ہی سے اور سوال ہو چکے تھے۔ وہ ہی قسم عیسیٰ کے ساتھ صحابہ پر اٹھائے گئے اور قیامت سے
پہلے پھر اسی قسم عیسیٰ کے ساتھ تشریف لائیں گے اور وہ بیٹھ ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد
مدوں ہو گئے۔ اب ایسا کوئی امر سوال کے متعلق ہیں کسی کو ہیچ ہے کہ وہ کوئی نئی بات پیدا کرے یا نئے سوال پیدا
کسی جماعت کو کبھی مسلم نہ ہوا۔ حضار کہا ہے کہ وہ صلی پر جمع ہو گئے پھر پر ہر ایک کی حیات ہی تازہ کئے گئے پھر
کہیں جا کر ہی تعلیم ہوئے ہو گئے۔ تمام کشمیر یا کسی۔ شہر میں جا کر ایسی گناہ کی کی سلسلہ میں دن ہو گئے جس کی اصل
کسی کو نہیں ہو سکی۔ وہی حال اصل سوال کی ہے۔ یہ تاریخ کی سوال بالکل اسی ہی ہے جیسا کہ کسی شخص حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بیان کرے کہ آپ کی وفات ہوئے سب ہو گئے ہیں بلکہ آپ نے زیادہ
سایا ہو تب ہے صحابہ کے مقابلہ صحابہ پر تشریف لے گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات ہی کیا وہ ہیں
ان کو نقل ہیں ہوا ہے اس سوال کی اصل حقیقت پر غور کرے اور اس کے دل سمجھ لینے کے بعد ہم
دو ہیں ایک سوال ہوتے ہیں۔ ایک سوال ہوتا ہے صحابہ پر ہوا ہے کہ آپ نے ایک سوال ہوتا ہے صحابہ پر ہوا ہے اور سوال کے
متعلق جن کی سوال اور سوال کی ہوتا ہے ہیں ان سے ہیں۔ ہر علماء کے نزدیک دلیل ہے۔ یہ قابل اعتبار
ہو سکتی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ۔ یہ ہے کہ کسی شخص سے کہ کسی علیہ السلام وہ ہیں ان کی ہیں کی
کی ہیں ۔ ہیں ہیں ہیں ۔ ہیں ہیں ہیں

[illegible] کے ساتھ [illegible] کے [illegible] کے [illegible] کے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا مسئلہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا مسئلہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر ہمیشہ سے بحث ہوتی رہی ہے۔ اس مسئلہ کے متعلق قرآن مجید کی آیات کی تشریح میں مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا گیا تھا اور وہ قیامت کے قریب دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا گیا تھا اور وہ صلیب پر ہی فوت ہو گئے تھے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا گیا تھا اور وہ صلیب پر ہی فوت ہو گئے تھے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا گیا تھا اور وہ صلیب پر ہی فوت ہو گئے تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا مسئلہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر ہمیشہ سے بحث ہوتی رہی ہے۔ اس مسئلہ کے متعلق قرآن مجید کی آیات کی تشریح میں مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا گیا تھا اور وہ قیامت کے قریب دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا گیا تھا اور وہ صلیب پر ہی فوت ہو گئے تھے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا گیا تھا اور وہ صلیب پر ہی فوت ہو گئے تھے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا گیا تھا اور وہ صلیب پر ہی فوت ہو گئے تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا مسئلہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر ہمیشہ سے بحث ہوتی رہی ہے۔ اس مسئلہ کے متعلق قرآن مجید کی آیات کی تشریح میں مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا گیا تھا اور وہ قیامت کے قریب دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا گیا تھا اور وہ صلیب پر ہی فوت ہو گئے تھے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا گیا تھا اور وہ صلیب پر ہی فوت ہو گئے تھے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا گیا تھا اور وہ صلیب پر ہی فوت ہو گئے تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا مسئلہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر ہمیشہ سے بحث ہوتی رہی ہے۔ اس مسئلہ کے متعلق قرآن مجید کی آیات کی تشریح میں مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا گیا تھا اور وہ قیامت کے قریب دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا گیا تھا اور وہ صلیب پر ہی فوت ہو گئے تھے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا گیا تھا اور وہ صلیب پر ہی فوت ہو گئے تھے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا گیا تھا اور وہ صلیب پر ہی فوت ہو گئے تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا مسئلہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر ہمیشہ سے بحث ہوتی رہی ہے۔ اس مسئلہ کے متعلق قرآن مجید کی آیات کی تشریح میں مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا گیا تھا اور وہ قیامت کے قریب دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا گیا تھا اور وہ صلیب پر ہی فوت ہو گئے تھے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا گیا تھا اور وہ صلیب پر ہی فوت ہو گئے تھے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا گیا تھا اور وہ صلیب پر ہی فوت ہو گئے تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا مسئلہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر ہمیشہ سے بحث ہوتی رہی ہے۔ اس مسئلہ کے متعلق قرآن مجید کی آیات کی تشریح میں مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا گیا تھا اور وہ قیامت کے قریب دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا گیا تھا اور وہ صلیب پر ہی فوت ہو گئے تھے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا گیا تھا اور وہ صلیب پر ہی فوت ہو گئے تھے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا گیا تھا اور وہ صلیب پر ہی فوت ہو گئے تھے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا مسئلہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر ہمیشہ سے بحث ہوتی رہی ہے۔ اس مسئلہ کے متعلق قرآن مجید کی آیات کی تشریح میں مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا گیا تھا اور وہ قیامت کے قریب دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا گیا تھا اور وہ صلیب پر ہی فوت ہو گئے تھے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا گیا تھا اور وہ صلیب پر ہی فوت ہو گئے تھے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا گیا تھا اور وہ صلیب پر ہی فوت ہو گئے تھے۔

[illegible] کے بعد [illegible] کی جگہ [illegible] کی [illegible] کے [illegible] کے [illegible] کے

اصل نام نہیں بھی ہیں کوئی وجہ نہیں ہے کہ اگر صحیح ان پر روشنی ڈالی جائے تو ان کی کوئی اور تعبیر
ان کا ہر لفظ اس قسم کی بحث پیدا کرتے، اصحاب اس کھل کی کسی روایت کا لفظ لفظ ثابت نہ کر سکے ایک حدیث میں
اس کے اصل نام پر بحث کی تصریح ہے، کسی جاہل راوی نے کہیں سے اصل سے ہٹا کر نقل پیدا کر لیا ہو، حالانکہ ہر متقدم راوی
نے غیب اس خبر کی تمام جہات کو روایت کیا ہے اور یہ حقیقت صحیح اسرار میں کھلا تھا، یا اس راوی نے
بعض کے نقص بیان کو روایت کیا ہو، مقدم کر رہی تھی اس نے بعد میں اس کی وجہ کا علم کر لیا ہو، اور
اسماء کی تحقیق کرنے کے لئے ان کی اصل کو دیکھنا چاہئے، ان کے مطلب ٹھیک سمجھنے کے لئے ان کے اشتقاق
دیکھنا ضروری ہے، اس اصل کو نظر انداز کر کے جو کچھ کہا جائے گا وہ محض قیاس ہوگا، اور قیاس کی بنیاد پر
کسی کی تکذیب یا تصدیق کرنا صحیح نہیں

[illegible] ہے کہ ایک [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے

ہے۔ اگر ہم یہ کہیں کہ یہ مسئلہ کہیں سے آیا ہی نہیں تو یہ بات کہیں زیادہ قرین قیاس ہوگی۔ اس کا سلسلہ کہیں نہ کہیں سے ملتا ہے۔ اگر ہم اس کو ذکر کریں تو یہ بات بھی ممکن ہے کہ ہم اس کو ایسی جگہ ذکر کریں جہاں اس کا ذکر نہ ہو۔ اس لئے ہم نے اس کو یہاں ذکر کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کی جو سند ہے اس کے راوی کا نام نہیں لیا گیا۔ اس لئے یہ سند بھی ناقابل اعتبار ہے۔

ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ سوال کرتے ہیں کہ آپ نے اس کو اپنی طرف سے کیوں بیان کیا۔ جبکہ اس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے زمانہ میں لوگ اس کے بارے میں بحث کرتے تھے۔ اور آپ کے بعد اس کا ذکر کم ہو گیا۔ اس لئے آپ نے اس کو بیان کیا۔ اگر یہ بات ہے تو پھر اس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرنا درست نہیں۔ اور اگر یہ بات ہے تو پھر اس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرنا درست نہیں۔ اور اگر یہ بات ہے تو پھر اس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرنا درست نہیں۔

اس کے بعد ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر یہ بات ہے تو پھر اس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرنا درست نہیں۔ اور اگر یہ بات ہے تو پھر اس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرنا درست نہیں۔ اور اگر یہ بات ہے تو پھر اس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرنا درست نہیں۔

اس کے بعد ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر یہ بات ہے تو پھر اس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرنا درست نہیں۔ اور اگر یہ بات ہے تو پھر اس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرنا درست نہیں۔ اور اگر یہ بات ہے تو پھر اس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرنا درست نہیں۔

اس کے بعد ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر یہ بات ہے تو پھر اس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرنا درست نہیں۔ اور اگر یہ بات ہے تو پھر اس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرنا درست نہیں۔ اور اگر یہ بات ہے تو پھر اس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرنا درست نہیں۔

[illegible] کے لئے ان کی شریعت کو دوبارہ بھیجنے کو کہا جائے تو وہ اپنا بھی عہد توڑ دیں گے۔ یہاں تک کہ جب تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں نہ آجائیں گے وہ کبھی ایمان نہ لائیں گے۔ اور یہ ہے کہ حیات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں آئ

جس عبادت و عقیدت کی آپ نے تلقین فرمائی ہے اس کا تعلق صرف ایک خاص زمانے سے نہیں بلکہ ہر زمانے میں ہر ملک و قوم کے لیے یہ سب اصول یکساں طور پر کارگر ہیں اور ان کی تفصیل و تشریح کے ساتھ اس کتاب میں جو مواد جمع کیا گیا ہے اس کے بعد بھی ان میں مزید اضافے کی گنجائش باقی رہتی ہے اور اس کے لیے ہر زمانے میں کوشش ہوتی رہے گی۔

> اسلام ہر مذہبی فرقہ بندی سے بالاتر ہے۔ اس کی اصل روح کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اس کے مختلف فرقوں کی تاریخ کا مطالعہ کریں۔ اس کے بعد ہی ہم کسی نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں۔

یہ بات بھی واضح ہونا ضروری ہے کہ اسلام صرف ایک علمی مذہب نہیں ہے جس کا تعلق صرف عقل سے ہو بلکہ یہ ایک ایسا عملی نظام ہے جس کا تعلق بصیرت کے ساتھ ساتھ عمل سے بھی مسلسل چلتا رہتا ہے۔ جہاں تک اس کا تاریخی پہلو ہے ہم نے کسی حد تک اس کی تلافی کرنے کی کوشش کی ہے۔ جہاں تک اس کے باقی پہلو ہیں ان کی تلافی ہونا ابھی باقی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کے شمائل و اخلاق، ان کے بنیادی عقائد کی تشریح آپ نے خود فرمائی ہے اور ان کی پیروی کی امت کو تلقین کی ہے۔ پھر کس طرح ان عقائد کے بغیر اسلام کی تاریخ مکمل ہو سکتی ہے۔ اور خلافت راشدہ کا یہ عجیب کارنامہ تھا کہ جب تک ان میں کا ہر فرد زندہ رہا سب کے سب اسلام کے عامل بنے رہے۔ قرآن نے جس کے متعلق فیصلہ کن شہادت دی ہو ان سے بڑھ کر اور کون ہو سکتا ہے اس لیے جب کسی ہدایت کے متعلق یہ معلوم ہو جائے کہ اس پر صحابہ کرامؓ کا عمل تھا تو اس کی حیثیت ایک بنیادی اصل کی ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد کسی اور دلیل کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اس لیے ہر جگہ اس کو اصول کا درجہ دیا گیا ہے۔ یہ کام خود انبیاء علیہم السلام کا بھی نہیں ہے کہ قدرت نے براہ راست خود اپنے ہی ہاتھ میں رکھا ہے۔ ان کی یہی مجال ہے کہ حکم الٰہی کے بغیر وہ ایک نقطہ کا اضافہ یا ایک نقطہ کی ترمیم کر سکیں چنانچہ ارشاد ہے:

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ؕ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ	جب ہماری کھلی کھلی آیتیں ان لوگوں کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں جو ہم سے ملنے کی توقع نہیں رکھتے تو وہ کہتے ہیں کہ اس کے بجائے کوئی اور قرآن لاؤ یا اس میں کچھ ترمیم کرو۔ ان سے کہہ دو کہ میرا یہ کام نہیں کہ اپنی طرف سے اس میں کوئی ردوبدل کر سکوں۔ میں تو صرف اس وحی کا اتباع کرتا ہوں جو میرے پاس بھیجی جاتی ہے۔

اس ترمیم و تبدیل کا اختیار کسی کو نہیں ہے بلکہ اس کے متعلق کوئی بھی شائبہ ہو، وہ اصلی ترمیم سے زیادہ شدید ہے۔ یہ ہے اس کا دستور جس کی تعمیل دونوں فریقوں کی بھلائی کی تضمین عبادات کے اضافہ میں بھی ہو، اس لیے حاملین قرآن کریم پر لازم آتا ہے کہ اس کتاب کی اس لئے وہ دوسری اصول کی کتابوں سے اضافہ یا تبدیل کی ترمیم کا تو یہاں کوئی امکان ہی نہیں، وہی مسنون ترمیم و تغییر تو ممکن کے بعض اضافے ہوئے ہیں جو ہوئے ہیں ہو گئے ہیں۔ ہو سکتے ہیں مگر اس کی ضرورت ہے کہ اس کی ضرورت کل ہو سکتی ہے۔ اس لیے ہر کچھ اور ضرورت ہیں ہو گی اور ضرورت ہی ہو گی اور ہو سکتا ہے اور ان کا فی نظر نہ آتا ہو،

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہودیوں کے عقیدہ کی تردید

یہاں ایک جماعت کا بیان ہے کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھا دیا تھا اس کے سر پر کانٹوں کا تاج بھی رکھا تھا۔ منہ پر تھوکا تھا اور بہت کچھ ذلت کی تھی اور سب کو یقین ہو گیا تھا کہ آپ فوت ہو گئے ہیں۔ حتیٰ کہ خود آپ کے حواری بھی اسی خیال میں تھے کہ آپ فوت ہو گئے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا۔ اس کی رد میں کہ آپ کے متعلق یہ کہنا کہ آپ فوت ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کو سولی نہیں دی جا سکتی۔ آپ کی روح کا سوال ایسی چیز ہے جو انسان کے ادراک سے بالا ہوتا ہے۔ اس پر یہود کو کوئی دلیل قائم نہیں کرنی چاہئے۔ قرآنی بیان کو قبول کرنے میں ہی ان کے حسب تصریح قرآن کریم ان کے حق میں بہتری ہے۔ روح اور جسم کا تعلق ایسا ہے کہ جسم کے کامل طور پر ٹوٹ جانے پر روح پرواز کر جاتی ہے۔ لیکن جب تک اللہ تعالیٰ کا منشاء ہو روح جسم کے ساتھ تعلق قائم رکھتی ہے۔ اس کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے یہود کا یہ کہنا کہ ہم نے آپ کو سولی دے دی ہے۔ غلط ہے۔ ہاں یہ درست ہے کہ آپ کو سولی دینے کی کوشش کی گئی تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے محفوظ رکھا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اہل کتاب میں سے کوئی نہیں مگر ضرور ایمان لائے گا اس پر قبل اس کے کہ وہ مرے اور قیامت کے دن عیسیٰ ان پر گواہ ہوں گے۔ اس آیت کے متعلق مفسرین کے تین اقوال ہیں۔ ایک یہ کہ اس کا تعلق یہود سے ہے۔ دوسرا یہ کہ اس کا تعلق نصاریٰ سے ہے۔ تیسرا یہ کہ اس کا تعلق دونوں سے ہے۔ ہم نے ترجمہ میں تیسرا قول اختیار کیا ہے۔ اس لئے کہ وہ اس لئے کہ یہود نے آپ کو سولی دینے کی کوشش کی تھی اور نصاریٰ نے آپ کو خدا کا بیٹا قرار دیا تھا۔ اس لئے دونوں کا تعلق اس آیت سے ہے۔ اس آیت کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ ہر اہل کتاب عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے گا۔ دوسرا یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام ان پر گواہ ہوں گے۔ پہلے حصہ کے متعلق مفسرین کے تین اقوال ہیں۔ ایک یہ کہ ہر اہل کتاب عیسیٰ علیہ السلام کے رسول ہونے پر ایمان لائے گا۔ دوسرا یہ کہ ہر اہل کتاب عیسیٰ علیہ السلام کے رسول ہونے پر ایمان لائے گا۔ تیسرا یہ کہ ہر اہل کتاب عیسیٰ علیہ السلام کے رسول ہونے پر ایمان لائے گا

بیان جس سبب کا ہو وہی فعل ہمیں یک ہو کیونکہ فعل کا ایک ہونا فاعل کی ہے

(ب) یہ ادعا کہ ہر ہے کہ کوئی ذات نہ ہو جو ہمیشہ ہو کے مسلمان ہو اور ہر شخص قتل ہو سو یہ گیارہ کیونکہ یہ ایک ہے جو ہر مسلمان ہو کی اس پر سو یہ دیا گیا ہے کہ ہر کافر سے قتل کرنے کا حکم ہوا کوئی تعلق نہیں تمام مسلمان ہو ہر ہے کہ ایک ہو ہر ہے جو مسلمان ہو ہر مسلمان ہو کہ اسے قتل کرنا ہو سکتا ہے قتل کی نفی پر تو نہ تھا ہو اور یہ کہ ایک ہو ہر ہو کی کل پر تو دیا ہے کہ اس کے مناسب ہے

(ج) پھر کیسی عجیب بات ہے کہ قرآن کریم کے ایک لفظ کے معنی کی تحقیق کی تو اس کی مثال پر کیا ہے جو سراسر غلط ہے حالانکہ جب قرآن کریم ہی کی اصل سے سلیم نہیں کرتا بلکہ اس کی جانب نبی کی ہوئی کو تسلیم کرتا ہے تو پھر یہ غلط کا تقاضا ہے کہ ہر دو میں سے کوئی ایک کو قبول کرے اگر چاہے تو اس میں ایک تھا کہ ہر مسلمان ہو ہر ہے ابن رضہ اللہ علیہ کی ہر ہے کہ ہر ہے اس کی قرآن کریم کے لفظ کی اصل کی جانب صرف ایک ہو ہر ہے کی نفی فرمائی ہے اور یہ فرمایا ہے کہ وہ لفظ قتیبہ رضہ اللہ علیہ ۔

(د) اس نسبت کی جانب یہ ہو کہ کوئی ہو ہر ہے کہ ہر ہو ہر ہو ہر ہو

بات کی سمجھ نہ آسکے کہ اس کا سبب یہ ہے کہ قرآن کریم پر ہمیشہ کے لئے ایک ہی شریعت عمل کرتی ہے
اس لئے اس کی شریعت ہمیشہ ایک ہی رہی ہے اور اس کے ساتھ کسی نبی کو بھیجنے کی ضرورت نہیں پڑی
لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ قرآن کریم کی شریعت ہمیشہ کے لئے ہے اور اس کے
ساتھ کسی نبی کو بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن یہ ضرورت اس لئے نہیں ہے کہ اس کی تعلیم میں کوئی
کمی ہے بلکہ اس لئے ہے کہ اس کی تعلیم کو سمجھنے کے لئے ہر زمانہ میں ایک نبی کی ضرورت ہوتی ہے
اور اس کی تعلیم کو سمجھنے کے لئے ہر زمانہ میں ایک نبی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے کہ ہر زمانہ میں
ایک نبی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے کہ

اب ہم بیان کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معلوم ہونے والے واقعہ کی بحث کس طرح کی جائے گی

رفع کا لفظ قرآن کریم میں کہاں کہاں اور کس معنی کے لئے مستعمل ہوا ہے

بحث کا دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ لفظ رفع کے معنے پر بھی غور کر لینا چاہیے کیونکہ عرف قرآن میں کہیں صرف موت کے لئے مستعمل ہوا ہے جہاں تک ہم نے قرآن کریم اور کتب لغت پر نظر کی ہے ہم کو اس لفظ کے معنی کسی لغت میں بالتعامل موت کے نہیں ملے گئے ثابت نہیں ہوئے بلکہ اس لفظ کا استعمال دوسرے طریقہ پر ہوا ہے جہاں موت کا احتمال ہی نہیں، ارشاد ہوتا ہے بل رفعہ اللہ الیہ حیث موت نہیں ہوا۔

رفع کے لئے قرآن میں لفظ کیا استعمال ہوا ہے

یہاں لفظ "یرفع" کے متعلق استعمال چاہیے کہ اس لفظ کا استعمال اور محاورہ قرآن کریم میں کیا نظر آتا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ موت کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اب آیات ذیل پر نظر فرمائیے:۔

(۱) وَرَفَعْنَا لَهُ ذِكْرَهُ (الم نشرح)

(۲) يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ

(۳) وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَٰكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ

(۴) وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا

(۵) وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ

(۶) وَرَفَعَ أَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ

ان تمام آیات میں رفع کا لفظ اٹھا لینے ہی میں استعمال ہوا ہے مگر کسی ایک جگہ بھی اس کے معنی موت کی موت کے ہو سکتے نہیں ہیں بلکہ موت میں اس کا استعمال ہی نہیں ہوا۔ یہاں ایک زائد لطیفہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی کا مسئلہ گویا بصورت لفظ رفع سے پیدا ہو گیا ہے، اس لئے ہم سے یہ سوال کیا گیا ہے کہ رفع کا لفظ رفع جسمانی کے لئے کہیں آیا ہے یا نہیں۔ درحقیقت یہ بحث کہ رفع کا لفظ کے لئے صرف ایک جواب ہے اصل سوال یہ تھا کہ رفع موت کی ہوتے کے لئے کہیں استعمال ہوا ہے یا نہیں اور چونکہ یہ ثابت نہیں اس لئے بحث کا رفع کرنے کے لئے ہم کو ایک دوسرے سوال کی طرف متوجہ کر دیا ہے تاکہ اصل سوال کی طرف کسی کا ذہن منتقل ہی نہ ہو سکے

اصل بات یہ ہے کہ رفع کا لفظ صرف اٹھا لینے کے معنی میں مستعمل ہوا ہے اس میں موت کا تصور نہیں ہے۔ رفع کی بلکہ اور بھی دوسری صورتیں ہیں جو مستعمل ہوتی ہیں جب عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ یہ جسم کا رفع ہوا تو اس لئے موت کیا گیا کہ یہاں پر جسم ہی کا ساتھ رفع ہوا تھا اس کے قتل کے معنی تھے اور نصاریٰ کی اس کے رفع کے بعد جب یہاں رفع بالموت بھی رفع سے بھی رفع کا مفہوم ادا ہو سکتے تھا۔ اس مقام کے علاوہ قرآن کریم میں کسی جگہ بھی کسی شخص کے

مستحق پرست نہیں ہیں کہ وہ قتل کرنا چاہیے ۔ یہ ہے تبرک ساتھ تھا یا گیا ہے۔ اس لئے کسی اور نکتہ اس تبرک کے رکھنے کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے لیکن اس صورت میں اس کے متعلق شبہات پیدا ہوتے ہیں جب یہ لفظ استعمال ہوتا ہے تو اس تبرک کے بھیجنے کا احتمال ہی نہیں ہوتا اس لئے وہاں سنوسی تبلیغ کی جماعت کی جماعتی کی براہ راست ہے اور یہ صحیح ہے کہ تبرک اس لفظ کا استعمال ہر تبرک کے لئے ہوتا ہے صرف کسی خاص تبرک کے لئے نہیں ہوتا ہے اس لئے اس کے معنے مراد لے جاسکتے ہیں مگر یہی سوال خط کا قول کا ہے ۔ بھی ، مدنی اور ان کے ساتھ تین اور شخص ہیں جن کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ ان کے ساتھ بھی تبرک ہے ۔ ان کے ساتھ بھی یہ لفظ استعمال ہوا

[illegible] اسرائیل کو تم سے [illegible] کے بعد [illegible] پھر [illegible] نے [illegible] کیا ہے کہ بنی اسرائیل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو [illegible] کر دیا [illegible] اس کے [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کے [illegible] کے [illegible] کی [illegible] کے [illegible] کی [illegible] کے [illegible] کی

[illegible] پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ تشریف لائیں گے اور ان کو اس اُمت میں شامل ہونے کا اور وہ شرف حاصل ہوگا جس کی وجہ سے تمام انبیاء علیہم السلام رشک کرتے تھے لیکن اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ تشریف لائے تو پھر کیا کہنا سارا سرور حاصل ہوتا پھر روح اللہ اگر آسمان پر گئے تو فرشتوں سے ملاقات کے لئے گئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب آسمان پر جائے گئے تو صرف تشریف آوری کے لئے بلائے گئے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اگر گئے تو پوچھے آسمان تک گئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عرش تک گئے اور سلام کرکے واپس آگئے جہاں جہاں جبرئیل علیہ السلام کے بھی پر جلتے تھے، ان دونوں بھائیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک عقیدہ پر مسلمانوں کے قلم سے کیا چیز نکل گیا ہے، لکھتے ہیں جو شرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ملا وہ حاصل تھا اور جس شرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نوازے گئے اس کا نام معراج ہے، میں کہتا ہوں ہاں وہ روح اللہ تھے صلی اللہ علیہ وسلم

اللھم صل وسلم وبارک علی عبدک ورسولک سید ولد آدم سید الانبیاء وامام المرسلین وخاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ کما ھو اھلہ

کہاں وہ دن جب قرآن میں اللہ تعالیٰ کی شان سورہ اخلاص کی بیس دس جگہ بیان کی اور کہاں یہ حالت کہ اس کا پڑھنا، پڑھانا کافی ہی نہیں اگر کیا جائے تو پیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے جبکہ وہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب ہوں گے۔

حاشیہ: ذکر کردہ بالا بیان سے یہ بات اچھی طرح واضح ہوگئی کہ پیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا منصب یہ ہوگا کہ وہ کسر صلیب کا کام کریں، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حضرت اسماعیل کو اس کام کے لئے دوبارہ آنا پڑے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان کی جگہ کوئی اور نبی آئے، اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے، اور اس کی تاریخ اس کی نبوت نے بتلائی ہے اور اس میں عدل پیر کا کوئی ظہور ہوتا ہے، اور اس عدل پیر پر یہود کے دعوی کی کوئی معقول تردید ہوتی ہے کہ جب عیسیٰ کے ساتھ نبوت کے سلسلہ کو ختم کر لئے جائیں، اور گفتگو ہوتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مرنے دیا یا کہیں گمنام مقام میں پہنچا کر خود بھی فنا ہو گئے تو اب یہ گمنام ایک جنگلی ہے، اس کا حاصل یہی ہے کہ ہم نبوت کو ختم جانتے تھے وہ خدا تعالیٰ نے بچا لیا۔ واللہ اعلم بالصواب

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے | اسی طرح صلیب کے تسلیم کر لینے کے بعد یہ بات قضا و قدر کی بھی کوئی تردید نہیں کہ ہم صلیب پر مرنے کی تصدیق | جب اصل طور پر عیسیٰ علیہ السلام کا سولی پر قضا تسلیم کر لیا جائے، اور روح عیسائی کا قرآن کریم قرآن کریم سے تکذیب | خود اعلان فرما دے تو صلیب کے ساتھ کسی چیز کا ساتھ نہ رہے گا، اور صرف نظر بت بن کر رہ جائے گا اور صلیب پرستی کی یہ ایک سو دو سال پر محیط عمارت جس نے سو سو سے کروڑ انسانوں کے اصل مذہب پر حجاب ڈال دیا ہے

۱۰ ہو صاحب کسی تاویل کے بغیر اس سے ظاہر ہوتا ہو	اس کا حقدار رکھتا ہے جیسے کہ پہلے، دوسری سورت پڑھنے
و قولهم انا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم	اور تمہارا قول کہ ہم نے مسیح عیسیٰ ابن مریم
رسول الله وما قتلوه وما صلبوه	اللہ کے رسول کو قتل کیا حالانکہ نہ تو انہوں نے
ولكن شبه لهم وان الذين	اسے قتل کیا اور نہ سولی پر چڑھایا لیکن ان کو مشتبہ ہو گیا، اور بیشک
اختلفوا فيه لفي شك منه ما	اس کے بارے میں اختلاف کرنے والے ہیں وہ ضرور شک
لهم به من علم الا اتباع الظن وما	میں ہیں اس پر کوئی دلیل نہیں مگر گمان کی پیروی کرنا، اور
قتلوه يقينا بل رفعه الله اليه	انہوں نے یقیناً اسے قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف
وكان الله عزيزا حكيما	اٹھا لیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے

اس آیت کے سیاق کے بعد اب پہلی بار کہی جاتی ہے، یہ ہے کہ یہ وہ صورت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کے بارے میں ہے، جسے یہود نے اختیار کیا تھا، اور کہا تھا کہ ہم نے مسیح کو قتل کیا، اور ان کے اس دعوے کی تردید میں قرآن کریم کا یہ فیصلہ ہے کہ انہوں نے نہ تو اسے قتل کیا اور نہ سولی پر چڑھایا، لیکن ان کو مشتبہ ہو گیا، اور بیشک جن لوگوں نے اس کے بارے میں اختلاف کیا ہے وہ ضرور شک میں ہیں، ان کے پاس اس پر کوئی دلیل نہیں، مگر گمان کی پیروی کرنا، اور انہوں نے اسے یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

اس آیت کے سیاق کے بعد اب پہلی بار کہی جاتی ہے، یہ ہے کہ یہ وہ صورت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کے بارے میں ہے، جسے یہود نے اختیار کیا تھا، اور کہا تھا کہ ہم نے مسیح کو قتل کیا، اور ان کے اس دعوے کی تردید میں قرآن کریم کا یہ فیصلہ ہے کہ انہوں نے نہ تو اسے قتل کیا اور نہ سولی پر چڑھایا، لیکن ان کو مشتبہ ہو گیا، اور بیشک جن لوگوں نے اس کے بارے میں اختلاف کیا ہے وہ ضرور شک میں ہیں، ان کے پاس اس پر کوئی دلیل نہیں، مگر گمان کی پیروی کرنا، اور انہوں نے اسے یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

دوسرے سیدنا علیہ السلام کے اصل بھی یہود ہی کی قوم کے نہ تھے بلکہ وہ بھی کرتے تھے مگر سیدنا علیہ السلام
کے مخالفین نے اپنے دھرے میں ہمارا دل تھا اس لئے قرآن کریم نے ہماری کمر توڑ دی ہے اور ان کے
مقابلہ میں کسی شبہ و شائبہ کا نہ کیا ہے اس سے زیادہ تصلبات کی بڑھ کر کیا ہو سکتی ہے پھر بھی فرمایا
اور نہ یہ اللہ کا کہیں کی شان کے سب تھا ۔ مقابلہ کا صدقہ کا صدقہ کہنے بھی تھا کہ نبی نہ بھیجنے کی
کچھ ہی رہنے دی جائے ۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر ایسے فضول کی باتوں کی آنکھوں کے سامنے
موجود تھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بلکہ کوئی اور بات کیوں نہ کہی جو خاص مصلحت پر مبنی کی گئی تھا
تو یہ بتانا چاہیے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام سے ناراضگی کی وجہ سے آسمان پر اٹھا لئے گئے تھے تو وہ کہ ہم کیوں گئے اگر ان کی کوئی شرعی
ہیں تھا ۔ اتنا پتہ ہے کہ پھر مسلمانوں کی ہوس ہو رہی تھی ۔ عیسیٰ علیہ السلام ہی تھے اس لئے قرآن کریم نے ایسے
بعد میں نسل کی بنی کے بعد بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اٹھا لیا تھا اس لئے ان پر ان کی نماز کی نماز کی
لیکن یہ ایک احسان جتانا ہے جبکہ اس صورت کا تصور کر سکتا ہے اور اس علیم حکمت کی ہو سکتا ہے اس نے
یہاں خاص طور پر ایسی باتوں کا تذکرہ کر دیا کہ یہود کو ہم کر دیا ہے ان کے ہونے کے بعد کوئی اعتراض باقی نہیں
رہتا تھا ۔ وکان اللہ عزیزا حکیما ۔

یعنی اللہ کی ہمت بڑی ہے اور بڑی حکمت والا ہے اس کے مقابلہ پر کسی کا زور نہیں چل سکتا ۔ اس
دعا کا تعلق سے جس طرح یہود کی مکمل بیخ کنی ہوئی اور جس طرح ہمارے نبی کے مذہب کی تمام بنیادیں مضبوط ہو گئیں
کیونکہ یہ مذہب عیسیٰ کا سارا دارومدار ہی یہ تھا کہ ثابت ہو جائے کہ آپ کتاب کا اصولی مقصد یہی ہے کہ وہ باطل ہو گیا ۔ اب
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مسئلہ اسی حد پر رہ گیا تھا ۔ عیسیٰ رہتے کے ساتھ اس کا کوئی تعلق باقی نہ رہا تھا ۔ تو
ایسا ہی ہوا کہ اس صورت پر ہمارے نبی کی نبوت ہی ہے لیکن وہ شوہر ایک اور مکمل ترین سامنے
آ گیا تھا اور وہ یہ کہ اگر وہ آسمان پر اٹھا لئے گئے ہیں تو بھی وہ آسمانوں ہی پر گئے ہیں یا ہیں گے اس لئے اس کی
بھی حفاظت کر دی گئی اور اس کی موت کے ساتھ اس کا اعلان کر دیا گیا کہ اس کی کوئی موت نہیں آئی ۔ طبعیت سے
نیل اس کتاب اول پر اور اس کا مستند ہو چکا ہے اس لئے ضمناً وہ سامنے ہو گئے ۔ اب تعریف اس کے
اور اب خدا تعالیٰ نے کی وہ حیثیت پر بھی عالم آشکارا ہو جائے گی اور یہ ثابت ہو جائے گا کہ حضرت عیسیٰ
علیہ السلام جب سے جو کے ساتھ سرفراز ہوئے ہیں تو اصلاً اسی کے ساتھ ہی اٹھائے گئے تھے ۔

وَإِنْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا	اور کوئی اہل کتاب نہیں رہے گا کہ اس سے پہلے ایمان
لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ	لے آئے اور وہ موت کے وقت (جب علیہ السلام) ہوں گے
الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا	ان پر گواہ

[illegible] کی وہ بھی کہ حضرت لاہوری، وہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے [illegible] کی [illegible] ہیں [illegible] والے اور [illegible] والے کر [illegible] پیشگوئیوں صرف عیسیٰ میں تو آئی ہے اور ہمارے [illegible] ہیں [illegible] ہوگا کہ [illegible] میں [illegible] ہیں [illegible] علیہ السلام کے [illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] ہیں

اسلمی ہے۔

تفسیر ابن عباس کی تحقیق | ہمیں اگر تسلیم کر لیا جائے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی متوارث کی تفسیر ان کے شاگرد مولیٰ کی تفسیر کو تقویت دیتا ہے اور اس سے یہ بات ثابت ہوگا کہ مقاتل بن سلیمان کو بھی یہ بات حاصل ہوئی ہے مگر اس کا کیا کیا جائے کہ وہ صرف ان کو سچا کہہ دیا ہے حال ہر دو میں ہمارے سامنے نہیں آتے جن کے دیکھنے سے کچھ کہا جا سکے کہ صرف ابن عباس ہی سے منقول ہے اور نہ ثقات سلسلہ میں ملتی، اور صحت دار ہے کہ ابن عباس رضی سے بالاسناد قوی یہ ثابت ہے کہ انہوں نے مقاتل کے بعد پھر حیات پائیں گے اور ٹھیک یہی تاریخ وفات کا اختلاف ہے۔

امام بخاری کی کتاب التفسیر میں حیات و وفات کا تعلق | یہاں یہ بات کو ایک مفید بحث بھی لگ گئی ہے کہ ابن عباس رضی کی مذکورہ تفسیر جو امام بخاری کی کتاب میں ملتی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ امام بخاری کا انتخاب بھی بتایا ہے غلط ہے کہ حسب امام بخاری کی کتاب میں صحیح علیہ السلام کے دوبارہ کی مدت کی موجود ہے تو پھر کس دلیل سے یہ کہا جائے کہ اس سے گویا ثابت ہوتا ہے کہ جب خود ابن عباس رضی سے بھی یہ ثابت ہے کہ یہ حیات ان کے بعد دنیا میں ثابت ہوتا ہے کہ امام بخاری کے نزدیک یہ حیات سے دنیا مراد ہے ابن عباس کی دلیل ہے یہ کہ ان کی کتاب میں صحیح علیہ السلام کے نزول کا ذکر بھی موجود ہے

پھر ان سکینوں کو اتنا علم بھی نہیں کہ امام بخاری نے کتاب التفسیر میں حیات اور ترکیب کو نقل فرمایا ہے یہ خود ان کی پسند سے نہیں ہے بلکہ ان کی جانب سے حضرت کی حضرت ہے جو ہمیں سے اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ امام بخاری کے پاس اپنا مجموعہ کتاب التفسیر موجود تھی۔ اس مجموعہ سے اس نے اپنی کتاب التفسیر کو کسی تنقید و انتخاب کے بغیر جمع کر اضافہ کر دیا ہے اپنا جتنے اقوال ہر اس کتاب میں موجود تھے وہ بھی سب کے سب یہ نقل ہو گئے ہیں۔ لہٰذا یہ کہنا کہ اصل یہ ہے کہ امام بخاری نے خاص طور پر ابن عباس رضی کی اس تفسیر کو انتخاب فرمایا ہے بلکہ صحیح ہے کہ ابو صالح کی کتاب التفسیر میں چونکہ ابن عباس رضی کے اقوال مروی تھے اور جب امام بخاری نے ان کی اپنی کتاب التفسیر بنائی کا ارادہ کیا تو کسی انتخاب کے بغیر نقل کر لیا تھا تو یہ جو بھی چونکہ وہ مجموعہ کی کتاب میں موجود تھا اس لئے یہ بھی یہاں نقل ہو گیا ہے اہل علم کی اس بات سے معلوم ہے کہ کتاب التفسیر میں جیسے سے ہے وہ اصل حیات میں نہیں پائی ہیں اور اصل موجود بھی نقل ہو گئے ہیں اور ان کی ترتیب میں بھی اضافہ اضافہ واقع ہو گیا ہے۔ لیکن اس کا مراد نہیں ہے کہ اس کی حیثیت گر جاتی ہے تو اور صدر جاتی ہوتی ہے وہ کیا ہی کی

کتاب کی طرف کے متعلق ہو وہ ہی ہے وہ ان احادیث مراد کے متعلق ہے جو اس اسناد کے ساتھ تمام سلسلۂ روایت فرمائی ہیں ذکر ان اول کے متعلق جو اسناد کے بغیر کسی مناسب کتاب میں نقل ہوئے ہیں جیسے ہیں یا بالکل ساقط ہو گئی کہ ان کے روک ذکر کا یہ باعث تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے وہ موت مراد ہے جو آخر زمانہ میں نزول کے وقت ہوگی اور اس موت میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں ہے اسی طرح ابراہیم کی طرف بھی موت کی نسبت کی گئی ہے اگرچہ کسی شاذ قول کے اختلاف سے جو ماتن کی رائے پر کیا اثر ہو سکتا ہے وہ بھی ہیں عظام جیسے شخص کے اتفاقات سے جس کے نظریات اُمت میں مغرب الشمس ہیں اگر کسی منفرد اختلاف پر اس کی تصریح کر چکے ہیں کہ صورت عیسیٰ علیہ السلام کا ہے کوئی ہے۔ ہی تفسیر صحیح ہے بنا بر اختلاف مسلک پر ہی شاذ قول کا بھی کوئی اثر نہیں پیدا کیونکہ ہم نے اپنی کتاب الحق ۱۲ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رسول کو اُمت کا عقیدہ شمار کیا ہے دیکھو صفحہ ۱۲ کتاب جس میں بھی اس کی تصریح کی ہے اس کے علاوہ اور متعدد مقامات میں بھی اسی عقیدہ کو سنت کا عقیدہ لکھا ہے۔

وقد اجمع المسلمون ان رسول الله صلى الله عليه وسلم	ہم بحمد اللہ سے کہتے ہیں کہ مسلمانوں کی جماعت نے رسول اللہ صلی اللہ
فعل الكرامات التي نقلت نقلا صحيحا وكذلك	کا نقل کیا ہے اسی طرح نے نقل کیے ہیں رسول اللہ صلی اللہ
وكتابه الله واحاديث الله لا شيء جديرة	علیہ وسلم سے بھی نقل کیا ہے کہ آپ سے یہ بھی ثابت ہے کہ
الا ما جاءت واحاديث الله لا شيء جديرة	آپ کے بعد کوئی بھی نہ ہوگا مگر صرف یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام
نزول عيسى عليه السلام الذي يبعث	کے آخر زمانہ کی طرح صدیوں سے ثابت ہے یا یہ
الى بني اسرائيل قبيل واحي اليهود قتله	ہیں وہی اسرائیل کی طرف بھیجے ہوئے تھے اور یہود کے
وصلبه وجيئ الاخر وجعلوه الجملة	کسی شخص کے سپرد کر دیا گیا تھا لہٰذا اس یہود کی کافر
والنجوات وجيئ الثبوت جدا عليه السلام	کرنا ہر قوم ہے۔ یہ ہی علیہ السلام کی صحیح ثابت ہے کہ
ويكون الثبوت ۱۲ فصل واصل ۱۲	یہ کا وجود آپ کے بعد ہرگز ہوگا۔

۱۲ کتاب ذکر

لوگوں کو یہ بھی معلوم کرنا مقاصد کی توجہ کا بہت اہتمام کیا گیا ہے اور حاجت بیان نہیں ہے نصاریٰ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے تھے لیکن جب اس نسبت کی استحقیت ان کے سامنے ظاہر کی جاتی ہے تو وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ عربی زبان سے قول کی مراد حقیقی نہیں ہیں بلکہ اتنی کی ہے اس لیے ہم نے یہ بیان کر دیا اور عیسیٰ علیہ السلام جو وہ ہے اور ان کی کیا ہے اس لفظ سے ادا کیا گیا ہے لیکن اس لفظ کے استعمال سے جو شبہ ہے جس کی اصل وجہ تھی اس لیے ذہن کو ہر لمحہ یہاں

[illegible] استعمال کی ہی جارہی ہیں کی اس عنوان کے تحت کسی لکھنے والے نے اپنے مسلک و مذہب کے
مطابق فرمایا ہے فرماتا ہے۔

فَلَمَّا اسْتَيْأَسُوا مِنْهُ خَلَصُوا نَجِيًّا	پھر جب وہ اس سے مایوس ہو گئے الگ جا کر
مَنْسُوبٌ إِلَى الْإِسْنَادِ وَهُوَ لَا يَكُونُ مِنْهُ	مشورہ کرنے لگے اس پر کہ یہ فعل حضرت کا
بِنَاءً عَلَى أَنَّ الْمُرَادَ خَلَصُوا مِنْ أَخِيهِمْ	ہے اسناد کرنا درست نہیں ہے بنا اس پر
	کہ مراد ہے الگ ہوئے اپنے بھائی سے

پھر اگر قرآن کریم فقہ اس اصطلاح کا ہو اسی استعمال بھی ہوتا ہے تو اس کے لئے کسی دلیل کی ضرورت ہے
کی ضرورت ہوتی ہے اگر صرف یہ بتانا ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع سے پہلے یہود نے ان کے
قتل کی سازش کی تھی تو اس کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی۔ عقیدہ کی بات ہو تو دلیل کی ضرورت ہوتی ہے
تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے جو یہ استعمال فرماتے ہیں وہ کس بنا پر استعمال کرتے
تھے۔ کیسی عجیب و غریب بات ہے کہ بعض جگہ اسناد کی تبدیلی کو قرآن کریم کی تعریف سمجھا جاتا ہے
"فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ" (پس نہ نفع مند ہوئی ان کی تجارت) کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ قرآن کریم نے
بہت اچھا کیا کہ "رَبِحَتْ" سے "رَبِحُوا" میں تبدیل کر دیا۔ حالانکہ یہ اسناد کی تبدیلی کا معاملہ نہیں بلکہ رفع کے عقیدہ کو
واضح کرنا ہے۔ کیا اس سے بڑی تحریف ہو سکتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کی بات سے ہی انکار کر دیا جائے
حالانکہ یہ کل امت کا متفقہ عقیدہ ہے۔ اس کے باوجود ہم کہتے ہیں کہ اصل میں اس جگہ اس طرح تھا جس طرح
یہود کی تدبیر ہی وہ ناکام ہوئی اور اللہ تعالیٰ کی تدبیر ہی غالب آئی اسی طرح یہود کی تجارت ہی وہ ناکام ہوئی
کیا ہے اس طرح اس کلمہ کی پوری تاریخ کو نظر انداز کر دیا جائے جس کی وجہ سے یہود کو ناکامی ہوئی تھی (اور
ہر اس طریقہ کو اختیار کیا جائے جس کی وجہ سے یہود کامیاب ہوئے تھے) اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہا جائے کہ
ہم قرآن کریم کی خدمت کر رہے ہیں۔ کیا یہ قرآن کریم کی خدمت ہے یا اس کی تحریف ہے؟ اس کا فیصلہ
ہر صاحب عقل خود کر سکتا ہے۔ اس لئے ہم نے اس کی تفصیل میں جانا ضروری نہیں سمجھا۔ اس کے
بعد ہم اس کی تفصیل میں جائیں گے کہ اس کا صحیح مفہوم کیا ہے اور اس کے صحیح مفہوم کی روشنی میں
اس کا صحیح ترجمہ کیا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع سے پہلے یہود کی سازش

بعض مفسرین کا خیال ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کی سازش کی تھی
جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان پر اٹھا لیا۔ اس کے بعد یہود نے ان کے ہم شکل کو پکڑ کر سولی پر
لٹکا دیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ ان کے ہم شکل کو سولی پر لٹکا دیا جائے اور ان کی
اطلاع کر دی جائے کہ ان کے ہم شکل کو سولی پر لٹکا دیا گیا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ اس کا
استعمال کیا جائے کہ ان کے ہم شکل کو سولی پر لٹکا دیا گیا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ اس کا
استعمال کیا جائے کہ ان کے ہم شکل کو سولی پر لٹکا دیا گیا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ اس کا
استعمال کیا جائے کہ ان کے ہم شکل کو سولی پر لٹکا دیا گیا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ اس کا

[illegible] ہے کہ یہی خلاصہ [illegible] تو ڈریں گے، [illegible] ہیں گے۔ [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی [illegible] ہو گیا ہو [illegible] ہو گا۔ اصل بات یہ ہے کہ [illegible] اور عیسیٰ کی [illegible] ہو گا اور [illegible] ہو گا [illegible] ہے تو [illegible] ہو گی [illegible] جیسا کہ [illegible] حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible] ہو گئے۔ [illegible] ہو گا [illegible] ہو گا۔

> [illegible] کہ [illegible] ہو گا [illegible] ہو گا [illegible] ہو گا

[illegible]

مسئلہ اب کھلتا، واضح ہو گیا کہ ایک ہی وقت میں دو نبی مبعوث ہونا ممکن نہیں، اس کا ثبوت بھی مل گیا اور اس کا ثبوت بھی مل گیا کہ تمام دنیا کے لئے ایک ہی نبی کا آنا ضروری ہے،

کی طرف سے ہر بیکی نہ دیا گیا ہے کہ سب کی سب صفت ہی صفت ہیں اور کسی دلیل کے ذریعہ کسی کا صفت ہی پر حمل کرایا جائے گا صفت کے تذکرہ میں سب الاشیاء اس کا ذکر کیا ہے کہ وہاں صفات کی ہر قسم کی ہوگی اور ساتھ ہی کسی نے کبھی اس کا ساتھ نہیں کیا کہ ظاہر ہے دوسرے کے مقابلہ میں ہو صفت کے ہیں جو ان اضافوں کے ذریعہ سے پیدا ہو سکتے تھے مثلاً کمی کے ساتھ زیادتی کے ساتھ اور کبھی بھی ہوگی اور سب کبھی صفت میں کسی حصہ کا اگر کمی ہو یا زیادتی ہو تو اس پر کسی صفت کے مسلمان کا حمل کی دلیل کیا ہے اسی طرح جملہ مسائل کے متعلق بھی مختلف صفات کے گئے ہیں جو سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے مخالف اصحاب آپ کے کلام کو صفت ہی پر محمول کرتے ہیں اور اسی لئے جبرئیل کے جو صفات آپ سے منقول ہیں وہ بھی اسی دلیل ہیں کہ خود آپ سے بھی ان اوصاف سے تعبیر کیوں کیا گیا۔ وہ فرمایا ہے مثلاً پہلے سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ مجھ کو ۔۔ صفت میں آدمی کے مثل ہی وہاں بھی وجود پیدا ہوگا اور صفت میں کمی و بیشی سب آدمی کی سی ہو جائے گی۔ اور اسی پر ہوگی کہ کتنی گت کتنا کم کے حکم ہی سمجھا جائے گا صفت کی حالت سے بتلایا گیا۔ اس آدم نے آدمی کے بدلے بڑی ہوگی تو کمی کی طرح کمی بھی ہوگی مگر بیان جاری ہے اسی سوال کے جواب میں صاف لفظ کا صفت میں کہیں کہاں کہ مطلق نہ صرف ایک ہی جاری اور صاف لفظ ہی طرح سے سب سوال کے جواب میں بھی آپ نے کہیں نہ کہیں کہ کوئی شخص صفت کی مسکر ہوگا اور نہ اس ۔۔ صفت میں کمی ہوگا اور نہ ہوگا ہاں جو کچھ کھانا ہوگا جو کچھ ہوگا کوئی چیز ہوگا وہ یا ہی میں ہوگا سوال کے لئے کہیں آپ نے بلا صفت ہی صفت بتلائے تھے اصحاب نے بھی اسی کو سمجھا ہے اور اسی لئے جو صفت قیاس سے دیا جا سکتا تھا کہ جو صفت بتلائی ہے اس کا جواب تھا اور وہ یہ کہ اگر جنت میں کسی کے دل میں ۔۔ تک چلا تو ایسا ہی ہو جائے گا ہاں کسی کے دل میں یہ تمنا ہی نہ ہوگی

و اعلم سریعت اسلامی کی تاریخ میں متکلم و مخاطب دونوں کے صفات سے تعلق پیدا ہوا ہے کہ دونوں جانبوں سے صفت کے اضافہ کے ساتھ تعلق سے ہی بڑھتے گئے ہیں پھر اس کے مخاطب و صفت کے اضافہ دونوں استعمال ہوئے ہیں۔ صفت یہ کہ اسی لئے کہ اس عادت پر ہیں کا استعمال ہی ہوتا ہے صفت کے لئے مخاطب ۔۔ ہیں کا لفظ ہو سب کی تاویل کے لئے تاویل الاسود کا اسی صفت ہی کہ ہوا جاتا ہے کہ اس میں ہی ۔۔ کو اس ہی پھیر کر کہیں صفت کا استعمال کر لیا ہو یا صفت ہی کو چھوڑ دیا ہے اس کے وجوب ترک اکرام اور آیت ۔۔ ہیں ہوں حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صاغرون ترک ہوا ہے اس لئے ہوئے جانے کو بھی صفت ہی داخل کیا۔ یا وصیہ رنگ کے دو اجاگے لے کر اسے لفظ کے بچے کے اور صفت کو اس سے لگ کھا جانا ہے۔ یا جب تک کہ یہ ۔۔ سے تعلق ظاہر ہو صاف صاف لکھ کر لے گئے

جب صبح کو اس واقعہ کی اطلاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے بھی یہ ارشاد فرمایا کہ اگر یہ بھی کتاب چھوڑا ہے جس کے نیچے دن کی روشنی اور رات کی تاریکی دونوں سما گئیں یعنی ان الفاظ سے مراد بھی بڑی ہی کے دریاں محاذ ایسا متعین ہے کہ حقیقت کی رات دن ہو جاتا کا مشکل ہے تم نے اس کو حقیقت پر کیسے محمول کر لیا لیکن اس انفرادی علمی کے باوجود اس کی اس اہمیت اساسی کی گئی کہ کلمہ "من الفجر" اور "من جو گیا تو پھر یہ بھی ضعاف بھی حقیقت کے تمام دیب آجائے کہ یہاں کسی ایک فرد کا بھی احکام کے باب میں اس علامتی کا اسکان نہ رہے۔

خلاصہ یہ کہ دیگر کتب سماویہ کے مقابلہ میں قرآن کریم اور احادیث نبویہ کا یہ بھی ایک خاص امتیاز ہے کہ یہاں مجمل بیانات تو بہت ہیں جو اشارات ہیں جو ضمناً کر دیے جاتے ہیں ضمناً کر دیے جاتے ہیں پھر اگر ان میں کوئی ابہام رہ گیا ہے تو وہ بھی اس حد تک ہے جو نگاہ ہے بلکہ وہاں یہ ابہام ہی مناسب ہے۔ بعض مرتبہ صداقت کے ظہور سے قبل وہ ابہام اس لئے بھی نگاہ ہے ہوتا ہے کہ اس کی تشریح کے لئے عقل انسانی کی مکمل تیاری ہو سکے جیسے برزخی کیفیات ظاہر ہے کہ عالم برزخ جب عالم مادیات سے بالا عالم ہے تو جب تک ایک مسلمان اس عالم مادہ میں موجود ہے وہ عالم برزخ کے ادراک سے اپنی پوری تفصیلات کا پورا احاطہ کیسے کر سکتا ہے۔

اور درحقیقت آخرت کی شریعت کی یہی حکمت ہونی بھی چاہیئے کیونکہ پہلی کتب میں اگر کوئی ابہام رہ گیا تو امت دعوت نے اگر اس کو واضح کر دیا ہے لیکن اگر ضرورت اس میں شامل ہے بھی ابہام رہ جائے تو اب یہاں کون ہے جو اس کی ضرورت اور حکمت کو تشریح کر سکے مجتہدین کا بیان اس جگہ کافی ہو سکتا ہے کہ یہاں وہ دلائل عقل کے ساتھ وحی کے ساتھ جوڑ ہوتی ہے اس کے باوجود ان کے بیان کی وہ حیثیت نہیں ہو سکتی جو کہ اس کے مراد کی بیان کی ہو سکتی ہے۔

---

(۱) اس لئے علماء کرام کو اپنے یہاں جلسے جلوس کا تو صحیح کیا امکان ہے جگہ جگہ اپنی اپنی بیان کا ذہن بھی منتقل نہ ہو سکے جس کی وجہ سے ربط اسی نہ ہو سکے جو ہر موقع پر ضروری ہے اس کی وجہ سے آج کل ہمارے یہاں کا اکثر پڑھا لکھا طبقہ اور عوام بھی دین کی صحیح سمجھ سے محروم ہیں اور اس کی وجہ سے ہمارے یہاں کی اکثریت بھی بری طرح متاثر ہے

صریح الفاظ، صریح بیانات کو چھوڑ دینا نہ صرف اُن کی تاویلات کرنا بلکہ کبھی کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ نہ صرف عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کی پیشگوئی ہی نہ قبول کی گئی

صریح سے مراد ہیں، اپنی کا خلاصہ بات تشریح

اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو، انھیں صفات و خصائل کا مصداق سمجھا، جو بقول ظاہر ہوگا، اُس کو صحیح و واجب سمجھ کر اس کی تبلیغ کریں گے اسی طرح اسلامی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات و علامات سمجھ لیں کہ تاویلات کیں، اُن صفات اس کا کوئی جز نظر نہ آیا تو وہ اور انھوں نے بھی اسی اصل کی بدولت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا۔ لہٰذا اصل مسئلہ اجمالی بات میں تاویلات کرنا ہدایت سے بہت دور ہے اور اس کا ثمرہ بھی یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جگہ غلط سمجھ، صحیح نہ جانے اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوسرا بھی تو بعد میں کی طرح ان کا انکار کر دیا جائے۔ اگر نزول عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق صحیح اور صریح الفاظ میں بھی تاویلات یا اجتہادات سے کام لیا گیا تو یہ صحیح ہے تو پھر یہود و نصاریٰ کو بھی قصور سے بری قرار نہ دیا جائے گا جنھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیشگوئیوں میں تاویلیں کر کے اپنا ایمان برباد کیا ہے۔

والعیاذ باللہ من الزیغ والالحاد

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولیعہد امت حضرت فاطمہ الزہراء علیہا السلام

علیہا الصلوٰۃ والسلام

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی حیات طیبہ کی ایک اہم سرگزشت

مرتبہ

حضرت علامہ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم العالیہ

شیخ الحدیث دارالعلوم امینیہ دہلی

حق بحق علیہ

[illegible]

حضرت علیہ السلام کا تعلق بنی اسد اور آپ کی کنیت ام ابیہا کی وجہ تسمیہ کا بیان

[illegible]

تم یقولون لا نجد حدا فی القرآن فنضربکم وفی روایۃ ان نضعکم وفی روایۃ ان نجلدکم فقال کذب اللہ ورسولہ زاد فی روایۃ وکذبتم قد قال اللہ فی کتابہ کذا وکذا فتجلدون حمقا وتضربون حمقا وتضعون حمقا ۔ (رواہ الطبرانی)

علی لعنہ اللہ ورسولہ ولعن حبیب اللہ ولعن اللہ اخص واللہ اعلم ۔ (رواہ ابن ماجہ والحاکم فی مستدرکہ ج ۳ ص ۱۴۱ ، وصححہ ج ۳ ، والطبرانی ج ۱۲ ص ۱۰۲ ۔

وفی حدیث سلمۃ بن صخر البیاضی عند ابی داؤد والترمذی وابن ماجہ والدارمی وابن الجارود والطحاوی والبیہقی فی السنن الکبری ج ۷ ص ۳۷۵ ، وابن ابی شیبۃ وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن مردویہ وابن الجعد والطبرانی والضیاء فی المختارۃ واحمد فی مسندہ ج ۵ ص ۴۱۲ ، وفی ج ۴ ص ۴۱۲ ، وفی ج ۳ ص ۴۱۲ ، وفی

٢٣٥٥ عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من اذا نزل عیسی بن مریم علیکم فرآنی وانا حی اسلم علیه ۔ کذا فی الدر المنثور ص ۲۳۳ ج ۲ وعزاه الی ابن مندہ وابن عساکر عن ابی هریرة ۔ ورواه ابن سعد عن ابی هریرة من وجه آخر نحوه ۔ (سلام وحیات الانبیاء)

٢٣٥٦ عن ابی هریرة مرفوعا عند ابی نعیم ان الذی یحبو ان ادرک عیسی فلیقرأ منی السلام فانی رأیت فی سورة مریم فذکره وفیه ثم عیسی السلام (مسند احمد ص ۳۱۴ ج ۲ ورواه الفاکهی وفیه ثم عیسی السلام ورواه البزار کما فی مجمع الزوائد ص ۳۵۲ ج ۸ ۔

ان عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام لم یمت وانہ راجع الیہم فیسلم علیہ

٢٣٥٧ عن عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یدرک الدجال من امتی قوم او کلمة نحوها قال لا ادری قال یدرکه ناس من امتی او من الناس ثم ینزل عیسی بن مریم فیقول ان لنا الصلوٰة فیقول لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمة الله لهذه الامة (مسند احمد ص ۱۷۵ ج ۲ ورواه ابن ابی شیبة کما فی الدر المنثور ص ۲۳۳ ج ۲ ورواه ابن ابی عاصم کما فی مجمع الزوائد ص ۳۵۲ ج ۸ ۔

۲۳۵۵۔ نسائی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص کو بھی عیسیٰ بن مریم سے ملاقات ہو وہ ان کو میری جانب سے سلام کہے۔ (احمد)

۲۳۵۶۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اگر میری زندگی دراز ہوگئی تو مجھ کو امید ہے کہ عیسیٰ بن مریم سے ضرور میری ملاقات ہو جائیگی اور اگر اس سے پہلے میری موت آجائے تو جو شخص ان کا زمانہ پائے وہ میری جانب سے انکی خدمت میں سلام عرض کرے (مسند احمد)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ابتک وفات نہیں ہوئی ان کو تشریف لانا ہے اسکے بعد انکی وفات ہوگی ہے

۲۳۵۷۔ حضرت حسنؒ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود سے ارشاد فرمایا عیسیٰ

۲۳۵۶۔ (اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانا جسمانی اور زندہ ہے کہ وہ اس طرح کے بعد دوبارہ دنیا کی طرف تشریف لائیں گے اور اس وقت تمام دنیا میں اسلام کا غلبہ ہوگا اور کوئی مذہب غیر اسلام کا باقی نہیں رہے گا اور اس وقت تمام دنیا میں صرف ایک ہی مذہب ہوگا یعنی اسلام اور ایک ہی حکومت ہوگی یعنی اسلام کی حکومت اور یہ سب کچھ ہوگا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر اور انہی کے زمانہ میں ہوگا)

۲۳۵۷۔ غریب ہے۔ یہ کہ حضرت عبداللہ بن عمرو نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق جو یہود و نصاریٰ کو خطاب فرمایا ہے یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور ان کی دوبارہ آمد کے منکر ہیں اسلئے تم سے ان کی موت و حیات کے بارے میں کوئی بحث نہیں کرتا ہوں اور تمہارے ساتھ ان کے

[illegible] عن جعفر بن [illegible] عن ابیہ عن جدہ ان علیا [illegible] وذکرہ [illegible] وصححہ ابن [illegible] وحسنہ [illegible]

۲۵۸ - وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعثمان رضی اللہ عنہ ان اللہ عسی ان یقمصک قمیصا فان ارادک المنافقون علی خلعہ فلا تخلعہ لہم حتی تلقانی رواہ ابن ماجۃ والترمذی وقال حدیث غریب

۲۵۹ - وعن [illegible] ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] فقال [illegible]

کی موت ہمیں ہی اور قیامت سے پہلے سارے مرنے کو تجھ سے پاس آنا ہے (ابن کثیر)

۱۲۵۸ - بیان فرماتے ہیں کہ انصار کی ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے جھگڑنے کا موقع دیجئے اور کہنے لگے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلافت دیتے ہوئے کوئی کرتہ پہنایا تو منافقین اس کرتہ کو آپ سے اتارنے کا مطالبہ کریں گے آپ ہرگز نہ اتاریں اس طرح طرح کے جھوٹ اور بہتان لگائے گئے یہاں تک فرمایا کہ ہم تو یہاں تک سنتے ہیں کہ ہر بیٹا اپنے باپ کے مارنے کو کہے حضرت نے کہا کیوں نہیں پھر کسی نے فرمایا کیا تم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر شے پر قادر ہے حالانکہ اس کی مخلوق میں سے کوئی بھی اس کی قدرت کا انکار نہیں کرتا پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو موت دینا چاہے اور وہ موت سے بچ جائے (ابن ماجہ)

۱۲۵۹ - حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس باہر سے

وسلم کی اونٹنی پر سوار تھے جب آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی تو آپ نے فرمایا کہ یہ جگہ ہے جہاں میرا کجاوہ اتارا جائے گا اور یہیں میرا خیمہ لگایا جائے گا اور اس جگہ کی زیارت کے لئے ہر شخص کو سفر کرنا پڑے گا (ابن کثیر) [illegible] "حوأب" کسی کنوئیں کا نام تھا اور اس کنوئیں کے پاس بنو عامر کے کچھ لوگ رہتے تھے ان لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کو دیکھ کر پہچان لیا اور ان کو روکنا چاہا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ کہنا یاد آیا کہ ایک دفعہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی سے یہ فرماتے سنا کہ تم میں سے کسی پر حوأب کے کتے بھونکیں گے (ابن کثیر)

۱۲۵۸ - مکرر لکھا ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خلافت ملی تو کچھ عرصہ کے بعد اختلاف کیا اس سے پہلے ہو چکا ہے کوئی اور موقعہ تھا یہاں صاف ارشاد فرمایا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کے مرنے کے بعد کرتہ اتارنے کی ممانعت کی ہے اپنے لگے کی بھی اس کا ذکر نہیں ملتا

۱۲۵۹ - حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے [illegible] کے راستہ میں [illegible] کی طرف [illegible] کے [illegible]

[illegible] ... [illegible]

[illegible] ... [illegible]

[illegible] ... [illegible]

من تمنى على الله تحلة من عباده فإنه يصلى على نبيه صلى الله عليه وسلم ويدعو له ثم يتمنى على الله تحلة عليه السلام۔ مسند احمد ج ۲ ص ۴۱۲ دار الفكر بيروت

۱۲۶۱۔ حدثنا ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس بين عيسى وبين نوح نبي يعني عيسى عليه السلام۔ كنز العمال ج ۱۱ ص ۴۱۲

۱۲۶۲۔ حدثنا ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ينزل عيسى بن مريم عليه السلام فيقول أميرهم تعال صل بنا فيقول لا إن بعضكم على بعض أمراء تكرمة الله هذه الأمة۔ رواه ابن ماجة والحاكم في المستدرك وصححه ووافقه الذهبي كذا في الجامع الصغير للسيوطي ج ۲ ص ۱۲۱ وكذا في كنز العمال ج ۱۱ ص ۴۱۲

۱۲۶۳۔ عن جبير بن نفير الحضرمي قال سمعت النواس بن سمعان الكلابي يقول غدا رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم فذكر الدجال فقال إن يخرج وأنا فيكم فأنا حجيجه دونكم وإن يخرج ولست فيكم فامرؤ حجيج نفسه والله خليفتي على كل مسلم۔ رواه أبو داود كذا في المشكوة ص ۴۷۴ باب العلامات بعد سؤاله الذهب مال في النهاية ج ۱ ص ۴۱۲ السنائي وغيره۔

۱۲۶۴۔ عن جبير بن نفير الحضرمي قال سمعت النواس بن سمعان الكلابي يقول غدا رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم فذكر الدجال فقال إن يخرج وأنا فيكم فأنا حجيجه دونكم وإن يخرج ولست فيكم فامرؤ حجيج نفسه والله خليفتي على كل مسلم۔ رواه أبو داود كذا في المشكوة ص ۴۷۴ باب العلامات بعد سؤاله الذهب مال في النهاية ج ۱ ص ۴۱۲ السنائي وغيره۔

میں ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی جو اپنے دشمنوں کے مقابلہ پر غالب رہے گی یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں اور حضرت عیسیٰ ان سے فرمائیں تشریف لائیے۔ مسند احمد

۱۲۶۱۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت سے پہلے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام دفعتاً تشریف لا کر پہنچیں گے اور انکی آمد کے بعد لوگ انکے سوا کسی سے بے نیاز ہو جائیں گے (کنز العمال)

۱۲۶۲۔ ابن عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں (بخاری) قیامت کیسے چالیس ہو سکتی ہے جبکہ دل میں نور نہ ہوں اور آخر میں عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں۔

۱۲۶۳۔ جبیر بن نفیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس امت

کی مناسبت نقل کرنے سے تسلیت کی غرض اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا مذکور بھی آجانا ہے ۱۲۶۲۔ حدیث مذکور سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول یقینی ہے، اور اس نزول میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت کے لئے ایک بڑی نعمت بھی یہاں ہے، پھر تو ہر گونہ مشارکت اور اتحاد کے دعوے کی جو جاتی ہے مگر جو لفظ اپنے پیغمبر رسول کی امت کو مثل موسیٰ کی امت کے فرمایا ہے ہمکو یہاں مناسب کے تغایر پر مبنی ہے کہ یہاں پیغمبر رسول کا اصلی مقام ہی امت کے دل میں ہے تابعداری حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دعوے گروہ نصاریٰ کے بعد تشریف لانے کے مرجح نہیں ہے۔ آپکی امت علیحدہ امت عیسیٰ اس لئے کہ سب عیسیٰ علیہ السلام کے تبعین مسلم کرتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی امت بھی درحقیقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے اس میں عیسیٰ علیہ السلام ہیں، دوسرے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بالکل بے معنی امت ہو جائیگی اس امت کا وجود بالکل مختلف ہے یہاں اس امت کے رسول تو صرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری اس امت میں بحیثیت رسالت نہیں ہوگی اس لئے انکی امت کہی گئی ہے یا امت

إِنَّ عِيسَى عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ يَنْزِلُ وَيَحْكُمُ بِشَرِيعَةِ نَبِيِّنَا

۱۲۹۳ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کہ پھر آپ کا نام نہ لیا جائے گا سوائے اس کے کہ آپ ہوں اور آپ ہی ہیں (یعنی وہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے)۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان سے اتریں گے اور ان کی کسی سے رشتہ داری نہیں ہوگی

۱۲۹۳ - حضرت ابن ابی ذئب نے کہا کہ مجھ سے زہری نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ مؤنس نامی ایک شخص کے پاس بھیجا یہ کہتے ہیں کہ میرے باپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرنے کے لئے ان کے پاس بھیجا تو آپ نے مجھکو اپنی جگہ بٹھلایا اور میرے منہ کے اندر اپنا تھوک لگایا (حضرت ابن ابی ذئب نے بھی کہا کہ) اور دعا فرمائی

حدیث نمبر ۱۲۹۳ کے تحت حضرت مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ تحفۃ الاحوذی جلد ۲ صفحہ ۱۲۹ پر فرماتے ہیں:

حدیث مذکور سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے بعض افراد کو نبوت حاصل ہوگی اور وہ اس امت کے نبی ہوں گے اور یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے اور وہ بھی اس امت کے نبی ہوں گے اور یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے اور وہ بھی اس امت کے نبی ہوں گے اور یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے اور وہ بھی اس امت کے نبی ہوں گے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کی طرح ہوں گے اور ایک اور روایت میں ہے کہ جس وقت عیسیٰ علیہ السلام سے سب سے پہلے تم ملیک
میں ہوں گے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوگا وہ اترے گا تم اس کو پہچان لو گے وہ
درمیان لمبا گورے رنگ کا ہوگا سرخ و سفید کنگھی کئے ہوئے سیدھے کپڑے پہنے ہوگا اگر
سر سے پانی ٹپکتا ہوا نہ بھی ہو تو بھی سر کپڑا تر معلوم ہوگا وہ گورے رنگ کی چھوٹی سرخی مائل
ہوگی اور جس کافر پر اس کا سانس پہنچے گا وہ مر جائے گا اور اس کا سانس جہاں تک جائے گا
ہوگا پس وہ ایک دجال کو تلاش کرے گا یہاں تک کہ اس کو باب لد پر پائے گا اور اس کے
ہوں گے پس اس وقت اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجے گا کہ میں نے اپنے
کو نکالا ہے کہ ان سے جنگ کرے کوئی نہ ہوگی تو میرے بندوں کو طور کی طرف لے جا
بھیجے گا اور وہ ہر بلندی سے نکلیں گے اور پہلے لوگ بحیرہ طبریہ پر گزریں گے اور اس کا سارا پانی پی
ذوالقرنین کی دیوار پر گزریں گے اور اس کو بھی توڑ ڈالیں گے اور زمین پر فساد کرنے کا ارادہ
کریں گے اور لوگوں کو قلعوں میں محصور کر لیں گے (مسند احمد)

ایک بات ضرور ہے کہ ہم نے جو کچھ اوپر لکھا ہے اس میں ہر ایک بات کے متعلق صحیح حدیث موجود ہے اور ہم نے
جس حدیث کو لیا ہے اس کے تمام راویوں کو ثقہ اور معتبر لکھا ہے۔ بعض لوگ اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ
ہم نے ان کو ثقہ کہہ دیا ہے تو ہم ان کو ثقہ کہنے کے ذمہ دار ہیں۔ ہم ان کو ثقہ کہنے کے ذمہ دار نہیں ہیں
ہم نے ان کو ثقہ کہنے کی ذمہ داری اپنے اوپر نہیں لی ہے۔ ہم نے ان کو ثقہ کہنے کی ذمہ داری اپنے اوپر نہیں لی ہے

البلد الذی ینزل بہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام وموضع القبر وان بعضہ فیہا عند ظہر فی الترکۃ الیاقتی لآدم فی عہدہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

۱۳۶۷۔ حدثنی عبد الرحمن بن عبد اللہ بن عبد الحکم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الدجال لا یدخل المدینۃ منہ رعب ولا فزع ولا یقربہا ولا یدخلہا ولا یدخل نقبا من انقابہا ولا طریقا من طرقہا ولا یقاتل عند احد من ابوابہا

[illegible]

واپس ہونے لوگوں کے دشمن کے کو ان پہنچے، واپس پلٹ اس کے حق پہلے رہا، وہ سے بہتر ہو
اکی کو کچھ پہلے سے زیادہ تھی ہیں جنگل اس کے جدہ کچھ اور لوگ کے پاس جا بیٹھا، اکی کی ایسی
بچا گیا، سکتا ہیں گے جب اہل کے پاس سے واپس ہوگا تو پہنچے سے سب قطار میں ملا ہوا بیٹھے اور گے
قبضہ میں کوئی مال نہ ہوگا، سب رجال کے ساتھ چھوڑ دیا ہوا ہر ایک شہر میں سے گذرے گا، اسکو حکم دیا جائے
تسلم فرمانے باہر نکل لے، وہ سب کے سب اس کے پیچھے پیچھے سلاح ہوئے ہیں کھیوں کے سوا اسکے
پیچھے پیچھے سب کھیلتا ہوں ہیں اسکے بعد ایک شخص کو ملا جائے گا جو اپنے رب پر بڑا ہوگا اور نکو سے اسکے
لئے کے کہ اسکی دو بیٹیاں ہیں جنہیں زمانہ بھائے نہیں جگہ سے وہاں ناصلہ ہیں جس کو
آواز دے کر بلائیگا، جنت کھلکھلا جائیگا اور وہ یہ تصدیق بازو کھلا ہوگا، ہر شخص کے
ہیں ہر ہم کو بھیجا ہوا وہ ملیق کے منتظر ہیں سعید ہوگا، ہر ایک کو اور ہر ایک کو اور ہر ایک کو
ہو فرشتوں کے ازاں ہر ایک دو فرشتوں کے سوے ہوئے سر جھکائیں گے تو پہلی کے قطرے ٹپکے ہوں گے

[illegible]

اس کے علاوہ ہے اگر ہر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقابل کی کو تفصیلات کر دیں تو آپ خلاف ہو جائے
بلکہ ہیں پھر ہو جائیں گی کہ وہ ہے کے مقابل کی ان تفصیلات میں کسی کو بھی شبہ و اشتباہ کا ہو کہ یہ ہے بلکہ تمام
سطور سے اظہر ہیں مگر آپ کو کسی وجہ سے نظر ہو جائے اگر بیان کلام ہے ہو جائے کہ یہاں مشکل

یک جانب کا پیٹ بھر جائیگا اور سکا جانب ان کے حاجت کے لئے کافی ہوگا اور اونٹنی کے ایک سر سے کے دودھ میں اتنی برکت ہوگی کہ ایک دو دن تک کئی جماعتوں کے لئے کافی ہوگی اور ایک دودھ کی گائے ایک قبیلہ کو اور ایک دودھ کی بکری ایک چھوٹے خاندان کو کافی ہوگی بعض صحابہ کی اس قدر عسرت کی حالت میں ہوگی کہ ایک بھی ہوا ہوگی اور اس سے مسلمانوں کی صدیوں تک بسر اوقات چلتی رہیگی اور ان سب کو موت آجائے گی اور صرف بدترین قسم کے کافر بچے رہینگے جو گدھوں کی طرح علانیہ بدکاری کرنے پھریں گے ان ہی پر قیامت قائم ہوگی (مسلم شریف)

اس روایت میں جو حصہ مقام حبش کے بعد سے سات سال تک تیرو کمان چلانے کا ہے اس کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے

(۱) یہ کہنا ظاہر حال جہان کے مورخین کا ہے ورنہ اصلیت سے اللہ تعالیٰ عنہ تعالیٰ مکنون اور مخفی ہے اور واقعات کی انکھوں کے سامنے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کل مخلوقات سے بے کر بھی بالکل مخلوقات سے اس کو چھڑا، پھر کل مخلوقات سے اس کو چھینے کا جو ذکر ہوا ہے ہم بے وجہ ہر جگہ ان کے سمجھنے کے لئے اپنی ٹانگ اڑاتے ہیں ۱۲

دریا محیط خورشید موجے دارد
تشنہ رو کہ ایں کہ کس بالیست

ذکر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام وذکر الدجال وذکر یاجوج وماجوج وذکر نزول عیسیٰ علیہ السلام من السماء وقتلہ الدجال بباب لد وذکر مدۃ مکثہ فی الارض وذکر خروج یاجوج وماجوج وموتہم وما یکون من دعاء المسلمین بعد ذلک فی امر الدجال ویاجوج وماجوج وعیسیٰ علیہ السلام وما یکون من امر الساعۃ

بکون ھذا من وظائف امامھا

۱۲۶۹۔ حدثنا ابو سعید الاشج حدثنا ابو خالد الاحمر عن داود بن ابی ھند عن الشعبی عن حذیفۃ بن اسید الغفاری قال اشرف النبی صلی اللہ علیہ وسلم علینا ونحن نتذاکر فقال ما تذکرون قالوا نذکر الساعۃ قال انھا لن تقوم حتی تروا قبلھا عشر آیات فذکر الدخان والدجال ودابۃ الارض ویاجوج ومأجوج ونزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام وثلاثۃ خسوف خسف بالمشرق وخسف بالمغرب وخسف بجزیرۃ العرب وآخر ذلک نار تخرج من الیمن من قعر عدن ترحل الناس

شب معراج میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنا کہ قیامت کب قائم ہوگی؟ وقت تو کسی کو معلوم نہیں مگر آپ کو معلوم ہے کہ اس سے پہلے خود دجال کو قتل کرنا ہے اس شخص پر اللہ کی لعنت ہو جس نے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلاح کا ایک بھی موقع ضائع کیا ہو، کیونکہ یہ بات رسول خدا کی امت کے ایک شخص کے متعلق ہوگی تو کیا عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منتقل ہو جائے گی؟

۱۲۶۹۔ ابو سعید اشج کریم ابن خالد احمر سے، وہ داؤد بن ابی ہند سے، وہ شعبی سے، وہ حذیفہ بن اسید غفاری سے روایت کرتے ہیں کہ آپ [illegible] نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ (علیہم السلام) سے بھی پہلی مثال بھی انھوں نے پیش کی تھی انھوں نے ذکر کیا جبرائیل کے فیصلہ کے لئے انھوں نے حضرت ابراہیم کے سامنے مداخلت کی انھوں نے کہا اللہ نے مجھکو صحیح وقت کی کچھ معلومات نہیں پھر موسیٰ علیہ السلام کے سامنے آیا انھوں نے کہا یہی کافی ہے انھوں نے فرمایا جب عیسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گذرا انھوں نے کہا تمہارے کہنے کا وقت کوئی ایک وات اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو بھی نہیں ہے البتہ اس کے بارے میں یہ جانا ہوا ہے کہ [illegible] کے لئے

۱۲۶۹۔ [illegible] کے ساتھ [illegible] کے ساتھ [illegible] کے ساتھ

مِنْ اَیَّامِ وَظَائِفِ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ اِبْطَالِ الدَّجَّالِ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمات میں سے یہاں تک دجال کو قتل کرنا

۱۲۴۰۔ الحاصل عیسیٰ علیہ السلام کی ایک جماعت ہوگی جن کو خدا تعالیٰ کرم فرمائے گا اور وہ اس دجال کے لشکر کی ہوا کہ جائیں گے اور وہ دجال ہوا پر سوار ہوگا اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جماعت کو دیکھ کر وہ بہت متعجب ہوگا اور وہ ایک ٹیلہ پر

نزول عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام وقتل کرنہ ایاہ الامۃ وغیرھا فی خلافۃ

۱۲۷۰۔ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
الاول طائفۃ من [illegible] علی علی طابر من [illegible] وھم [illegible]
عیسی بن مریم علیہ السلام فیقول [illegible] منکم

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری اور امیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظہوری

۱۲۷۰۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت میں سے ایک جماعت حق کے مخالف پر جنگ کرتی رہے گی [illegible] وہ [illegible] ہے [illegible]

۱۲۷۱۔ [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی [illegible] [illegible] [illegible]

التمہید لما یصح من سائر الاسماء علی ما ثبت اولی

النامر بنبی صلی اللہ علیہ وسلم

۱۲۷۳ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لیس نبی ولا ملک

وعباس بن مصعب بن كان رأسه يغسل ويرجل ثيابه من فضائل الناس في الإسلام ومن الصليب ويمشي الحسن ويرد ويسع الجزية وتهدأ الدنيا ذلك الخلق كلهم إلا الإسلام وهو يهدم الصخرة الشرقية تعالى ويكسر الأرض ويبقى ما يعبد فيها عيسى عليه السلام يقتل الدجال بعد وأخرجه ابن أبي شيبة في مسنده وابن حبان في صحيحه وابن جرير وكذا في الدر المنثور وعزاه الحافظ في الفتح من رواية جمع عليه السلام

حجة الإسلام على قبر النبي صلى الله عليه وسلم ما ورد عليه السلام

۱۳۴۳ - وعن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لتجئن يعني من مدينة تحرزه حتى يأتي الجزاء وتنتهي حيث ما شاء الله في الفتح، وعن عبد الله بن مسعود وأنس بن مالك يقول الله تعالى ويرد عليه السلام ويقول الله تعالى ويقبض السلام حتى لا يبقى ويقبض السلام ويرد السلام ويقبض السلام ويقبض السلام ويقبض

[illegible] عدلاً و قاسطاً و لیسلکن فجاجاً [illegible] مقسطین و لیأتین قبر [illegible] حتی یشد [illegible] و لا یأتی [illegible] ثم یبعث [illegible] ثم حزینة [illegible] حتی یأتی [illegible] ثم یأتی [illegible] ثم حزینة [illegible] ثم یأتی [illegible]

[illegible] ۱۲ منه

باب ترویح علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا کے بعد اور نزول کے بعد

۱۲۷۵ - عن عبد اللہ بن [illegible] عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] و عن [illegible] و عن [illegible] و عن

۲۷۶۔ [illegible] سلام [illegible] مال [illegible]
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] عن [illegible] عن [illegible]
[illegible] وسلم [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
[illegible] وسلم [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] عن [illegible]
[illegible] عن [illegible] عن [illegible] عن [illegible]
[illegible] عن [illegible] عن [illegible] عن [illegible]
[illegible] عن [illegible] عن

الرسول الاعظم النبی الامی الہاشمی المطلبی سیدنا محمد بن

عبداللہ رحمہم اللہ تعالیٰ وارضاہم عنا وعن اولادہم وعن امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نبی امی و مطلبی الہاشمی سیدنا محمد بن عبداللہ جو سب سے برتر رسول ہیں بحاظ بعثت سب سے

آخر و بعد تاریخ سب سے اول اُن پر صدائے بیشمار درود و سلام

[illegible] بھی [illegible] کہ [illegible] کے [illegible] جب [illegible] کی
بھی بہت مروج تھا اگر ہم ایک نے [illegible] کی بات ہی کہا تھا کہ [illegible]
[illegible] کے [illegible] کے [illegible] کے [illegible] کے [illegible]
[illegible] سے [illegible] کی [illegible] کہ [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] ۱۰ سال [illegible] ۱۰ سال [illegible] ۱۰ سال [

۱۲۸۰ - عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یبعث نبی الا فی قرن من قومہ الی قرن انا من القرن الذی کنت منہ رواہ الترمذی۔

۱۲۸۱ - عن واثلۃ بن الاسقع قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اللہ اصطفی کنانۃ من ولد اسمٰعیل واصطفی قریشا من کنانۃ واصطفی من قریش بنی ھاشم واصطفانی من بنی ھاشم رواہ مسلم وفی روایۃ الترمذی ان اللہ اصطفی من ولد ابراھیم اسمٰعیل واصطفی من ولد اسمٰعیل بنی کنانۃ۔

۱۲۸۲ - عن العباس انہ قال یا رسول اللہ ان فخر یعجبہ فھل لنا فیہ شیء فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما احبکم رجل من العرب حتی یکون من قبلہ فیکم قالوا فان رسول اللہ منا اذا مات فنحن نتحدث بقبرہ ونفخر بہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ خلق الخلق فجعلنی من خیر خلقہ من خیر فرقہ فرقتین فجعلنی فی خیرھم فرقۃ وجعلھم قبائل فجعلنی من خیر قبیلۃ وجعلھم بیوتا فجعلنی من خیر بیوتھم بیتا وانا خیرکم نفسا وخیرکم بیتا رواہ الترمذی۔

۱۲۸۰ - ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ہر زمانہ سے ایسے زمانہ میں بھیجا گیا ہوں کہ جس زمانہ میں میری قوم کے لوگ ہوتے ہیں یہاں تک کہ میں اس زمانہ میں پیدا ہوا ہوں جس میں اب ہوں۔ (بخاری شریف)

۱۲۸۱ - واثلہ بن اسقع روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے قبیلہ کنانہ کو انتخاب فرمایا ہے کیونکہ میں نے قریش کو انتخاب فرمایا اور قریش میں سے قبیلہ بنو ہاشم کو پھر بنو ہاشم میں سے مجھ کو منتخب فرمالیا۔ (مسلم)

۱۲۸۲ - حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے کوئی لوگوں نے آپس میں تذکرہ کیا ہے کہ سب سے کم عمر کا لڑکا سنا اس پر تم نے کیا فخریہ کلمہ فرمایا تھا کہ مجھ سے زیادہ کون ہوں اور تم نے کہا کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا نسب، محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بیان کیا اللہ تعالیٰ نے ہی مخلوق پیدا فرمائی تو مجھ کو اپنی سب سے بہتر مخلوق میں پیدا فرمایا اس کے بعد ان کے دو فریق بنائے تو مجھ کو انہیں میں بہتر فریق میں پیدا فرمایا اور پھر قبائل بنائے تو مجھ کو بہتر قبیلہ میں پیدا فرمایا اور پھر گھرانے بنائے تو مجھ کو بہتر گھرانے میں پیدا فرمایا پس میں تم سب سے بہتر شخص ہوں اور تم سب سے بہتر گھرانے کے ہو۔

۱۲۸۳۔ عن حسن بن محمد بن علی قال ولدت لنا ولد سمی محمد صلی اللہ علیہ وسلم فاحببت ان اسمیہ باسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت یا رسول اللہ ولد لی ولد فاحببت ان اسمیہ باسمک فقال سموا باسمی ولا تکتنوا بکنیتی فانی انما بعثت قاسما اقسم بینکم (رواہ ابوداؤد)

۱۲۸۴۔ عن عبداللہ بن ابی طالب عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ اختار من الناس العرب واختار من العرب مضر واختار من مضر قریشا واختار من قریش بنی ہاشم واختارنی من بنی ہاشم فانا خیار من خیار من خیار (رواہ الترمذی)

۱۲۸۵۔ عن عبداللہ بن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ اختار من خلقہ اثنین فاختار من الاثنین بنی آدم واختار من بنی آدم العرب واختار من العرب مضر واختار من مضر بنی کنانۃ واختار من بنی کنانۃ قریشا واختار من قریش بنی ہاشم واختارنی من بنی ہاشم فلم ازل خیارا من خیار الا فمن احب العرب فبحبی احبہم ومن ابغض العرب فببغضی ابغضہم (رواہ الترمذی)

۱۲۸۳۔ حسن بن محمد بیان کرتے ہیں کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں اکٹھے سال بسوا ہوئے تھے اس سال میں کہ اصحاب الفیل کا قصہ پیش آیا تھا ہم دونوں ہم عمر تھے لیکن آپ تو ہاشمی تھے اور ہاشمی ہونے کے ناطے سے آپ بڑے تھے اور میں آپ سے چھوٹا تھا اس لئے میں نے اپنے والد سے عرض کیا کہ ہم بڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والے کریں تو اس لئے میں نے آپ کا نام محمد رکھا ہے اور میں آپ سے پہلے ہوں (یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اصحاب الفیل کے قصہ سے بہت ہی قریب کیا) (ترمذی)

۱۲۸۴۔ عبداللہ بن ابی طالب اپنے والد سے بیان فرماتے ہیں کہ جس شب میں حضرت آمنہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تھی تو اس وقت وہ وہاں تھا اور موجود تھا اور وہاں کی جو باتیں کہ آپ کی والدہ نے بیان کی تھیں کہ جس وقت میرے ہاں بچہ پیدا ہوا تو میں نے دیکھا کہ وہ سجدہ کے انداز میں ہے اور انگلی کھڑی کئے ہوئے ہے جیسے کوئی دعا مانگ رہا ہو اس پر آسمان سے ایک بادل آیا اور اس نے بچہ کو ڈھانپ لیا (بیہقی)

۱۲۸۵۔ عبداللہ بن عبدالمطلب اپنے والد عبدالمطلب (آپ کا نام شیبہ تھا) (عمرو بن علقمہ بن عبدمناف والمغیرۃ) بن قصی زید ابن کلاب والمہذب وحکیم ابن مرہ ابن کعب بن لوی بن غالب بن فہر قریش ابن مالک

۱۲۸۴۔ حضرت آمنہ کے بیان کردہ یہ واقعہ کے وقت ان کے ساتھ موجود ہونے کے حوالہ سے عبداللہ بن عبدالمطلب نے بیان فرمایا ہے کہ میں اس وقت وہاں موجود تھا۔ (مترجم)

۱۲۸۵۔ حضرت عبداللہ بن عباس کی اس حدیث سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب شریف اور آپ کی ذات گرامی کی وہ خصوصیات ثابت ہوئیں کہ جن کی وجہ سے آپ کو تمام مخلوق پر فضیلت حاصل ہے اور اسی لئے آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص عربوں سے محبت رکھتا ہے وہ میری وجہ سے ان سے محبت رکھتا ہے اور جو شخص عربوں سے بغض رکھتا ہے وہ میرے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھتا ہے۔ (مترجم)

عثمان بن ابی العاص فی غطفان بن سعد بن قیس عیلان بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ حاد الجاسی فی حضرموت فی باب سدرۃ المنتہیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۳۸۱) ۔ عن عائشۃ قالت استأذن حسان بن ثابت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ہجاء المشرکین فقال کیف بنسبی فیہم فقال حسان لأسلنک منہم کما تسل الشعرۃ من العجین

ابن عمرو بن کنانہ بن خزیمۃ بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

(۳۸۲) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حسان بن ثابت نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرکین کی ہجو کرنے کی آپ سے اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا کہ قریش کے ساتھ میرا نسب بھی چونکہ ملا ہوا ہے پھر تم ان کی ہجو کرو گے تو میرا نسب بھی تو اس وقت زیر بحث آئے گا (یعنی تمہارا نسب بھی ہجو ہو جائے گا) حسان نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے نسب کو اس طرح نکال کر الگ کر دوں گا جس طرح آٹے میں سے بال نکال کر الگ کر دیا جاتا ہے۔ (یعنی آپ کی ذات پر کوئی حرف نہ آنے دوں گا)

(۳۸۳) ۔ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعلموا من انسابکم ما تصلون بہ ارحامکم فان صلۃ الرحم محبۃ فی الاہل مثراۃ فی المال منسأۃ فی الاثر

(۳۸۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے نسب کا اتنا علم حاصل کرو جس کے ذریعہ تم صلہ رحمی کر سکو کیونکہ صلہ رحمی کرنا گھر والوں میں محبت کا ذریعہ ہے اور مال میں برکت کا اور عمر میں زیادتی کا۔

(۳۸۴) ۔ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعلموا من انسابکم ما تصلون بہ ارحامکم فان صلۃ الرحم تدعو الرجل لہ اہلہ فیکثرون وتدعو الرجل لہ ماشیتہ فتکثر

(۳۸۴) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے نسب کا اتنا علم حاصل کرو جس کے ذریعہ تم صلہ رحمی کر سکو کیونکہ صلہ رحمی کرنا گھر والوں میں محبت کا ذریعہ ہے اور مال میں برکت کا اور عمر میں زیادتی کا۔

(۳۸۵) ۔ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعلموا من انسابکم ما تصلون بہ ارحامکم فان صلۃ الرحم تدعو الرجل لہ اہلہ فیکثرون وتدعو الرجل لہ ماشیتہ فتکثر

(۳۸۵) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے نسب کا اتنا علم حاصل کرو جس کے ذریعہ تم صلہ رحمی کر سکو کیونکہ صلہ رحمی کرنا گھر والوں میں محبت کا ذریعہ ہے اور مال میں برکت کا اور عمر میں زیادتی کا۔

نمبر شمار	اسماء کرام	القاب و خطاب	نمبر شمار	آبا کرام	جہاں قیام
۱	عبداللہ	ابو	۲	مالک	چندوتی
۲	عبدالمطلب	فاتک	۱۲	قصی	مکہ مکرمہ
۳	ہاشم	علی	۱۴	کعب ثانی	بترہ
۴	عبدمناف	ابوالمغیرہ	۱۵	غالب	غواث (بہشہر)
۵	قصی	مجمع	۹	مدرکہ	سلطنے
۶	کلاب	فاطمہ	۱۰	خزیمہ	
۷	مرہ	عبید	۱۱	مدرکہ	لعلی (جنوب)
۸	کعب	عقیبہ	۱۸	معد	
۹	لوی	ذکوان	۱۹	عدنان	معدہ
۱۰	غالب	وہب	۲	معد	معدہ
۱۱	فہر بلقب بقریش	ابوالحارث	۲	عدنان	صعدہ

(۳۸۶) حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تم لوگ اپنے نسب کا علم حاصل کرو جس کے ذریعہ تم صلہ رحمی کر سکو کیونکہ صلہ رحمی کرنا گھر والوں میں محبت کا ذریعہ ہے اور مال میں برکت کا اور عمر میں زیادتی کا۔ (یعنی اس کی وجہ سے عمر لمبی ہوتی ہے)

(۳۸۷) حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تم لوگ اپنے نسب کا علم حاصل کرو جس کے ذریعہ تم صلہ رحمی کر سکو کیونکہ صلہ رحمی کرنا گھر والوں میں محبت کا ذریعہ ہے اور مال میں برکت کا اور عمر میں زیادتی کا۔ (یعنی اس کی وجہ سے عمر لمبی ہوتی ہے)

(رواہ البخاری کتاب الجہاد باب من اعد للغزو ان لا یسہم لہ)

۱۲۸۷۔ عن عمر بن الخطاب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثلہ وزاد فیہ فقال ما احب ان لی بہ حمر النعم وزاد فیہ قال لیکونن بعدی اقوام یعطون ما سئلوا فکان ابو بکر لا یعطی احدا شیئا فلما ولی عمر منع اشیاء فقال لیکونن بعدی اقوام یسئلون فیعطون فلما رای ذلک امسک۔ (رواہ ابو داؤد کتاب الخراج والامارۃ والفیء باب فی بیان مواضع قسم الخمس وسہم ذی القربی)

۱۲۸۸۔ عن زید بن ثابت قال کان قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظۃ والنضیر بین من شہد من المسلمین وعزل الخمس فاعطی سہمہ لمن لم یشہد وکان سہمہ لمن شہد ولم یغب عنہا ولم یتخلف عنہا ولم یکن یقسم لاحد من الناس من غنائمہم حتی یقسم ما اصاب قبلہ من شہد الوقعۃ وسہم لہ معہم۔ (رواہ ابو داؤد من طریق متعددۃ)

۱۲۸۹۔ عن خالد بن سعید عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتم تقولون یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وتغزو ان عن یمینک وعن شمالک وبین یدیک ومن خلفک وانا ہہنا لا اغزو ان عن یمینی ولا عن شمالی ولا بین یدی ولا من خلفی۔ (بخاری شریف)

(ان میں سے اصطرح صدقت نکال لو نگا جیسا بال رکھنے والے سے بال نکال لیا جاتا ہے یعنی ان کے اموال کا کچھ حصہ بطور زکوٰۃ کے وصول کرونگا)

۱۲۹۰۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب پیدا ہوئے تو آپ ختنہ شدہ تھے اور آپ کا ناف بھی ٹھیک تھا۔ (بیہقی)

۱۲۹۱۔ یزید بن ثابت بیان کرتے ہیں کہ قینقاع، نضیر اور قریظہ کے اموال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے قبل آپ کو عطا فرمائے اور آپ کے سب علامات بیان کرتے تھے حتی کہ جب حبر (یہودی عالم) نے آپ کا اسم گرامی اور آپ کی علامات سنیں تو اس نے خبر دی کہ یہ اسی رسول کے ظہور کی علامات ہیں یعنی آپ نبی ہیں اور آپ کے بعد اور کوئی نبی نہیں ہوگا آپ کا اسم مبارک احمد اور آپ کی ہجرت کے شہر کا نام یثرب ہوگا جب آپ یثرب تشریف لائے تو اس یہودی نے یہود سے جا کر آپ پر حسد کیا اور آپ کا انکار کیا اور کافر بنے الخ

۱۲۹۲۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد سے یہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ سے مشرکین کے ہم سے بارے میں کیا ارشاد فرمایا آپ نے فرمایا کہ میرے

(اس وقت الحرب (وک قال یہ ان کے ہر ایک تیر انداز کی ہوا نکلے گی یعنی کمزور ہو جائیں گے اسلام ہی بہادری کی ایک قسم جہاد بالسان بھی ہے)

۱۲۹۵۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ اس حدیث کو اسحاق بن راہویہ اور بزار نے بھی اپنی اپنی مسند میں روایت کیا ہے اور ابو بکر بن مردویہ نے بھی اپنی تفسیر میں روایت کیا ہے اور بیہقی نے بھی اپنی دلائل النبوۃ میں روایت کیا ہے اور بیہقی نے کہا ہے کہ اس حدیث کے سب راوی ثقہ ہیں اور بخاری و مسلم کے راوی ہیں اور ابن اسحاق نے اس حدیث کو بیان کرنے میں سماع کی تصریح کی ہے اور ابن اسحاق نے اس حدیث کو بیان کرنے میں سماع کی تصریح کی ہے اور ابن اسحاق نے اس حدیث کو بیان کرنے میں سماع کی تصریح کی ہے

لأشعث حين سأله أن يستكفيه خصومة عبد الرحمن بن ملجم ... رواه الإمام أحمد والنسائي وابن ماجه

حديث

۱۲۹۰۔ عن عبد الله بن أبي أوفى قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: سألت ربي أن لا يدخل الجنة أحداً أعانني على حبس أبي طالب إلا أدخله الجنة، وسألته أن لا يدخل النار أحداً ممن آمن بي ونصرني إلا أدخله الجنة، وسألته أن لا يدخل النار أحداً ممن آمن بي وصدقني إلا أدخله الجنة، فأعطاني ثلاثاً وأنا أرجو له الرابعة. رواه الطبراني في الأوسط وفيه عبد الله بن عمر بن أبان الجعفي وهو ضعيف جداً.

لے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام، یا حضرات عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی اور آپ کی امت میں بھی بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ پر قسم کھا جائیں تو اللہ ان کی قسم پوری کر دیتا ہے، ان میں سب سے کمتر درجہ کے بزرگ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں۔ (مسند احمد)

۱۲۹۰۔ عمران خلد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اصل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہو گئی تو انہوں نے بارگاہ رب العزت میں التجا کی کہ اے رب میں تجھ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں جو تیرے آخری نبی ہیں سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے بخش دے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا آدم تم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کیسے پہچانا میں نے تو ابھی تک پیدا بھی نہیں کیا انہوں نے عرض کی اے رب جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے بنایا اور اپنی روح مجھ میں پھونکی تو میں نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ پایوں کے عرش کے ستونوں پر لکھا ہوا ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں سمجھ گیا کہ تیرے نام کو تو نے اپنے نام کے ساتھ

صحابیت ہی کی بنا پر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بھری جنت ہی کی بشارت دی ہو، اس کی آمد کا ذکر فرمایا ہو، علیہ السلام کی مخاطبوں میں مسلسل تیرہ سو برس کی شرافت و حرمت کے باوجود ان کی ہزارویں ایک کے برابر بھی نہیں ہو سکتی اور اس کے بعد ہم نے جو کہا ہے کہ ... ہر بھری ہزار کے ایک کو ... ہے جلد ... کی جنگ کے بعد ... ہو گیا ... ہو گئے ... ہو گئے ... ہو گئے

۱۲۹۱ھ میں جب حاجی امداد اللہ صاحب مکہ معظمہ تشریف لے گئے تو مولانا محمد قاسم صاحب بھی ان کے ساتھ گئے تھے۔ مکہ معظمہ میں حاجی صاحب کے ساتھ مولانا محمد قاسم صاحب بھی مشورہ میں شریک ہوتے تھے۔ حاجی صاحب کے خلیفہ حافظ محمد ضامن صاحب کا بیان ہے کہ حاجی صاحب کے ساتھ مولانا محمد قاسم صاحب بھی مشورہ میں شریک ہوتے تھے۔ حاجی صاحب کے خلیفہ حافظ محمد ضامن صاحب کا بیان ہے کہ حاجی صاحب کے ساتھ مولانا محمد قاسم صاحب بھی مشورہ میں شریک ہوتے تھے۔

۱۲۹۱ھ میں حاجی صاحب کی اجازت سے مولانا محمد قاسم صاحب نے مدرسہ عربی دیوبند کی بنیاد رکھی۔ مدرسہ کی بنیاد رکھنے کے بعد مولانا محمد قاسم صاحب نے مدرسہ کے انتظام کے لئے ایک کمیٹی بنائی۔ اس کمیٹی میں حاجی صاحب کے خلیفہ حافظ محمد ضامن صاحب بھی شریک تھے۔ حاجی صاحب کے خلیفہ حافظ محمد ضامن صاحب کا بیان ہے کہ حاجی صاحب کے ساتھ مولانا محمد قاسم صاحب بھی مشورہ میں شریک ہوتے تھے۔

۱۲۹۱ھ میں حاجی صاحب کی اجازت سے مولانا محمد قاسم صاحب نے مدرسہ عربی دیوبند کی بنیاد رکھی۔ مدرسہ کی بنیاد رکھنے کے بعد مولانا محمد قاسم صاحب نے مدرسہ کے انتظام کے لئے ایک کمیٹی بنائی۔ اس کمیٹی میں حاجی صاحب کے خلیفہ حافظ محمد ضامن صاحب بھی شریک تھے۔ حاجی صاحب کے خلیفہ حافظ محمد ضامن صاحب کا بیان ہے کہ حاجی صاحب کے ساتھ مولانا محمد قاسم صاحب بھی مشورہ میں شریک ہوتے تھے۔

نحمدہ من جملۃ الشرائف ونشکرہ علی عوارف الصلوٰۃ والسلام علیہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مختصر حلیہ شریف جسکو شمائل ترمذی سے جمع کیا گیا ہے

ظاہر و روشن ہے طالبوں پر اور واضح ہے کہ جو شخص چاہتا ہو کہ ہر کتاب کے شروع میں اس کے مؤلف کا حلیہ لکھا ہوا دیکھے تاکہ [illegible] جانے جسکی بڑی غرض غایت یہ ہوتی ہے کہ علم فیاضی کی رو سے یہ فائدہ اٹھایا جائے کہ اس کتاب کا مؤلف کس حلیہ پر ہے۔ بس ضرورت کس علم و عبادت اور کن اخلاق و صفات کا مالک ہوتا کہ اس کے کلام کے سننے سے قبل اس کے اخلاق کا مطالعہ کیا جائے کتاب کے دیباچہ کا صفحہ گذشتہ اوراق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و شمائل اور آپکی پاکیزہ و بلند تعلیمات اور آپکی بے مثل صفات کا کچھ تذکرہ ملاحظہ فرما چکے ہیں اب آپ کا مختصر حلیہ شریف بھی ملاحظہ کیجئے تاکہ آپ کے کمالات علیہ کو دیکھکر آپ کے مقدس حلیہ کی کچھ قدر آپ کے سمجھ سکے اور آپکی سیاہ صورت کو پڑھکر آپکی کمالات کا کچھ اندازہ کیا جا سکے۔ ہر چند کہ حسن کا تعدد و تحدد الفاظ و حروف سے کیا اندازہ کیا جا سکتا ہے تاہم اس بارے میں آپ کے مقدس صحابہؓ آپ کے حلیہ شریف کے متعلق جو کچھ بیان کر سکتے تھے وہ لے آئے ہیں یہ ظاہر بہت بڑا احسان ہے کہ انھوں نے ہمارے مخاطب امت کے لئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے محروم رہی کم از کم یہی سامان تسلی مہیا کر دیا ہے ؎

بلا بودے اگر ایں ہم نبودے

بہر حال اب آپ اسی کو پورے ذوق و شوق اور پورے ایمان و ایقان کے ساتھ پڑھیں اور بار بار پڑھیں شاید کہ اسی واسطہ سے آپ کے قلب میں حسن نبوت کا عشق سما جائے اور اسی پر آپ کا حشر ہو۔ اسی حسن عشق کا کوئی ادنیٰ نمونہ جنت میں آپکو مل جائے ؎

دلا تا نہ ترا نیز گے مقصد نشاں ۔ گرا نہ رسد تیر تو شاید بہ نشانے

[illegible] معلوم ہو جانے کے بعد حضرت مصنف صاحب ظاہر ہوتے ہیں تاکہ مؤلف کا حلیہ کتاب کا ظاہر کہلاتا ہے اور کتاب کی صفات مؤلف کی صفات سے پیدا ہوتی ہیں اور کتاب کی صفات کے ساتھ مؤلف کے حلیہ کا علم ہونا ضروری ہے اسی لئے مؤلف نے اپنے حلیہ کو [illegible] ہیں مرتب کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک کو [illegible] آسمان و زمین میں چمک رہے تھے کتاب سے ہر ایک کتاب کے مطالعہ سے پہلے ہی [illegible] کتاب کا مؤلف کس طرح آپ کے حلیہ سے مزین ہوا ہے اور کس طرح آپ کے حلیہ کا مظہر بن گیا ہے اور کس طرح آپ کی [illegible] ہے۔ یہ ایک فائدہ ہے اسی طرح دوسرا فائدہ کتاب کو ہر ایک [illegible] کی دیدار کا [illegible] ہے۔

[illegible]

۳۹۲۔ [illegible]

۳۹۳۔ [illegible]

۳۹۴۔ [illegible]

حدیث رقم ۱۲۹۴ و ۱۲۹۵ کی تشریح

۱۲۹۴ عن عبدہ بن محمد بن خنیس بإسناد مثلہ قال قلت لأم سلمۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا أم المؤمنین کم کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقیم بمکۃ عام الفتح حین فتح مکۃ قالت سبع عشرۃ لیلۃ

۱۲۹۵ وعن حاتم بن میمون قال سألت أنسا کم أقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمکۃ حین قدمہا یعنی عام الفتح قال أقام بہا تسع عشرۃ لیلۃ

میرے ساتھ رہی کہتی ہیں وہی نے کہا کہ ہمیں کہیے، اس وقت تک آپ کی عمر مبارک ۶۳ برس ہو چکی تھی میں سال کی معمد ہو چکے تھے، وہی نے کہا اطلاع کر دو کہ ہمارے صاحب مبارک یوں بیان فرماتے تھے کہ آپ بیمار ہوئے، بیمار رہے، تھکے آماندہ رہے، ان دنوں میں آپ کے بالوں کے متعلق یہ بیان کرتے تھے کہ کنپٹی، ڈاڑھی اور سر کے بالوں میں کل ۱۴ بال سفید ہوئے تھے بخاری کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ کا سر مبارک تیل لگا ہوا ہوتا تھا جس کسی نے آپ کے بال دیکھے تھے اس نے آپ کے بال سفید نہیں دیکھے تھے، ہاں جب آپ نے اپنے بعض بال سفید دیکھے تھے تو آپ نے ان کو مہندی اور کتم سے رنگ دیا تھا۔

۱۲۹۴ - الوحدہ بن محمد بن خنیس اسی روایت کرتے ہیں کہ میں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ آپ کے صاحب مکہ میں کتنے دن ٹھہرے تھے، ان دنوں میں آپ کا کیا حال تھا، انہوں نے کہا کہ آپ نے فتح مکہ کے سال ۱۷ دن قیام فرمایا تھا۔

۱۲۹۵ - حاتم بن میمون اسی قتادہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ نے مکہ میں کتنے دن قیام فرمایا تھا، انہوں نے کہا ۱۹ دن۔

۱۲۹۵ - جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چاندنی رات میں دیکھا، میں کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور کبھی چاند کو دیکھتا تھا، آپ سرخ دھاری دار کپڑے پہنے ہوئے تھے مجھے تو آپ چاند سے زیادہ حسین نظر آتے تھے۔ (رواہ الترمذی والنسائی)

۲۹۶ عن انس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احسن الناس خلقا فارسلنی یوما لحاجۃ فقلت واللہ لا اذہب وفی نفسی ان اذہب لما امرنی بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخرجت حتی امر علی صبیان وہم یلعبون فی السوق فاذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قابض بقفای من ورائی فنظرت الیہ وہو یضحک فقال یا انیس اذہبت حیث امرتک قلت نعم انا اذہب یا رسول اللہ قال انس واللہ لقد خدمتہ سبع سنین او تسع سنین ما علمتہ ترک شیئا صنعتہ لم صنعت ہذا ہکذا ولا ترک شیئا لم اصنعہ لم لم تصنع ہذا ہکذا۔ رواہ مسلم

۲۹۷ عن انس قال خدمت النبی صلی اللہ علیہ وسلم عشر سنین فما قال لی اف قط ولا قال لشیء صنعتہ لم صنعتہ ولا لشیء لم اصنعہ الا لم لم تصنع ہذا ہکذا۔ رواہ مسلم

۲۹۸ عن انس قال کنت امشی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ برد نجرانی غلیظ الحاشیۃ فادرکہ اعرابی فجبذہ بردائہ جبذۃ شدیدۃ حتی نظرت الی صفحۃ عاتق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد اثرت بہا حاشیۃ البرد من شدۃ جبذتہ ثم قال یا محمد مر لی من مال اللہ الذی عندک فالتفت الیہ فضحک ثم امر لہ بعطاء۔ متفق علیہ

۲۹۹ عن ثابت قال قیل لانس ارایت ثوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف کان اکان یلبس ثوبین اذا اصابہ الوسخ غسلہما فقال لقد لبس علینا ثوبہ حتی قلنا ان بعض ابلنا لتاکل ثوبہ۔ رواہ البخاری

۳۰۰ عن انس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احسن الناس خلقا ولقد فزع یوما فرکب فرسا لابی طلحۃ عریا ما علیہ سرج فخرج فی ناحیۃ المدینۃ فرجع وہو یقول لم تراعوا لم تراعوا ثم قال وجدناہ بحرا او انہ لبحر۔ متفق علیہ

۳۰۱ عن انس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجود الناس وکان اشجع الناس ولقد فزع اہل المدینۃ لیلۃ سمعوا صوتا فانطلق ناس قبل الصوت فتلقاہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راجعا وقد سبقہم الی الصوت وہو یقول لن تراعوا لن تراعوا وہو علی فرس لابی طلحۃ عری ما علیہ سرج فی عنقہ سیفہ فقال لقد وجدتہ بحرا او قال انہ لبحر۔ متفق علیہ

۲۹۶ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ اچھے اخلاق والے تھے ایک دن آپ نے مجھے کسی کام کے لئے بھیجا میں نے کہا خدا کی قسم میں نہیں جاؤں گا حالانکہ میرے دل میں تھا کہ جس کام کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے اس کام کو ضرور جاؤں گا چنانچہ میں چل دیا یہاں تک کہ بازار میں پہنچا تو کچھ لڑکے کھیل رہے تھے اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے سے میری گدی پکڑ لی میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ ہنس رہے تھے آپ نے فرمایا اے انیس جہاں جانے کو میں نے تجھ سے کہا تھا وہاں گیا تھا میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ میں جا رہا ہوں انس کہتے ہیں کہ میں نے آپ کی خدمت دس سال کی اور خدا کی قسم آپ نے کبھی مجھ سے یہ نہیں فرمایا کہ تو نے یہ کام کیوں کیا اور یہ کام کیوں نہیں کیا۔ مسلم

۲۹۷ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی آپ نے کبھی مجھ کو اف تک نہیں کہا اور نہ کبھی یہ کہا کہ تو نے یہ کام کیوں کیا اور یہ کام کیوں نہیں کیا۔ مسلم

۲۹۸ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا آپ نجرانی موٹی چادر اوڑھے ہوئے تھے ایک اعرابی نے آپ کو پکڑ لیا اور آپ کی چادر کو بڑے زور سے کھینچا یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ آپ کے شانہ مبارک پر چادر کے کنارے کی رگڑ سے نشان پڑ گیا ہے پھر اعرابی نے کہا اے محمد مجھ کو اللہ کے مال میں سے کچھ دینے کا حکم دیجئے آپ نے اس کی طرف دیکھا اور ہنس دیئے پھر اس کو کچھ دینے کا حکم دیا۔ متفق علیہ

۲۹۹ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑا کیسا دیکھا تھا کیا آپ دو کپڑے پہنتے تھے جب میلے ہو جاتے تھے تو دھوتے تھے انہوں نے کہا ہم سے تو آپ کے کپڑوں کا معاملہ مشتبہ ہو گیا یہاں تک کہ ہم کہنے لگے کہ آپ کے اونٹوں کو آپ کے کپڑے کھا گئے ہیں۔ بخاری

۳۰۰ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ اچھے اخلاق والے تھے ایک دن آپ گھبرا گئے تھے تو ابوطلحہ کے ایک گھوڑے پر سوار ہوئے جس پر زین نہیں تھی آپ مدینہ کے ایک طرف گئے پھر واپس آئے اور فرماتے تھے کہ ڈرو نہیں ڈرو نہیں پھر فرمایا کہ ہم نے اس گھوڑے کو دریا کی طرح پایا یا یہ کہا کہ یہ گھوڑا دریا ہے۔ متفق علیہ

۳۰۱ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ سخی اور سب لوگوں سے زیادہ بہادر تھے ایک رات مدینہ کے لوگ گھبرا گئے تھے کہ کوئی آواز سنی تھی چند لوگ آواز کی طرف چلے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو راستہ میں ملے آپ آواز کی طرف سب سے پہلے پہنچ گئے تھے آپ ابوطلحہ کے گھوڑے پر سوار تھے جس پر زین نہیں تھی آپ کی گردن میں تلوار لٹک رہی تھی آپ نے فرمایا کہ ڈرو نہیں ڈرو نہیں پھر فرمایا کہ ہم نے اس گھوڑے کو دریا کی طرح پایا یا یہ کہا کہ یہ گھوڑا دریا ہے۔ متفق علیہ

فی الصفة وفی الطب وفی التراجم وغیرہا۔

۱۳۰۰۔ عن ابی ھریرۃ قال ما رأیت شیئا احسن من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کأن الشمس تجری فی وجھہ وما رأیت احدا اسرع فی مشیہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کأنما الارض تطوی لہ انا لنجھد انفسنا وانہ لغیر مکترث۔ (رواہ الترمذی)

۱۳۰۱۔ عن جابر بن سمرۃ قال کان فی کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطم وفی ساقیہ حموشۃ لم یکن بالطویل ولا بالقصیر اذا مشی تکفأ تکفؤا کأنما ینحط من صبب ولم ار قبلہ ولا بعدہ مثلہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (رواہ مسلم)

۱۳۰۲۔ عن ابی جحیفۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابیض مثل الفضۃ الخالصۃ ذراعاہ وکفاہ اطول من سائر جسدہ وطول اصابعہ سواء فاذا مشی مشی مجتمعا یخطو تکفؤا کأنما ینحط من صبب وبین کتفیہ خاتم النبوۃ وھو خاتمہ النبیین وھو اجود الناس کفا واوسع الناس صدرا واصدق الناس لھجۃ واوفاھم ذمۃ والینھم عریکۃ واکرمھم عشرۃ من رآہ بدیھۃ ھابہ ومن خالطہ معرفۃ احبہ یقول ناعتہ لم ار قبلہ ولا بعدہ مثلہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (رواہ الترمذی)

۱۳۰۳۔ عن کعب بن مالک قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سر استنار وجھہ حتی کان وجھہ قطعۃ قمر وکنا نعرف ذلک فیہ۔ (متفق علیہ)

کہا کیا تو اجازت نے فرمایا آپ کے آل اسعید کی کہا ہے کہ کہ کہ

۳۰۴۔ عن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ربعۃ من القوم لیس بالطویل ولا بالقصیر عظیم الرأس واللحیۃ طویل المسربۃ ضخم الکراکر عاری الأشاجع شثن الکفین والقدمین سائل الأطراف أزهر اللون أدعج العینین أهدب الأشفار جلیل المشاش والکتد أجرد ذو مسربۃ شثن الکفین والقدمین إذا مشی تقلع کأنما ینحط من صبب وإذا التفت التفت معا بین کتفیه خاتم النبوۃ وهو خاتم النبیین أجود الناس صدرا

۳۰۴۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ بہت دراز قامت تھے، نہ بہت پست، آپ کا سر (اپنے مبارک) جسم کے تناسب سے بڑا تھا، بال گھونگھریلے تھے، سر اور ڈاڑھی مبارک کے بال گھنے تھے، جب آپ غصہ ہوتے تو ساتھ والے سمجھ لیتے کہ آپ غصہ ہیں، آپ کی ہتھیلیاں اور قدم گوشت سے بھرے ہوئے تھے، آپ جب چلتے تو قدم اٹھا کر چلتے، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ بلندی سے نشیب کی طرف اتر رہے ہیں، آپ جب پیچھے کی طرف دیکھتے تو پورے بدن کے ساتھ دیکھتے، آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی، آپ خاتم النبیین تھے، آپ سب لوگوں سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ جرأت مند تھے۔ (ترمذی شریف)

۳۰۵۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان فرمایا تو کہا کہ آپ نہ تو بہت لمبے تھے اور نہ ہی پستہ قد تھے، بلکہ درمیانہ قد تھے، قدرے گول مٹول تھے، حضور کے سر اور ریش مبارک کے بال سیاہ تھے، اگر کنگھی کرتے تو بال بکھرے رہتے، آپ کا رنگ سرخ و سفید تھا، آپ کی آنکھیں نہایت سیاہ تھیں، پلکیں لمبی تھیں، جوڑ اور ہڈیاں موٹی تھیں، سینہ پر بالوں کا ہلکا سا نشان تھا، آپ کے ہاتھ پاؤں اور سر پر بال نہیں تھے، آپ کے ہاتھ پاؤں گوشت سے بھرے ہوئے تھے، آپ جب چلتے تو قدم اٹھا کر چلتے، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ بلندی سے نشیب کی طرف اتر رہے ہیں، آپ جب پیچھے کی طرف دیکھتے تو پورے بدن کے ساتھ دیکھتے، آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی، آپ خاتم النبیین تھے، آپ سب لوگوں سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ جرأت مند تھے۔ (ترمذی شریف)

واستدل الناس فيه والله عليه وسلم عن ذلك فقال عيسى بن موسى أراد بهذا أن يحفظه ولم
يحفظه معمر فيما أحسبه يقول ما يدريه لعل ابن عباس لم يسمع هذا من النبي صلى الله عليه وسلم
رواه الترمذي۔

۲۰۴۔ عن الحسن بن أبي قال سألت خالي هند بن أبي هالة وكان وصافا
وأنا أشتهي أن يصف لي شيئا أتعلق به فقال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم فخما مفخما
يتلألأ وجهه تلألؤ القمر ليلة البدر أطول من المشذب وأعظم الهامة رجل الشعر إن انفرقت
عقيقته فرق وإلا فلا يجاوز شعره شحمة أذنيه إذا هو وفره أزهر اللون واسع الجبين أزج
الحواجب سوابغ من غير قرن بينهما عرق يدره الغضب أقنى العرنين له نور يعلوه يحسبه من لم
يتأمله أشم كث اللحية سهل الخدين ضليع الفم

کی دعوت کی اور آپ حاضر ہوئے تو آپ کی خدمت میں کھانے کی کوئی چیز پیش کی گئی آپ نے اس سے کچھ تناول فرمایا اور پھر اس کے بعد کھانا منگوایا گیا تو آپ نے اس سے بھی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَلَا يَدْخُلُ بَيْتًا إِلَّا خَالِيًا وَلَا يَقْبَلُ مِنْ أَحَدٍ فِدْيَةً يَسْأَلُونَهُ إِلَّا أَنْ يَقْبَلَهَا
عَنْ دَوَابِّهِ وَيَجْلِسُونَ إِلَيْهِ يَسْتَفْتُونَهُ فِي الْأَمْرِ فَمَا يَأْمُرُهُمْ بِهِ يَفْعَلُونَ
يَنْهَاهُمْ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَرِسًا بِأَنْفَاسِهِ إِلَّا فِيمَا يَعْنِيهِ وَيُؤَلِّفُهُمْ
وَلَا يُنَفِّرُهُمْ وَيُكْرِمُ كَرِيمَ كُلِّ قَوْمٍ وَيُوَلِّيهِ عَلَيْهِمْ وَيُحَذِّرُ النَّاسَ وَيَحْتَرِسُ مِنْهُمْ مِنْ
غَيْرِ أَنْ يَطْوِيَ عَنْ أَحَدٍ مِنْهُمْ بِشْرَهُ وَلَا خُلُقَهُ وَيَتَفَقَّدُ أَصْحَابَهُ وَيَسْأَلُ النَّاسَ
عَمَّا فِي النَّاسِ وَيُحَسِّنُ الْحَسَنَ وَيُقَوِّيهِ وَيُقَبِّحُ الْقَبِيحَ وَيُوَهِّنُهُ مُعْتَدِلُ الْأَمْرِ غَيْرُ
مُخْتَلِفٍ وَلَا يَغْفُلُ مَخَافَةَ أَنْ يَغْفُلَ أَوْ يَمِلَّ فَمَا يَأْتِي عَلَيْهِ حَالٌ إِلَّا صَيَّرَ نَفْسَهُ عَلَى غَيْرِهَا
وَلَا يَحْزَنُونَهُ الَّذِينَ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِ خِيَارُهُمْ أَشَدُّهُمْ عِنْدَهُ اهْتِمَامًا بِالنَّصِيحَةِ وَأَعْظَمُهُمْ عِنْدَهُ
مَسْأَلَةً أَعَمُّهُمْ مُوَاسَاةً وَمُؤَازَرَةً قَالَ فَسَأَلْتُهُ عَنْ مَجْلِسِهِ فَقَالَ كَانَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقُومُ وَلَا يَجْلِسُ إِلَّا عَلَى ذِكْرٍ وَإِذَا انْتَهَى إِلَى قَوْمٍ جَلَسَ حَيْثُ يَنْتَهِي

جو یہاں موجود نہیں پہنچا دیں اور خبر دیں کہ جو شخص اپنی ضرورت کی خبر مجھ کو نہیں پہنچا سکتا تم اس کی خبر مجھ کو دیدو اور یاد رکھو کہ جو شخص کسی ایسے شخص کی ضرورت کسی با اختیار شخص کو پہنچا دے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے قدم ثابت رکھنے سے محفوظ رکھیگا یہیں آپ کے پاس ان ہی باتوں کا ذکر ہوتا اور ان باتوں کے علاوہ آپ کسی سے اور کوئی بات نہ سنتے تھے آپ کی محفل میں جب لوگ آتے تو سائل اور محتاج کی حیثیت میں آتے اور جب واپس ہوتے تو دین کے کام کر کے واپس ہوتے اور جب اٹھتے تو ضرور کچھ نہ کچھ کھا پی کر اٹھتے اگر اسوقت آپ کے گھر کچھ ہوتا اور یہ بھی بیان فرمایا کہ میں نے آپ سے باہر تشریف لانے کے حالات بھی پوچھے کہ آپ اس میں کیا کیا کرتے تھے حضور نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان مبارک کو فضول اور ضروری باتوں کے ہر قسم کی باتوں سے محفوظ رکھتے تھے اور لوگوں کے ساتھ اس طرح پیش آتے کہ انکو اور محبت پیدا ہو نفرت نہ پیدا ہو ہر قبیلہ کے معزز شخص کی عزت کرتے اور اسکو ان پر والی اور افسر بناتے اور لوگوں کو بھی غیر ضروری باتوں سے بچنے کی ہدایت فرماتے اور خود بھی غیر ضروری اختلاط سے بچتے لیکن اس طرح کہ آپ کی خندہ پیشانی اور خوش خلقی میں فرق نہ آئے کہ اور اپنے دوستوں کا حال دریافت کرتے رہتے اور لوگوں سے عام لوگوں کے حالات بھی پوچھتے اور اچھی بات کی اچھا کہتے اس کی تائید فرماتے اور بری بات کو برا کہتے اور اسکی تردید فرماتے ہر معاملہ میں اعتدال ہوتا افراط و تفریط کچھ نہیں لوگوں سے غافل نہ ہو جاتے اس خطرہ سے کہ کہیں وہ غافل نہ ہو جائیں یا اکتا جائیں۔ آپ کے یہاں ہر بات کا ایک مقام تھا جس بات میں نہ زیادتی کو پسند کرتے اور نہ اس سے آگے تجاوز فرماتے جو لوگ آپ کے خاص ہم نشیں

ہر شخص کو یا مسجد ہدایت فرماتے کہ ہر شخص کو اپنے پاس بیٹھنے دیا کرو اور اگر کوئی شخص آجائے تو اس کے لئے جگہ خالی کر دیا کرو اور اس کی عزت کیا کرو اور آپ کی عادت شریفہ تھی کہ جو شخص آپ سے کوئی چیز مانگتا آپ اس کو عطا فرماتے یا کوئی نرم جواب دیتے اور آپ کے اخلاق سب کے لئے عام تھے آپ ان کے باپ کی طرح تھے اور حق کے معاملہ میں تم لوگ آپ کے نزدیک بالکل برابر اور ایک حیثیت رکھتے تھے آپ کی مجلس علم کی مجلس تھی شرم و صبر کی مجلس تھی اس میں کسی کی آواز اونچی نہ ہوتی اور کسی کی آبرو ریزی نہ کی جاتی اور اگر کسی سے کوئی لغزش ہو جاتی تو اس کو شہرت نہ دی جاتی آپس میں سب برابر شمار ہوتے ایک دوسرے پر فضیلت کا معیار صرف تقویٰ تھا وہ سب باہم ایک دوسرے کے ساتھ تواضع سے پیش آتے بڑے کی تعظیم کرتے اور چھوٹے سے محبت کرتے اور حاجت مند کو اپنے کو دیتے اور مسافر شخص کی پوری نگرانی کرتے (ترمذی شریف)

(رواہ الترمذی)

ہوتے وہ وہی ہوتے جو میں نے بیان کیے ہیں کہ تم کے تزک افضل وہ ہوتا جو سب میں زیادہ اسلام کی خیر خواہ ہوتا اور سب سے زیادہ مرتبہ والا وہ ہوتا جو سب میں زیادہ لوگوں کا خیر خواہ اور ان کا ہمدرد ہوتا تھا وہ کہتے ہیں اس کے بعد میں نے آپ کی محفل کا حال پوچھا تو میرے والد نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نشست و برخاست سب خدا تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ ہوتی تھی جب آپ تو کسی مجلس میں تشریف لیجاتے تو جہاں مجلس ختم ہوتی وہیں بیٹھ جاتے اور آگے جانے کی سعی نہ کرتے اور اسی عادت کا ہر شخص کو بھی حکم دیتے اہل مجلس میں ہر ہر شخص کی طرف التفات فرماتے حتیٰ کہ مجلس میں ہر شخص کو یہی خیال ہوتا تھا کہ آپ کے نزدیک اس سے بڑھکر اور کوئی شخص قابل التفات نہیں ہے جو آپ کے ساتھ بیٹھا کسی معاملہ میں بات چیت شروع کرتا تو آپ کو روکے رکھتا یہاں تک کہ وہی خود واپس ہوتا اور جو شخص کبھی آپ سے کچھ مانگتا آپ اسکو واپس نہیں کرتے تھے مگر یا تو اسکی حاجت پوری فرما کر اور نہ کوئی مناسب بات فرما دیتے آپکا خلق سب کیلئے اور آپ کے اخلاق بمنزلہ باپ کے تھے اور آپ کے نزدیک سب لوگ حق کے معاملہ میں برابر تھے آپ کی مجلس حلم و حیا و صبر و امانت کی مجلس تھی اس میں آواز بلند نہیں کی جاتی تھی اور نہ کسی کی بے حرمتی کی جاتی تھی اور نہ کسی کی لغزش تلاش کی جاتی تھی بلکہ سب متقی ہوکر آتے تھے اور بزرگوں کی تعظیم کرتے تھے اور چھوٹوں پر رحم کرتے تھے اور حاجت مند کو ترجیح دیتے تھے اور مسافر کی رعایت کرتے تھے۔

۱۳۰۸۔ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ الْحُسَیْنُ بْنُ عَلِیٍّ سَأَلْتُ أَبِیْ عَنْ مَدْخَلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَجْلِسِہٖ وَمَسْأَلَتِہٖ فَقَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَائِمَ الْبِشْرِ سَہْلَ الْخُلُقِ لَیِّنَ الْجَانِبِ لَیْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِیْظٍ وَلَا صَخَّابٍ وَلَا فَحَّاشٍ وَلَا عَیَّابٍ وَلَا مَدَّاحٍ یَتَغَافَلُ عَمَّا لَا یَشْتَہِیْ وَلَا یُؤْیِسُ مِنْہُ وَلَا یُجِیْبُ فِیْہِ قَدْ تَرَکَ نَفْسَہٗ مِنْ ثَلَاثٍ الْمِرَاءِ وَالْإِکْثَارِ وَمَا لَا یَعْنِیْہِ وَتَرَکَ النَّاسَ مِنْ

۱۳۰۸۔ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے امام حسین نے کہا کہ میں نے اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضور کا اپنے اہل مجلس کے ساتھ طرز پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ آپ ہمیشہ خندہ پیشانی خوش خلقی کے ساتھ متصف رہتے تھے کسی بات پر آپ کی مواقفت کی ضرورت ہوتی تو موافقت سے موافق ہو جاتے تھے: آپ بدخو سخت گو اور سخت دل نہ آپ چلا کر بولتے تھے: بدکلامی فرماتے تھے: عیب گیر تھے: ناپسند بات سے اعراض فرماتے، دوسرے کی کوئی غرض آپ کو پسند نہ آتی تو اس کو مایوس بھی نہ فرماتے اور صاف جواب بھی نہ دیتے تھے آپ نے تین باتوں سے اپنے آپ کو مبرا فرما رکھا تھا جھگڑے سے بے مطلب بات سے اور تین باتوں سے لوگوں کو بچا رکھا تھا نہ کسی کی مذمت فرماتے نہ کسی کو عیب لگاتے نہ کسی کے عیوب تلاش فرماتے آپ صرف وہی کلام فرماتے جو باعث اجر ہوتا جب آپ گفتگو فرماتے تو آپ کے حواری اس طرح گردن جھکا کر بیٹھتے جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں جب آپ چپ ہو جاتے تب وہ حضرات کلام کرتے آپ کے سامنے کسی بات میں نزاع نہ کرتے آپ سے جب کوئی شخص بات کرتا تو اس کے خاموش ہونے تک سب ساکت رہتے ہر شخص کی بات اول سے سنتے جس بات کو پہلی ہوتی جیسے پہلے شخص کی گفتگو وہی پہلے کسی کی بات پر ہنستے جس

۱۳۰۸۔ حضرت امام حسن اور امام حسین ہی سے مروی ہے ان دونوں حضرات میں جہاں تک کہ ہم اس کا ضبط کر سکے ہیں اسی طرح انبیاء علیہم السلام کی تعریف صرف ہی اور وہی کے لائق نہیں ہوتیں بلکہ ہر ہنر مند کی اسی طرح تعریف ہوتی ہیں اسی لئے حدیث میں ہے تبسم کی کوشش کی حدیثوں کو صرف سرسری نظر پر نہ رکھا اور ہر ایسے شخص کو جو انسانیت کا ایک پیکر ہو سمجھ کر قبول کرنا چاہئے اسی لئے آپ کی اس وقت کی تعریف کے لئے وقت میں گنجائش نہیں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّسَیِّدِنَا اٰدَمَ وَسَیِّدِنَا اِبْرٰھِیْمَ وَسَیِّدِنَا مُوْسٰی وَسَیِّدِنَا عِیْسٰی وَجَمِیْعِ اَنْبِیَآئِکَ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَاٰلِ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ ۝

یا رحمۃ اللہ بی حاشی جبل ۔۔۔ یا نعمۃ اللہ بی صلبس حالی
لیس لی فی غیر اللہ بھم بہ ۔۔۔ سوی محمد اعطی و اجمالی

ثَلَاثٍ كَانَ لَا يَدَعُ أَحَدًا وَلَا يُقِيلُهُ وَلَا يَطْلُبُ عَوْرَتَهُ وَلَا يَتَكَلَّمُ إِلَّا فِيمَا يَرْجُو ثَوَابَهُ وَإِذَا تَكَلَّمَ أَطْرَقَ جُلَسَاؤُهُ كَأَنَّمَا عَلَى رُءُوسِهِمُ الطَّيْرُ فَإِذَا سَكَتَ تَكَلَّمُوا لَا يَتَنَازَعُ عِنْدَهُ الْغَرِيبُ وَمَنْ تَكَلَّمَ عِنْدَهُ أَنْصَتُوا لَهُ حَتَّى يَفْرُغَ حَدِيثُهُمْ عِنْدَهُ حَدِيثُ أَوَّلِهِمْ يَضْحَكُ مِمَّا يَضْحَكُونَ مِنْهُ وَيَتَعَجَّبُ مِمَّا يَتَعَجَّبُونَ وَيَصْبِرُ لِلْغَرِيبِ عَلَى الْجَفْوَةِ فِي مَنْطِقِهِ وَمَسْأَلَتِهِ حَتَّى إِنْ كَانَ أَصْحَابُهُ لَيَسْتَجْلِبُونَهُمْ وَيَقُولُ إِذَا رَأَيْتُمْ طَالِبَ حَاجَةٍ يَطْلُبُهَا فَأَرْفِدُوهُ وَلَا يَقْبَلُ الثَّنَاءَ إِلَّا مِنْ مُكَافِئٍ وَلَا يَقْطَعُ عَلَى أَحَدٍ حَدِيثَهُ حَتَّى يَجُوزَ فَيَقْطَعُهُ بِنَهْيٍ أَوْ قِيَامٍ ۔ (رواہ الترمذی)

بات سے سب بیٹے آپ بھی تبسم فرماتے اور جس سے سب سے زیادہ قریب کرتے تو آپ بھی تعجب میں شریک ہوتے جس کسی سے کلام جب چاپ بیٹھے ہیں سب فرماتی کی تحت گفتگو اور بے تمیزی کے ہر سوال پر صبر فرماتے اگر کسی نے بعض صحابہ کو اجنبی جانا اور دیر تک مسافر کو لے کر آیا کرتے تھے تاکہ اسکے جانبے ہر قسم کے سوالات سے خوب بھی تشفی ہوں اور وہ اسود جواب کی وجہ سے حضرت خود نہ پوچھ سکتے تھے وہی معلوم ہو جاویں آپ بھی ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ جب کسی طالب حاجت کو دیکھو تو اسکی امداد کیا کرو اگر آپکی کوئی تعریف کرتا تو آپ اسکو گوارا نہ فرماتے البتہ نیکو شکر یہ اور احسان کے بدلہ میں کوئی آپ کی تعریف کرتا تب آپ اس پر سکوت فرماتے کسی کی گفتگو کو قطع نہ فرماتے البتہ اگر کوئی حد سے تجاوز کرے تو اس کو روک دیتے یا کھڑے ہو جاتے تاکہ وہ خود تک جائے۔

فَكُنْ مُثْنِيًا مِنْ شَاءَ مَا شِئْتَ وَمِنْ ... شَرَفِ الْمَكَانِ وَمِنْ عِرْفَانِ حَقِّ الْحَقِّ

حَسْبَةُ الْعَبْدِ الْوَلِيِّ وَمَدْحَتُهُ ... مَا عَلَّمَتْهُ الرُّوحُ فَاهُ وَمَا فَضَّلَكَ

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَا ذَرَّ شَارِقٌ وَغَرَبَ وَكُلَّمَا ذَكَرَكَ الذَّاكِرُونَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ الْغَافِلُونَ وَصَلِّ عَلَيْهِ أَفْضَلَ مَا صَلَّيْتَ عَلَى أَحَدٍ مِنْ خَلْقِكَ وَبَارِكْ عَلَيْهِ أَكْمَلَ مَا بَارَكْتَ عَلَى أَحَدٍ مِنْ بَرِيَّتِكَ وَارْضَ اللّٰهُمَّ عَنْ أَصْحَابِهِ وَأَزْوَاجِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ وَذُرِّيَّتِهِ وَعَنْ أَوْلِيَائِهِ وَأَتْبَاعِهِ وَعَنَّا مَعَهُمْ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ وَاجْعَلْنَا اللّٰهُمَّ مِنْ أَهْلِ الْوَسِيلَةِ وَالْفَضِيلَةِ وَالْمَقَامِ الْمَحْمُودِ الَّذِي وَعَدْتَهُ وَاجْزِهِ عَنَّا أَهْلَهُ وَأَجْزَلَ مَا جَازَيْتَ نَبِيًّا عَنْ قَوْمِهِ وَرَسُولًا عَنْ أُمَّتِهِ وَصَلِّ عَلَى جَمِيعِ إِخْوَانِهِ مِنَ النَّبِيِّينَ وَآلِهِ الطَّيِّبِينَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ۔

آمین

تمت

مزید حصہ محمدی شرح احمدی از احمد رضا قادری